رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

۱۸۱۹- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ نَا سَعِيدٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے اور سعید اور ہشام کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ صبح کے بعد تاوقتیکہ سورج نہ چمکے۔

۱۸۲۰- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں

۱۸۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرّٰى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص طلوع آفتاب کے وقت نماز کا قصد کرے نہ غروب آفتاب کے وقت۔

۱۸۲۲- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالُوا جَمِيعًا نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلوع آفتاب کے وقت نماز کا قصد کرو نہ غروب آفتاب کے وقت، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔

۱۸۲۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج کی بھوں ظاہر ہو جائے

WWW.NAFSEISLAM.COM

قَالَ نَا اَبِیْ وَ ابْنُ بِشْرٍ قَالُوْا جَمِیْعًا نَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰی تَبْرُزَ وَ اِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰی تَغِیْبَ۔

تو نماز کو اس وقت تک موقوف رکھو جب تک سورج اچھی طرح ظاہر نہ ہو جائے اور جب سورج کی ٹکیہ غائب ہو جائے تو نماز کو اس وقت تک موقوف رکھو جب تک سورج مکمل غائب نہ ہو جائے۔

۱۸۲۴- حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ نَا لَیْثٌ عَنْ خَیْرِ بْنِ نُعَیْمٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هُبَیْرَةَ عَنْ اَبِیْ تَمِیْمٍ الْجَیْشَانِیِّ عَنْ اَبِیْ بَصْرَةَ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمُخَمَّصِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ عُرِضَتْ عَلٰی مَنْ قَبْلَکُمْ فَضَیَّعُوْهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَیْهَا کَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَیْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰی یَطْلُعَ الشَّاهِدُ وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ۔

حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام مخمص میں ہمارے ساتھ عصر کی نماز پڑھی اور فرمایا: تم سے پہلی امتوں پر بھی یہ نماز پیش کی گئی تھی لیکن انھوں نے اسے ضائع کر دیا لہٰذا جو اس کی حفاظت کرے گا اس کو دوگنا اجر ملے گا اور عصر کے بعد اس وقت تک کوئی نماز جائز نہیں ہے جب تک ستارے طلوع نہ ہو جائیں۔

۱۸۲۵- وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ نَا اَبِیْ عَنِ ابْنِ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ خَیْرِ بْنِ نُعَیْمٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هُبَیْرَةَ السَّبَائِیِّ وَکَانَ ثِقَةً عَنْ اَبِیْ تَمِیْمٍ الْجَیْشَانِیِّ عَنْ اَبِیْ بَصْرَةَ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِمِثْلِهٖ۔

ایک اور سند سے یہ روایت منقول ہے جس میں حضرت ابو بصرہ غفاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی پھر حسب سابق روایت ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۸۲۶- وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِیَّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ یَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّیَ فِیْهِنَّ اَوْ اَنْ نَقْبُرَ فِیْهِنَّ مَوْتَانَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَحِیْنَ یَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِیْرَةِ حَتّٰی تَمِیْلَ الشَّمْسُ وَحِیْنَ تَضَیَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰی تَغْرُبَ۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور اموات کو دفن کرنے سے روکتے تھے، ایک طلوع آفتاب کے وقت جب تک وہ بلند نہ ہو جائے، دوسرے ٹھیک دوپہر کے وقت تاوقتیکہ زوال نہ ہو جائے، تیسرے غروب آفتاب کے وقت تاوقتیکہ وہ مکمل غروب نہ ہو جائے۔

۱۸۲۷- وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِیُّ

عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

قَالَ نَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو عَمَّارٍ وَيَحْيٰى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ عِكْرِمَةُ وَلَقِيَ شَدَّادٌ أَبَا أُمَامَةَ وَوَاثِلَةَ وَصَحِبَ أَنَسًا إِلَى الشَّامِ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ فَضْلًا وَخَيْرًا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلٰى شَيْءٍ وَهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ قَالَ سَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلٰى رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا جُرَآءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ مَا أَنْتَ قَالَ أَنَا نَبِيٌّ قُلْتُ وَمَا نَبِيٌّ قَالَ أَرْسَلَنِي اللّٰهُ فَقُلْتُ وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ قَالَ أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ قُلْتُ لَهُ فَمَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا قَالَ حُرٌّ وَعَبْدٌ قَالَ وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِمَّنْ آمَنَ بِهِ فَقُلْتُ إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا أَلَا تَرٰى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنِ ارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي قَالَ فَذَهَبْتُ إِلٰى أَهْلِي وَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَكُنْتُ فِي أَهْلِي فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ وَأَسْأَلُ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقَالُوا النَّاسُ إِلَيْهِ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ

زمانۂ جاہلیت میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں اور ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے وہ سب بتوں کی پرستش کرتے تھے میں نے ایک شخص کے متعلق سنا کہ وہ مکہ میں ہے اور بہت سی خبریں بیان کرتا ہے۔ میں ایک سواری پر بیٹھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوگیا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپے ہوئے ہیں اور آپ کی قوم آپ پر دلیر ہو رہی ہے، پھر میں ایک حیلہ کر کے آپ کے پاس مکہ میں پہنچا، میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نبی ہوں! میں نے پوچھا نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کونسا پیغام دیکر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے صلہ رحمی، بت شکنی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے کے پیغام کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا: اس دین میں آپ کے ساتھ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: آزاد اور غلام، راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں ایمان لانے والوں میں آپ کیساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت بلال تھے۔ حضرت عمرو کہتے ہیں میں نے کہا لاریب میں آپ کی پیروی کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اس وقت تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ آج لوگ میرے ساتھ کس طرح سلوک کر رہے ہیں۔ اس وقت تم اپنے گھر جاؤ البتہ جس وقت تم یہ سن لو کہ مجھے غلبہ حاصل ہوگیا ہے اس وقت میرے پاس آجانا۔ حضرت عمرو کہتے ہیں میں اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ میں اپنے گھر ہی تھا اور آپ کی مدینہ میں تشریف آوری کے بعد آپ کے متعلق لوگوں سے معلومات حاصل کرتا رہتا تھا، حتیٰ کہ مدینہ سے کچھ لوگ میرے پاس آئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ جو صاحب مدینہ آئے ہیں ان کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا لوگ تیزی سے ان کی دعوت قبول کر رہے ہیں ان کی قوم نے انھیں قتل کرنا چاہا تھا مگر وہ اس پر قادر نہ ہو سکے، پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں تم وہی

WWW.NAFSEISLAM.COM

يَا رَسُولَ اللهِ أَتَعْرِفُنِي قَالَ نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي بِمَكَّةَ قَالَ فَقُلْتُ بَلَى فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللهُ وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ فَالْوُضُوءُ حَدِّثْنِي عَنْهُ قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

شخص ہو جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے، میں نے کہا ہاں! پھر میں نے کہا یا نبی اللہ! مجھے ان چیزوں کے متعلق بتلائیے جو آپ کو اللہ نے بتلائی ہیں اور جنھیں میں نہیں جانتا! مجھے نماز کے متعلق بتلائیے، آپ نے فرمایا: صبح کی نماز پڑھو اور اس کے بعد اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جائے، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کفار سجدہ کرتے ہیں پھر نماز پڑھو، کیونکہ اس وقت نماز کی فرشتے گواہی دیں گے حتیٰ کہ سایہ نیزے کے برابر ہو جائے۔ اس کے بعد نماز سے رک جاؤ۔ کیونکہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے پھر جب سورج ڈھل جائے تو عصر تک نماز پڑھو اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں پھر (عصر کے بعد) نماز سے رک جاؤ یہاں تک سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! مجھے وضو کے متعلق بتلائیے! آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی ثواب کی نیت سے وضو کرتا ہے، کلی کرتا ہے، ناک میں پانی ڈالتا ہے، ناک صاف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے، منہ اور نتھنوں کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے تو داڑھی کے اطراف سے اس کے چہرہ کے گناہ پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ اس کے ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو بالوں کے سروں سے اسکے سر کے گناہ پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ ٹخنوں سمیت پاؤں دھوتا ہے تو پوروں سے لے کر ٹخنوں تک اس کے گناہ پانی سے جھڑ جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے جس میں اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء اور تعظیم کرے جو اس کی شان کے لائق ہے اور خالی الذہن ہو کر اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف متوجہ رہے تو نماز سے فارغ ہونے کے

WWW.NAFSEISLAM.COM

أَبَا أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ أُمَامَةَ يَا عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ انْظُرْ مَا تَقُوْلُ فِيْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ يُعْطَى هٰذَا الرَّجُلُ فَقَالَ عَمْرٌو يَا أَبَا أُمَامَةَ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِيْ وَاقْتَرَبَ أَجَلِيْ وَمَا بِيْ حَاجَةٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا حَدَّثْتُ بِهٖ أَبَدًا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهٗ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

۱۸۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوٗسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ وَهِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّتَحَرّٰى طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَغُرُوْبَهَا۔

۱۸۲۹۔ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَدَعْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَتُصَلُّوْا عِنْدَ ذٰلِكَ۔

۱۸۳۰۔ حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَرْسَلُوْهُ إِلٰى عَائِشَةَ

بعد وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائیگا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے ابھی جنم دیا ہو پھر حضرت عمرو بن عنبسہ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو امامہ کو سنائی تو حضرت ابو امامہ نے ان سے کہا: اے عمرو بن عنبسہ دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو! کیا ایک ہی جگہ ایک شخص کو اتنا اجر مل جائیگا تو حضرت عمرو بن عنبسہ نے کہا اے ابو امامہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میری ہڈیاں گل گئیں اور موت قریب آ چکی ہے۔ اس حال میں مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جھوٹ باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر میں نے اس حدیث کو دو تین بار تو کجا سات بار سے بھی زیادہ نہ سنا ہوتا تو میں اس کو کبھی بیان نہ کرتا! لیکن میں نے اس کو سات بار سے بھی زیادہ سنا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ حضرت عمر کو وہم ہو گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عصر کے بعد کی دو رکعت نہیں چھوڑیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز کا قصد نہ کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد الرحمن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا: ہم سب کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيْنَهَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَكُنْتُ أَصْرِفُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّوْنِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهٗ يُصَلِّيْهِمَا أَمَّا حِيْنَ صَلَّاهُمَا فَإِنَّهٗ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُوْمِيْ لِجَنْبِهٖ فَقُوْلِيْ لَهٗ تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَسْمَعُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخِرِيْ عَنْهُ قَالَتْ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا ابْنَةَ أَبِيْ أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهٗ أَتَانِيْ أُنَاسٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ۔

کو سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کے متعلق سوال کرنا، اور کہنا کہ ہمیں یہ بتلایا گیا ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتی ہیں اور ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس نے کہا میں حضرت عمر کے ساتھ مل کر لوگوں کو اس نماز سے روکتا تھا، کریب کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان تک آپ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھنا۔ میں ان حضرات کے پاس گیا اور انہیں حضرت عائشہ کا جواب بتلایا، انھوں نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہی پیغام دے کر بھیج دیا جس پیغام کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا۔ پھر میں نے ایک دن آپ کو عصر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جس وقت میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے، پھر آپ میرے پاس تشریف لائے درآں حالیکہ میرے پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، میں نے آپ کی طرف ایک کنیز بھیجی۔ میں نے اس سے کہا حضور کے پہلو میں کھڑی ہونا پھر آپ سے گذارش کرنا کہ ام سلمہ عرض کرتی ہیں، یا رسول اللہ میں نے سنا تھا کہ آپ ان دو رکعات سے منع فرماتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ آپ یہ دو رکعت پڑھ رہے ہیں پھر اگر آپ ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا اس کنیز نے ایسا ہی کیا، حضور نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ پیچھے ہٹ گئی آپ نے فارغ ہونے کے بعد فرمایا اے ابوامیہ کی بیٹی! تم نے عصر کے بعد دو رکعت نماز کے متعلق سوال کیا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ بنو عبد القیس کے کچھ لوگ آکر مجھ سے اسلام کے متعلق سوال کر رہے تھے جس کی مشغولیت کی وجہ سے میں ظہر کے بعد کی دو رکعت سنت

نہیں پڑھ سکا تھا (یعنی یہ دو رکعت ظہر کی دو سنتوں کی قضا تھی۔)

۱۸۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوبَ نَا اِسْمَاعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ حَرْمَلَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ اَنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا اَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ اَثْبَتَهُمَا وَكَانَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَثْبَتَهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ قَالَ اِسْمَاعِيْلُ يَعْنِيْ دَاوَمَ عَلَيْهَا۔

ابوسلمہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر ایک مرتبہ آپ کو کوئی کام ہوا یا آپ بھول گئے تو آپ نے عصر کے بعد وہ نماز پڑھی پھر آپ اس کو پڑھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو نماز پڑھتے تھے اس کو دائمی پڑھتے تھے۔

۱۸۳۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا اَبِيْ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس عصر کے بعد کی دو رکعات کو کبھی ترک نہیں کیا۔

۱۸۳۳۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ اَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ اَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَلَاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ قَطُّ سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس دو نمازیں کبھی ترک نہیں کیں، ظاہراً نہ خفیہ۔ دو رکعت فجر سے پہلے اور دو رکعت عصر کے بعد۔

۱۸۳۴۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ مُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَمَسْرُوْقٍ قَالَا نَشْهَدُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِيْ كَانَ يَكُوْنُ عِنْدِيْ اِلَّا صَلَّاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری میرے گھر ہوتی تھی آپ یہ نماز پڑھتے تھے یعنی عصر کے بعد دو رکعت۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اوقات ممنوعہ اور مکروہہ کی تفصیل

طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور آفتاب کا استواء جس کو عرف میں زوال کہتے ہیں، ان اوقات میں نماز پڑھنا ناجائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل، ادا ہو یا قضاء اور طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک[5] اور نماز عصر کے بعد سے غروب شمس تک ان اوقات میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ قضاء نماز، نماز جنازہ، سجدۂ تلاوت اور نماز طواف ان اوقات میں بلاکراہت جائز ہیں، حدیث شریف میں اوقات ثلاثہ میں میت کو دفن کرنے سے جو منع کیا گیا ہے اس سے مراد نماز جنازہ ہے۔ ان تمام احکام کی تفصیل، تحقیق اور بیان مذاہب اس سے پہلے ہم اوقات نماز کے ابواب میں ذکر چکے ہیں۔

قرن شیطان پر اعتراض کا جواب

اس باب کی احادیث میں ہے کہ سورج شیطان کے دو قرنوں کے درمیان طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ قرن شیطان سے مراد شیطان کی جماعت اور اس کے پیروکار ہیں اور بعض علماء نے کہا قرن شیطان سے مراد شیطان کی قوت اس کا غلبہ اور اس کا فساد ہے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قوی بات یہ ہے کہ قرن شیطان سے مراد شیطان کے سر کا کنارہ ہے اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ شیطان سورج کے بالمقابل سر کر کے کھڑا ہو جاتا ہے تاکہ جو کفار اس وقت سورج کی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت کو اپنی عبادت پر محمول کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی عبادات اور معاملات کو کفار کی عبادات اور معاملات سے علیحدہ اور متمیز کر کے مشروع کیا ہے۔ اسی اعتبار سے آپ نے مسلمانوں کی عبادت کے اوقات کو بھی کفار کی عبادت کے اوقات سے ممتاز اور متمیز کیا ہے اور جن اوقات میں کفار عبادت کرتے ہیں ان اوقات میں انھیں عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے اسی حکمت کے پیش نظر آپ نے مسلمانوں کو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس وقت آفتاب پرست آفتاب کی عبادت کرتے ہیں مشہور منکر حدیث ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے اس حدیث کا خود ساختہ ترجمہ کر کے اس پر بے بنیاد اعتراضات کیے ہیں لکھتے ہیں:

کہتے ہیں کہ پیشانی طول جسم کا سولھواں حصہ ہوتی ہے انسان کا قد اوسطاً ۶۴ انچ ہوتا ہے اور اس کی پیشانی چار انچ، باقی حیوانات میں بھی تقریباً یہی نسبت پائی جاتی ہے۔

ماہرین ارض و سماء نے سالہا سال کی تحقیق و تلاش کے بعد اعلان کیا ہے کہ زمین کا محیط ۲۵ ہزار میل ہے، یعنی اگر ہم پچیس ہزار میل لمبا دھاگہ تیار کر کے زمین کے گرد لپیٹ دیں تو وہ بالکل پورا آ جائے گا، سورج زمین سے بارہ لاکھ اسی ہزار گنا بڑا ہے، اور اس کا محیط بتیس ارب پچاس کروڑ میل ہے۔

ابن عمرؓ، حضورؐ سے روایت کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ کہ سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت نماز نہ پڑھا کرو اس لیے کہ سورج بوقت طلوع شیطان کے دو سینگوں میں ہوتا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۴۴)

سورج کی موٹائی ساڑھے بتیس ارب میل ہے اگر اتنی بڑی چیز شیطان کے دو سینگوں میں سما جاتی ہے اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ پیشانی طول جسم کا سولھواں حصہ ہوتی ہے تو شیطان کے جسم کی لمبائی پانچ کھرب بیس میل ہونی چاہیے اور چوڑائی بھی اسی نسبت سے۔ اتنا بڑا شیطان کہاں کھڑا ہوتا ہوگا۔ زمین سے سورج نو کروڑ پینتیس لاکھ میل دور ہے اور شیطان کی لمبائی سوا پانچ کھرب میل۔ اگر شیطان کو زمین پر کھڑا کیا جائے تو سورج اس کے ٹخنوں سے بھی نیچے رہ جاتا ہے اسے شیطان کے سینگوں تک پہنچانے کا کیا انتظام کیا جاتا ہے اور اتنا بڑا شیطان زمین میں سماتا کیسے ہے؟[1] (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر دیکھیں)

۵۔ فجر کی دو رکعت سنت مؤکدہ مستثنیٰ ہیں۔ منہ

برق صاحب نے غیر یقینی حساب وکتاب سے پیمائش کرنے کی بے کار زحمت کی ہے کیونکہ حدیث شریف میں یہ نہیں ہے کہ سورج حقیقتہً شیطان کے دو سینگوں یا سر کے دو کناروں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں لوگوں کے عرف اور محاورہ کے مطابق خطاب ہے جیسے عرف میں کہتے ہیں کہ فلاں پہاڑ سے سورج طلوع ہوا، سورج بادلوں میں چھپ گیا، چاند بدلی سے نکلا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ذوالقرنین کا واقعہ نقل کیا ہے اور اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ جب وہ مغرب کی طرف گئے دیکھا تغرب فی عین حمئۃ (کہف: ۸۶)

"سورج ایک سیاہ چشمہ میں ڈوب رہا ہے۔" ظاہر ہے یہ کلام حقیقت پر نہیں بلکہ عرف اور محاورہ پر محمول ہے اسی طرح حدیث شریف میں بھی عرف اور محاورہ کے مطابق فرمایا ہے۔ سورج شیطان کے سر کے دو کناروں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے کیونکہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان سورج کے بالمقابل کھڑا ہو کے لوگوں کی عبادات کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اس لیے ہمیں اس وقت میں عبادت کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

برق صاحب نے اس بحث کے آخر میں انتہائی مضحکہ خیز نتیجہ نکالا ہے۔ لکھتے ہیں:

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ زمین تقریباً گول ہے اور زمین کے کسی نہ کسی حصہ پر ہر وقت سورج طلوع ہوتا رہتا ہے یعنی اوقات مسلسل محو سفر رہتے ہیں کلکتہ کی صبح چند لمحوں کے بعد بنارس پہنچتی ہے، پھر دہلی پھر لاہور، پھر پشاور پھر کابل، وعلیٰ ہذا القیاس۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ سورج ہر وقت شیطان کے دو سینگوں کے درمیان رہتا ہے۔ چونکہ ایسی حالت میں نماز ناجائز ہے اس لیے مسلمانوں کو نماز بالکل ترک کر دینی چاہیے۔ [۱]

ہر جگہ ہر زمین کے ہر حصہ کے مسلمانوں کے لیے ان کے افق اور ان کے مشرق ومغرب کا اعتبار ہوگا، کلکتہ والوں کے لیے ان کا طلوع آفتاب کا لحاظ ہوگا اور لاہور اور کابل والوں کے لیے ان کے طلوع اور غروب کا اعتبار ہوگا۔ کلکتہ والے اس وقت نماز نہ پڑھیں جب ان کے افق پر سورج کا طلوع یا غروب ہو اور لاہور اور کابل والے اس وقت نماز سے باز رہیں جب ان کے افق پر سورج کا طلوع یا غروب ہو مسلمانوں کے لیے نماز کا بالکل ترک کر دینا تو تب لازم آتا ہے جب مثلاً کلکتہ والوں کے لیے تمام روئے زمین کے آفاق اور مشرق ومغرب کا اعتبار ہوتا اور دنیا میں جب بھی کسی افق پر سورج طلوع ہوتا، تو کلکتہ والے اس لیے نماز نہ پڑھنے کہ اس وقت گو کلکتہ میں نہیں کہیں تو سورج شیطان کے دو سر کے کناروں کے درمیان طلوع ہو رہا ہے اور اگر واقعہ میں ایسا ہی ہو کہ ایک شہر مثلاً کلکتہ والوں پر شرعاً تمام روئے زمین کے آفاق کا اعتبار کرنا لازم ہو تو مسلمانوں کو رمضان میں بالکل افطار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دنیا میں ہر وقت کہیں نہ کہیں سورج طلوع ہو رہا ہے اور طلوع آفتاب کے وقت افطار جائز نہیں ہے لہٰذا کلکتہ والے تو روزہ افطار کر ہی نہیں سکتے اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہر وقت روزہ افطار کر سکتے ہیں کیونکہ غروب آفتاب کے وقت افطار جائز ہے اور دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ آفتاب غروب ہو رہا ہے لہٰذا اس منطق سے کلکتہ والے رمضان میں جب چاہیں دن میں روزہ کھول سکتے ہیں تو سرے سے روزہ ہی رخصت ہو جائے گا۔ حیرت ہے کہ سائنسی علوم کے حامل ڈاکٹریٹ کے خطاب یافتہ اتنے ذہین اور طباع شخص پر اس قدر کھلی ہوئی بات کیسے مخفی رہی۔!

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [۱] ۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق، دو اسلام ص ۳۲۱ - ۳۲۰، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی۔

[۱] ۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق، دو اسلام ص ۳۲۱ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی۔

اوقات چونکہ مسلسل محو سفر رہتے ہیں اور روئے زمین پر ہر وقت کسی نہ کسی جگہ آفتاب طلوع ہوتا رہتا ہے اس لیے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اس سے لازم آئے گا کہ شیطان ہر وقت سورج کے سامنے کھڑا رہے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی کام نہ ہو حالانکہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ کی روشنی میں اس لعین نے اور بھی بہت سی فتنہ خیزیاں اپنے ذمہ لی ہوئی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ شیطان کا کوئی جسم مثالی یا اس کا کوئی نائب سورج کے سامنے کھڑا رہتا ہو اور وہ خود بانی ہنگاموں میں مصروف رہتا ہو۔ غروب کے بعد آفتاب کے زیر عرش سجدہ کرنے کے اشکال پر علامہ آلوسی نے آفتاب کے جسم مثالی کے ساتھ سجدہ کا ذکر کر کے جواب دیا ہے۔

ہم نے شروع میں علامہ نووی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ قرن شیطان سے مراد شیطان کی جماعت اور اس کے پیروکار ہیں اس لحاظ سے ہمارا یہ جواب مزید واضح ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مختلف علاقوں میں سورج کے طلوع اور غروب کے وقت شیطان نے اپنے پیروکاروں کو سورج پرستوں کی عبادات کو دیکھنے کے لیے کھڑا کر دیا ہو۔

بعض علماء نے قرن شیطان سے مراد شیطان کی قوت اور اس کے مفاسد بھی لیے ہیں جیسا کہ ہم نے شروع میں بیان کیا تھا ہو سکتا ہے کہ شیطان طلوع آفتاب کے وقت اپنے رات بھر کے برپا کردہ فتنوں کے نتائج کا جائزہ لینے کھڑا ہوتا ہو اور غروب آفتاب کے وقت اپنے دن بھر کے وساوس اور اپنے پیروکاروں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کھڑا ہوتا ہو اور اپنے دام میں گرفتار لوگوں کی بد اعمالیوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہو جیسے فجر اور عصر کے بعد رات اور دن کے عمل لکھنے والے فرشتے جمع ہوتے ہیں اسی لیے ان ساعات کو مبارک قرار دیا گیا ہے اور ان اوقات میں عبادت کرنا تاکہ دونوں وقت کے فرشتے بندے کا عمل لکھ لیں۔ اس لیے آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت میں چونکہ شیطان لوگوں کی بد اعمالیوں کا جائزہ لے کر خوش ہوتا ہے اور اس وقت کو چونکہ شیطان کے ساتھ اس اعتبار سے نسبت ہے اس لیے یہ اوقات نامبارک ہیں اور ان اوقات میں آپ نے مسلمانوں کو عبادت کرنے سے منع کر دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بمراد کلام رسولہ۔

بَابُ ۲۷۴ اِسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ

نماز مغرب سے پہلے دو رکعتوں کا بیان

۱۸۳۵- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَضْرِبُ الْاَيْدِيَ عَلٰى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا

مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان نفلوں کے متعلق پوچھا جو عصر کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے پر (افسوس سے) ہاتھ ملتے تھے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے، میں نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دو رکعت پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا آپ ہمیں ان دو رکعتوں کو پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے آپ ہمیں (اس کا) حکم دیتے تھے اور نہ منع

فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا.

فرماتے تھے۔

۱۸۳۶ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى أَنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا تو ہم لوگ ستونوں کی آڑ میں ہو کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی نیا آدمی مسجد میں آتا تو بکثرت نماز پڑھنے کی وجہ سے یہ سمجھتا کہ نماز ہو چکی ہے۔

۱۸۳۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے۔ یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ دہرائے۔ تیسری بار فرمایا جس کا جی چاہے (یعنی یہ سنت مؤکدہ نہیں)

۱۸۳۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ لِمَنْ شَاءَ۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اسی طرح بیان کرتے ہیں مگر اس میں ہے کہ چوتھی بار آپ نے فرمایا جس کا جی چاہے۔

(فائدہ) خلفائے راشدین اور بکثرت صحابہ کرام، ائمہ میں سے حضرت امام مالک اور حضرت امام ابوحنیفہ اور اکثر و بیشتر فقہاء کے نزدیک یہ دو رکعت مسنون نہیں ہیں۔

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ ۲۷۵

نماز خوف کا بیان

۱۸۳۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَّ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا وَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِينَ عَلَى الْعَدُوِّ وَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کے وقت ایک جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھی جبکہ دوسری جماعت دشمن کے سامنے تھی (ایک رکعت پڑھنے کے بعد) وہ جماعت جا کر دشمن کے سامنے کھڑی ہو گئی جہاں پہلے ان کے ساتھی کھڑے ہوئے تھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوسری جماعت کو ایک

WWW.NAFSEISLAM.COM

جَاءَ أُولٰئِكَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَضٰى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً۔

رکعت پڑھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا پھر ہر ایک جماعت نے علیحدہ علیحدہ ایک ایک رکعت پڑھی۔

۱۸۴۰۔ وَحَدَّثَنِيْهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَوْفِ وَيَقُولُ صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (طریق مذکور سے) نماز خوف پڑھی ہے۔

۱۸۴۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّائِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَإِذَا كَانَ خَوْفٌ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلِّ رَاكِبًا أَوْ قَائِمًا تُومِي إِيْمَاءً۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایام میں بایں طور نماز خوف پڑھی کہ ایک جماعت آپ کے ساتھ آکر کھڑی ہوتی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ پھر آپ نے اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جو آپ کے ساتھ تھی پھر (ایک رکعت پڑھنے کے بعد) یہ جماعت دشمن کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور وہ جماعت آگئی آپ نے ان کو ایک رکعت پڑھا دی، پھر دونوں جماعتوں نے ایک ایک رکعت نماز پڑھی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جب خوف اس سے بڑھ جائے تو سواری پر یا کھڑے اشارے سے نماز پڑھیں۔

۱۸۴۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَفْنَا صَفَّيْنِ صَفٌّ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نماز خوف کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ہم نے دو صفیں قائم کیں، ایک صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھی دراں حالیکہ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کہی اور سب نے تکبیر کہی پھر ہم سب نے آپ کے رکوع پر رکوع کیا اور جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے سر اٹھایا پھر آپ سجدے میں گئے اور آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی صف نے سجدہ کیا اور دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ پھر جب آپ سجدہ کر چکے اور آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی صف نے بھی سجدہ کر لیا

الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَانْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ وَقَامُوا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ ۔

تو یہ صف جا کر (دشمن کے سامنے) کھڑی ہو گئی اور وہ صف آ کر آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور سب نے رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور ہم سب نے سر اٹھایا، پھر آپ سجدہ میں گئے اور وہ صف سجدہ میں گئی جو پہلی رکعت میں مؤخر تھی، دراں حالیکہ دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ کھڑی صف نے سجدہ کر لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم سب نے سلام پھیر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس طرح آج کل تمہارے محافظ تمہارے سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

۱۸۴۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَاتَلُونَا قِتَالًا شَدِيدًا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ لَوْ مِلْنَا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً لَاقْتَطَعْنَاهُمْ فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالُوا إِنَّهُمْ سَتَأْتِيهِمْ صَلٰوةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَالَ صَفَّنَا صَفَّيْنِ وَالْمُشْرِكُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الصَّفُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلہ جہینہ کی ایک جماعت سے جہاد کیا۔ انھوں نے ہم سے بہت سخت لڑائی لڑی جب ہم ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے تو مشرکین نے آپس میں کہا ان پر یکبارگی حملہ کر کے ان کو ختم کر دو، حضرت جبرائیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خبر سے مطلع کیا اور آپ نے ہم کو بتلایا، اور مشرکین نے کہا کہ ان کی اب وہ نماز آنے والی ہے جو ان کو اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہے جب عصر کا وقت آیا تو آپ نے ہماری دو صفیں کر دیں، دراں حالیکہ ہمارے اور قبلہ کے درمیان مشرکین حائل تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہم نے تکبیر کہی، آپ نے رکوع کیا اور ہم نے رکوع کیا، آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا اور جب سب کھڑے ہو گئے تو صف ثانی نے سجدہ کر لیا پھر صف اول پیچھے چلی گئی اور صف ثانی آگے گئی اور یہ لوگ پہلی صف کی جگہ

الثَّانِي ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الثَّانِي فَقَامُوا مَقَامَ الْأَوَّلِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ ثُمَّ خَصَّ جَابِرٌ أَنْ قَالَ كَمَا يُصَلِّي أُمَرَاؤُكُمْ هٰؤُلَاءِ۔

۱۸۴۴- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فَصَفَّهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ فَصَلَّى بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمُوا وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ۔

۱۸۴۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ وَصَلَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔

۱۸۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا

کھڑے ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے اللہ اکبر کہا، اور آپ نے رکوع کیا اور ہم نے رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا، اور دوسری صف کھڑی رہی، پھر جب آپ نے سجدہ کر لیا تو دوسری صف نے سجدہ کیا پھر سب بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سلام پھیر دیا، ابو الزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر نے کہا جیسا کہ آج کل تمہارے امراء نماز پڑھاتے ہیں۔

حضرت صالح بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی آپ نے اپنے پیچھے دو صفیں بنائیں جو آپ کے قریب صف تھی اس کو ایک رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ کھڑے رہے حتیٰ کہ پچھلی صف نے ایک رکعت نماز پڑھ لی پھر وہ آگے آ گئے اور اگلی صف جو پہلے آگے تھی پیچھے چلی گئی، پھر آپ نے اس صف کو ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ بیٹھ گئے حتیٰ کہ پیچھے والوں نے ایک رکعت پڑھ لی، پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

حضرت صالح بن خوات رضی اللہ عنہ اس صحابی سے نقل کرتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھی تھی، کہ ایک جماعت نے صف باندھی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ آپ نے اپنے قریب والی صف کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی، پھر آپ کھڑے رہے اور اس صف نے اپنی نماز پوری کی پھر وہ جا کر دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے اور دوسری جماعت آئی اور آپ نے اس جماعت کو دوسری رکعت پڑھائی پھر آپ بیٹھے رہے اور انھوں نے اپنی نماز پوری کی، پھر آپ نے سب کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

عفان قال انا ابان بن يزيد قال نا يحيى بن ابي كثير عن ابي سلمة عن جابر رضي الله عنه قال اقبلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اذا كنا بذات الرقاع قال كنا اذا اتينا على شجرة ظليلة تركناها لرسول الله صلى الله عليه وسلم قال فجاء رجل من المشركين وسيف رسول الله صلى الله عليه وسلم معلق بشجرة فاخذ سيف نبي الله صلى الله عليه وسلم فاخترطه فقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم اتخافني قال لا قال فمن يمنعك مني قال الله يمنعني منك قال فتهدده اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاغمد السيف وعلقه قال فنودي بالصلوة فصلى بطائفة ركعتين ثم تاخر فصلى بطائفة الاخرى ركعتين قال فكانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم اربع ركعات وللقوم ركعتان۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذات الرقاع گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سایہ دار درخت کے نیچے ٹھہرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت کے اوپر لٹکی ہوئی تھی۔ مشرکین میں سے ایک شخص آیا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اٹھا کر سونت لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں! اس نے کہا: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا مجھے تم سے اللہ تعالیٰ بچائے گا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کو دھمکایا، اس نے تلوار میان میں ڈال کر اس کو لٹکا دیا۔ اتنے میں اذان ہوئی، آپ نے ایک جماعت کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ وہ پیچھے چلے گئے، پھر آپ نے دوسری جماعت کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعت ہوئیں اور قوم کی دو دو رکعت ہو گئیں۔

۱۸۴۷۔ وحدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي قال انا يحيى يعني ابن حسان قال نا معاوية وهو ابن سلام قال اخبرني يحيى قال اخبرني ابو سلمة بن عبد الرحمن ان جابرا اخبره انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الخوف فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم باحدى الطائفتين ركعتين ثم صلى بالطائفة الاخرى ركعتين فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع ركعات وصلى بكل طائفة ركعتين۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھائیں پھر دوسری جماعت کو دو رکعت پڑھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعات پڑھیں اور قوم نے دو دو رکعت پڑھیں۔

نماز خوف کا قرآن مجید سے ثبوت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فليكونوا من ورائكم ولتأت طائفة اخرى لم يصلوا فليصلوا معك و

اور جب آپ ان کے درمیان ہوں اور نماز میں ان کی امامت کریں تو ان کی ایک جماعت ہتھیاروں سمیت آپ کے ساتھ ہو، ایک رکعت پڑھ کر وہ پیچھے چلی جائے، اور جس دوسری جماعت نے نماز نہیں پڑھی ہے وہ آپ کی اقتداء میں مسلح ہو کر نماز پڑھے

لیاخذوا حذرھم واسلحتھم ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ۔ (نساء: ۱۰۲)

کافروں کی یہ تمنا ہے کہ تم اپنے اسباب اور ہتھیاروں سے غافل ہو اور وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر نماز خوف کا طریقہ بتا دیا ہے۔

احناف کے نزدیک نماز خوف کا طریقہ

علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
جب میدان جنگ میں خوف بڑھ جائے تو امیر لشکر مسلمانوں کی دو جماعتیں کر دے ایک جماعت دشمن کے سامنے رہے اور دوسری جماعت اس کے پیچھے ایک رکعت نماز پڑھے۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد یہ جماعت دشمن کے سامنے چلی جائے اور پہلی جماعت آ کر اس کے پیچھے ایک رکعت پڑھے، امام تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ جماعت سلام نہ پھیرے اور دشمن کے سامنے چلی جائے اور پہلی جماعت آ کر الگ الگ بغیر قرأت کے ایک رکعت پڑھے کیونکہ وہ لاحق ہیں اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر دشمن کے سامنے چلی جائے اور دوسری جماعت آ کر قرأت کے ساتھ ایک رکعت پڑھے کیونکہ وہ مسبوق ہیں اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور اس کی دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور الصدر طریقہ سے نماز خوف پڑھی ہے[1]

علامہ ابو الحسن رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت سے استدلال کیا ہے اس کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن[2] میں اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار[3] میں روایت کیا ہے اسی طرح حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے اس کو اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما[4] سے روایت کیا ہے۔

صحاح ستہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے جس کو امام مسلم نے اس باب میں سب سے پہلے ذکر کیا ہے (حدیث نمبر ۱۸۳۹) اس میں بھی نماز خوف پڑھنے کا یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اس باب کی حدیث نمبر (۱۸۴۳) اور (۱۸۴۴) جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں بھی یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

ائمہ اربعہ کے ماخذ

علامہ وشتانی فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پر عمل کیا ہے (یعنی حدیث نمبر ۱۸۳۹) امام مالک نے حضرت صالح بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا ہے (یعنی حدیث نمبر ۱۸۴۴) اور امام ابو حنیفہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا ہے (یعنی حدیث نمبر ۱۸۴۳، ۱۸۴۲)[5] اور امام احمد بن حنبل نے نماز خوف میں حضرت صالح بن خوات رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا ہے یعنی حدیث نمبر (۱۸۴۵)[6] گویا اس باب میں امام مسلم نے نماز خوف میں ائمہ اربعہ کے ماخذ بیان کر دیے ہیں۔

---

[1] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ ہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۶۳-۶۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[2] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۷۷-۱۷۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، طبع ثانی ۱۴۰۵ھ
[3] امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۸۳، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، طبع ثانی ۱۴۰۴ھ
[4] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۳۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۷ھ۔
[5] علامہ ابو عبد اللہ وشتانی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۴۴۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
[6] علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۱۳۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

امام ابو یوسف کا نظریہ

بہر حال تمام ائمہ کے نزدیک نماز خوف مشروع ہے۔ البتہ امام ابو یوسف اور علامہ مزنی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز خوف مشروع نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ (نساء: ۱۰۲) "جب آپ ان میں ہوں تو نماز پڑھائیں۔" آیت میں چونکہ آپ کو خطاب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز خوف کا پڑھانا آپ کے ساتھ خاص ہے۔ جمہور کا مؤقف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام نماز خوف پڑھتے رہے اور خود آپ نے فرمایا ہے: صلوا کما رایتمونی اصلی جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اس طرح نماز پڑھو۔ اس وجہ سے تاحال نماز خوف مشروع ہے۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الجمعة

جمعہ کے دن کو جمعہ کہنے کی تحقیق

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں جس دن کو زمانہ جاہلیت میں عروبہ کہتے تھے وہی دن زمانہ اسلام میں جمعہ قرار پایا ہے۔ اس دن کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن عبادت کے لیے بہت زیادہ لوگ جمع ہوتے ہیں جس طرح بہت زیادہ لعنت کرنے والے شخص کو لغت میں لُعَنَۃ کہتے ہیں۔ علامہ ثعلب کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے اس دن کو جمعہ کا نام دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد کعب بن لوی تھے اس سے پہلے اس دن کو عروبہ کہا جاتا تھا۔ علامہ سہیلی نے الروض الانف میں لکھا ہے ہر چند کہ کعب بن لوی نے سب سے پہلے عروبہ کو جمعہ کا نام دیا لیکن عروبہ کا یہ نام زمانۂ اسلام میں مشہور ہوا ہے۔ علامہ سہیلی لکھتے ہیں کہ کعب بن لوی اس دن لوگوں کو جمع کرتے اور ان کے سامنے تقریر کرتے جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں خبر دیتے اور یہ بتلاتے کہ آپ ان کی اولاد میں سے مبعوث ہوں گے اور انہیں آپ کی اتباع اور آپ پر ایمان لانے کی نصیحت کرتے، حدیث میں ہے کہ پہلا جمعہ مدینہ میں پڑھا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے خلقت آدم کو جمع کیا۔ علامہ ثعلب نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ اس دن قریش دار الندوہ میں جمع ہوتے تھے اس لیے یہ دن جمعہ کہلایا۔ بہر حال اکثر علماء کا منظر یہی ہے کہ اس دن کو زمانہ اسلام میں جمعہ کہا گیا ہے[1]۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ امام حاکم اور امام ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت اوس بن اوس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل دن جمعہ ہے اسی دن حضرت آدم پیدا ہوئے اسی دن فوت ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن قیامت ہوگی، اس دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر درود شریف کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ فوت ہو چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجساد انبیاء کا کھانا حرام کر دیا ہے اور امام احمد نے اپنی مسند میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس دن کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا آپ نے فرمایا اس دن تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار کیا گیا اسی دن صور ہوگا، اسی دن حشر ہوگا، اسی دن حساب ہوگا اس دن کے آخر میں تین ساعات ہیں جن میں سے ایک ساعت وہ ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرے قبول ہو جاتی ہے[2]۔

جمعہ کے مسائل اور احکام

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں نماز جمعہ پڑھنا فرض قطعی ہے، اس کی فرضیت کتاب، سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

[1]- علامہ ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ ھ، لسان العرب ج ۸، ص ۵۹۔ ۵۸، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران، ۱۴۰۵ھ۔

[2]- علامہ محمد بن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد ج ۲ ص ۹۸۔ ۹۷ مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی مصر الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۶۹ھ۔

اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ (الجمعۃ: ۹) ”جب جمعہ کے دن اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو“۔ اور سنن ابو داؤد میں طارق بن شہاب سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنا واجب ہے سوا چار شخصوں کے غلام، عورت، بچہ اور مریض اور سنن بیہقی میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بچہ، غلام اور مسافر کے سوا ہر شخص پر نماز جمعہ پڑھنا واجب ہے اور امام احمد بن حنبل نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تین بار نماز جمعہ بغیر عذر (شرعی) کے ترک کی، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں نماز جمعہ کے وجوب کی شرائط یہ ہیں: آزادی، مرد ہونا، مقیم ہونا (یعنی مسافر نہ ہو) تندرست ہونا، آنکھوں اور ٹانگوں کا سلامت ہونا، شہر، جماعت، خطبہ، سلطان (عالم دین سلطان کا قائم مقام ہے) جمعہ کا وقت اور اذن عام۔[۱]

شہر کی شرط پر دلائل

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز جمعہ کے لیے شہر ہونا شرط نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہر ہونا شرط ہے۔[۲]

امام اعظم کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں:

عن ابی عبد الرحمن قال: قال علی لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ۔[۳]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شہر اور بڑے قصبہ کے سوا جمعہ ہے نہ تشریق نہ عید الفطر نہ عید اضحیٰ۔

عن حذیفۃ قال لیس علی اهل القری جمعۃ انما الجمع علی اهل الامصار۔[۴]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیہات والوں پر جمعہ نہیں ہے، جمعہ صرف شہر والوں پر ہے۔

اثر علی رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات

بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت علی سے جو اثر منقول ہے اس کی سند میں حارث اعور ہے اور اس کا ضعف متفق علیہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے، مصنف عبد الرزاق (ج ۳ ص ۱۶۷) میں حارث سے مروی ہے اور (ج ۳ ص ۱۶۸) میں ابو عبد الرحمان سلمی سے مروی ہے اور یہ سند صحیح ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے درایہ میں لکھا ہے کہ یہ سند صحیح ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی یہ حدیث ابو عبد الرحمن سے مروی ہے اور ہم نے انہی کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ ثانیاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ اثر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کے بعد جس مسجد میں سب سے پہلے جمعہ ہوا وہ جواثی میں

۱۔ علامہ کمال ابن الہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۲-۲۱، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۲۔ علامہ عبد الرحمن الجزیری، الفقہ فی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۳۷۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۰۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ۔

ایضاً۔ حافظ عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۱۶۸، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت الطبعۃ الاولی ۱۳۹۰ھ۔

۴۔ حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۰۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ۔

تھا جو بحرین کا ایک قریہ ہے مخالفین کہتے ہیں کہ قریہ دیہات کو کہتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ شہر، جمعہ کے لیے شرط نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جواثی دیہات نہیں شہر تھا کیونکہ صحاح میں ہے کہ جواثی بحرین کا قلعہ تھا اور قلعہ میں حاکم اور عالم دونوں ہوتے ہیں اور قریہ کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ (زخرف: ۳۱) "اور کفار نے کہا کہ دو شہروں (مکہ اور طائف) کے کسی عظیم شخص پر قرآن کیوں نہیں نازل کیا گیا" اس آیت میں مکہ اور طائف پر قریہ کا اطلاق کیا گیا اور یہ شہر ہیں، نیز اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اس فعل کو حضور کی تقریر بھی حاصل تھی۔

احناف کا مسلک

امام محمد نے امام اعظم ابوحنیفہ سے یہ سوال کیا:

قلت ارایت قوما من اھل السوا داجتمعوا فی مسجد ھم فخطب لھم بعضھم ثم صلی بھم الجمعۃ؟ قال: لا تجزیھم صلاتھم وعلیھم ان یعید وا الظھر۔ [۱]

امام محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا اگر دیہات کے کچھ لوگ مل کر جمعہ پڑھ لیں تو کیا ہو جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ان کا جمعہ نہیں ہوا ان پر لازم ہے کہ ظہر کی نماز دہرائیں۔

شہر کی تعریف

علامہ شامی نے تحفۃ الفقہاء سے شہر کی حسب ذیل تعریف نقل کی ہے:

فی التحفۃ عن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق وفیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث ھذا ھو الاصح۔ [۲]

تحفہ میں امام ابوحنیفہ سے یہ روایت منقول ہے کہ شہر اس بڑی جگہ کو کہتے ہیں جہاں گلیاں اور بازار ہوں متعلقاتی علاقہ ہو اور اس میں ایک ایسا حاکم ہو جو اپنے یا اپنے غیر کے علم اور اپنی قدرت سے مظلوم کا حق ظالم سے دلوا سکے اور لوگ اپنے معاملات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔ یہی تعریف صحیح ہے۔

اس تعریف کے لحاظ سے شہر کے ثبوت کے لیے تین امور ضروری ہیں۔ اشیائے ضرورت کے لیے بازار اور دکانیں ہوں۔ قوت حاکمہ ہو اور عالم دین ہو ——— امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہو سکتا ہے، امام ابویوسف رحمہ اللہ کا ایک قول اس کے خلاف ہے [۳] بعض علماء شہر کی تعیین اور اس میں متعدد جگہ جمعہ ہونے کے اختلاف کی وجہ سے شہر میں جمعہ کے علاوہ احتیاطاً ظہر پڑھتے ہیں، عالم گیری میں اس کو مستحب لکھا ہے۔ اس کی نیت یوں کرے "میں نے آخری ظہر کی نیت کی جس کا وقت پایا اور ادا نہیں کی" [۴]

---

[۱] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط ج ۱ ص ۳۴۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

[۲] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۴۸۰، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

[۳] علامہ کمال ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[۴] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ، عالم گیری ج ۱ ص ۱۴۵، مطبع کبری بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۱۸۴۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَا أَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لیے جانا چاہے تو غسل کرے۔

۱۸۴۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا در آں حالیکہ آپ منبر پر کھڑے تھے۔ تم میں سے جو شخص نماز جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے۔

۱۸۵۰ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِهِ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۸۵۱ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ فَقَالَ إِنِّي شُغِلْتُ الْيَوْمَ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی آئے حضرت عمر نے پکار کر ان سے کہا یہ کون سا آنے کا وقت ہے؟ انھوں نے کہا آج میں مصروف تھا گھر پہنچتے ہی میں نے اذان سنی اس کے بعد صرف اتنی تاخیر کی کہ وضو کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا اور وضو پر اقتصار کرنا بھی (تو باعث ملامت ہے) حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔

۱۸۵۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ ناگاہ

قال حدثني ابو سلمة بن عبد الرحمن قال حدثني ابو هريرة رضي الله عنه قال بينما عمر بن الخطاب رضي الله عنه يخطب الناس يوم الجمعة اذ دخل عثمان بن عفان فعرض به عمر فقال ما بال رجال يتاخرون بعد النداء فقال عثمان يا امير المؤمنين ما زدت حين سمعت النداء ان توضات ثم اقبلت فقال عمر والوضوء ايضا الم تسمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا جاء احدكم الى الجمعة فليغتسل۔

۱۸۵۳۔ حدثني يحيى بن يحيى قال قرات على مالك عن صفوان بن سليم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم۔

۱۸۵۴۔ حدثنا هارون بن سعيد الايلي و احمد بن عيسى قالا نا ابن وهب قال اخبرني عمرو عن عبيد الله بن ابي جعفر ان محمد بن جعفر حدثه عن عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها انها قالت كان الناس ينتابون الجمعة من منازلهم و من العوالي فياتون في العباء ويصيبهم الغبار فتخرج منهم الريح فاتى رسول الله صلى الله عليه وسلم انسان منهم وهو عندي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو انكم تطهرتم ليومكم هذا۔

۱۸۵۵۔ وحدثنا محمد بن رمح قال انا الليث عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة انها قالت كان الناس اهل عمل ولم تكن لهم كفاة فكانوا يكون لهم تفل فقيل لهم لو اغتسلتم يوم الجمعة۔

۱۸۵۶۔ وحدثنا عمرو بن سواد العامري قال نا عبد الله بن وهب قال نا عمرو بن الحارث ان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے، حضرت عمر نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اذان کے بعد تاخیر سے آتے ہیں! حضرت عثمان نے کہا اے امیر المؤمنین! اذان کے بعد میں نے بلا تاخیر وضو کیا اور پھر مسجد میں آگیا حضرت عمر نے فرمایا اور وضو پر اقتصار کرنا (بھی تو باعث ملامت ہے) کیا تم لوگوں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا واجب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں اور بالائی علاقوں سے باری باری جمعہ پڑھنے کے لیے آتے تھے وہ عبا پہن کر آتے تھے جس پر گرد و غبار پڑتا رہتا تھا اور اس سے بدبو آتی تھی۔ ان میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا درآں حالیکہ آپ میرے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا: کاش تم لوگ اس دن غسل کر لیا کرو!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں کے پاس نوکر تو تھے نہیں، خود کام کاج کرتے تھے (اس وجہ سے) ان سے بدبو آنے لگی تو ان سے کہا گیا کاش تم لوگ جمعہ کے دن غسل کر لیتے!

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بالغ پر جمعہ کے دن

سعيد بن أبي هلال وبكير بن الأشج حدثاه عن أبي بكر بن المنكدر عن عمرو بن سليم عن عبد الرحمن بن أبي سعيد الخدري عن أبيه رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال غسل يوم الجمعة على كل محتلم وسواك ويمس من الطيب ما قدر عليه إلا أن بكيرا لم يذكر عبد الرحمن وقال في الطيب ولو من طيب المرأة۔

غسل کرنا مسواک کرنا اور حسب استطاعت خوشبو لگانا واجب ہے خواہ وہ خوشبو عورت کے ساتھ مختص ہو۔

۱۸۵۷۔ حدثنا حسن الحلواني قال نا روح بن عبادة قال نا ابن جريج ح وحدثني محمد بن رافع قال نا عبد الرزاق قال أنا ابن جريج قال أخبرني إبراهيم بن ميسرة عن طاوس عن ابن عباس أنه ذكر قول النبي صلى الله عليه وسلم في الغسل يوم الجمعة قال طاوس فقلت لابن عباس رضي الله عنهما ويمس طيبا أو دهنا إن كان عند أهله قال لا أعلمه۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غسل جمعہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ذکر کی۔ طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تیل یا خوشبو لگائے خواہ اس کی اہلیہ کی ہو، حضرت عباس نے فرمایا اس بات کو میں نہیں جانتا۔

۱۸۵۸۔ وحدثنا إسحق بن إبراهيم قال أنا محمد بن بكر ح وحدثنا هارون بن عبد الله قال نا الضحاك بن مخلد كلاهما عن ابن جريج بهذا الإسناد۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۸۵۹۔ وحدثني محمد بن حاتم قال نا بهز قال نا وهيب قال نا عبد الله بن طاوس عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال حق على كل مسلم أن يغتسل في كل سبعة أيام يغسل رأسه وجسده۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہفتہ میں ایک بار غسل کرے اور اپنا سر اور جسم دھوئے۔

۱۸۶۰۔ وحدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن أنس فيما قرئ عليه عن سمي مولى أبي بكر عن أبي صالح السمان عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اغتسل يوم الجمعة غسل الجنابة ثم راح فكأنما قرب بدنة ومن راح في الساعة الثانية فكأنما قرب بقرة ومن راح في الساعة الثالثة فكأنما قرب كبشا أقرن ومن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کرے اور پھر مسجد میں جائے گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک اونٹ کا صدقہ کیا اور جو شخص دوسری ساعت میں گیا گویا کہ اس نے راہ خدا میں ایک گائے کا صدقہ کیا۔ اور جو شخص تیسری ساعت میں گیا گویا کہ اس نے راہ خدا میں ایک مینڈھا صدقہ کیا اور جو شخص چوتھی ساعت میں گیا گویا کہ اس نے ایک

رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔

مرغی کا صدقہ کیا اور جو شخص پانچویں ساعت میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈے کا صدقہ کیا۔ جب امام آجاتا ہے تو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

١٨٦١ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے جمعہ کے دن دوران خطبہ اپنے ساتھی سے کہا "چپ ہو جاؤ" تو تم نے لغو کام کیا۔

١٨٦٢ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

١٨٦٣ - وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَارِظٍ۔

ایک اور سند سے بھی اس قسم کی روایت منقول ہے۔

١٨٦٤ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغِيتَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ هِيَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّمَا هُوَ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے جمعہ کے دن دوران خطبہ اپنے ساتھی سے کہا "چپ ہو جاؤ" تو تم نے لغو کام کیا۔

١٨٦٥ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے جس کو مسلمان بندہ نماز کے دوران پائے تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اس کو

WWW.NAFSEISLAM.COM

يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ زَادَ قُتَيْبَةُ فِي رِوَايَتِهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔

پالے گا۔ راوی نے ہاتھ کے اشارہ سے اس ساعت کی کمی کو بیان کیا۔

۱۸۶۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَقَالَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا وَيُزَهِّدُهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس کو جو بندۂ مسلم پالے دراں حالیکہ وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو وہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرمائے گا۔ راوی ہاتھ سے اس وقت کی کمی کا اشارہ کرتے اور اس کی طرف رغبت دلاتے تھے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۸۶۷۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک دیگر سند کے ساتھ بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۸۶۸۔ وَحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا سَلَمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۱۸۶۹۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جس کو جو مسلمان پائے اور اللہ عزوجل سے جو بھی سوال کرے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتا ہے اور یہ ساعت بہت تھوڑی دیر رہتی ہے۔

۱۸۷۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے لیکن اس میں ساعت خفیفہ کے الفاظ نہیں ہیں۔

۱۸۷۱۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابوبردہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا

هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ابْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ۔

کیا تم نے اپنے والد سے ساعت جمعہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنی ہے؟ وہ کہتے ہیں میں نے کہا ہاں! میں نے اپنے والد سے سنا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ساعت امام کے (خطبہ کے لیے) بیٹھنے سے لے کر نماز پڑھی جانے تک ہے۔

۱۸۷۲- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بہترین دن میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے، جس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے جس دن میں حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل کیے گئے اور جس دن وہ جنت سے خارج کیے گئے۔

۱۸۷۳- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي الْجُمُعَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بہترین دن میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے جس میں حضرت آدم کی پیدائش ہے۔ جس دن میں حضرت آدم جنت میں داخل کیے گئے جس دن وہ جنت سے خارج کیے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

۱۸۷۴- وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوتِيَتِ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْنَا هَدَانَا اللهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سب سے آخر ہیں اور قیامت کے دن سب سے سابق ہوں گے، البتہ تمام امتوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی۔ پھر یہ دن (یعنی جمعہ کا) جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقرر کر دیا ہے ہم کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس دن کی ہدایت دی ہے لوگ اس دن میں ہمارے تابع ہیں یہود نے جمعہ کے بعد کے دن (ہفتہ) کو مقرر کیا اور نصاریٰ نے اس کے بعد

کے دن کو (یعنی اتوار)۔

۱۸۷۵- وحدثنا ابن ابی عمر قال نا سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة وابن طاؤس عن ابيه عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم نحن الآخرون والسابقون يوم القيمة بمثله۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر ہیں (بعثت کے اعتبار سے) اور قیامت کے دن سب سے سابق ہوں گے۔

۱۸۷۶- وحدثنا قتيبة بن سعيد وزهير بن حرب قالا نا جرير عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم نحن الآخرون الاولون يوم القيمة ونحن اول من يدخل الجنة بيد انهم اوتوا الكتاب من قبلنا واوتيناه من بعدهم فاختلفوا فهدانا الله لما اختلفوا فيه من الحق فهذا يومهم الذی اختلفوا فيه هدانا الله عز وجل له قال يوم الجمعة فاليوم لنا وغدا لليهود وبعد غد للنصاری۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن اوّل ہونگے اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ البتہ ان لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی، اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی، انھوں نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کے اختلاف میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق کی ہدایت کی۔ پس یہ (جمعہ) وہ دن ہے جس میں انھوں نے اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی ہدایت دی۔ آپ نے فرمایا جمعہ کا دن ہم نے مقرر کیا ہے اور یہود نے اس سے اگلا دن اور نصاریٰ نے اس کے بعد کا دن (مقرر کیا ہے)۔

۱۸۷۷- وحدثنا محمد بن رافع قال نا عبد الرزاق قال انا معمر عن همام بن منبه اخی وهب بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة رضی الله عنه عن محمد رسول الله صلی الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم نحن الآخرون السابقون يوم القيمة بيد انهم اوتوا الكتاب من قبلنا واوتيناه من بعدهم فهذا يومهم الذی فرض عليهم فاختلفوا فيه فهدانا الله له فهم لنا فيه تبع فاليهود غدا والنصاری بعد غد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے البتہ ان لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی۔ پس یہ (جمعہ) وہ دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا انھوں نے اس (کی تعیین) میں اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی ہدایت دی پس وہ اس دن میں ہمارے تابع ہیں، یہود نے اگلے دن اور نصاریٰ نے اس کے بعد والے دن (کو مقرر کیا ہے)۔

۱۸۷۸- حدثنا ابو كريب وواصل بن عبد الاعلی قالا نا ابن فضيل عن ابی مالك الاشجعی عن ابی حازم عن ابی هريرة وعن ربعی بن حراش

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سے پہلے لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے جمعہ (کی تعیین) میں گمراہی پیدا کی۔ یہود نے ہفتہ کا دن

WWW.NAFSEISLAM.COM

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمَ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمَ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ وَفِي رِوَايَةِ وَاصِلٍ الْمَقْضِيُّ بَيْنَهُمْ

مقرر کیا اور نصاریٰ نے اتوار کا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں جمعہ (کی تعیین میں) ہدایت دی پس کر دیا جمعہ، ہفتہ، اتوار کو اور اسی طرح ان لوگوں کو قیامت کے دن ہمارے تابع کر دیا، ہم دنیا والوں کے اعتبار سے آخر ہیں اور قیامت کے دن سب سے اوّل ہوں گے، جن کا فیصلہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہوگا۔

۱۸۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُدِينَا إِلَى الْجُمُعَةِ وَأَضَلَّ اللّٰهُ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمیں جمعہ کی تعیین کی ہدایت دی گئی اور ہم سے پہلے لوگ گمراہ ہو گئے۔

۱۸۸۰ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ نَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازہ پر فرشتے آنے والے کو لکھتے رہتے ہیں جو پہلے آئے اس کو پہلے لکھتے ہیں اور جب امام (خطبہ کے لیے) بیٹھ جاتا ہے تو وہ اعمال ناموں کو لپیٹ لیتے ہیں اور آکر خطبہ سنتے ہیں اور جلدی آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک اونٹ صدقہ کرتا ہے، اور اس کے بعد آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو ایک گائے صدقہ کرتا ہے اس کے بعد والا اس شخص کی مثل ہے جو مینڈھا صدقہ کرے پھر اس کی مثل ہے جو مرغی صدقہ کرے پھر اس کی مثل ہے جو انڈا صدقہ کرے۔

۱۸۸۱ - حَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی حدیث منقول ہے۔

۱۸۸۲ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کے ہر دروازہ پر ایک فرشتہ

أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال على كل باب من أبواب المسجد ملك يكتب الأول فالأول مثل الجزور ثم نزلهم حتى صغر إلى مثل البيضة فإذا جلس الإمام طووا الصحف وحضروا الذكر۔

۱۸۸۳- وحدثنا أمية بن بسطام قال نا يزيد يعني ابن زريع قال نا روح عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من اغتسل ثم أتى الجمعة فصلى ما قدر له ثم أنصت حتى يفرغ الإمام من خطبته ثم يصلي معه غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى وفضل ثلاثة أيام۔

۱۸۸۴- وحدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قال يحيى أنا وقال الآخران نا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فأحسن الوضوء ثم أتى الجمعة فاستمع وأنصت غفر له ما بينه وبين الجمعة وزيادة ثلاثة أيام ومن مس الحصى فقد لغا۔

۱۸۸۵- وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وإسحق بن إبراهيم قال أبو بكر نا يحيى بن آدم قال نا حسن بن عياش عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر بن عبد الله قال كنا نصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم نرجع فنريح نواضحنا قال حسن فقلت لجعفر في أي ساعة تلك قال زوال الشمس۔

۱۸۸۶- وحدثني القاسم بن زكريا قال نا

ہے جو آنے والے کو ترتیب کے ساتھ لکھتا رہتا ہے جیسے اونٹ کا صدقہ کرنے والا پھر بتدریج کم کر کے انڈے کے صدقہ کا ذکر کیا اور جب امام (خطبہ کے لیے) بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے اعمال نامے بند کر کے ذکر سننے آجاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غسل کیا پھر جمعہ کے لیے آیا اور جتنی نمازیں اس کے مقدر میں تھیں پڑھیں، پھر خاموش بیٹھا رہا حتی کہ امام خطبہ سے فارغ ہو گیا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے اس جمعہ سے لیکر پچھلے جمعہ تک اور تین دن زائد کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح سے وضو کیا، پھر جمعہ پڑھنے آیا اور خاموشی سے خطبہ سنا اس کے اس جمعہ سے کر گزشتہ جمعہ تک اور تین دن زائد کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور فرمایا جس شخص نے کنکریاں چھوئیں اس نے لغو کام کیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر واپس لوٹ کر اپنی اونٹنیوں کو آرام پہنچاتے تھے۔ حسن نے جعفر سے پوچھا اس وقت کیا وقت ہوتا تھا انھوں نے بتایا زوال آفتاب کا۔

جعفر کے والد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

WWW.NAFSEISLAM.COM

خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَا جَمِيعًا نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ سَاَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَتَى كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ نَذْهَبُ اِلَى جِمَالِنَا فَنُرِيحُهَا زَادَ عَبْدُ اللّٰهِ فِي حَدِيثِهِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ۔

سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت جمعہ پڑھتے تھے انھوں نے بتایا کہ جب آپ جمعہ پڑھ لیتے تب ہم اپنی اونٹنیوں کے پاس جاتے اور انھیں آرام پہنچاتے۔ عبد اللہ نے اپنی روایت میں آفتاب ڈھلنے کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۸۸۷۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى اَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمعہ کے بعد کھانا کھا کر آرام کرتے تھے۔

۱۸۸۸۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَا اَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ الْمُحَارِبِيِّ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْءَ۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زوال آفتاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے پھر سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے تھے۔

۱۸۸۹۔ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَنَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ لِلْحِيطَانِ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتے تھے اور جب واپس لوٹتے تھے تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا جس کی آڑ میں ہم سایہ حاصل کرتے۔

۱۸۹۰۔ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَاَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ خَالِدٍ قَالَ اَبُو كَامِلٍ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر بیٹھ کر کھڑے ہوتے جیسا کہ تم آج کل کرتے ہو۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ قَالَ كَمَا تَفْعَلُونَ الْيَوْمَ۔

۱۸۹۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ يَحْيٰى اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیتے تھے ان کے درمیان آپ بیٹھتے۔ (خطبہ میں) آپ قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔

۱۸۹۲۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ اَنْبَاَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّاَكَ اَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے اور جس شخص نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ کہا ہے خدا کی قسم میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

۱۸۹۳۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيْرٌ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَاءَتْ عِيْرٌ مِنَ الشَّامِ فَانْفَتَلَ النَّاسُ اِلَيْهَا حَتّٰى لَمْ يَبْقَ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِي الْجُمُعَةِ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ شام سے اونٹوں کا ایک قافلہ (غلہ لے کر) آیا اور بارہ آدمیوں کے سوا تمام لوگ قافلہ کی طرف چلے گئے اس موقع پر سورۂ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) اور جب ان لوگوں نے (قافلہ) تجارت یا کھیل کود دیکھا تو یہ اس کی طرف دوڑ گئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔

۱۸۹۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَلَمْ يَقُلْ قَائِمًا۔

ایک اور سند سے یہ حدیث منقول ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور یہ نہیں کہا کہ کھڑے ہوئے تھے۔

۱۸۹۵۔ وَحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جمعہ کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَدِمَتْ سُوَیْقَۃٌ قَالَ فَخَرَجَ النَّاسُ اِلَیْہَا فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا اَنَا فِیْہِمْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْہَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ۔

١٨٩٦ - وَحَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ اَنَا ہُشَیْمٌ قَالَ اَنَا حُصَیْنٌ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ وَسَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَآئِمٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِذْ قَدِمَتْ عِیْرٌ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَابْتَدَرَہَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مَعَہٗ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِیْہِمْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ وَنَزَلَتْ ہٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْہَا۔

١٨٩٧ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَۃُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّۃَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قَالَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اُمِّ الْحَکَمِ یَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰی ہٰذَا الْخَبِیْثِ یَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْہَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا۔

١٨٩٨ - وَحَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْحُلْوَانِیُّ قَالَ نَا اَبُوْ تَوْبَۃَ قَالَ نَا مُعَاوِیَۃُ وَہُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ زَیْدٍ یَعْنِیْ اَخَاہُ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِی الْحَکَمُ بْنُ مِیْنَآءَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ وَاَبَا ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا حَدَّثَاہُ اَنَّہُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِہٖ لَیَنْتَہِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِہِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَیَخْتِمَنَّ

تھے، ایک قافلہ آیا اور تمام لوگ اس کی طرف چلے گئے، صرف بارہ اشخاص باقی بچے، میں بھی ان میں تھا، اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ) اور جب ان لوگوں نے تجارت (کے قافلے) یا کھیل کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ گئے اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ مدینہ میں ایک قافلہ آیا اور بارہ صحابہ کے سوا رسول اللہ کے تمام صحابہ اس قافلہ کی طرف دوڑ پڑے ان بارہ صحابہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے تجارت (کے قافلے) یا کھیل کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے۔

(ف) امام ابوداؤد نے مراسیل میں ذکر کیا ہے کہ پہلے نماز جمعہ خطبہ سے پہلے پڑھ لی جاتی تھی سو یہ صحابہ نماز جمعہ پڑھ چکے تھے اور اس وقت تک خطبہ سننا واجب نہیں تھا۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اس وقت عبدالرحمٰن بن ام حکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا، انہوں نے کہا اس خبیث کو دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ) اور جب ان لوگوں نے تجارت یا کھیل کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ گئے اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی سیڑھیوں پر فرما رہے تھے "جمعہ چھوڑنے سے لوگ باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے"۔

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ۔

۱۸۹۹ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَا نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے آپ کی نماز اور خطبہ درمیانی تھے۔

۱۹۰۰ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنِيْ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ اُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا وَّفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ زَكَرِيَّا عَنْ سِمَاكٍ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں، آپ کی نمازیں بھی درمیانی ہوتی تھیں اور خطبات بھی درمیانی ہوتے تھے۔

۱۹۰۱ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَّقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَاِلَيَّ وَعَلَيَّ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور جوش زیادہ ہوتا اور یوں لگتا جیسے آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں جو صبح وشام میں حملہ کرنے والا ہو اور فرماتے ہیں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں پھر آپ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور حمد کے بعد فرماتے یاد رکھو بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین کام عبادت کے نئے طریقے ہیں اور عبادت کا ہر نیا طریقہ گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: ہر مومن کی جان پر تصرف میں سب سے زیادہ میں مستحق ہوں۔ جس شخص نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض یا اہل وعیال کو چھوڑا وہ میرے ذمہ ہیں۔

۱۹۰۲ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُوْنَ الزَّعْفَرَانِيُّ جَمِيْعًا عَنْ جَعْفَرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ

ایک اور سند سے بھی کچھ لفظی تغیر کے ساتھ یہ حدیث منقول ہے۔

ثُمَّ يَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مَيْمُونٍ ثُمَّ قَرَنَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِي الْاِبْهَامَ ۔

١٩٠٣ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَتْ خُطْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ عَلٰى اَثَرِ ذٰلِكَ وَقَدْ عَلَا صَوْتُهٗ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد آواز بلند کرتے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

١٩٠٤ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَخَيْرُ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ الثَّقَفِيِّ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثناء کرتے پھر فرماتے اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

١٩٠٥ - وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ ابْنُ مُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْاَعْلٰى وَهُوَ اَبُوْ هَمَّامٍ قَالَ نَا دَاوٗدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَاِنَّ اللّٰهَ يَشْفِيْ عَلٰى يَدَيَّ مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد مکہ میں آیا وہ قبیلہ ازد شنوءہ سے تھا اور جنات کے اثر سے دم کرتا تھا اس نے جب مکہ کے بے وقوفوں سے سنا کہ (العیاذ باللہ) محمد مجنون ہیں تو اس نے کہا کہ کاش میں انہیں دیکھ لیتا شاید ان کو اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے شفا دیدے، پھر وہ آپ سے ملا اور کہنے لگا اے محمد! میں جنات کا اثر زائل کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفاء دیتا ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جسے وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں،

يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَمَّا بَعْدُ قَالَ
فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ
فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ
الشُّعَرَآءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ
بَلَغْنَ نَاعُوْسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ
اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى قَوْمِكَ قَالَ
وَعَلٰى قَوْمِيْ قَالَ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَمَرُّوْا بِقَوْمِهٖ فَقَالَ صَاحِبُ
السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ هَلْ اَصَبْتُمْ مِّنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا
فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ
رُدُّوْهَا فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ۔

۱۹۰۶- حَدَّثَنِيْ سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ نَا عَبْدُ
الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبْجَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَاصِلِ
بْنِ حَيَّانَ قَالَ قَالَ اَبُوْ وَائِلٍ خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَاَوْجَزَ
وَاَبْلَغَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا اَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ اَبْلَغْتَ
وَاَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ اِنِّيْ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ
فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ
مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا۔

۱۹۰۷- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ
عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ
عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شخص عبادت کا مستحق نہیں وہ یک و تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ضماد نے کہا یہ کلمات دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ان کلمات کو دہرایا، وہ کہنے لگا کہ میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شاعروں کا کلام سنا ہے، ان میں سے کسی کا کلام ان کلمات کی گرد تک نہیں پہنچ سکا۔ یہ کلمات تو بلاغت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں، پھر اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم کی بیعت بھی کر لوں؟ اس نے کہا میری قوم کی بھی۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا، وہ لوگ اس کی قوم پر سے گزرے، لشکر کے امیر نے کہا: تم نے ان لوگوں کی کوئی چیز لی ہے؟ ——— ایک شخص نے کہا میں نے ان کا لوٹا لیا ہے انھوں نے فرمایا اس کو واپس کر دو، یہ ضماد کی قوم ہے۔

ابو وائل کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا جو مختصر اور بلیغ تھا، جب وہ منبر سے اُترے تو ہم نے کہا: اے ابو الیقظان! تم نے نہایت مختصر اور بلیغ خطبہ پڑھا ہے اگر میں ہوتا تو کچھ لمبا خطبہ پڑھتا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا لمبی نماز اور چھوٹا خطبہ پڑھنا انسان کی فقاہت کی دلیل ہے پس نماز لمبی پڑھو اور خطبہ چھوٹا پڑھو اور بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ دیا اور کہا جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم بُرے خطیب ہو" یوں کہو جس شخص،

فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ قُلْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَقَدْ غَوٰى۔

نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

۱۹۰۸- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَاءً يُخْبِرُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر یہ آیت پڑھ رہے تھے: "ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک۔"

۱۹۰۹- وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ اَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُخْتٍ لِعَمْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ اَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ۔

عمرۃ بنت عبد الرحمان کی بہن (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ میں نے قٓ والقرآن المجید کی سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر جمعہ کو منبر پر پڑھا کرتے تھے۔

۱۹۱۰- وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ اُخْتٍ لِعَمْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَتْ اَكْبَرَ مِنْهَا بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۹۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ عَنْ بِنْتٍ لِحَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا حَفِظْتُ قٓ اِلَّا مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِهَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ قَالَتْ وَكَانَ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدًا۔

حارثہ بنت نعمان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے قٓ والقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد کی ہے۔ آپ ہر جمعہ کو خطبہ میں یہ سورت پڑھتے تھے اور انھوں نے بتایا کہ ان کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور واحد تھا۔

۱۹۱۲- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ

ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دو سال ایک سال یا کم و بیش تک ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور

قال حدثني عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم الأنصاري عن يحيى بن عبد الله بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارة عن أم هشام بنت حارثة ابن النعمان رضي الله عنهما قالت لقد كان تنورنا وتنور رسول الله صلى الله عليه وسلم واحدا سنتين أو سنة أو بعض سنة وما أخذت ق والقرآن المجيد إلا عن لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرؤها كل جمعة على المنبر إذا خطب الناس.

ایک ہی تھا، اور میں نے سورہ قٓ والقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد کی ہے، آپ ہر جمعہ کو خطبہ میں اس سورت کو منبر پر پڑھتے تھے۔

۱۹۱۳ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال نا عبد الله بن إدريس عن حصين عن عمارة بن رويبة قال رأى بشر بن مروان على المنبر رافعا يديه فقال قبح الله هاتين اليدين لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزيد على أن يقول بيده هكذا وأشار بإصبعه المسبحة.

حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بشر بن مروان دوران خطبہ ہاتھ اٹھا رہا تھا۔ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو برباد کر دے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دورانِ خطبہ) صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔

۱۹۱۴ - وحدثناه قتيبة بن سعيد قال نا أبو عوانة عن حصين بن عبد الرحمن قال رأيت بشر بن مروان يوم جمعة يرفع يديه فقال عمارة بن رويبة فذكر نحوه.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۱۹۱۵ - حدثنا أبو الربيع الزهراني وقتيبة بن سعيد قالا نا حماد وهو ابن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن عبد الله قال بينا النبي صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة إذ جاء رجل فقال له النبي صلى الله عليه وسلم أصليت يا فلان قال لا قال قم فاركع.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، اسی اثناء میں ایک شخص آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اے فلاں! کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو!

۱۹۱۶ - وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ويعقوب الدورقي عن ابن علية عن أيوب عن عمرو عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم كما قال حماد ولم يذكر الركعتين.

ایک اور سند سے حسب سابق روایت منقول ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

١٩١٧ - وحدثنا قتيبة بن سعيد وإسحق بن إبراهيم قال قتيبة نا وقال إسحق أنا سفيان عن عمرو سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنهما يقول دخل رجل المسجد ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة فقال أصليت قال لا قال قم فصل الركعتين وفي رواية قتيبة قال صل ركعتين۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، درآں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے، آپ نے اس سے پوچھا کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھ لو۔

١٩١٨ - وحدثني محمد بن رافع وعبد بن حميد قال ابن رافع نا عبد الرزاق قال أنا ابن جريج قال أخبرني عمرو بن دينار أنه سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنهما يقول جاء رجل والنبي صلى الله عليه وسلم على المنبر يوم الجمعة يخطب فقال له أركعت ركعتين قال لا قال اركع۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے اسی اثناء میں ایک شخص آیا آپ نے اس سے پوچھا کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہیں؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: پڑھ لو۔

١٩١٩ - حدثنا محمد بن بشار قال نا محمد وهو ابن جعفر قال نا شعبة عن عمرو بن دينار قال سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنهما يحدث أن النبي صلى الله عليه وسلم خطب فقال إذا جاء أحدكم يوم الجمعة وقد خرج الإمام فليصل ركعتين۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن آئے درآں حالیکہ امام (خطبہ دینے کے لیے) آ چکا ہو تو دو رکعت پڑھ لے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

١٩٢٠ - وحدثنا قتيبة بن سعيد قال نا ليث ح وحدثنا محمد بن رمح قال أنا الليث عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال جاء سليك الغطفاني رضي الله عنه يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم قاعد على المنبر فقعد سليك قبل أن يصلي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم أركعت ركعتين قال لا قال قم فاركعهما۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضرت سلیک الغطفانی رضی اللہ عنہ آئے درآں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے سلیک نماز پڑھنے سے پہلے بیٹھ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے دو رکعت نماز پڑھ لی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا ان کو پڑھ لو۔

١٩٢١ - وحدثنا إسحق بن إبراهيم وعلي بن

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

خَشْرَمٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ
أَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ
فَقَالَ لَهُ يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ
فِيهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ
يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا۔

١٩٢٢- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا
سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ
قَالَ أَبُو رِفَاعَةَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ لَا يَدْرِي مَا
دِينُهُ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ فَأُتِيَ
بِكُرْسِيٍّ حَسِبْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيدًا قَالَ فَقَعَدَ
عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي
مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ ثُمَّ أَتَى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا۔

١٩٢٣- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ
قَالَ نَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ
أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى
لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بَعْدَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ
فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ
فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ
إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

١٩٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ

حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آئے دراں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، وہ آکر بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: اے سلیک کھڑے ہو کر مختصر طور پر دو رکعت نماز پڑھو پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اختصار سے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا دراں حالیکہ آپ خطبہ دے رہے تھے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک مسافر دین کے بارے میں سوال کرنے آیا ہے! اسے نہیں معلوم کہ دین کیا ہے! وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے، پھر ایک کرسی لائی گئی۔ میرا خیال ہے اس کرسی کے پائے لوہے کے تھے، وہ کہتے ہیں کہ پھر اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم دیا تھا اس کی مجھے تعلیم دی پھر اپنا خطبہ پورا کیا۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں قائم مقام گورنر مقرر کیا اور وہ مکہ مکرمہ چلا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور دوسری رکعت میں سورۂ جمعہ کے بعد سورہ منافقین پڑھی۔ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا آپ نے وہ دو سورتیں پڑھی ہیں جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھتے تھے، حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کے دن یہ سورتیں سنی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ مروان نے

أَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ حَاتِمٍ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِثْلُ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو قائم مقام گورنر بنایا حضرت ابوہریرہ نے جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ السجدۃ اور دوسری رکعت میں اذا جاءک المنافقون پڑھی۔ باقی حسب سابق ہے۔

١٩٢٥- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلی اور سورۃ ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ پڑھتے تھے اور اگر جمعہ اور عید ایک دن میں ہو جاتے تب بھی دونوں نمازوں میں انہی سورتوں کو پڑھتے تھے

١٩٢٦- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُنْتَشِرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

١٩٢٧- وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ ابْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْأَلُهُ أَيَّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوٰى سُورَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ۔

ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر کی طرف ایک مکتوب بھیجا اور یہ سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن سورۃ جمعہ کے علاوہ اور کون سی سورت پڑھتے تھے انھوں نے جواب دیا کہ آپ سورۃ ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ پڑھتے تھے۔

١٩٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَوَّلٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۃ الٓمٓ تنزیل السجدۃ اور سورۃ ھل اتی علی الانسان حین

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ السَّجْدَۃِ وَھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِی صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ سُوْرَۃَ الْجُمُعَۃِ وَالْمُنَافِقِیْنَ۔

من الدھر" ۔ ۔ پڑھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۃ جمعۃ اور سورۃ المنافقون پڑھتے تھے۔

۱۹۲۹۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ نَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَ نَا وَکِیْعٌ کِلَاھُمَا عَنْ سُفْیَانَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی روایت ہے۔

۱۹۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَۃُ عَنْ مُخَوَّلٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ فِی الصَّلٰوتَیْنِ کِلَیْھِمَا کَمَا قَالَ سُفْیَانُ۔

ایک دیگر سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۹۳۱۔ حَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ وَھَلْ اَتٰی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں الٓمّٓ تنزیل اور ھل اتٰی پڑھتے تھے۔

۱۹۳۲۔ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاھِرِ قَالَ اَنَا ابْنُ وَھْبٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِالٓمّٓ تَنْزِیْلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں پہلی رکعت میں سورہ الٓمّٓ تنزیل پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں سورہ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا

۱۹۳۳۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ سُھَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیُصَلِّ بَعْدَھَا اَرْبَعًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن نماز پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھے۔

۱۹۳۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ سُھَیْلٍ عَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار

أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا زَادَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سُهَيْلٌ فَإِنْ عَجِلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَكْعَتَيْنِ إِذَا رَجَعْتَ۔

رکعت پڑھو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اگر تمہیں جلدی ہو تو دو رکعت مسجد میں اور دو رکعت گھر جا کر پڑھو۔

۱۹۳۵ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ مِنْكُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے وہ چار رکعت پڑھے۔

۱۹۳۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا نَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ۔

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر آ کر دو رکعت نماز پڑھتے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۹۳۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ وَصَفَ تَطَوُّعَ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ قَالَ يَحْيَى أَظُنُّهُ قَرَأْتُ فَيُصَلِّي أَوْ أَلْبَتَّةَ۔

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل کا بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر جا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

۱۹۳۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا عَمْرٌو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

---

www.nafseislam.com

۱۹۳۹- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ ابْنِ اَبِي الْخُوَارِ اَنَّ نَافِعَ ابْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهٗ اِلَى السَّائِبِ ابْنِ اُخْتِ نَمِرٍ يَسْاَلُهٗ عَنْ شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ اَنْ لَّا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ۔

عطا کہتے ہیں کہ نافع بن جبیر نے انہیں سائب بن اخت نمر کے پاس کچھ ایسی باتیں پوچھنے کے لیے بھیجا جو انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز میں نوٹ کی تھیں۔ سائب نے کہا ہاں میں نے حضرت معاویہ کے ساتھ مقصورہ میں جمعہ پڑھا ہے امام کے سلام پھیرنے کے بعد میں نے اسی جگہ اٹھ کر نماز پڑھی تھی۔ حضرت معاویہ نے مجھے بلایا اور کہا دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ جمعہ پڑھنے کے بعد کچھ بات کرو یا اس جگہ سے دوسری جگہ جاؤ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم ایک نماز کے متصل دوسری نماز نہ پڑھیں اور دو نمازوں کے درمیان بات چیت یا باہر جانے سے فصل کریں۔

۱۹۴۰- وَحَدَّثَنِيْهِ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهٗ اِلَى السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ بْنِ اُخْتِ نَمِرٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاِمَامَ۔

عطا کہتے ہیں کہ نافع بن جبیر نے انھیں سائب بن یزید بن اخت نمر کے پاس بھیجا باقی حسب سابق ہے صرف یہ فرق ہے کہ اس میں ہے کہ جب اس نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ کھڑا رہا اور امام کا ذکر نہیں ہے۔

جمعہ کے دن غسل کا حکم

اس باب کی بعض احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کا حکم دیا ہے اور بعض احادیث میں فرمایا ہر بالغ پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنتِ مستحبہ ہے اور ان احادیث میں آپ کا حکم استحباب پر محمول ہے اور جس حدیث میں ہے: "الغسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم" اس حدیث میں واجب "ثابت اور متاکد" کے معنی میں ہے اس سے وجوب اصطلاحی مراد نہیں ہے۔[1]

امام مالک رحمہ اللہ کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں، واجب، سنت، مستحب۔ مدونہ میں یہی ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔ اور اس کا ترک جائز نہیں لیکن اصحاب مالک کا نظریہ یہ ہے کہ یہ مستحب ہے۔[2]

امام مالک کا استدلال بعض احادیث کے ظاہری الفاظ سے ہے جن کی توجیہ ہم علامہ نووی سے نقل کر چکے ہیں۔ جمہور کا

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۷۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۷۵ھ۔

[2] علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکمال اکمال المعلم ج ۳، ص ۲۰۳۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

استدلال اس حدیث سے ہے:

عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من توضأ یوم الجمعۃ فبہا ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل۔[1]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اچھی بات ہے اور جس نے غسل کیا تو اس میں زیادہ فضیلت ہے۔

ایک اور حدیث ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعۃ فاستمع وانصت غفر لہ ما بین الجمعۃ الی الجمعۃ وزیادۃ ثلاثۃ ایام۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کے لیے آیا اور خاموش بیٹھ کر (خطبہ) سنا اس کے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

اس باب کی حدیث نمبر ۱۸۵۱ میں ہے حضرت عثمان صرف وضو کر کے دوران خطبہ جمعہ کے لیے لیے آئے تو حضرت عمر نے انھیں دیر سے آنے اور غسل نہ کرنے پر ملامت کی[2]۔ اگر غسل واجب ہوتا تو حضرت عثمان اس کو ترک نہ کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو حکم دیتے کہ غسل کر کے آئیں اور جب انھوں نے حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک غسل جمعہ واجب نہیں ہے۔ رہا یہ سوال کہ مستحب کے تارک پر ملامت نہیں کی جاتی تو پھر حضرت عمر نے حضرت عثمان کو کیوں ملامت کی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر نے ملامت کر کے اس بات پر متنبہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے شخص ہیں جو لوگوں کے لیے مقتدیٰ ہیں لہٰذا ان کو غسل ترک نہیں کرنا چاہیے تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء اور مشائخ کو امور مستحبہ بھی پابندی سے ادا کرنے چاہئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بڑے آدمی کو بھرے مجمع میں ملامت کرنا جائز ہے ہر چند کہ یہ پسندیدہ نہیں ہے، نیز حکام کے سامنے عذر پیش کرنا اور جمعہ سے پہلے دنیاوی معاملات میں مشغول رہنے کا جواز بھی معلوم ہوا۔

نماز جمعہ کے لیے جانے کا وقت

اس باب کی حدیث نمبر ۱۸۶۰ میں ذکر ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن پہلی ساعت میں جائیگا اس کو اونٹ کے صدقہ کا ثواب ہوگا اور جو دوسری ساعت میں جائے گا اس کو گائے کے صدقہ کا ثواب ہوگا۔ علی ہذا القیاس جمہور فقہاء اور ائمہ کے نزدیک اس ساعت سے مراد زوال کے بعد پہلا لمحہ پھر دوسرا لمحہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک اس سے مراد جمعہ کی صبح کے بعد پہلی ساعت پھر دوسری ساعت ہے علامہ نووی نے جمہور کے

1۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

2۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ۔ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور طبع ثانی ۱۴۰۵ھ۔

ایضاً۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

3۔ امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ۔ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۱۲۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۵ھ۔

نظریہ کو ترجیح دی ہے۔ [1]

دورانِ خطبہ خاموش رہنے میں مذاہب

اس باب کی حدیث نمبر ۱۸۶۲ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ خطبہ خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک خاموش رہنا واجب اور بات کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ امام شافعی کے دو قول ہیں مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی، اور امام احمد کہتے ہیں کہ اگر اس تک آواز آ رہی ہے تو خاموش رہنا واجب ہے ورنہ نہیں [2]۔ ظاہر احادیث امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی تائید کرتی ہیں۔

ساعتِ جمعہ

حدیث نمبر ۱۸۶۵ سے لے کر ۱۸۷۱ میں ساعت جمعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں ساعت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث میں نماز کو لغوی معنی پر محمول کیا ہے وہ کہتے ہیں اس سے مراد دعا ہے اور یہ ساعت جمعہ کے دن عصر کے بعد سے لے کر مغرب تک ہوتی ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ امام کے آنے سے لے کر نماز جمعہ سے فراغت تک یہ ساعت ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر فراغت نماز تک یہ ساعت ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ھی ما بین ان یجلس الامام علی المنبر الی ان تقضی الصلوٰۃ۔ [3] "یہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز کی فراغت تک ہے۔" اور بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ ساعت جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: اس ساعت کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر فراغت نماز تک یہ ساعت ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ کے علاوہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۱۸۷۱ میں بھی اسی طرح ہے۔ سعیدی) معراج میں ہے کہ خطبہ کے دوران دل میں دعا مانگے کیونکہ خطبہ کے دوران سکوت کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ طحطاوی لکھتے ہیں کہ "علامہ زرقانی نے فرمایا: ساعت جمعہ کے بیالیس اقوال میں سے یہ دو قول زیادہ صحیح ہیں، ہو سکتا ہے کہ ساعت جمعہ ان دو وقتوں میں گھومتی رہتی ہو۔ لہٰذا ان دو وقتوں میں دعا کرنی چاہیے۔" ظاہر یہ ہے کہ یہ ایک لطیف ساعت ہے اور ہر شہر اور ہر خطیب کے اعتبار سے اس کا وقت بدلتا رہتا ہے کیونکہ جس وقت ایک شہر میں دن ہوتا ہے دوسرے شہر میں رات ہوتی ہے اور جس وقت ایک شہر میں ظہر ہوتی ہے دوسرے شہر میں عصر ہوتی ہے۔ بہر حال سورج جس درجہ پر بھی حرکت کرتا ہے اس کی حرکت سے یہ ساعت کسی قوم پر طلوع ہوتی ہے اور کسی قوم پر غروب ہو جاتی ہے [4]

فضیلتِ جمعہ

حدیث نمبر ۱۸۷۲ اور ۱۸۷۳ میں ہے کہ جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام جنت سے خارج کیے گئے اور اسی دن قیامت واقع ہوگی، ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے خروج میں کیا فضیلت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا پہلے جنت میں قیام عارضی تھا۔ جب دنیا میں آ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر

1۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

2۔ " " " ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۱

3۔ امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ۔ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۱۲۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۳۹۵ھ۔

4۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ۔ رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۳ - ۵۷۲، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ۔

عمل کیا تو جنت میں دوام اور خلود کا استحقاق حاصل ہوا ثانیاً جنت سے زمین میں آئے تو خلافت الٰہیہ کا تاج پہنا، زمین پر آنے کے بعد آپ سے نسل انسانی پھیلی اور اس وجہ سے بے شمار اولیاء اور انبیاء بالخصوص حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی اور یہ تمام امور جنت سے خروج پر مرتب ہوئے۔ اور قیامت قائم ہونے میں فضیلت ظاہر ہے کیونکہ مسلمانوں کے اُخروی انعامات کا حصول قیامت کے بعد ہی ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۸۷۳ تا ۱۸۷۹ میں ہے کہ مسلمانوں نے جمعہ کی ہدایت پائی اور یہود و نصاریٰ جمعہ کو نہ پا سکے، قاضی عیاض فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جمعہ کی تعظیم کا حکم دیا گیا اور اس کی تعیین ان کے اجتہاد پر چھوڑ دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو جمعہ کے دن پر مطلع کر دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جمعہ کے دن کی تعظیم کا حکم دیا اور اس کے فضائل بتلائے تھے لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہیں مانی اور کہا ہفتہ افضل ہے۔

جمعہ کا وقت

حدیث نمبر ۱۸۸۵ سے کر ۱۸۸۹ میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب کے بعد جمعہ پڑھتے تھے اور ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نماز جمعہ کے بعد کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے، ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زوال کے بعد نماز جمعہ جلدی پڑھنی چاہیے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی اور جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے البتہ امام احمد بن حنبل زوالِ آفتاب سے پہلے نماز جمعہ جائز قرار دیتے ہیں [۱]۔

خطبہ جمعہ کے احکام

حدیث نمبر ۱۸۹۰ سے ۱۸۹۷ میں خطبہ کا بیان ہے۔ جمعہ کا خطبہ اللہ تعالیٰ کی حمد، درود شریف اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ان اُمور کا خطبہ میں بیان کرنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مستحب ہے [۲]۔ قوت دلیل کے اعتبار سے امام ابوحنیفہ کا نظریہ صحیح ہے کیونکہ خطبہ جمعہ میں ان اُمور کا ذکر واجب تب ہوتا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جمعہ میں ان اُمور کے ذکر کا حکم دیا ہوتا یا ان اُمور کے ترک پر کسی عذاب کی وعید سنائی ہوتی، علامہ نووی نے وجوب پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ اگر خطبہ ان امور پر مشتمل نہ ہو تو خلاف سنت ہو گا اس دلیل کا ضعف بالکل واضح ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من قال یوم الجمعۃ والامام یخطب انصت فقد لغا۔ "جس شخص نے خطبہ جمعہ کے دوران (کسی سے کہا) چُپ ہو جاؤ، اس نے لغو کام کیا۔" اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں [۳]، امام ترمذی نے اپنی جامع میں [۴] اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔

اس حدیث کی بناء پر فقہاء حنفیہ نے خطبہ جمعہ کے دوران امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بھی منع کیا ہے۔ علامہ علائی لکھتے ہیں:

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ

۲۔ " " " " ج ۱ ص ۲۸۴

۳۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۸-۱۲۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

۴۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۰۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۵۔ امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ، صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۱۵۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

خطبہ جمعہ کے دوران کلام کرنا، کھانا پینا، تسبیح پڑھنا، سلام کا جواب دینا اور امر بالمعروف کرنا حرام ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ خاموش رہے اور خطبہ سنے.... البتہ ہاتھ سے کسی برائی کے ہٹانے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جب اسم مبارک سنے تو دل ہی دل میں درود شریف پڑھے اور چھینک یا سلام کا جواب دینا بھی اس پر واجب نہیں ہے [1] ملا علی قاری رحمہ الباری نے صحیح ابن حبان کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر سراً (خفیہ آواز سے) قرآن مجید پڑھتے اور شرح طیبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ دو خطبوں کے درمیان آہستہ آواز سے سورۂ اخلاص پڑھنی چاہیے [2] نیز خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ دینا خلاف سنت ہے، حدیث نمبر ١٨٩٧ میں ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن ام الحکم کو بیٹھ کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: انظروا الی ھذا الخبیث یخطب قاعدا "اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے"۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص خلاف سنت کام کرے اس کو خبیث کہنا جائز ہے۔ حدیث نمبر ١٩٠١ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کا ذکر ہے جس میں بدعت کا لفظ ہے علامہ نووی نے اس کی شرح میں بدعت کی پانچ اقسام ذکر کی ہیں [3] ہم بدعت پر مفصل بحث باب نمبر ٢٥٥ "دائمی عمل کی فضیلت" میں بیان کر چکے ہیں۔

اللہ اور رسول کا ضمیر واحد سے ذکر

حدیث نمبر ١٩٠٧ میں ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوران خطبہ کہا من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فقد غوی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بئس الخطیب انت قل ومن یعص اللہ ورسولہ فقد غوی۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس شخص کی مذمت کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ اور رسول کا صراحۃً ذکر نہیں کیا اور اس کی بجائے ضمیر کا ذکر کیا جبکہ خطبہ میں وضاحت اور تفصیل مقصود ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اللہ اور رسول کا ذکر ایک ضمیر سے کیا ہے وہ خطبہ بحیثیت خطبہ نہیں ہے بلکہ خطبہ کی تعلیم ہے کیونکہ سنن ابو داؤد میں ہے کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ کی تعلیم دی اور اس میں فرمایا: "من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فلا یضر الا نفسہ" ہر چند کہ اس جملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ اور رسول کا ذکر ایک ضمیر میں کیا ہے لیکن یہ خطبہ نہیں خطبہ کی تعلیم ہے اور تعلیم میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو [4] علامہ عینی نے اس سوال کا (کہ اس خطیب کی مذمت کی اور خود اللہ اور رسول کا ایک ضمیر میں ذکر کیا) یہ جواب دیا ہے کہ عام آدمی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ضمیر میں ذکر کرے گا تو اس کے بارے میں یہ وہم ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ اور رسول کو برابر سمجھتا ہے۔ اس لیے آپ نے اس شخص کے ومن یعصھما۔ کہنے کی مذمت کی لیکن آپ کے بارے میں آپ کے منصب کی وجہ سے چونکہ یہ وہم نہیں کیا جا سکتا اس لیے مثلاً ومن یعصھما۔ کہنا آپ کی خصوصیت ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے علامہ عینی نے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ متکلم اپنے خطاب میں داخل نہیں ہوتا جیسا کہ مخلوق کی قسم کھانا منع ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے متعدد مخلوقات کی قسم کھائی ہے اسی

١۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ١٠٨٨ھ، در مختار علی ہامش الرد ج ١ ص ٧٦٨ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ١٣٢٧ھ۔

٢۔ ملا علی قاری متوفی ١٠١٤ھ، مرقات ج ١ ص ٢٧٠ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ١٣٩٢ھ۔

٣۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ١ ص ٢٥٨ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ١٣٧٥ھ۔

٤۔ " " ج ١ ص ٢٨٦، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ١٣٧٥ھ۔

طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس قسم کے کلام کی اجازت دی ہے اور دوسروں کو منع کر دیا علامہ عینی نے تیسرا جواب یہ ذکر کیا کہ خود اس قسم کا کلام کرنا آپ کا فعل ہے اور منع کرنا آپ کا قول ہے اور جب قول اور فعل میں تعارض ہو تو ہمارے لیے حجت آپ کا قول ہے۔[1]

بعض معاصرین نے اس سوال کے جواب میں لکھا ہے: چونکہ کمال ایمان کے لیے یہ دونوں محبتیں معتبر ہیں ہر ایک کا کوئی علیحدہ اعتبار نہیں اس لیے ماسوا "هما" کی ضمیر تثنیہ ذکر کی ہے اور "بئس الخطیب انت" کی حدیث میں افراد ضمیر کا حکم اس لیے فرمایا کہ انسان کی گمراہی کے لیے ہر ایک عصیان علیحدہ علیحدہ کافی اور مستقل ہے۔[2] اس جواب کی تفصیل یہ ہے کہ بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ حلاوة الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما — اس جملہ میں بھی آپ نے اللہ اور رسول کا ذکر ایک ضمیر میں کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حلاوت ایمان چونکہ اللہ اور رسول دونوں کی محبت سے مل کر پیدا ہوتی ہے اس لیے دونوں کو ایک ضمیر میں جمع فرمایا اور جب کہا جائے گا ومن یعصھما فقد غوٰی تو اس اصول سے یہ معنی ہوگا کہ غوایت میں اللہ اور رسول دونوں کی مجموعی معصیت کا دخل ہے حالانکہ ان میں سے کسی ایک کی معصیت بھی غوایت ہے اور چونکہ اس اعتبار سے یہ جملہ غلط تھا اس لیے آپ نے کہنے والے کو فرمایا بئس الخطیب انت اور اس کی مذمت کی بعض معاصرین نے عمدۃ القاری سے قاضی عیاض کا یہ جواب بلا حوالہ نقل کرتے وقت یہ خیال نہیں کیا کہ سنن ابوداؤد میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "ومن یعصھما فلا یضر الا نفسہ" بعض معاصرین کے نقل کردہ اصول سے اس حدیث کا یہ معنی ہوگا کہ جو اللہ اور رسول دونوں کی مجموعی معصیت کرے اس کو ضرر ہوتا ہے اور اگر ایک کی معصیت کرے تو ضرر نہیں ہوتا حالانکہ ایک کی معصیت بھی ضرر ہے۔ اس لیے اس سوال کے صحیح جواب وہی ہیں جو علامہ نووی اور علامہ عینی نے بیان کیے ہیں۔

عبادات میں نئے طریقوں سے صحابہ کی نفرت

حدیث نمبر ۱۹۱۲ میں ہے "حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بشر بن مروان خطبہ میں دونوں ہاتھ بلند کر رہا تھا انھوں نے کہا اللہ ان دونوں ہاتھوں کو برباد کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ صرف انگلی سے اشارہ کرتے تھے" حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء کے موقع پر خطبہ میں دونوں ہاتھ بلند کیے ہیں لیکن چونکہ اس موقع پر آپ کا دونوں ہاتھ بلند کرنا ایک امر عارض کے سبب سے تھا اور یہ عام معمول نہیں تھا اس لیے حضرت عمارہ نے اس طریقہ سے نفرت اور برأت کا اظہار کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عبادات میں ایسے نئے طریقے ایجاد کرنے سے سخت متنفر تھے جو مخالف سنت ہوں۔ اس کے تحت وہ امور نہیں آتے جو بجائے خود اطلاق شرعی کے افراد اور سنت کے عموم میں داخل ہیں جیسے تعیین عرفی سے وفات کے تیسرے، دسویں یا چالیسویں روز بعد ایصال ثواب کرنا، البتہ اس تعیین کو ضروری یا شرعی خیال کرنا بدعت سیئہ ہے۔

خطبۂ جمعہ کے دوران تحیۃ المساجد پڑھنے میں مذاہب

حدیث نمبر ۱۹۱۵ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اس دوران ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ ۔ عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۵۰ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ ۔

[2] مولانا غلام رسول رضوی ، تفہیم البخاری ج ۱ ص ۴۵ ، مطبوعہ مکتبہ نبویہ رضویہ فیصل آباد ۔

علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اے فلاں کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پڑھ لو اور حدیث نمبر ۱۹۲۱ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن اس وقت آئے جب امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اختصار کے ساتھ دو رکعت پڑھ لے۔

امام شافعی، امام احمد اور بعض تابعین کا نظریہ ہے کہ جمعہ کے دن جب کوئی امام کے خطبہ کے دوران آئے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے اور بغیر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لیے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے۔ اس کے برخلاف امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور جمہور صحابہ اور تابعین کا نظریہ ہے کہ خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد نہ پڑھی جائے کیونکہ خطبہ سننا واجب ہے۔[۵۱]

امام اعظم ابوحنیفہ اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ صحیح بخاری، صحیح ابن خزیمہ اور جامع ترمذی میں فرمان رسالت ہے: من قال یوم الجمعة والامام یخطب انصت فقد لغا۔[۵۲] "جس شخص نے خطبۂ جمعہ کے دوران کسی سے کہا چپ ہو جاؤ اس نے بھی لغو کام کیا"۔ خطبۂ جمعہ کے دوران بولنا حرام (ظنی) ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ۔ (جمعہ - ۹) جب جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر (خطبۂ جمعہ) کی طرف دوڑو، اور جب خطبۂ جمعہ کی طرف دوڑنا فرض ہوا تو اس سے اعراض حرام ہوا اور دوران خطبہ بات کرنے میں خطبہ سننے سے اعراض ہے اس لیے دوران خطبہ بات کرنا حرام ہوا۔ اور صحیح بخاری، جامع ترمذی اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات کرنے والے کو چپ کرنے کے امر سے بھی منع فرما دیا ہے حالانکہ حرام کام سے روکنا اور امر بالمعروف کرنا فرض ہے لیکن جب کسی فرض کی ادائیگی خطبہ سننے سے مانع ہو تو وہ بھی ممنوع ہے لہٰذا خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کی ادائیگی جو کہ ایک امر مستحب ہے بطریق اولیٰ ممنوع قرار پائے گی۔ دوسرا استدلال اس طرح ہے کہ جو کام خطبہ سننے سے مانع ہو وہ ممنوع ہے اور تحیۃ المسجد کی ادائیگی خطبہ سننے سے مانع ہے اس لیے دوران خطبہ تحیۃ المسجد کی ادائیگی ممنوع ہے۔ تیسرا استدلال اس طرح ہے کہ خطبۂ جمعہ نماز کے قائم مقام ہے اور نماز کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں اس لیے خطبہ کے دوران بھی تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں ہے۔

رہا یہ سوال کہ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۱۹۲۱ سے ظاہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے کیونکہ یہ اس زمانہ پر محمول ہے جب نماز میں بات کرنا مباح تھا اور جب نماز کے دوران بات کرنا مباح تھا تو دوران خطبہ بات کرنا بھی مباح ہوا اور دوران خطبہ نماز پڑھنا بھی مباح ہوا اس لیے آپ نے اس وقت کے اعتبار سے خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دیا تھا لیکن جب آپ نے نماز کی طرح خطبہ کے دوران کلام سے منع فرما دیا تو پچھلا حکم منسوخ ہو گیا اور اب دوران خطبہ تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ اور تابعین نے دوران خطبہ نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اگر یہ حکم منسوخ نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے کہ وہ اس کام سے منع کریں جس کا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہو۔ آثار صحابہ اور تابعین حسب ذیل ہیں:

عن ثعلبة بن ابی مالك القرظی قال ادركت عمر وعثمان فكان الامام اذا خرج يوم الجمعة

ثعلبہ بن ابی مالک قرظی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا زمانہ پایا جب امام جمعہ کے

۵۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ

۵۲۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۸-۱۲۷، صحیح ابن خزیمہ، ج ۳ ص ۱۵۳، جامع ترمذی ص ۱۰

ترکنا الصلوٰۃ ۔[۱]

دن (خطبہ دینے) جاتا تو ہم نماز ترک کر دیتے تھے۔

عن عطاء عن ابن عباس وابن عمر انھما کانا یکرھان الصلوٰۃ والکلام بعد خروج الامام ۔[۲]

عطاء کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم امام کے خروج کے بعد نماز اور کلام کو مکروہ قرار دیتے تھے۔

عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ قال اذا قعد الامام علی المنبر فلا صلوٰۃ ۔[۳]

ہشام کہتے ہیں کہ عروہ کہتے تھے کہ جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو کوئی نماز جائز نہیں۔

عن ابن سیرین انہ کان یقول اذا خرج الامام فلا یصل احد حتی یفرغ الامام ۔[۴]

ابن سیرین کہتے ہیں کہ جب امام (خطبہ کے لیے) آجائے تو کوئی شخص نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ امام (خطبہ سے) فارغ ہو جائے۔

حافظ زیلعی نے مسند اسحاق بن راہویہ سے سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

عن سائب بن یزید قال کنا نصلی فی زمن عمر یوم الجمعۃ، فاذا خرج عمر و جلس علی المنبر قطعنا الصلوٰۃ الی قولہ فاذا سکت المؤذن خطب ولم یتکلم احد حتی یفرغ من خطبتہ ۔

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن نماز پڑھتے اور جب حضرت عمر آکر منبر پر بیٹھتے تو ہم نماز منقطع کر دیتے۔ جب مؤذن اذان دے چکتا تو حضرت عمر خطبہ دیتے اور اس وقت تک کوئی بات نہیں کرتا تھا جب تک آپ خطبہ سے فارغ نہ ہو جاتے

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا ہے۔[۵][۶]

عن عقبۃ بن عامر قال الصلوٰۃ والامام علی المنبر معصیۃ ۔[۷]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس وقت نماز پڑھنا معصیت ہے جب امام منبر پر ہو۔

عن ابراھیم قال قیل لعلقمۃ اتتکلم والامام یخطب او قد خرج الامام قال لا ۔[۸]

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ علقمہ سے کسی نے پوچھا کہ جس وقت امام خطبہ کے لیے نکلے یا خطبہ دے رہا ہو، اس وقت ہم بات کر سکتے ہیں؟ کہا نہیں!

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱ ـ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۶ ھ۔
۲ ـ " " " "
۳ ـ " " " "
۴ ـ " " " "
۵ ـ حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ ھ، نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۰۴ مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۵۷ ھ۔
۶ ـ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، الدرایۃ ج ۱ ص ۱۳۲،
۷ ـ امام ابوجعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ ھ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۱۷، مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور پاکستان الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۴ ھ
۸ ـ " " " "

تنبیہ: علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر نے خطبہ کے دوران نماز کے عدم جواز پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

ولابی حنیفۃ رحمہ اللہ قولہ علیہ السلام اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام[1]

امام ابوحنیفہ کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے جب امام آجائے تو نماز اور کلام جائز نہیں۔

حافظ زیلعی کہتے ہیں کہ امام بیہقی نے فرمایا یہ زہری کا قول ہے اس کو حضور کا فرمان قرار دینا وہم فاحش ہے[2]۔

تبلیغ اسلام اور تعلیم عقائد کی اہمیت

حدیث نمبر ۱۹۲۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اثنائے خطبہ میں ایک شخص نے آکر دین اسلام کے بارے میں سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ منقطع کر کے اسے تعلیم دی پھر خطبہ دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا جو شخص طالب اسلام ہو اور عقائد اسلام کے بارے میں جاننا چاہے اس کو تعلیم دینا ہر فرض سے اہم ہے۔ متکلمین نے کہا کہ کوئی شخص کسی عالم سے کہے مجھے مسلمان کر دو اور وہ کہے میں تھوڑی دیر بعد مسلمان کروں گا تو وہ مسلمان کافر ہو گیا کیونکہ وہ تھوڑی دیر کے لیے اس کے کفر پر راضی ہو گیا۔

نوافل کو فصل سے پڑھنا

حدیث نمبر ۱۹۳۹ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز کے ساتھ متصل دوسری نماز نہ پڑھی جائے۔ حتیٰ کہ درمیان میں کلام ہو یا اس جگہ سے چلے جانا۔

علامہ نووی کہتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ فرض کے بعد نوافل کو متصل کر کے پڑھا جائے خواہ وہ نوافل سنن مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ۔

خطبہ جمعہ کے دوران صحابہ کرام کے اٹھ کر جانے کی توجیہ

حدیث نمبر ۱۸۹۶ میں ہے جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ مدینہ میں ایک قافلہ آیا اور بارہ صحابہ کے سوا تمام صحابہ اس قافلہ کی طرف دوڑ پڑے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے بارہ صحابہ کے سوا سب چلے گئے تھے اور سنن دار قطنی میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ چالیس صحابہ بیٹھے رہے تھے جن میں میں بھی تھا۔ (سنن دار قطنی ج ۲ ص ۴ ، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

صحابہ کرام کا خطبہ چھوڑ کر جانا خطبہ جمعہ سننے کے حکم سے پہلے کا واقعہ ہے، اس وقت خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا تھا، صحابہ کرام نماز جمعہ پڑھ کر گئے تھے اور ان کے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں تھا حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما۔ (جمعہ: ۱۱)

اور جب انھوں نے تجارت یا کھیل (تماشا) دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے، اور آپ کو (خطبہ میں) کھڑا چھوڑ گئے۔

اس آیت کے نزول کے بعد خطبہ سننا واجب ہو گیا، خیال رہے کہ صحابہ کرام کے تسامحات بعض اوقات قرآن مجید کی آیات کے نزول کا سبب ہوتے ہیں، بعض اوقات احکام شرعیہ کی تنفیذ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ فراہم کرنے کا سبب ہوتے ہیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض صحابہ پر حدود و تعزیرات جاری فرمانا اور بعض اوقات ان کے تسامحات کی وجہ سے امت پر احکام شرعیہ سہل ہو جاتے ہیں، جیسے رمضان کی راتوں کا امت پر حلال ہو جانا،

ہم نے جو لکھا ہے کہ صحابہ کا خطبہ چھوڑ کر جانا ابتدائی واقعہ ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے: امام ابو داؤد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

مقاتل بن حیان روایت کرتے ہیں کہ (پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے پہلے نماز جمعہ پڑھتے تھے جس طرح عیدین کی نماز میں ہوتا ہے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کے بعد خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر بتایا کہ دحیہ بن خلیفہ مال تجارت لے آیا ہے اس کے آنے پر دف بجایا جاتا تھا، سو لوگ اٹھ کر چلے گئے، ان کے گمان میں خطبہ ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا (اور نماز وہ پڑھ چکے تھے۔) تب اللہ تعالیٰ نے (سورۂ جمعہ کی مذکورہ) آیت نازل کی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جمعہ کو مقدم کر دیا اور نماز جمعہ کو خطبہ سے مؤخر کر دیا، پھر کوئی شخص خواہ نکسیر پھوٹ جائے یا وضو ٹوٹ جائے آپ سے اجازت لیے بغیر دوران خطبہ نہیں جاتا تھا،

---

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ ، ہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷ ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[2] حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ ، نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۰۱ ، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند الطبعۃ الاولیٰ ، ۱۳۵۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب صلوٰۃ العیدین

عید کا معنی

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: جس دن میں لوگوں کا اجتماع ہو اس کو عید کہتے ہیں، عید کا لفظ عود سے ماخوذ ہے جس کا معنی لوٹنا ہے کیونکہ یہ دن مسلمانوں پر بار بار لوٹ کر آتا ہے اس لیے اس کو عید کہتے ہیں یا عادت سے ماخوذ ہے کیونکہ اس دن میں مجتمع ہونا لوگوں کی عادت ہے، ازہری نے کہا اہل عرب کے نزدیک عید اس دن کو کہتے ہیں جس میں خوشی یا غم لوٹ کر آئے، ابن الاعرابی نے کہا عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ہر سال نئی خوشی کے ساتھ لوٹ کر آتی ہے۔[۱]

شیخ شوکانی لکھتے ہیں: ہر وہ دن جس میں کوئی خوشی لوٹ کر آئے عید کا دن ہے۔ خلیل نے کہا ہر وہ دن جس میں لوگ جمع ہوں عید کا دن ہے گویا لوگ اس دن کی طرف لوٹتے ہیں، ابن انباری نے کہا جس دن کوئی خوشی اور راحت لوٹے عید ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس دن ہر انسان اپنے مرتبہ کے مطابق اجر لے کر لوٹتا ہے۔[۲]

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ: عید کو اس لیے عید کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر سال اس دن اپنے بندوں پر انواع واقسام کے احسانات لوٹاتا ہے، اور اس دن فرح، سرور اور نشاط وانبساط منانا لوگوں کی عادت ہے، نیز لکھتے ہیں کہ نیک شگون کے طور پر اس دن کو عید کہا جاتا ہے تاکہ ہماری زندگی میں یہ دن بار بار لوٹ کر آئے جس طرح قافلہ کو قافلہ نیک شگون کے لیے کہتے ہیں تاکہ جس طرح وہ جا رہا ہے، لوٹ کر آئے کیونکہ قافلہ کے معنی ہیں لوٹ کر آنے والا۔

علامہ طاہر پٹنی نے عید کا ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث ذکر کی ہے لا تجعلوا قبری عیدا اور اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

لا تجتمعوا لزیارۃ اجتماعکم للعید فانہ یوم لہو وسرور وحال الزیارۃ بخلافہ الی قولہ ویحتمل کون النہی لدفع المشقۃ عن امتہ او لکراہتہ ان یجاوزوا فی تعظیم قبرہ فیفتتنوا بہ وربما یؤدی الی الکفر۔[۳]

میری قبر کی زیارت کے لیے اس طرح جمع نہ ہونا چاہیے جس طرح عید کیلئے اجتماع ہوتا ہے کیونکہ عید خوشی منانے اور کھیل کود کا دن ہے، اور زیارت کا حال اس کے برخلاف ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے امت کی مشقت کے پیش نظر زیارت سے منع فرمایا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو یہ بات ناپسند ہو کہ لوگ آپ قبر شریف کی تعظیم میں حد سے تجاوز کریں اور کسی ایسے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں جس میں کفر کا خدشہ ہو۔

[۱] علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۳ ص ۳۱۹، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ۔
[۲] شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، نیل الاوطار جزء ۳ ص ۳۳۳ مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ مصر طبعۃ جدیدۃ ۱۳۹۸ھ۔
[۳] علامہ محمد طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ، مجمع بحار الانوار مطبوعہ نولکشور ہند۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے قبر انور کو عید بنانے سے اس لیے منع فرمایا ہو کہ جس طرح عید سال کے بعد آتی ہے تم بھی میری قبر پر سال کے بعد آیا کرو بلکہ بکثرت آیا کرو کیونکہ آپ کی قبر کی زیارت آپ سے محبت کی علامت، ایمان میں زیادتی کا سبب اور شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح یکم شوال اور ۱۰ ذی الحج کی تاریخ عید کے لیے معین ہے اس طرح تم میری قبر کی زیارت کے لیے کوئی دن مقرر نہ کرنا کیونکہ تعیین شرعی بدعت ہے۔ اور ہر حال میں آداب شریعت ملحوظ رہنے چاہئیں جن کی طرف علامہ طاہر پٹنی نے اشارہ فرمایا ہے۔

علامہ رافعی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ۲ھ ہجری میں عید الفطر کی نماز پڑھی اس کے بعد ہمیشہ عیدین کی نماز پڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ ؎۱

احناف کے نزدیک عیدین کے احکام

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہر والوں پر عید کی نماز پڑھنا واجب ہے، امام محمد فرماتے ہیں میں نے امام اعظم سے پوچھا:

قلت ارایت العیدین هل یجب فیهما الخروج علی اهل القری والجبال والسواد؟ قال: لا انما یجب علی اهل الامصار والمدائن. ؎۲

میں نے کہا: یہ بتلائیے کہ کیا بستیوں، پہاڑوں اور گاؤں والوں پر عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے۔ امام اعظم نے فرمایا نہیں، عیدین کی نماز صرف شہر والوں پر پڑھنا واجب ہے۔

عیدین کے وجوب کی وہی شرائط ہیں جو ہم جمعہ کے وجوب کی شرائط میں ذکر کر چکے ہیں۔ البتہ عیدین کی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا ہے۔ عیدین کی نماز شہر سے باہر کھلے میدان میں پڑھنا سنت اور فضیلت ہے اگرچہ مسجد میں بھی پڑھنا جائز ہے نیز اب کراچی اور لاہور ایسے شہروں میں تمام آبادی کا شہر سے نکل کر کسی میدان میں نماز پڑھنا مشکل ہے کیونکہ اتنے بڑے میدان ہی نہیں ہیں جس میں دس بیس لاکھ بالغ مردوں کی آبادی سما سکے۔ عیدین کی نماز سے پہلے غسل کرنا اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا سنت اور مستحب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھا لیا کرتے تھے اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد قربانی کر کے قربانی کے گوشت سے کچھ کھاتے تھے ؎۵ عیدین کی نماز کو جاتے وقت باآواز بلند تکبیرات پڑھنا سنت ہے (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد)

عید الفطر میں نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد قربانی کرنا اس مسلمان پر واجب ہے جو اس دن صاحب نصاب ہو۔ ؎۳

عیدین کے حکم میں ائمہ ثلاثہ کے مذاہب

امام شافعی کے نزدیک عیدین کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور اصحاب شافعیہ میں سے علامہ اصطخری کے نزدیک عیدین کی نماز فرض کفایہ

؎۱ علامہ عبدالکریم بن محمد رافعی شافعی متوفی ۶۲۳ھ، فتح العزیز ج ۵ ص ۲۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

؎۲ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط ج ۱ ص ۳۷۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

؎۳ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۴۱، ۳۹ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

؎۵ امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ ۳۱۱ھ، صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۳۴۱ - ۳۴۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے[1] قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز سنت مؤکدہ ہے[2] علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ عیدین کی نماز فرض کفایہ ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت کی ہے یہ وجوب کی دلیل ہے اور چونکہ اس کے لیے اذان نہیں دی جاتی اس لیے یہ وجوب کفائی ہے[3]

ائمہ ثلاثہ فرض اور وجوب میں فرق نہیں کرتے اسی طرح مکروہ تحریمی اور تنزیہی میں بھی فرق نہیں کرتے۔ اس اعتبار سے علامہ ابن قدامہ نے عیدین کی نماز پر کبھی فرض کفایہ کا اطلاق کیا ہے اور کبھی وجوب کفائی کا۔ احناف عیدین کی نماز کو واجب قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس فعل پر بطور عبادت کے مداومت کریں وہ واجب ہوتا ہے اور عیدین کی نماز ایسی ہی ہے۔ لیکن فقہاء احناف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عید کی نماز سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ عید کی نماز کی قضا لازم نہیں ہے اور واجب کی قضا لازم ہے۔ اس کی تفصیل شرح صحیح مسلم ج ٦ ص ٧٤٤ میں دیکھیے

تکبیرات عیدین میں امام ابوحنیفہ کا مسلک

امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے امام اعظم ابوحنیفہ سے پوچھا: نماز عیدین میں تکبیرات کیسے پڑھے؟ امام اعظم نے فرمایا: امام کھڑا ہو کر ایک تکبیر کہہ کر نماز کا افتتاح کرے اس کے بعد تین تکبیریں کہے اس کے بعد سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے قرأت سے فارغ ہو کر تکبیر کہہ کر رکوع کرے۔ رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ کرے دوسری رکعت میں کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھے، قرأت سے فارغ ہو کر تین تکبیرات کہے پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر سجدہ کرے پھر تشہد کے بعد سلام پھیر دے[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز میں کتنی تکبیرات پڑھی تھیں یہ امر کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے۔ علامہ ابن جوزی کہتے ہیں: ولیس یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تکبیر العیدین حدیث صحیح۔

صحابہ کرام سے تکبیرات عیدین کے بارے میں متعدد آثار مروی ہیں جن میں تکبیرات کی تعداد میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تیرہ، بارہ اور نو تکبیرات مروی ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سات تکبیرات مروی ہیں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے چھ تکبیرات مروی ہیں[5]۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا ہے کیونکہ نماز عید میں زائد تکبیرات اور زائد رفع یدین عام نمازوں کے طریقہ کے خلاف ہے، اور جو چیز امر معروف اور معہود کے خلاف ہو وہ جس قدر کم ہو اتنا بہتر ہے اور چونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت میں زائد تکبیرات سب سے کم مروی ہیں اس لیے ان کی روایت پر عمل کیا۔ دوسری وجہ ترجیح یہ ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر کی بہ نسبت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ زیادہ فقیہ صحابی ہیں۔ بلکہ خلفاء راشدین کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] ۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی متوفی ٤٥٥ھ، المہذب ج ٥ ص ٢٠٣، مطبوعہ دار الفکر بیروت
[2] ۔ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ٨٢٨ھ، اکمال اکمال المعلم ج ٣، ص ٣٣، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
[3] ۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ٦٢٠ھ المغنی ج ٢ ص ٢١٥، مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعۃ الاولیٰ ١٤٠٥ھ۔
[4] ۔ حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ٧٦٢ھ، نصب الرایہ ج ٢ ص ١١١ مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل ہند الطبعۃ الاولیٰ ١٣٥٧ھ۔
[5] ۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ٢١١ھ، المصنف ج ٣ ص ٢٩٦ - ٢٩١، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعۃ الاولیٰ ١٣٩٠ھ۔

اللہ عنہ صحابہ کرام میں سب سے عظیم فقیہ ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت سے استدلال کرتے ہیں وہ یہ ہے:

عن کردوس قال قدم سعید بن العاص فی ذی الحجۃ فارسل الی عبداللہ و حذیفۃ وابی مسعود الانصاری وابی موسی الاشعری فسالھم عن التکبیر فاسندوا امرھم الی عبداللہ فقال عبداللہ یقوم فیکبر ثم یکبر ثم یکبر فیقرء ثم یکبر ویرکع ویقوم فیقرء ثم یکبر ثم یکبر ثم یکبر ثم یکبر الرابعۃ ثم یرکع[1]

کردوس بیان کرتے ہیں کہ ذوالحجہ میں سعید بن العاص آئے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو مسعود انصاری اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس ایک قاصد بھیج کر عیدین کی تکبیرات کے بارے میں سوال کیا تمام صحابہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا آپ اس سوال کا جواب دیں حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ (عید پڑھنے کے لیے) کھڑا ہو (اور تکبیر تحریمہ کے بعد) تکبیر کہے پھر تکبیر کہے ——— اس کے بعد قرأت شروع کرے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں کھڑا ہو قرأت کرے پھر تکبیر کہے پھر تکبیر کہے پھر تکبیر کہے پھر تکبیر کہے اور چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کرے۔

امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے کہ علقمہ اور اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں سے سعید بن عاص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نماز کا طریقہ پوچھا ان دونوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس سوال کا جواب دیجئے حضرت ابن مسعود نے فرمایا:

فقال ابن مسعود: یکبر اربعا ثم یقرء ثم یکبر فیرکع ثم یقوم فی الثانیۃ فیقرء ثم یکبر اربعا۔[2]

حضرت ابن مسعود نے فرمایا (بشمول تکبیر تحریمہ) چار تکبیرات کہے پھر قرأت کرے پھر تکبیر کہہ کر رکوع پھر دوسری رکعت میں کھڑا ہو پھر قرأت کرے پھر (بشمول تکبیر رکوع) چار تکبیرات کہے۔

شیخ ابن حزم نے بھی اپنی سند کے ساتھ اس روایت کو ذکر کیا ہے[3]

ان دونوں حدیثوں میں عیدین کی چھ زائد تکبیرات کا واضح ثبوت ہے۔ایک اور سند سے یہ بات زیادہ صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔

عن الاسود بن یزید عن ابن مسعود

اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] امام ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۷۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ۔

[2] حافظ عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۹۴ - ۲۹۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعۃ الاولی ۱۳۹۰ھ۔

[3] شیخ ابو محمد بن حزم متوفی ۴۵۶ھ، المحلی ج ۵ ص ۸۳ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر الطبعۃ الاولی ۱۳۹۰ھ۔

فی الاولی خمس تکبیرات بتکبیر الرکعۃ وبتکبیرۃ الاستفتاح وفی الرکعۃ الاخرٰی اربعۃ بتکبیرۃ الرکعۃ [1]

اللہ عنہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع سمیت پانچ تکبیرات کہتے تھے اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع سمیت چار تکبیرات کہتے تھے۔

جن بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت ابن مسعود عیدین کی نماز میں نو تکبیرات پڑھتے تھے اس نو سے اسی تفصیل کے ساتھ مراد ہیں یعنی چھ زائد تکبیرات پہلی رکعت میں بشمول تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع پانچ تکبیریں اور دوسری رکعت میں بشمول تکبیر رکوع چار تکبیریں اس کی مزید وضاحت اس روایت سے ہو جاتی ہے۔

عن ابراھیم انہ قال خرج الولید بن عقبۃ الی ابن مسعود وحذیفۃ و ابی موسٰی رضی اللہ عنھم فقال ان عیدکم غدا فکیف اصلی؟ فقال یا ابا عبد الرحمٰن اخبرہ فقال ابدء بالصلوۃ بلا اذان ولا اقامۃ کبر فی الاولی خمسا اربعۃ قبل القراءۃ ثم اقرأ و کبر الخامسۃ فارکع بھا. ثم قم فاقرأ و وال ما بین القراءتین ثم کبر اربعا وارکع باخرھن [2]

ابراہیم کہتے ہیں کہ ولید بن عقبہ حضرت ابن مسعود حضرت حذیفہ اور حضرت ابوموسٰی رضی اللہ عنہم کے پاس گیا اور کہا کل تمہاری عید ہے میں کس طرح نماز پڑھاؤں حضرت ابوموسٰی نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن (حضرت ابن مسعود کی کنیت) اس کو مسئلہ بتلائیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا بغیر اذان اور اقامت کے نماز شروع کرو اور پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کہو۔ چار تکبیریں قرات سے پہلے (ایک تکبیر تحریمہ اور تین عید کی تکبیرات) پھر قرأت کرو پھر پانچویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرو پھر کھڑے ہو کر قرأت اور الحمد اور سورت کو ملاؤ پھر چار تکبیریں کہو اور چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع کر لو۔

شیخ ابن حزم نے بھی چھ تکبیرات کی روایت درج کی ہے۔

ومن طریق شعبۃ عن خالد الحذاء و قتادۃ کلاھما عن عبد اللہ ابن الحارث ھو ابن نوفل قال: کبر ابن عباس یوم العید فی الرکعۃ الاولی اربع تکبیرات ثم قرأ ثم رکع ثم قام فقرأ ثم کبر ثلاث تکبیرات سوی تکبیرۃ الصلوۃ [3]

عبد اللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عید کے دن پہلی رکعت میں (بشمول تحریمہ) چار تکبیرات کہیں پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے پھر قرأت کی پھر نماز کی تکبیر کے علاوہ تین تکبیرات کہیں۔

حضرت ابن عباس کی اس روایت کو اور حضرت ابن مسعود کی روایت کو (جس کو ہم پہلے ابن حزم کے حوالے کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں) درج کرنے کے بعد شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

وھذان اسنادان فی غایۃ الصحۃ و

یہ دونوں سندیں انتہائی درجہ کی صحیح ہیں اور امام ابوحنیفہ

---

[1] حافظ عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۹۳ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعۃ الاولٰی ۱۳۹۰ھ۔

[2] قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ کتاب الآثار ص ۵۹، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل۔

[3] شیخ ابو محمد بن حزم متوفی ۴۵۶ھ المحلی ج ۵ ص ۸۳ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر الطبعۃ الاولٰی ۱۳۵۰ھ۔

بھذا تعلق ابو حنیفۃ[1] نے انھی کے ساتھ استدلال کیا ہے۔

مالکیہ کا مسلک

قاضی ابن رشد مالکی فرماتے ہیں: "امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے بشمول تکبیر تحریمہ کے سات تکبیرات ہیں اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام سمیت چھ تکبیرات ہیں"[2] اس اعتبار سے امام مالک کے نزدیک عیدین میں گیارہ زائد تکبیرات ہیں اور دونوں رکعات میں تکبیرات قرأت سے پہلے ہیں۔

حنابلہ کا مسلک

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت سات تکبیرات کہے ان تکبیروں میں تکبیر رکوع کا اعتبار نہیں ہے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات ہیں اور ان میں تکبیر قیام کا اعتبار نہیں ہے اور دونوں رکعات کی تکبیرات قرأت سے پہلے ہیں۔[3]

اس لحاظ سے امام احمد بن حنبل کے نزدیک بھی عیدین کی نماز میں گیارہ زائد تکبیرات ہیں۔

شافعیہ کا مسلک

شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی لکھتے ہیں: عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع کے سوا سات تکبیرات کہے اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام اور تکبیر رکوع کے سوا پانچ تکبیرات کہے اور دونوں رکعات کی تکبیرات قرأت سے پہلے ہیں۔[4]

اس اعتبار سے امام شافعی کے نزدیک عیدین کی نماز میں بارہ تکبیرات زائد ہیں:

عید گاہ جاتے وقت راستہ تبدیل کرنا

سنت یہ ہے کہ جس راستہ سے عید گاہ جائے، نماز پڑھ کر اس راستہ کی بجائے دوسرے راستہ سے گھر جائے۔ حدیث شریف میں ہے:

عن جابر قال کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم اذا کان یوم عید خالف الطریق[5]	حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم راستہ تبدیل کرتے تھے۔

راستہ تبدیل کرنے کی حکمتیں یہ ہیں (۱) دو راستے نمازی کی عبادت اور ذکر پر گواہی دیں (۲) ان راستوں کے رہنے والے جن و انس اس کے ذکر اور عبادت کے لیے جانے پر گواہ ہوں (۳) دونوں راستوں کو جائے عبادت کی گذرگاہ بننے کی فضیلت حاصل ہو (۴) دونوں راستوں پر شعار اسلام کا اظہار ہو۔ (۵) متعدد جگہوں پر ذکر الٰہی کا اظہار ہو۔ (۶) کفار پر مسلمانوں کا رعب اور دہشت قائم ہو۔ (۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر دونوں راستوں کے کفار اور منافقین غیظ سے جل جائیں (۸) راستہ کی تبدیلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کفار کے مکر اور سازشوں سے محفوظ رہیں (۹) دونوں راستوں کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہوں (۱۰) دونوں جگہوں کو آپ کے گذرنے سے برکت حاصل ہو۔ (۱۱) دونوں راستوں کے مسائل پوچھنے والوں کو جواب دے سکیں۔ (۱۲) آپ راستہ میں ملنے والے لوگوں کو سلام کریں

[1] شیخ ابو محمد بن حزم متوفی ۴۵۶ھ المحلی ج ۵ ص ۸۳ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر الطبعۃ الاولی ۱۳۵۰ھ۔

[2] قاضی ابو الولید محمد بن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[3] علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵ھ۔

[4] شیخ ابو اسحاق شیرازی حنبلی متوفی ۴۵۵ھ المہذب مع المجموع ج ۵، ص ۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[5] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

تاکہ انھیں جواب کا اجر حاصل ہو (۱۳) دونوں طرف کے رشتہ داروں اور احباب سے ملاقات کریں۔ (۱۴) راستہ میں کوئی قبرستان ہو تو قبر کی زیارت کا موقع حاصل ہو (۱۵) صلہ رحمی کے لیے (۱۶) راستہ کی تبدیلی کے سبب اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت کے حصول سے اپنے حال کے تغیر کا نیک شگون لیا جائے (۱۷) دونوں راستوں کے ضرورتمندوں پر صدقہ اور خیرات کی جائے (۱۸) اژدہام اور بھیڑ میں کمی کے لیے (۱۹) دوسرا راستہ دور کا اختیار کیا جائے تاکہ زیادہ مشقت سے زیادہ اجر حاصل ہو (۲۰) نماز عید کے لیے جانے والے نمازیوں کے گزرنے سے دونوں راستوں کے بے نمازیوں کے ضمیر پر ضرب لگے اور انھیں خیال آئے کہ ایک یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے جارہے ہیں اور ایک ہم ہیں جنھیں سال کے بعد بھی نماز پڑھنے کا ہوش نہیں آیا۔!

۱۹۴۱ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ صَلَاةَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ قَالَ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى جَاءَ النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَا يَدْرِي حِينَئِذٍ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ فِدًى لَكُنَّ أَبِي وَأُمِّي فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ میں عید الفطر کے موقع پر رہا ہوں، یہ سب عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے، اس کے بعد خطبہ دیتے تھے۔ آج بھی یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنے ہاتھ سے بٹھانا شروع کیا، پھر آپ لوگوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے، آپ نے یہ آیت پڑھی: (ترجمہ) "جب آپ کے پاس مومن عورتیں آئیں اور آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بنائیں گی،" آیت کی تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: کیا تم سب نے اس کا اقرار کر لیا؟ ان عورتوں میں سے صرف ایک عورت نے کہا: ہاں! یا نبی اللہ! راوی کہتے ہیں کہ پتہ نہیں کہ وہ عورت کون تھی! پھر ان سب عورتوں نے صدقہ کرنا شروع کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلایا اور کہا آؤ! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں! وہ عورتیں اپنے چھلے اور انگوٹھیاں اتار اتار کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

۱۹۴۲- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا اَيُّوْبُ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ ثُمَّ خَطَبَ فَرَاٰى اَنَّهٗ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَاَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَائِلٌ بِثَوْبِهٖ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي الْخَاتَمَ وَالْخُرْصَ وَالشَّيْءَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ دیا آپ نے خیال فرمایا کہ آپ کی آواز عورتوں تک نہیں پہنچ رہی پھر آپ عورتوں کے پاس آئے، آپ نے ان کو وعظ اور نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ کپڑا پھیلائے ہوئے تھے، عورتیں انگوٹھی، چھلا اور دوسری چیزیں اس میں ڈالنے لگیں۔

۱۹۴۳- وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ كِلَاهُمَا عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی روایت منقول ہے۔

۱۹۴۴- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَنَا عَطَآءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَاَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهٗ يُلْقِيْنَ النِّسَآءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَآءٍ زَكٰوةَ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ بِهَا حِيْنَئِذٍ تُلْقِي الْمَرْاَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِيْنَ وَيُلْقِيْنَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ اَحَقًّا عَلَى الْاِمَامِ الْاٰنَ اَنْ يَّاْتِيَ النِّسَآءَ حِيْنَ يَفْرُغُ فَيُذَكِّرُهُنَّ قَالَ اِيْ لَعَمْرِيْ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اس کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا، خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ (منبر سے) اترے اور عورتوں کے پاس گئے، آپ نے ان کو نصیحت کی درآں حالیکہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ٹیک لگائی ہوئی تھی اور حضرت بلال نے کپڑا پھیلایا ہوا تھا اور عورتیں اس میں صدقہ ڈال رہی تھیں۔ راوی نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا صدقہ فطر ڈال رہی تھیں؟ عطاء نے کہا نہیں! لیکن وہ صدقہ کر رہی تھیں، عورتیں اس کپڑے میں چھلے ڈال رہی تھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کیا اب امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ خطبہ سے فارغ ہو کر عورتوں کے پاس جائے اور ان کو نصیحت کرے؟ عطاء نے کہا ہاں ان کے لیے ضروری ہے وہ کیوں ایسا نہیں کرتے؟

۱۹۴۵- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا اَبِيْ قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نماز عید کے موقع پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَاِنَّ اَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ سِطَةِ النِّسَآءِ سَفْعَآءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ اَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِيْمِهِنَّ۔

کے ساتھ رہا ہوں آپ نے اذان اور اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی، پھر حضرت بلال سے ٹیک لگا کر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی پھر وہاں سے عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور فرمایا صدقہ کیا کرو کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہو! عورتوں کے نچلے حصہ سے ایک سیاہ رخساروں والی عورت کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: کیوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ تم بکثرت شکایت کرتی ہو اور اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہو! حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر عورتوں نے اپنے زیورات کو صدقہ کرنا شروع کر دیا اور حضرت بلال کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

١٩٤٦ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُّؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى ثُمَّ سَاَلْتُهٗ بَعْدَ حِيْنٍ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَنِيْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ اَنْ لَّا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَآءَ وَلَا شَيْءَ وَلَا نِدَآءَ يَوْمَئِذٍ وَّلَا اِقَامَةَ۔

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو امام کے آنے کے وقت اذان ہوتی تھی نہ آنے کے بعد اور نہ اقامت ہوتی تھی۔

١٩٤٧ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ اَوَّلَ مَا بُوْيِعَ لَهٗ اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يُّؤَذَّنُ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ فَلَا تُؤَذِّنْ لَهَا قَالَ فَلَمْ يُؤَذِّنْ لَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَهٗ وَاَرْسَلَ اِلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ اِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَاَنَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يُفْعَلُ قَالَ فَصَلَّى ابْنُ الزُّبَيْرِ

عطا کہتے ہیں کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جب لوگوں نے بیعت کی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ عید کے موقع پر اذان نہیں دی جاتی، کہیں تم عید پر اذان نہ دلوا دینا! حضرت ابن الزبیر نے عید پر اذان نہیں دلوائی اور یہ پیغام بھیجا کہ خطبہ بہرحال نماز کے بعد ہوگا اور وہ ایسا ہی کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن الزبیر نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

۱۹۴۸- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ بغیر اذان اور اقامت کے نماز عید پڑھی ہے۔

۱۹۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خطبہ سے پہلے عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

۱۹۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا أَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهُ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِنْ طِينٍ وَلَبِنٍ فَإِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِي يَدَهُ كَأَنَّهُ يَجُرُّنِي نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَأَنَا أَجُرُّهُ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ أَيْنَ الْاِبْتِدَاءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کو تشریف لے جاتے اور نماز سے ابتداء کرتے، نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف جاتے درآں حالیکہ لوگ عید گاہ میں بیٹھے ہوتے پھر اگر آپ کو کہیں لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کا لوگوں سے ذکر کرتے اگر کوئی اور کام ہوتا تو اس کا حکم دیتے، اور فرماتے صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو، عورتیں زیادہ صدقہ دیتی تھیں پھر آپ واپس تشریف لے جاتے۔ عید کا یہی معمول رہا حتیٰ کہ مروان بن الحکم کا دور آگیا۔ میں مروان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے عید گاہ میں پہنچا وہاں کثیر بن الصلت کا بنایا ہوا اینٹوں اور مٹی کا منبر تھا۔ اچانک مروان مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے لگا۔ وہ مجھے منبر کی طرف گھسیٹ رہا تھا اور میں اسے نماز کی طرف بلا رہا تھا جب میں نے اس کا اصرار دیکھا تو کہا نماز کے ساتھ ابتداء کہاں گئی؟ —— مروان نے کہا: اے ابو سعید! جس طریقہ کا تمہیں علم ہے وہ اب متروک ہو چکا ہے! میں نے کہا ہرگز نہیں! قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم اس سے بہتر طریقہ اختیار نہیں کر سکتے

تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ وَمَا أَعْلَمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْصَرَفَ.

جس کا مجھے علم ہے، حضرت ابو سعید تین بار یہ بات کہہ کر چلے گئے۔

۱۹۵۱ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنَا تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَأَمَرَ الْحُيَّضَ أَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ عیدین کے موقع پر جوان اور پردہ نشین عورتوں کو لایا کریں اور حائضہ عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی عید گاہ سے دور رہیں۔

۱۹۵۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالْخُرُوجِ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْمُخَبَّأَةُ وَالْبِكْرُ قَالَتِ الْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم کنواری اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین میں نکلنے کا حکم دیا جاتا تھا اور حائضہ عورتیں لوگوں کے پیچھے رہا کرتی تھیں۔

۱۹۵۳ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلٰوةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید فطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر جوان، پردہ دار اور حائضہ عورتوں کو لے جایا کریں، اور حائضہ عورتیں عید گاہ سے دور رہیں لیکن وہ کار خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شامل رہیں، حضرت ام عطیہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہیں ہوتی! آپ نے فرمایا وہ اپنی بہن کی چادر اوڑھ لے۔

۱۹۵۴ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ أَنَا أَبِي قَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْأَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَتُلْقِي سِخَابَهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید فطر کو تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے عید سے پہلے نماز پڑھی نہ عید کے بعد پڑھی پھر آپ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے، آپ نے انھیں صدقہ کا حکم دیا، کوئی عورت اپنا چھلا ڈالتی اور کوئی اپنا ہار۔

١٩٥٥- وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

١٩٥٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ.

عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اضحی اور نماز فطر میں کیا پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ ان میں قٓ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر پڑھتے تھے۔

١٩٥٧- وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ نَا فُلَيْحٌ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمَّا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ الْعِيدِ فَقُلْتُ بِاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ.

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن کیا قرات کرتے تھے۔ میں نے کہا اقتربت الساعۃ اور قٓ والقرآن المجید۔

١٩٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُنَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے ہاں آئے درآں حالیکہ میرے پاس انصار کی دو (نابالغ) لڑکیاں وہ نظم گا رہی تھیں جس میں انصار کی جنگ بعاث کے افخر کا بیان تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ (باقاعدہ) گانے والی نہیں تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ کیا شیطان کے ساز ہیں؟ اور یہ عید کا دن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔!

١٩٥٩- وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے اس میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

جميعا عن ابي معاوية عن هشام بهذا الاسناد وفيه جاريتان تلعبان بدف.

۱۹۶۰- وحدثني هارون بن سعيد الايلي قال انا ابن وهب قال اخبرني عمرو ان ابن شهاب حدثه عن عروة عن عائشة رضي الله عنها ان ابا بكر رضي الله عنه دخل عليها وعندها جاريتان في ايام منى تغنيان وتضربان ورسول الله صلى الله عليه وسلم مسجى بثوبه فانتهرهما ابوبكر رضي الله عنه فكشف رسول الله صلى الله عليه وسلم عنه فقال دعهما يا ابا بكر فانها ايام عيد وقالت رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسترني بردائه وانا انظر الى الحبشة وهم يلعبون وانا جارية فاقدروا قدر الجارية العربة الحديثة السن.

۱۹۶۱- وحدثني ابو الطاهر قال انا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير قال قالت عائشة والله لقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوم على باب حجرتي والحبشة يلعبون بحرابهم في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم يسترني بردائه لكي انظر الى لعبهم ثم يقوم من اجلي حتى اكون انا التي انصرف فاقدروا قدر الجارية الحديثة السن حريصة على اللهو.

۱۹۶۲- حدثني هارون بن سعيد الايلي ويونس بن عبد الاعلى واللفظ لهارون قالا انا ابن وهب قال انا عمرو ان محمد بن عبد الرحمن حدثه عن عروة عن عائشة قالت دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندي جاريتان تغنيان بغناء بعاث فاضطجع على الفراش و

ہے کہ وہ دونوں لڑکیاں دف بجا رہی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایام منیٰ میں آئے اور ان کے پاس دو (نابالغ) لڑکیاں گا نا گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا ہٹا کر فرمایا: اے ابوبکر! رہنے دو یہ ایام عید ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی میں اس وقت کم سن تھی اور تم خود اندازہ کر لو کہ کھیل کود کی شائق کم سن لڑکی کتنی دیر کھیل دیکھنا چاہے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کمرے کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جنگی مشقیں کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے تاکہ میں ان کی مشقیں دیکھتی رہوں۔ حضور میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود وہاں سے چلی گئی اب تم خود اندازہ کر لو کہ جو لڑکی کم سن اور کھیل کی شائق ہو وہ کب تک دیکھے گی!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ میرے پاس دو (نابالغ) لڑکیاں جنگ بعاث کی نظم گا رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ پھیر کر لیٹ گئے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے ڈانٹ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں شیطانی ساز؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ مِزْمَارُ الشَّيْطٰنِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاِمَّا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمَّا قَالَ تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَقَامَنِيْ وَرَآءَهُ وَخَدِّيْ عَلٰى خَدِّهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ اَرْفِدَةَ حَتّٰى اِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِيْ۔

ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان کو رہنے دو، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ ہٹی تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں اور عید کے دن حبشی نیزوں اور ڈھالوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ یا میں نے کہا یا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی! آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا در آں حالیکہ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ فرما رہے تھے اے بنو ارفدہ تم کھیلتے رہو حتیٰ کہ جب میں اکتا گئی تو آپ نے فرمایا بس؟ میں نے کہا جی! آپ نے فرمایا اچھا جاؤ۔

١٩٦٣ - **حَدَّثَنَا** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ حَبَشٌ يَزْفِنُوْنَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُ رَاْسِيْ عَلٰى مَنْكِبِهٖ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى لَعِبِهِمْ حَتّٰى كُنْتُ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ اِلَيْهِمْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک بار عید کے دن حبشی آ کر مسجد میں جنگی مشقیں کرنے لگے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا میں نے سر آپ کے کندھے پر رکھا اور ان کی مشقوں کو دیکھنے لگی حتیٰ کہ میں خود ان کو دیکھنے سے سیر ہو گئی۔

١٩٦٤ - **وَحَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْمَسْجِدِ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے لیکن اس میں مسجد کا ذکر نہیں ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

١٩٦٥ - **وَحَدَّثَنِيْ** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ دِيْنَارٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ اَبِيْ عَاصِمٍ وَاللَّفْظُ لِعُقْبَةَ قَالَ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِلَعَّابِيْنَ وَدِدْتُ اَنِّيْ اَرَاهُمْ فَقَالَتْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ عَلَى الْبَابِ اَنْظُرُ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهٖ وَهُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ان مشق کرنے والوں کے متعلق کہا کہ میں ان کی مشقیں دیکھنا چاہتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں دروازہ پر کھڑے ہو گئے میں آپ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان سے ان کو مشق کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ عَطَاءٌ فُرْسٌ اَوْ حَبَشٌ قَالَ وَقَالَ لِي ابْنُ عَتِيْقٍ بَلْ حَبَشٌ۔

۱۹۶۶ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ اِذْ دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَهْوٰى اِلَى الْحَصْبَاءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حبشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھیل رہے تھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے اور ان کو مارنے کی خاطر کنکریاں اٹھانے کے لیے جھکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! ان کو رہنے دو!

عیدین میں عورتوں کا جانا

حدیث نمبر ۱۹۴۵ میں نماز عید کے خطبہ کے ضمن میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے پاس جاکر خصوصاً نصیحت کی اور بتلایا کہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ مجھے اریت النار فاذا اکثر اھلھا النساء [1] مجھے جہنم دکھایا گیا اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں اور اس کی وجہ یہ بتلائی کہ تم بکثرت شکایت کرتی ہو، خاوند کا شکر ادا نہیں کرتیں اور اس کی نافرمانی کرتی ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں جہنم اور جہنم والے دکھلا دیے تھے اور آپ کو علم تھا کہ جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے۔ صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے: انی رایت الجنۃ و تناولت عنقودا ولو اصبتہ لاکلتم منہ ما بقیت الدنیا [2] "میں نے جنت کو دیکھا اور اس سے خوشے توڑنے لگا اگر میں وہ خوشے توڑ لیتا تو تم اس سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کو دنیا میں نہ صرف جنت دکھا دی گئی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس میں تصرف کی اجازت بھی عطا کر دی تھی اور آپ کو دنیا میں جنتیوں اور جہنمیوں کا علم عطا کر دیا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محسن اور منعم کی شکایت کرنا ممنوع ہے الا یہ کہ وہ مظلوم ہو کیونکہ مظلوم کا شکایت کرنا جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم۔ (نساء: ۱۴۸) اللہ تعالیٰ مظلوم کے علاوہ اور کسی شخص سے برائی کا اعلان (شکایت) پسند نہیں کرتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منعم اور محسن کا شکر کرنا واجب ہے اور شوہر کی اطاعت کرنا اور اس کا حکم ماننا واجب ہے البتہ کسی گناہ میں شوہر کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید گاہ میں عورتوں کا جانا جائز ہے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں: ہمارے اصحاب (علماء شافعیہ) کہتے ہیں کہ جو عورتیں بناؤ سنگار نہ کرتی ہوں ان کا عیدین میں جانا مستحب ہے اور جو بناؤ سنگار کرتی ہوں ان کا جانا جائز نہیں ہے [3] یہ بات صحیح اور برحق ہے کہ عہد رسالت میں بالعموم عورتیں نماز پڑھنے مسجد میں جایا کرتی تھیں لیکن وہ سیدھی

[1] - امام ابوعبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

[2] - " " صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۴ "

[3] - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ ثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

سادی عورتیں تھیں اور ایسا بناؤ سنگار نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل [1] اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں یہ چیزیں (جذبات کو برانگیختہ کرنے والا بناؤ سنگار) نکال لیتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا۔

ایک اور روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لو رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء بعدہ لمنعهن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل فقلت ما ھذہ؟ او منعت نساء بنی اسرائیل قالت، نعم [2]۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کو دیکھ لیتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عورتوں نے ایجاد کر لی ہیں تو ان کو مساجد میں آنے سے منع کر دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو (مسجد میں آنے سے) روک دیا گیا تھا فرمایا ہاں!

ائمہ احناف نے جو جوان عورتوں کو مسجد میں آنے سے مطلق منع کیا ہے غالباً اس کی بنیاد یہی حدیث ہے۔

امام محمد فرماتے ہیں میں نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا:

قلت ارایت النساء ھل علیهن خروج فی العیدین قال! قد کان یرخص لهن فی ذلک، فاما الیوم فانی اکرہ لهن ذلک قلت افتکرہ لهن ان یشهدن الجمعۃ و الصلوٰۃ المکتوبۃ فی جماعۃ قال: نعم قلت فهل ترخص لشیء منهن قال! ارخص للعجوز الکبیرۃ ان تشهد العشاء والفجر و العیدین فاما غیر ذلک فلا [3]

میں نے کہا یہ بتلائیے کیا عورتوں پر عید کی نماز کے لیے جانا واجب ہے؟ امام اعظم نے فرمایا پہلے انھیں اس کی اجازت تھی لیکن اب میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں نے کہا کیا آپ ان کا باجماعت فرائض اور جمعہ کے لیے جانا بھی مکروہ قرار دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کیا ان کے لیے کچھ اجازت ہے۔ آپ نے فرمایا میں بوڑھی عورتوں کو عشاء، فجر اور عیدین میں جانے کی اجازت دیتا ہوں ان کے علاوہ اور کسی نماز کے لیے اجازت نہیں دیتا۔

حضرت عائشہ کا حبشیوں کے کھیل کو دیکھنا

١٩٦٠ سے لے کر ١٩٦٦ تک احادیث میں مذکور ہے کہ حبشی مسجد میں جنگی کھیل کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا تم یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جی! پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب تک چاہا سیر ہو کر دیکھتی رہیں۔ علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آلات جنگ کے ساتھ کھیلنا جائز ہے اسی طرح سے ہر وہ کھیل جو کسی نیک مقصد میں معین اور مفید ہو اس کو کھیلنا جائز ہے، اور عورتوں کے لیے مردوں کے

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ، صحیح بخاری ج ١ ص ١٢٠، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ١٣٨١ھ۔

[2] امام ابوبکر بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری متوفی ٣١١ھ، صحیح ابن خزیمہ ج ٣ ص ٩٨ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعۃ الاولیٰ ١٣٩٥ھ

[3] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ١٨٩ھ، المبسوط ج ١ ص ٣٠٢ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

کھیل کو دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ عورتیں مردوں کے بدن اور چہرہ کو نہ دیکھیں کیونکہ عورت کے لیے اجنبی مرد کو دیکھنا حرام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن (نور: ٣١) "آپ مؤمنات سے کہیے کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں" نیز آپ نے ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ابن ام مکتوم سے پردہ کرنا، انھوں نے عرض کیا وہ نابینا ہے دیکھ نہیں سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو؟ کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں؟ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث کی بناء پر کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف ان کے کھیل کو دیکھا تھا ان کے بدنوں کو نہیں دیکھا تھا اور جب بلا قصد نظر پڑی تو آپ نے فوراً نظر ہٹالی تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صغیرۃ السن تھیں اس لیے غیر مکلف تھیں لہ۔ علامہ عینی نے اس جواب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ امام ابن حبان کی روایت سے ثابت ہے کہ حبشہ کا وفد سات ہجری میں آیا تھا اور اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال تھی ٢ہ۔ شیخ ولی الدین عراقی نے لکھا ہے کہ آپ کی بہن حضرت اسماء آپ سے دس سال بڑی تھیں اور علامہ ابن اثیر اور علامہ عسقلانی نے لکھا ہے کہ ہجرت کے وقت حضرت اسماء کی عمر ستائیس سال تھی لہٰذا ہجرت کے وقت آپ کی عمر سترہ سال ہوئی اور اس واقعہ کے وقت چوبیس سال۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت، حسن خلق اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن معاشرت کا پتہ چلتا ہے۔

عید کے دن حضرت عائشہ کے سامنے بچیوں کا گانا

حدیث نمبر ١٩٥٨، ١٩٦٠ اور ١٩٦٢ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے اور انصار کی دو (نابالغ) لڑکیاں جنگ بعاث کے واقعات پر مشتمل انصار کی ایک نظم گا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں جھڑکا اور کہا حضور کے سامنے یہ کیا شیطان کے راگ ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ اس حدیث سے جو مسائل معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایسی نظم گا کر پڑھنا جس میں کوئی غیر شرعی امر نہ ہو جائز ہے اس کی مزید تفصیل ہم آئندہ عنوان کے تحت ذکر کریں گے (٢) نابالغ (غیر مشتہاۃ) لڑکیوں کی آواز سننے میں کوئی حرج نہیں ہے (٣) اگر کوئی شخص عموماً اپنی بیٹی کے گھر آتا جاتا ہو تو وہ اس کے شوہر کی موجودگی میں بھی بلا اجازت آسکتا ہے۔ (٤) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لڑکیوں کو حضور کے سامنے گانے سے منع کرنا اس بات پر محمول ہے کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گانے بجانے اور مزامیر سے نفرت اور منع فرمانے کا علم تھا۔ (٥) باپ کا بیٹی کو تنبیہ کرنا جائز ہے خواہ وہ اس کے شوہر کے سامنے تنبیہ کرے۔ (٦) نہی عن المنکر یعنی برائی پر ٹوکنے کا ثبوت۔ (٧) گانے بجانے اور کھیل کود کی چیزیں اگرچہ درجہ اباحت میں ہوں بزرگوں کے سامنے ان میں بلا اجازت اشتغال کی ممانعت (٨) مرید اگر شیخ

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ١ ص ٢٩٢، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ١٣٧٥ھ۔

٢ہ علامہ بدر الدین عینی متوفی ٨٥٥ھ، عمدۃ القاری ج ٦ ص ٢٧١، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ١٣٤٨ھ۔

٣ہ۔ اکمال فی اسماء الرجال مع المشکوٰۃ ص ٥٨٧، مطبوعہ رشیدیہ دہلی۔ ٤ہ۔ اسد الغابہ ج ٥ ص ٣٩٢ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان

٥ہ۔ اصابہ ج ٤ ص ٢٣٠، مطبوعہ دار الفکر بیروت ١٣٩٨ھ۔

کے سامنے کوئی نامناسب کام دیکھے تو اس پر انکار کرے۔ یہ انکار شیخ کے ادب اور اس کی تعظیم کے پیش نظر ہو (۹) شاگرد کا استاذ کے سامنے فتویٰ دینا جب کہ اس کے علم میں یہ بات ہو کہ وہ استاذ کی رائے کے مطابق فتویٰ دے رہا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابوبکر نے یہ گمان کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہیں جب آپ بیدار ہوں گے تو لڑکیوں کو گاتے ہوئے دیکھ کر حضرت عائشہ پر ناراض ہوں گے اس لیے حضرت عائشہ پر شفقت کرتے ہوئے ان لڑکیوں کو منع کیا۔

(۱۰) عید کے دن بچیوں کے لیے کھیل کود اور گانے کا جواز ہر چند کہ نابالغ بچیوں کے لیے عید کے علاوہ دوسرے ایام میں بھی کھیل کود اور گانا جائز ہے (بشرطیکہ اس میں کوئی فحش بات نہ ہو) لیکن عید کے دن اس کی خصوصیت کے ساتھ رخصت ہے۔

گانے کا شرعی حکم

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ گانے کی تحریم میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ اس لہو و لعب سے ہے جو مذموم ہے البتہ جو گانا محرمات سے خالی ہو اس کی قلیل مقدار عید اور شادی کے موقع پر جائز ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک گانا حرام ہے، اہل عراق کا بھی یہی قول ہے، امام شافعی کے نزدیک گانا مکروہ ہے اور یہی امام مالک کا مذہب ہے۔ صوفیہ کی ایک جماعت نے اس باب کی حدیث سے ساز کے ساتھ اور بغیر ساز کے گانے کے جواز پر استدلال کیا ہے ان کا یہ استدلال اس وجہ سے مردود ہے کہ وہ بچیاں صرف جنگ کے حالات پر مشتمل نظم گا رہی تھیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی تھی لیکن وہ معروف گانا جو خوابیدہ جذبات کو بیدار کرتا ہے جس میں عورتوں، بے ریش لڑکوں اور شراب وغیرہ کی تعریف ہوتی ہے۔ (جیسے غزلیں اور فلمی گانے) ان کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اور جاہل صوفیوں نے غنا میں جو بدعات پیدا کر لی ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر تم غنا میں ان کے اقوال اور افعال کو دیکھو تو زندیقی کے آثار دیکھو گے۔[1]

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کی شرح میں یہی لکھا ہے۔[2] علامہ وشتانی لکھتے ہیں کہ علامہ مازری نے فرمایا ہے کہ آلات موسیقی کے ساتھ گانا ممنوع ہے اور بغیر آلات کے گانا امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ اور احناف کے نزدیک ممنوع ہے اور اصحاب شافعی نے امام مالک سے جواز نقل کیا ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امام مالک کے مذہب میں مشہور ممانعت ہے جواز نہیں۔ علامہ قرطبی نے فرمایا کہ بعض صوفیہ نے آلات غنا کے ساتھ گانے بجانے کا نام سماع رکھا ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور بہت سے لوگ اس کی تحریم سے ناواقف ہیں حتیٰ کہ ان سے مجنونوں کے سے افعال ظاہر ہوتے ہیں وہ موسیقی کی دھنوں پر رقص کرتے ہیں اور ایک قوم ان امور میں یہاں تک پہنچی ہے کہ اس نے ان امور کو نیکی اور اعمال صالحہ میں سے قرار دیا، اور یہ بے دینی کے آثار میں سے ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے بدعات اور فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں اور اتباع سنت کا سوال کرتے ہیں۔[3]

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ گانے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اہل حجاز کی ایک جماعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ امام مالک سے بھی جواز کی ایک روایت ہے، امام ابوحنیفہ اور اہل عراق نے گانے کو حرام قرار دیا ہے۔ امام شافعی مکروہ کہتے ہیں امام

1۔ علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۶ ص ۲۷۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

2۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ۔ فتح الباری ج ۲ ص ۴۴۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ۔

3۔ علامہ ابو عبداللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۴۲۔ ۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

مالک کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔ مجوزین اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور مانعین یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ گانا شجاعت اور جنگ کی حکمتوں کے واقعات کی نظم تھی، اس قسم کے گانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اختلاف اس گانے میں ہے جو نفسانی خواہشات پر ابھارے اور برے کاموں پر برانگیختہ کرے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں ان لڑکیوں کے گانے میں جنگ اور بہادری کے اشعار تھے اس سے نفس میں ہیجان نہیں ہوتا وہ لڑکیاں صرف آواز بلند کر رہی تھیں۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ نے فرمایا "وہ گانے والی نہیں تھیں"۔ یعنی وہ پیشہ ور گانے والی نہیں تھیں جو جذبات بھڑکانے والے فحش گیت گاتی ہیں، صرف آواز بلند کرنا اور ترنم سے پڑھنا مباح ہے۔ صحابہ کرام نے اس کی اجازت دی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح کا غنا کیا ہے اور اس قسم کا گانا مباح ہے [1] (یعنی جس گانے میں جذبات کو بھڑکانے والے فحش اشعار نہ ہوں، امور محمودہ کو باآواز بلند اور ترنم سے پڑھنا جائز ہے)۔ علامہ کرمانی [2] اور ملا علی قاری [3] نے بھی علامہ نووی کے قول پر اعتماد کرکے اس کو نقل کیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: یہ حدیث مخصوص طریقہ سے گانے کے جواز پر دلالت کرتی ہے اس سے مطلقاً اباحت (اجازت) لازم نہیں آتی البتہ فرع میں نص نہ ہونے کی وجہ سے اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے اور فرع کے نہ ہونے میں اختلاف ہے اور انصاف یہ ہے کہ اس کی حرمت پر شراب اور زنا کی حرمت کی طرح کوئی دلیل نہیں ہے اور بعض متاخرین محدثین نے تصریح کی ہے کہ گانے کی حرمت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ غنا کی حرمت پر کوئی دلیل قطعی ہے نہ اباحت پر اور اصل اشیاء میں اباحت ہے اس کے باوجود اس بات میں شک نہیں ہے کہ گانے کو دائمی معمول بنا لینا اتباع سنت کے خلاف ہے۔ فقہاء نے اس مسئلہ میں بہت سختی کی ہے لیکن ان کا مقصود برائی کو جڑ سے اکھاڑنا ہے اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک گانا مکروہ ہے [4]۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی، قاضی عیاض مالکی اور علامہ نووی شافعی وغیرہم کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ جس نظم میں اللہ تعالیٰ کی حمد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، صحابہ کرام کی منقبت، علم و حکمت، وعظ و نصیحت اور امور محمودہ ہوں اس کو کسی قسم کے ساز کے بغیر گا کر ترنم اور آواز کے زیر و بم کے ساتھ پڑھا جائے وہ ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے اور جذبات کو بھڑکانے والی عشقیہ غزلیں اور ایسا منظوم کلام جس میں ناجائز امور کا ذکر اور ان کی ترغیب ہو اس کو گا کر پڑھنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ فقہاء اربعہ کی جن عبارات میں اس پر حرام کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد ظنی اور اجتہادی حرمت ہے جو مکروہ تحریمی کے مترادف ہے اس حرمت سے ان کی مراد ایسی حرمت قطعیہ نہیں ہے جیسی شراب اور زنا کی حرمت ہے اس لیے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ غنا (گانے) کی حرمت پر ایسی دلیل قطعی نہیں ہے جیسے شراب اور زنا کی حرمت پر ہے۔ کیونکہ اس کی حرمت دلائل ظنیہ سے ثابت ہے۔ اب ہم سطور ذیل میں احناف کثرہم اللہ کے مسلم فقہاء کی عبارات کی روشنی میں غنا (گانے) کا شرعی حکم بیان کریں گے۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔
۲۔ علامہ محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ، تحقیق الکواکب الدراری ج ۶ ص ۶۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۱ھ
۳۔ ملا علی قاری حنفی ہروی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۱۸۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ھ۔
۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۰۰، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ طبع نہم۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

ان فی التغنی لاسماع نفسہ ولدفع الوحشۃ خلافا بین المشائخ منھم من قال لا یکرہ انما یکرہ ما کان علی سبیل اللھو احتجاجا بما روی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ دخل علی اخیہ البراء بن مالک وکان من زھاد الصحابۃ وکان یتغنی وبہ اخذ شمس الائمۃ السرخسی رحمہ اللہ ومن المشائخ من کرہ جمیع ذلک وبہ اخذ شیخ الاسلام ویحمل حدیث البراء بن مالک انہ کان ینشد الاشعار المباحۃ التی فیھا ذکر الحکم والمواعظ فان لفظ الغناء کما یطلق علی المعروف یطلق علی غیرہ قال صلی اللہ علیہ وسلم من لم یتغن بالقرآن فلیس منا وانشاد المباح من الاشعار لاباس بہ ومن المباح ان یکون فیہ صفۃ امراۃ مرسلۃ بخلاف ما اذا کانت بعینھا حیۃ ووصف الخمر المھیج الیھا والدیریات والحانات والھجاء لمسلم او ذمی اذا اراد المتکلم ھجاءہ لا اذا اراد انشاد الشعر للاستشھاد بہ او لتعلم فصاحتہ وبلاغتہ الی قولہ فلا وجہ لمنعہ علی ھذا۔[1]

اپنے دل میں گانا گانے یا پریشانی دور کرنے کے لیے گانے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے یہ اس وقت مکروہ ہوگا جب بطور لہو ہو، کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو وہ گا رہے تھے حالانکہ وہ انتہائی زاہد صحابی تھے، امام شمس الائمہ سرخسی نے اسی وجہ سے اس قسم کے گانے کو جائز قرار دیا ہے۔ بعض مشائخ نے گانے کی تمام اقسام کو مکروہ قرار دیا ہے شیخ الاسلام کا یہی نظریہ ہے، اور حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ اس قسم کے اشعار گنگنا رہے تھے جن میں حکمت اور نصیحت کی باتیں تھیں کیونکہ گانے کا اطلاق جیسے معروف گانے پر ہوتا ہے اس کے علاوہ پر بھی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کو غنا (خوش آوازی) سے نہیں پڑھا وہ ہمارے طریقہ (محمودہ) پر نہیں ہے اور مباح اشعار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس شعر میں کسی غیر معین عورت کا ذکر ہو وہ شعر مباح ہے بخلاف ان اشعار کے جن میں کسی زندہ معین عورت کا ذکر ہو یا شراب کا وصف ہو، شراب کی دکانوں اور جام کو گردش میں لانے والیوں کا بیان ہو۔ یا کسی مسلمان یا ذمی کی بالارادہ ہجو ہو اور جب کسی چیز پر استدلال کے لیے شعر پڑھا جائے یا فصاحت و بلاغت ظاہر کرنے کے لیے تو اس کو منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

امام ابن ہمام کی اس عبارت کو علامہ ابن نجیم[2] نے بھی بیان کیا ہے۔

علامہ بابرتی رحمہ اللہ نے بھی اشعار کو گا کر پڑھنے میں یہی فرمایا ہے کہ اگر ان کا مضمون وعظ و حکمت وغیرہ پر مبنی ہے تو ان کو گا کر پڑھنا جائز ہے اور اگر ان کا مضمون ایسا نہیں ہے تو ان کا پڑھنا مکروہ ہے[3] علامہ شامی نے بھی علامہ ابن ہمام کی بیان

---

[1] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ٨٦١ ھ، فتح القدیر ج ٦ ص ٤٨٦ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

[2] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ٩٧٠ ھ، البحر الرائق ج ٧ ص ٨٨ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔

[3] علامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی متوفی ٧٨٦ ھ عنایہ علی ہامش الفتح ج ٦ ص ٤٨٥ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

کردہ تفصیل پر اعتماد کیا ہے۔ لہ

عالمگیری میں ہے:

اختلفوا فی التغنی المجرد قال بعضهم انه حرام مطلقا والاستماع الیه معصیة وهو اختیار شیخ الاسلام ولو سمع بغتة فلا اثم علیه ومنهم من قال لا بأس بان یتغنی لیستفید به نظم القوافی والفصاحة ومنهم من قال بجواز التغنی لدفع الوحشة اذا کان وحده ولا یکون علی سبیل اللهو والیه مال شمس الائمة السرخسی ولو کان فی الشعر حکم او عبر او فقه لا یکره کذا فی التبیین واذا کان فی الشعر صفة المرأة ان کانت امرأة بعینها وهی حیة یکره وان کانت میتة لا یکره وان کانت امرأة مرسلة لا یکره وفی النوازل قراءة شعر الادب اذا کان فیه ذکر الفسق والخمر والغلام یکره۔ ٢ـه

بغیر ساز کے گانے میں بھی اختلاف ہے بعض فقہاء نے کہا یہ مطلق حرام ہے اور اس کا سننا گناہ ہے۔ شیخ الاسلام کا یہی نظریہ ہے اور اگر بلا قصد سن لیا تو گناہ نہیں ہے بعض فقہاء نے کہا ہے فصاحت اور نظم قوافی کے استفادہ کے لیے گانے میں کوئی حرج نہیں ہے، بعض فقہاء نے کہا جب اکیلا ہو تو پریشانی دور کرنے کے لیے گانے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ یہ بر سبیل لہو نہ ہو۔ شمس الائمہ سرخسی کا یہی نظریہ ہے اور اگر اشعار میں حکمت عبرت یا فقہ کی بات ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ تبیین میں اسی طرح ہے اور اگر شعر میں کسی زندہ اور معین عورت کا ذکر ہو تو مکروہ ہے اور اگر فوت شدہ عورت کا ذکر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح غیر معین عورت کا ذکر بھی مکروہ نہیں ہے نوازل میں ہے کہ جب اشعار میں فسق، شراب اور بے ریش لڑکوں کا ذکر ہو تو اس کا گانا مکروہ ہے۔

غنا اور آلات موسیقی کے شرعی احکام کی تفصیل

غنا گانے کو کہتے ہیں اور گانے کا شرعی حکم احادیث صحیحہ اور عبارات فقہاء کی روشنی میں یہ ہے کہ گانے کا مضمون اگر جائز ہو تو گانا جائز ہے اور اگر گانے کا مضمون ناجائز ہو تو گانا ناجائز ہے نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ عورتوں کا مردوں کے سامنے گانا یا مردوں کا عورتوں کے سامنے گانا یا حجاب کی اوٹ سے مردوں کا عورتوں کی آواز میں گانا سننا بہر حال ناجائز ہے خواہ گانے کا مضمون کیسا ہی ہو۔

بکثرت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آلات موسیقی کے بجانے اور آلات موسیقی کی آواز سننے کو حرام کر دیا ہے خواہ وہ آلات موسیقی ہاتھ سے بجانے والے ہوں جن کو معازف کہتے ہیں یا وہ آلات موسیقی منہ سے بجانے والے ہوں جن کو عربی میں مزامیر کہتے ہیں، البتہ احادیث میں نکاح، ولیمہ اور عید کے موقع پر صرف دف بجانے کی رخصت اور اجازت ہے لیکن ان مخصوص مواقع پر اجازت کے ثبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ دف یا دیگر آلات موسیقی کا مطلقاً بجانا جائز ہو کیونکہ اولاً تو دیگر احادیث صحیحہ میں دف سمیت تمام آلات موسیقی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً حرام فرما دیا ہے۔ اس لیے اجازت انہی مواقع کے ساتھ مخصوص رہے گی اور مذاہب اربعہ کے فقہاء نے ایسا ہی کیا ہے ثانیاً اس لیے کہ حدیث

لہ۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۵، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

٢ـه۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ، عالمگیری ج ۵، ص ۳۵۱، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

شریف سے یہ ثابت ہے کہ یہ رخصت نکاح کے لیے دی گئی تھی اور صحابہ کرام نے بھی اس رخصت کو انہی مواقع کے ساتھ مخصوص قرار دیا تھا اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دف کی آواز سنتے تو تحقیق کرتے تھے کہ یہ دف کس موقع پر بجایا جارہا ہے اگر نکاح کا موقع ہوتا تو خاموش رہتے ورنہ تعزیر کے لیے دُرّہ اٹھا لیتے نیز احادیث، آثار اور مذاہب اربعہ کے فقہاء کی عبارات میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ رخصت صرف دف بجانے کے لیے ہے کسی اور ساز کی رخصت نہیں ہے

احکام شرعیہ میں اس قسم کے احکام کی متعدد مثالیں ہیں مثلاً کسی شخص کے لیے نامحرم عورت کو دیکھنا جائز نہیں حالانکہ حدیث شریف میں نکاح کے قصد سے نامحرم عورت کو دیکھنے کی رخصت اور اجازت ہے لہٰذا اب اس خاص موقع پر اجازت کے ثبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حکم عام ہو جائے اور ہر شخص کے لیے اجنبی اور نامحرم عورت کو دیکھنا جائز ہو خواہ نکاح کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح مُردار کو کھانا جائز نہیں حالانکہ حدیث شریف میں مچھلی اور ٹڈی کے حلال ہونے کا ذکر ہے، اور خون بھی حرام ہے حالانکہ حدیث شریف میں جگر اور تلی کو کھانے کی اجازت دی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احلت لنا میتتان و دمان فاما المیتتان فالحوت والجواد واما الدمان فالکبد والطحال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [2] "ہمارے لیے دو مُردار اور دو خون حلال کر دیے گئے، وہ دو مُردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں" اب اس خاص رخصت کی بناء پر کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ مچھلی اور ٹڈی میں مردار کی رخصت کو دیکھ کر بقیہ تمام مُرداروں کو حلال قرار دے یا جگر اور تلی میں خون کی رخصت دیکھ کر ہر خون کو حلال قرار دے کیونکہ دوسرے دلائل سے خون اور مُردار کی حرمت ثابت ہے علیٰ ہذا القیاس، نکاح، عید اور ولیمہ کے مواقع پر دف بجانے کی رخصت کی بناء پر مطلقاً دف بجانے کی رخصت لازم آئے گی نہ دیگر آلات موسیقی کی، کیونکہ دیگر دلائل سے تمام آلات موسیقی کی مطلقاً حرمت ثابت ہے اس لیے اس رخصت کا ثبوت انہی مواقع میں منحصر رہے گا جن کا احادیث میں ذکر آگیا ہے۔

غناء (گانے) کے حکم شرعی کے بارے میں ہم عبارات فقہاء ذکر کر چکے ہیں آلات موسیقی کے شرعی احکام جو ہم نے بیان کیے ہیں ان کے ثبوت میں پہلے ہم احادیث اور آثار صحابہ کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد مذاہب اربعہ کے فقہاء اور محدثین کی عبارات قارئین کی نذر کریں گے فنقول و باللہ التوفیق۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

احادیث اور آثار سے آلاتِ غناء کی حرمت

عن عبد الرحمٰن بن غنم الاشعری قال حدثنی ابوعامر او ابو مالك الاشعری واللہ ما کذبنی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونن من امتی اقوام یستحلون

عبدالرحمٰن بن غنم اشعری کہتے ہیں کہ مجھے ابوعامر یا ابومالک اشعری نے حدیث بیان کی اور بخدا انھوں نے جھوٹ نہیں کہا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے "میری اُمت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے

---

[1] - امام ابوجعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور طبع ثانی ۱۴۰۲ھ

[2] - امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۲۳۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

الحر والحریر والخمر والمعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم یروح علیہم بسارحۃ لھم یاتیھم یعنی الفقیر لحاجۃ فیقولوا ارجع الینا غدا فیبیتھم اللہ ویضع العلم ویمسخ اٰخرین قردۃ وخنازیر الی یوم القیمۃ ؎۱

جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں (آلات غنا) کو حلال قرار دیں گے اور کچھ ایسے لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے کہ جب شام کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر لوٹیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت لے کر آئے گا تو کہیں گے "کل آنا"۔ اللہ تعالیٰ پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا اور دوسرے لوگوں (شراب اور باجوں وغیرہ کو حلال کرنے والوں) کو مسخ کر کے قیامت تک کے لیے بندر اور خنزیر بنا دیگا۔

اس حدیث میں معازف (آلات غنا) کے حلال کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کیے جانے کی وعید سنائی ہے۔ بندر اور خنزیر کی شکل میں تبدیل کیے جانے سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ حقیقتاً بندر اور خنزیر کی شکل میں متشکل کر دیے جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے اخلاق یا ان کے قلوب بندر اور خنزیر کے اخلاق اور قلوب کے ساتھ تبدیل کر دیے جائیں۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الجرس مزامیر الشیطان ؎۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھنٹی شیطان کا مزمار (بانسری) ہے۔

عن ابی امامۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا القینات ولا تشتروھن ولا تعلموھن ولا خیر فی تجارۃ فیھن وثمنھن حرام فی مثل ھذا انزلت ھذہ الاٰیۃ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ ؎۳

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے بجانے والی لونڈیوں کی خرید و فروخت نہ کرو نہ انہیں (گانا بجانا) سکھاؤ نہ اس کی تجارت میں خیر ہے اور ان کی قیمت حرام ہے اور اسی کی مثل میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما نھیت عن نوح عن صوتین احمقین فاجرین صوت عند نغمۃ لھو ولعب ومزامیر شیطان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی دو آوازوں (کے سننے) سے منع کیا گیا ہے جن میں فسق و فجور ہے، ایک وہ آواز جو گانے بجانے اور مزامیر شیطان سے متعلق ہے اور

؎۱۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔

؎۲۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

؎۳۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۰۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

وصوت عند مصيبة خمش وجوه وشق جيوب ورنة شيطان [1]

دوسری وہ آواز جو مصیبت کے وقت منہ نوچنے، گریبان پھاڑنے اور شیطانی چیخ و پکار سے متعلق ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ سنن کبری میں نقل کیا ہے [2]۔

امام عبدالرزاق نے بھی اس حدیث کو حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے۔ [3]

عن ابی امامة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل بعثنی رحمة و هدی للعلمين وامرنی ان امحق المزامير والكنارات يعنی البرابط والمعازف والاوثان التی كانت تعبد فی الجاهلية واقسم ربی عز وجل بعزته لا يشرب عبد من عبيدی جرعة من خمر الا سقيته مكانه من حميم جهنم معذبا او مغفورا له ولا يسقيها صبيا صغيرا الا سقيته اياه من حطيرة القدس ولا يحل بيعهن ولا شراءهن ولا تعليمهن ولا تجارة فيهن واثمانهن حرام للمغنيات [4]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے منہ اور ہاتھ سے بجائے جانے والے آلات موسیقی اور سازوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے اور ان بتوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے جن کی زمانہ جاہلیت میں پوجا ہوتی تھی اور میرے رب عز وجل نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا میرے بندوں میں سے جس نے شراب کا ایک گھونٹ پیا میں اس کو اس کے بدلہ میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا خواہ اسے عذاب ہو یا بخشا جائے اور جو شخص کسی بچہ کو شراب پلائے گا اس کو بھی کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا اور گانے والی عورتوں کی خرید و فروخت اور گانے کی تعلیم اور تجارت اور ان کی قیمت حرام ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يمسخ قوم من امتی اخر الزمان قردة وخنازير قالوا يا رسول اللہ ويشهدون انك رسول اللہ وان لا اله الا اللہ قال نعم ويصلون ويصومون ويحجون قالوا فما بالهم يا رسول اللہ قال اتخذوا المعازف والقينات والدفوف ويشربون هذه الاشربة فباتوا علی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں میری امت کی ایک قوم کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ وہ اس بات کی شہادت دیتے ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں خواہ وہ نمازیں پڑھتے ہوں روزے رکھتے ہوں، حج کرتے ہوں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا کیا جرم ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ عورتوں کا گانا سنیں گے

---

[1] حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۳۹۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ۔

[2] حافظ ابوبکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۴ ص ۶۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

[3] حافظ عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۱ ص ۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعۃ الاولی ۱۳۹۰ھ۔

[4] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، المسند ج ۵ ص ۲۵۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعۃ الاولی، ۱۳۲۶ھ۔

لهو هم و شرابهم فاصبحوا قردة و خنازير.[1]

اور باجوں کو بجائیں گے اور شرابیں پئیں گے اسی لہو ولعب میں وہ رات بسر کریں گے اور صبح کو وہ بندر اور خنزیر بنا دیئے جائیں گے۔

علامہ عینی نے اس حدیث کو جامع ترمذی اور سنن سعید ابن منصور کے حوالے سے بیان کیا ہے

عن شریح انه سمع صوت دف فقال، الملائكة لا يدخلون بيتا فيه دف.[2]

حضرت شریح نے دف کی آواز سنی تو فرمایا: جس گھر میں دف ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله حرم على امتى الخمر والميسر والمزر والكوبة والقنين وزاد فى صلوة الوتر قال يزيد القنين البرابط.[3]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوا، بانسری، طبل اور بربط (آلات موسیقی) کو حرام کر دیا ہے اور وتر کی نماز زیادہ کر دی ہے۔

عن قيس بن سعد بن عبادة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان ربى تبارك وتعالى حرم على الخمر والكوبة والقنين واياكم والغبيراء فانها ثلث خمر العالم.[4]

قیس بن سعد بن عبادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر شراب، طبل اور بربط (آلات موسیقی) کو حرام کر دیا ہے اور "غبیرا" شراب سے بچو کیونکہ وہ تمام جہانوں کی شراب کا تیسرا حصہ ہے۔

عن ابى مالك الاشجعى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يشرب اناس من امتى الخمر يسمونها بغير اسمها يضرب على رؤسهم بالمعازف والقينات يخسف الله بهم الارض ويجعل منهم القردة والخنازير.[5]

حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بعض لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے ان کے پاس آلات موسیقی بجائے جائیں گے اور گانے والیاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] علامہ بدر الدین حنفی متوفی ۸۵۵ ھ عمدۃ القاری ج ۲/ ص ۱۷۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۴۸ ھ

[2] حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۴/۲ ص ۱۹۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ ھ۔

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۲۶ ھ۔

[4] " " " ج ۳، ص ۴۲۲

[5] امام ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۰۷، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۶ ھ۔

وسلم قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ حرم علیکم الخمر والمیسر والکوبۃ وھو الطبل وقال کل مسکر حرام۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر شراب، جوا اور طبل حرام کر دیا ہے اور فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

عن انس من قعد الی قینۃ یستمع منھا صب اللہ فی اذنیہ الآنک یوم القیٰمۃ۔[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص کسی گانے والی کے پاس بیٹھ کر گانا سنتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالے گا۔ (العیاذ باللہ)

عن عبد اللہ بن بشر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سمعتہ یقول انہ یکون فی اٰخر ھذہ الامۃ قوم بیناھم فی شرب الخمر وضرب المعازف حتی اللہ ۔۔۔۔ علیھم فیعود قردۃ وخنازیر۔ (رواہ الطبرانی)[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن بشر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جو شراب نوشی اور آلات موسیقی میں مشغول ہوگی کہ اچانک ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا اور انھیں بندر اور خنزیر بنا دیا جائیگا!

عن عبد الرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی امتی خسف وقذف ومسخ قالوا فمتی ذالک یا رسول اللہ؟ قال اذا ظھروا المعازف واستحلوا الخمور۔[4]

حضرت عبد الرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں زمین میں دھنسنے، پتھر برسنے اور صورتیں مسخ ہونے کے واقعات ہونگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جب آلات موسیقی کا رواج ہوگا اور لوگ شرابوں کو حلال کرلیں گے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ والغبیراء وکل مسکر حرام۔[5]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خمر، جوئے، طبل اور شراب غبیرا کو حرام کر دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔[6]

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال الدف حرام والمعازف حرام والکوبۃ حرام و

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دف حرام ہے (ہاتھوں سے بجانے والے) آلات موسیقی حرام

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۔ حافظ ابو بکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۲۲ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

۲۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۲۱ - ۲۲۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت الطبعۃ الخامسۃ ۱۴۰۵ھ

۳۔ حافظ نور الدین الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۱ مطبوعہ المکتبۃ القدوسی قاہرہ ۱۳۵۳ھ۔

۴۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۶۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، طبع ثانی، ۱۴۰۵ھ۔

۵۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ مکتب سلامی بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۶ھ۔

المزمار حرام۔[1]

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بکسر المزامیر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسب المغنی والمغنیۃ حرام وکسب الزانیۃ سحت وحق علی اللہ ان لا یدخل الجنۃ بدنا نبت من السحت۔

ہیں، طبل حرام ہے اور بانسری حرام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے آلات موسیقی کے توڑنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے والے مرد اور گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے اور زانیہ کی کمائی حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ مال حرام سے پلنے والے بدن کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیمۃ قال اللہ عزوجل این الذین کانوا ینزھون اسماعھم وابصارھم عن مزامیر الشیطان؟ میزوھم فیمیزونھم کثب المسک والعنبر ثم یقول للملائکۃ اسمعوھم من تسبیحی وتحمیدی فیسمعون باصوات لم یسمع السامعون مثلھا۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور آنکھوں کو مزامیر شیطان سے دور رکھتے تھے انہیں ساری جماعتوں سے الگ کر دو۔ فرشتے انھیں الگ مشک اور عنبر کے ٹیلوں پر بٹھا دیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کو میری تسبیح اور تمجید سناؤ پھر فرشتے ایسی آوازسے (اللہ کا ذکر) سنائیں گے کہ سننے والوں نے ایسی آوازیں کبھی نہ سنی ہوں گی۔

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من استمع الی صوت غناء لم یؤذن ان یستمع الی صوت الروحانیین فی الجنۃ۔[4]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قصداً گانا سنا اسے جنت میں روحانیین کی آواز سننے کی اجازت نہیں ملیگی۔

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فعلت امتی خمس عشرۃ خصلۃ حل بھا البلاء قیل وما ھی یارسول اللہ قال اذا کان المغنم دولا والامانۃ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت پندرہ (قسم کے) کام کرنے لگے تو ان پر نزول عذاب جائز ہو جائے گا پوچھا گیا، یارسول اللہ! وہ کون سے کام ہیں؟ آپ نے

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] حافظ ابوبکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۲۲۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۲۶، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ الطبعۃ الخامسۃ ۱۴۰۵ھ۔

[3] ″ ″ ″ ج ۱۵، ص ۲۲۰ ″ ″

[4] ″ ″ ″ ج ۱۵، ص ۲۲۰ ″ ″

مغنما والزکوٰۃ مغرما واطاع الرجل زوجته وعق امه وبر صدیقه وجفا اباه وارتفعت الاصوات فی المساجد وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وشربت الخمور ولبس الحریر واتخذت القیان والمعازف ولعن اٰخر هذه الامة اولها فلیرتقبوا عند ذٰلك ریحا حمراء وخسفا او مسخا [1]

فرمایا: جب مال غنیمت کو (ذاتی) دولت اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو جرمانہ بنا لیا جائے اور جب انسان اپنی بیوی کا کہا مانے اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے، جب اپنے دوست سے وفا اور اپنے باپ سے بے وفائی کرے، جب مساجد میں شور و غل کیا جائے اور جب گھٹیا آدمی قوم کا سربراہ بن جائے اور جب کسی شخص کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے اور شراب پی جائے، اور ریشم پہنا جائے اور گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کو مشغلہ بنا لیا جائے اور جب امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں کو برا کہیں تو اس وقت سرخ آندھیوں اور زمین میں دھنسنے اور مسخ کے واقعات کا انتظار کرنا.

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانة مغنما والزکوٰة مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امراته وعق امه وادنی صدیقه واقصی اباه وظهرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلة فاسقهم وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وظهرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن اٰخر هذه الامة اولها فلیرتقبوا عند ذٰلك ریحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا واٰیات تتابع کنظام بال قطع سلکه فتتابع۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جب مال غنیمت کو (ذاتی) دولت بنا لیا جائے اور امانت کو غنیمت بنا لیا جائے اور زکوٰۃ کو جرمانہ بنا لیا جائے اور دین (کی خدمت کے لیے دین) کا علم حاصل نہ کیا جائے اور جب انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے اور اپنے دوست کو قریب رکھے اور اپنے باپ کو دور رکھے اور مساجد میں شور و غل کیا جائے اور قبیلہ کا سردار ان میں سے فاسق شخص کو بنایا جائے اور قوم کا سربراہ نچلے طبقے سے بنایا جائے اور کسی شخص کی ضرر رسانی کے خوف سے اس کی عزت کی جائے اور گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کا رواج ہو اور شراب پی جائے اور امت کے بعد کے لوگ پہلے لوگوں کی برائی کریں، تو اس وقت سرخ آندھیوں، زلزلوں، زمین میں دھنسنے، شکل بگاڑ دیے جانے اور پتھر برسنے کے پے در پے واقع ہونے کا اس طرح انتظار کرنا چاہیے اِبر کے پرانے دھاگے کے ٹوٹ جانے سے اس کے دانے ایک کے بعد ایک بکھرتے چلے جاتے ہیں۔

---

[1] امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ٢٧٩ھ، جامع ترمذی ص ٣٢٢ - ٣٢١، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] 〃 〃 〃 ص ٣٢٢ 〃 〃

عن عمران بن حصين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فى هذه الامة خسف ومسخ وقذف فقال رجل من المسلمين يا رسول الله ومتى ذلك قال اذا ظهرت القيان والمعازف وشربت الخمور۔[1]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں زمین میں دھنسنا اور شکلوں کا مسخ ہونا اور پتھروں کا برسنا واقع ہوگا، مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کا رواج ہو جائے اور شرابیں پی جائیں۔

عن سهل بن سعد رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون فى هذه الامة خسف ومسخ وقذف قيل ومتى ذلك يا رسول الله قال اذا ظهرت القيان واستحلت الخمر۔[2]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں زمین میں دھنسنا اور شکلوں کا تبدیل ہونا اور پتھروں کا برسنا ظہور پذیر ہوگا، کہا گیا: یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے اور شراب کو حلال قرار دیا جائے۔

عن نافع قال كنت مع ابن عمر فى طريق فسمع مزمارا فوضع اصبعيه فى اذنيه ونأى عن الطريق الى الجانب الآخر ثم قال لى بعد ان بعد يا نافع هل تسمع شيئا قلت لا فرفع اصبعيه من اذنيه قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمع صوت يراع فصنع مثل ما صنعت قال نافع وكنت اذ ذاك صغيرا۔[3]

نافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک راستہ میں جا رہا تھا۔ حضرت ابن عمر نے مزمار (بانسری) کی آواز سنی تو انھوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دوسری جانب ہٹ گئے پھر کچھ دور جانے کے بعد مجھ سے کہا اے نافع! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں! پھر انھوں نے کانوں سے اپنی انگلیاں نکال لیں اور کہا ایک بار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ نے اسی طرح کیا تھا جیسے میں نے کیا ہے۔ نافع کہتے ہیں اور اس وقت میں کم سن تھا۔

مُلّا علی قاری حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں علامہ طیبی نے فرمایا کہ کسی [illegible] یہ وہم نہ ہو کہ اگر بانسری کی آواز کو سننا حرام ہوتا تو حضرت ابن عمر نافع کو بھی سننے سے منع کرتے! اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نافع کو سننے سے اس لیے منع نہیں فرمایا کہ وہ اس وقت مکلف نہ تھے کم عمر تھے، اسی وجہ سے نافع نے کہا کہ میں اس وقت کم عمر تھا،

---

[1] امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۲۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] حافظ نور الدین الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۸۰ مطبوعہ المکتبۃ القدسی قاہرہ ۱۳۵۳ھ۔

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۸/۳۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

مُلّا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر بھی اس وقت کم عمر تھے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سننے سے منع نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے دوسری وجہ یہ ذکر کی ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عمر نے بھی آپ کی اتباع میں کانوں میں انگلیاں دے لی ہوں اور جب آپ نے آواز کے بارے میں پوچھا ہو تو انھوں نے کانوں سے انگلیاں نکال کر جواب دیا ہو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ شرح السنۃ میں مذکور ہے کہ مزامیر، ملاہی اور معازف (گانے بجانے کے ہر قسم کے آلات) کے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ملا علی قاری نے یہ بھی لکھا ہے کہ حدیث میں ہے کہ وہ بانسری بجانے والا شخص ذمی یہودی تھا[۱]۔ غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذمی ہونے کی وجہ سے اس کو بانسری بجانے سے منع نہیں فرمایا۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ مزامیر کا قصداً سننا منع ہے اور بلا قصد سننا منع نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نکتہ پر متنبہ کرنے کے لیے حضرت ابن عمر کو منع نہیں فرمایا اور خود آپ نے کمال تنزیہہ کے لیے کانوں میں انگلیاں دے لیں[۲]۔

نکاح اور عید کے موقع پر صرف دف بجانے کی اجازت

مشکوٰۃ میں شیخ ولی الدین نے صحیح بخاری اور مسلم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عید کے دن دو بچیاں دف بجا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر نے انہیں منع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو منع کیا اور فرمایا: اے ابوبکر! انھیں رہنے دو یہ عید کا دن ہے[۳]۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ربیع بنت معوذ ابن عفراء کی شادی کے موقع پر بچیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بجا رہی تھیں اور مقتولین بدر کے بارے میں نظم گا رہی تھیں الحدیث، آپ نے اس کو قائم اور مقرر رکھا[۴]۔ امام ترمذی نے سند ضعیف سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نکاح کا اعلان کرو، اس کو مساجد میں منعقد کرو اور اس پر دف (نقارہ) بجاؤ[۵]۔

مذکور الصدر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور عید کے موقع پر تھوڑی دیر کے لیے دف بجانے کی رخصت ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان احادیث سے ایسا ہی سمجھا ہے اور اس رخصت کو عموم پر محمول نہیں کیا

عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظة بن کعب وابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جوار یغنین فقلت انتما صاحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں حضرت قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شادی میں گیا وہاں بچیاں گا رہی تھیں میں نے کہا تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی ہو اور تمہارے سامنے یہ

۱۔ ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۹ ص ۱۳۵ - ۱۳۴، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ھ۔

۲۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۱۰ ص ۱۷۴، مطبوعہ دارالفکر بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۶ھ۔

۳۔ شیخ ولی الدین عراقی متوفی ۷۴۲ھ۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۶، مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔

۴۔ امام ابو عبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۸۱ھ۔

۵۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ۔ جامع ترمذی ص ۱۷۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

ومن اهل بدر يفعل هذا عندكم فقال اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت اذهب قد رخص لنا في اللهو عند العرس [1]

کیا جا رہا ہے؟ انھوں نے کہا تم چاہے بیٹھ کر ہمارے ساتھ سنو چاہے چلے جاؤ ہمیں شادی کے موقع پر لہو کی اجازت دی گئی ہے۔

اس حدیث کو امام ابو بکر ابن ابی شیبہ نے بھی دو مختلف اسانید سے بیان کیا ہے [2]

عن ابن سيرين ان عمر بن الخطاب كان اذا سمع صوتا او دفا فقال ما هو فاذا قالوا: عرس او ختان صمت۔ [3]

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب (گانے کی) آواز یا دف (کی آواز) سنتے تو پوچھتے یہ گانا بجانا کیوں ہو رہا ہے؟ اور جب آپ کو بتایا جاتا کہ یہ شادی یا ختنہ کی تقریب کی وجہ سے ہے تو آپ خاموش ہو جاتے۔

حضرات ائمہ اربعہ اور فقہاء کرام نے بھی احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ کی اتباع میں گانے بجانے کی رخصت کو عام نہیں قرار دیا اور دف کے سوا کسی ساز کی رخصت نہیں دی اور گانے اور دف بجانے کی رخصت کو بھی قلیل مقدار میں نکاح اور ختنہ کی تقریب اور عید کے موقع کے ساتھ مخصوص اور محدود رکھا ہے۔

علامہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں:

انما المكروه طبول اللهو، بمنزلة الدفوف لا باس بضربها في اعلان النكاح وان كره ذلك للهو۔ [4]

دف اور طبل کا بجانا مکروہ ہے۔ نکاح کے اعلان کے لیے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور لہو کے لیے دف بجانا مکروہ ہے۔

علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں:

الضرب بالدف في العرس بحضرة شارع الملة ومبين الحل من الحرمة واعلان النكاح بالدف والغناء المباح فرقا بينه وبين ما يستتر به من السفاح۔ —— الی قولہ ...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شادی کے موقع پر دف بجایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ دف اور گانے کے ساتھ نکاح کا اعلان کرنا جائز ہے تاکہ اعلانیہ نکاح اور خفیہ زنا میں فرق ہو۔

وروى النسائي من حديث عامر بن سعد عن قرظة بن كعب وابي مسعود قالا رخص لنا في اللهو عند العرس وروى الطبراني عن

اور امام نسائی نے عامر بن سعد کی حدیث سے حضرت قرظہ بن کعب اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ہمیں شادی کے موقع پر لہو کی رخصت

[1] امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ٣٠٣ ھ، سنن نسائی ج ٢ ص ٧٥، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] امام ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ٢٣٥ ھ المصنف ج ٤/٢ ص ١٩٣، ١٩٢، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ١٤٠٦ ھ۔

[3] حافظ عبد الرزاق بن ہمام متوفی ٢١١ھ، المصنف ج ١١ ص ٥، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولی ١٣٩٠ھ۔

[4] علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ٤٨٣ھ شرح سیر کبیر ج ٤ ص ١٤٥٨، مطبوعہ المکتب للثورۃ الاسلامیہ افغانستان، ١٤٠٥ھ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

السائب بن یزید لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواری یغنین و یقلن حیونا نحییکم قال لا تقولوا ھکذا ولکن قولوا حیانا وحیاکم فقال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترخص للناس فی ھذا قال نعم انہ نکاح لا سفاح۔ [1]

دی گئی ہے اور طبرانی نے سائب بن یزید سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لڑکیاں گا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ حیونا نحییکم آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہو بلکہ یوں کہو حیانا وحیاکم ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ نکاح میں لوگوں کو اس گانے کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ نکاح ہے زنا نہیں ہے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قال ابن الملک لیس المراد ان لا فرق بین الحلال والحرام فی النکاح الا ھذا الامر فان الفرق یحصل بحضور الشھود عند العقد بل المراد الترغیب الی اعلان امر النکاح بحیث لا یخفی علی الاباعد فالسنۃ اعلان النکاح بضرب الدف واصوات الحاضرین بالتھنئۃ او النغمۃ فی انشاد الشعر المباح و فی شرح السنۃ معناہ اعلان النکاح واضطراب الصوت بہ والذکر فی الناس کما یقال فلان قد ذھب صوتہ فی الناس وبعض الناس یذھب بہ الی السماع وھذا خطأ یعنی السماع المتعارف بین الناس الآن۔ [2]

ابن الملک کہتے ہیں کہ نکاح میں دف کے ذریعے اعلان سے یہ مراد نہیں ہے کہ حلال اور حرام میں فرق صرف دف سے ہوتا ہے کیونکہ عقداً گواہوں کے حاضر ہونے سے بھی اعلان حاصل ہو جاتا ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اعلان کسی پر مخفی نہ رہے۔ سنت یہ ہے کہ نکاح کا اعلان دف اور حاضرین کی مبارکباد کی آوازوں یا جائز قسم کے اشعار کے نغموں سے کیا جائے، صاحب شرح السنۃ کہتے ہیں کہ اس حدیث (نکاح میں دف سے اعلان) کا مطلب یہ ہے کہ نکاح میں آواز بلند کی جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کیا جائے۔ بعض لوگ اس حدیث سے اس سماع پر استدلال کرتے ہیں جو آج کل متعارف ہے لیکن یہ استدلال غلط ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں:

ومن الناس من اباح ذلک فی العرس والولیمۃ کما ابیح ضرب الدف فیھما وان کان فیہ نوع لھو۔ [3]

بعض علماء نے شادی اور ولیمہ کے موقع پر غناء کو مباح قرار دیا ہے جیسا کہ ان دو موقعوں پر دف بجانا مباح ہے اگرچہ اس میں ایک قسم کا لہو ہے۔

---

[1] علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۱۳۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔
[2] ملا علی قاری ہروی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۶ ص ۲۱۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ھ۔
[3] علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، نہایہ ج ۳، ص ۳۳۶، مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ۔

یہ وضاحت کرنے کے بعد کہ احادیث، آثار اور عبارات فقہاء میں نکاح ولیمہ اور کسی شرعی خوشی کی تقریب میں قلیل مقدار میں صرف دف بجانے کی رخصت ہے اور اس رخصت سے مطلقاً گانے بجانے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے، اب ہم آلات موسیقی کے شرعی حکم کے بارے میں ائمہ اربعہ کا نظریہ پیش کرتے ہیں

فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی مالکی فرماتے ہیں:

الغناء بآلة ممنوع و بغير آلة كرهه مالك.

آلات کے ساتھ گانا ممنوع ہے اور آلات کے بغیر امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔

علامہ قرطبی مالکی فرماتے ہیں:

روى الترمذي وغيره من حديث انس وغيره عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال: صوتان ملعونان فاجران انهى عنهما: "صوت مزمار ورنة شيطان عند نغمة ومرح ورنة عند مصيبة لطم خدود وشق جيوب" وروى جعفر بن محمد عن ابيه عن جده عن على عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بعثت بكسر المزامير" خرجه ابو طالب غيلاني و خرج ابن بشران عن عكرمة عن ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: بعثت بهدم المزامير والطبل" وروى الترمذى من حديث على رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتى خمس عشرة خصلة حل بها البلاء فذكر منها: اذا اتخذت القينات و المعازف" و فى حديث ابى هريرة و ظهرت القيان والمعازف وروى ابن المبارك عن مالك بن انس عن محمد بن المنكدر عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جلس الى قينة يسمع منها صب فى اذنه الآنك يوم القيامة وروى اسد بن موسى عن عبد العزيز بن ابى سلمة عن

امام ترمذی اور دیگر محدثین نے حضرت انس اور دیگر صحابہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آوازیں ملعون اور فاجر ہیں جن سے میں روکتا ہوں مزمار کی آواز۔ اور شیطان کی چیخ و پکار کی، گانے کے وقت یا مصیبت کے وقت اور منہ پر طمانچے مارنا اور گریبان پھاڑنا جعفر بن محمد اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مزامیر توڑنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے اس روایت کو ابو طالب غیلانی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور ابن بشران نے از عکرمہ از ابن عباس روایت بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے طبل اور مزامیر توڑنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے، اور امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت پندرہ کام کرے گی تو اس پر عذاب کا نازل ہونا حلال ہوگا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ گانے والی عورتوں اور باجوں کے ساتھ مشغول رہیں اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے گانے والی عورتوں اور باجوں کا ظہور ہو، ابن المبارک از مالک بن انس از محمد بن منکدر از انس بن مالک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے گانے والی عورت کے پاس بیٹھ کر گانا سنا قیامت کے دن اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا

محمد بن المنکدر قال : بلغنا ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیٰمۃ : این عبادی الذین کانوا ینزھون انفسھم واسماعھم عن اللھو و مزامیر الشیطان احلوھم ریاض الجنۃ" و ریاض المسک و اخبروھم انی قد حللت علیھم رضوانی" وروی ابن وھب عن مالک عن محمد بن المنکدر مثلہ وزاد بعد قولہ المسک ثم یقول للملائکۃ اسمعوھم حمدی وشکری وثنائی واخبروھم الاخوف علیھم ولا ھم یحزنون" وقد روی مرفوعا ھذا المعنیٰ من حدیث ابی موسی الاشعری انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استمع الی صوت غناء لم یؤذن لہ ان یسمع الروحانیین" فقیل : ومن الروحانیون یارسول اللہ ؟ قال : "قراء اھل الجنۃ" خرجہ الترمذی الحکیم ابوعبد اللہ فی نوادر الاصول وقد ذکرنا فی کتاب التذکرۃ مع نظائرہ : "فمن شرب الخمر فی الدنیا لم یشربھا فی الاٰخرۃ" ومن لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ الی غیر ذٰلک وکل ذٰلک صحیح المعنی علی ما بیناہ ھناک ومن روایۃ مکحول عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "من مات وعندہ جاریۃ مغنیۃ فلا تصلوا علیہ" ولھٰذہ الاثار وغیرھا قال العلماء بتحریم الغناء (وھی المسالۃ الثانیۃ) وھو الغناء المعتاد عند المشتھرین بہ الذی یحرک النفوس ویبعثھا علی الھوی والغزل والمجون الذی یحرک الساکن و یبعث الکامن ، فھٰذا النوع اذا کان فی شعر یشبب فیہ بذکر النساء ووصف محاسنھن

از اسد بن موسیٰ از عبد العزیز بن ابی سلمہ از محمد بن منکدر روایت ہے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جو اپنے آپ کو لہو اور اپنے کانوں کو مزامیر شیطان سے دور رکھتے تھے؟ ان لوگوں کو جنت اور مشک کے باغات میں اتارو! اور ان کو یہ بتلاؤ کہ میں ان سے راضی ہوگیا ہوں! از ابن وہب از مالک از محمد بن منکدر بھی اسی کی مثل روایت ہے اور اس میں مشک کے باغات کے بعد یہ اضافہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیگا" ان کو میری حمد، شکر اور ثنا سناؤ، اور انھیں بتلاؤ کہ نہ انھیں خوف ہوگا اور نہ یہ غمگین ہوں گے" اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اس کی تائید میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے قصداً گانا سنا اسے روحانیین سے سننے کی اجازت نہیں دی جائے گی" آپ سے پوچھا گیا "یارسول اللہ! روحانیین کون ہیں؟" آپ نے فرمایا" جنت کے قاری" اس حدیث کو ابو عبد اللہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ذکر کیا ہے، ہم نے کتاب التذکرہ میں اس حدیث کو اسی جیسی دوسری احادیث کے ساتھ ذکر کیا ہے مثلاً: جس شخص نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں شراب (طہور) نہیں پیئے گا، اور جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اس کو نہیں پہنے گا وغیرہا اور ان تمام روایات کا معنی صحیح ہے جس طرح ہم نے وہاں بیان کیا ہے اسی قبیل سے مکحول سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے پاس گانے والی عورت ہو، اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو" ان احادیث کی بناء پر علماء نے کہا ہے کہ گانا حرام ہے" دوسرا مسئلہ غناء ہے" اس سے مراد وہ گانا ہے جو لوگوں میں جذباتی ہیجان برپا کرے اور ان کی خواہشات کو اُبھارے، اگر اس قسم کا گانا ایسے اشعار میں ہو جن میں عورتوں کا ذکر ہو اور ان کی خوبیوں کا بیان ہو اور

وذکر الخمور والمحرمات لا یختلف فی تحریمہ لانہ اللھو والغناء المذموم بالاتفاق. فاما ما سلم من ذلک فیجوز القلیل منہ فی اوقات الفرح کالعرس والعید عند التنشیط علی الاعمال الشاقۃ، کما کان فی حفر الخندق وحدو انجشۃ وسلمۃ بن اکوع، فاما ابتدعہ الصوفیۃ الیوم من الادمان علی سماع المغانی بالآلات المطربۃ من الشبابات والطار والمعازف والاوتار فحرام الی قولہ وذکر اسحاق بن عیسی الطباع قال، سألت مالک بن انس عما یرخص فیہ اھل المدینۃ من الغناء فقال انما یفعلہ عندنا الفساق الی قولہ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراھۃ الغناء والمنع منہ انما فارق الجماعۃ ابراھیم بن سعد وعبید اللہ العنبری وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، "علیکم بالسواد الاعظم ومن فارق الجماعۃ مات میتۃ جاھلیۃ" قال ابو الفرج: قال القفال من اصحابنا لا تقبل شہادۃ المغنی والرقاص[1]

شراب اور اس جیسے محرمات کا ذکر ہو تو ایسے گانے کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ لہو اور قابل مذمت گانا ہے اور جس گانے میں ایسی چیزیں نہ ہوں تو اس کی قلیل مقدار خوشی کے ایام میں جائز ہے جیسے شادی، عید اور مشکل کاموں میں راحت حاصل کرنے کے لیے جیسا کہ خندق کھودنے کے وقت انجشہ (حدی خواں حبشی غلام) اور سلمہ بن اکوع کی حدی، لیکن آج کل صوفیہ نے جو گانے بجانے کے آلات کے ساتھ (مزامیر وغیرہ) گانوں کے سماع کو دائمی معمول بنایا ہوا ہے یہ حرام ہے۔ اسحاق بن عیسی طباع کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک بن انس سے پوچھا کہ اہل مدینہ جو گانے کی اجازت دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے انہوں نے فرمایا ہمارے نزدیک گانے بجانے کا کام فاسق لوگ کرتے ہیں۔ طبری کہتے ہیں کہ تمام شہروں کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گانا مکروہ ہے اور اس سے روکنا چاہیے، اس اجماع سے ابراہیم بن سعد اور عبید اللہ عنبری علیحدہ رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواد اعظم کو لازم پکڑ لو، اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا وہ جاہلیت کی موت مرا، ابو الفرج نے کہا ہمارے اصحاب میں سے قفال نے کہا گانے بجانے اور ناچنے والے کی شہادت مردود ہے۔

فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

الملاھی علی ثلاثۃ اضرب (محرم) وھو ضرب الاوتار والنایات والمزامیر کلھا والعود والطنبور والمعزفۃ والرباب ونحوھا فمن ادام استماعھا ردت شہادتہ الی قولہ وضرب مباح وھو الدف الی قولہ

ساز تین قسم کے ہیں: ستار، بانسری اور منہ سے بجائے جانے والے تمام قسم کے باجے، سارنگی، طنبورہ، رباب اور ہاتھ سے بجائے جانے والے تمام اقسام کے باجے، ان کا بجانا حرام ہے اور جو شخص عادتاً ان باجوں کو سنے اس کی شہادت مردود ہے اور دوسری قسم دف ہے۔ (عورتوں

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری مالکی قرطبی متوفی ۶۸۵ ھ، الجامع لاحکام القرآن جز ۱۴ ص ۵۶-۵۳ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

WWW.NAFSEISLAM.COM

واما الضرب به للرجال فمکروہ علی کل حال لانه انما کان یضرب به النساء والمخنثون المتشبهون بهن. ففی ضرب الرجال به تشبه بالنساء وقد لعن النبی صلی اللہ علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء فاما الضرب بالقضیب فمکروہ اذا انضم الیه محرم او مکروہ کالتصفیق والغناء والرقص لانه لیس بآلة ولا یطرب ولا یسمع منفردا بخلاف الملاھی ومذھب الشافعی فی ھذا الفصل کما قلنا۔[۵۱]

کو شرعی خوشی کے مواقع پر دف بجانا جائز ہے۔) اور مردوں کے لیے ہر حال میں دف بجانا مکروہ ہے کیونکہ عورتیں اور مخنث دف بجاتے ہیں اور مرد کے دف بجانے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔ تیسری قسم چھڑی بجانا ہے یہ اس وقت مکروہ ہے جب اس کے ساتھ کوئی حرام یا مکروہ چیز ہو جیسے تالی بجانا، گانا یا ناچنا کیونکہ چھڑی نہ گانے بجانے کا آلہ ہے نہ اس کے ساتھ گایا جاتا ہے نہ اس کو تنہا سنا جاتا ہے برخلاف گانے بجانے کے آلات کے، امام شافعی کا بھی اس بحث میں یہی نظریہ ہے۔

فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی فرماتے ہیں:

آلات الملاھی کالمزمار والطنبور وغیرھما ان کانت بحیث لاتعد بعد الرض والحل مالا یصح بیعها لانه لیس فیها منفعة شرعا۔[۵۲]

بانسری اور ستار کی طرح گانے بجانے کے آلات کی خرید و فروخت توڑے جانے کے بعد بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ان آلات میں شرعاً کوئی منفعت نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ولا یلزم من اباحة الضرب بالدف فی العرس ونحوہ اباحة غیرہ من الآلات کالعود ونحوہ۔[۵۳]

شادی وغیرہ کے موقع پر دف بجانے کے جواز سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان مواقع پر سارنگی وغیرہ دیگر گانے بجانے کے آلات کا استعمال جائز ہو۔

فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ شمس الدین سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا شهادة صاحب الغنا الذی یجتمع الناس علیهم ویجمعهم۔[۵۴]

اس گانے والے کی شہادت قبول نہیں ہے جس کے پاس لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو جمع کرتا ہے

۵۱۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المغنی ج ۱۰ ص ۱۷۴۔۱۷۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۲ھ۔

۵۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموعہ ج ۹ ص ۲۵۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۵۳۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۲ ص ۴۴۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور طبع ممتاز ۱۴۰۱ھ

۵۴۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۶ ص ۱۳۲، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

انما المکروہ طبول اللھو، بمنزلۃ الدفوف لا بأس بضربھا فی اعلان النکاح وان کرہ ذلک للھو۔[1]

دف اور طبل کا بجانا مکروہ ہے، نکاح کے اعلان کے لیے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور لہو کے لیے دف بجانا مکروہ ہے۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

اما الذی یضرب شیئا من الملاھی فانہ ینظر ان لم یکن مستشنعا فالقصب والدف ونحوہ لا باس بہ ولا تسقط عدالتہ وان کان مستشنعا کالعود ونحوہ سقطت عدالتہ لانہ لایحل بوجہ من الوجوہ۔[2]

جو شخص گانے بجانے کے آلات میں مشغول رہتا ہے اگر وہ آلات مذموم نہیں ہیں جیسے شاخ اور دف تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس شخص کی عدالت ساقط نہیں ہوگی اور اگر وہ آلات مذموم ہوں جیسے سارنگی وغیرہ تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی کیونکہ یہ آلات کسی اعتبار سے حلال نہیں ہیں۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

نعم اذا قیل ذلک علی الملاھی امتنع وان کان مواعظ وحکما للآلات نفسھا لا لذلک التغنی۔[3]

ہاں جب گانے بجانے کے آلات کے ساتھ نظم گائی جائے تو منع ہے خواہ نظم میں وعظ اور حکمت کی باتیں ہوں اور یہ ممانعت ان آلات کی وجہ سے ہے اس نظم کی وجہ سے نہیں ہے۔

عالم گیری میں ہے:

قال رحمہ اللہ تعالی السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ وھو والغناء والمزامیر سواء۔[5]

شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا: گانا سننا اور ہمارے زمانہ کے بناوٹی صوفیوں کا ناچنا حرام ہے اس کا قصد کرنا اور وہاں بیٹھنا جائز نہیں گانوں اور باجوں دونوں کا ایک حکم ہے۔

علامہ اوزجندی فرماتے ہیں:

اما استماع صوت الملاھی کالضرب بالقضیب وغیر ذلک حرام و معصیۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام استماع الملاھی معصیۃ والجلوس علیھا فسوق والتلذذ بھا من الکفر انما قال ذلک علی وجہ التشدید وان سمع بغتۃ فلا

شاخ کی طرح گانے بجانے کے آلات کو سننا حرام اور گناہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا گانے بجانے کے آلات کو سننا گناہ ہے۔ وہاں بیٹھنا فسق ہے۔ اور اس میں لذت لینا آثار کفر سے ہے، حضور نے یہ قول بطور تشدید فرمایا ہے۔ اگر کسی شخص نے اچانک یہ آواز سن لی

۱۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، شرح سیر کبیر ج ۴ ص ۱۴۵۸، مطبوعہ المکتب للثورۃ الاسلامیہ افغانستان ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ، بدائع الصنائع ج ۶ ص ۲۶۹ مطبوعہ سعید اینڈ کمپنی کراچی، ۱۴۰۰ھ۔

۳۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ص ۴۸۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

۵۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالم گیری ج ۵ ص ۳۵۲ مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

اثم علیه و یجب علیه ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ادخل اصبعیه فی اذنه [1]

تو گناہ نہیں ہے اس پر واجب ہے کہ پوری کوشش کرے کہ اس کے کان میں آواز نہ آئے، کیونکہ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لی تھیں۔

ملا علی قاری نے بھی قاضی خان کی مذکورہ عبارت سے استدلال کیا ہے۔ [2]

علامہ شامی فرماتے ہیں:

الرقص، والسخریة والتصفیق و ضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها کلها مکروهة لانها زی الکفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذلك حرام وان سمع بغتة یکون معذورا و یجب ان یجتهد ان لا یسمع قهستانی [3]

ناچنا، مذاق اڑانا، تالی بجانا، ستار کے تار بجانا، بربط سارنگی، رباب، قانون، بانسری، جھانجھن، بگل بجانا مکروہ تحریمی ہیں کیونکہ یہ کفار کا شعار ہیں اور دف، بانسری اور دیگر سازوں کا سننا حرام ہے اگر اچانک سن لیا تو معذور ہے اور اس پر واجب ہے کہ نہ سننے کی پوری کوشش کرے (قہستانی)۔

علامہ عینی فرماتے ہیں:

ولا اعتبار لما ابدعته الجهلة من الصوفیة فی ذلك فانك اذا تحققت اقوالهم فی ذلك ورایت افعالهم وقفت علی آثار الزندقة منهم الی قوله ولا یلزم من اباحة الضرب بالدف فی العرس ونحوه اباحة غیره من الآلات کالعود۔ [4]

جاہل صوفیوں نے جو موسیقی میں بدعات اختیار کی ہوئی ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ جب تم موسیقی میں ان کے اقوال پر غور کرو گے اور ان کے افعال کو دیکھو گے تو ان میں زندیقی (بے دینی) کے آثار پاؤ گے اور شادی اور اس جیسے دوسرے مواقع پر دف کی اجازت سے سارنگی اور دوسرے آلات موسیقی کی اجازت لازم نہیں آتی۔

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

ونقل البزازی فی المناقب الاجماع علی حرمة الغناء اذا کان علی آلة کالعود واما اذا کان بغیرها فقد علمت الاختلاف ولم یصرح الشارحون بالمذهب وفی النهایة والعنایة التغنی

فقیہ بزازی نے مناقب میں ذکر کیا ہے کہ جب سارنگی ایسے آلات کے ساتھ گانا گایا جائے تو اس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور جب بغیر آلات موسیقی کے گانا ہو تو اس میں اختلاف ہے اور شارحین نے مذہب کو بیان نہیں

---

[1] علامہ فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۲۹۵ ھ، فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج ۳ ص ۴۰۶ مطبوعہ مطبعہ بولاق مصر ۱۳۱۰ ھ۔

[2] ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقات ج ۳ ص ۲۹۰ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ ھ۔

[3] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۵، ص ۳۴۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ ھ۔

[4] علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۶ ص ۲۷۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ ھ۔

للهو معصية فی جميع الاديان قال فی الزيادات اذا اوصی بما هو معصية عندنا وعند اهل الكتاب وذكر منها الوصية للمغنين والمغنيات خصوصا اذا كان من المراة اه فقد ثبت نص المذهب علی حرمته فانقطع الاختلاف [1]

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

وفی الخانية وان لعب بشیء من الملاهی ولم يشغله ذلك عن الفرائض لا تبطل عدالته والملاعبة بالاهل والفرس لا تبطل العدالة مالم يمنعه ذلك عن الفرائض فان كان اللعب بالملاهی لا يشغله عنها الا انه شنيع بين الناس كالمزامير والطنابير فكذلك وان لم يكن شنيعا نحو الحداء وضرب القضيب لا الا اذا فحش بان كانوا يرقصون عنه ذلك الی قوله وفی المعراج الملاهی نوعان محرم وهو الآلات المطربة من غير الغناء كالمزمار سواء كان من عود او قصب كالشبابة او غيره كالعود والطنبور لما روی ابو امامة انه عليه الصلوٰة والسلام قال ان الله بعثنی رحمة للعلمين وامرنی بمحق المعازف والمزامير ولانه مطرب مصد عن ذكر الله تعالی والنوع الثانی مباح وهو الدف فی النكاح وفی معناه ما كان من حادث سرور ويكره فی غيره لما روی عن

کیا۔ نہایہ اور عنایہ میں ہے کہ تمام ادیان میں بطور لہو کے گانا حرام ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے زیادات میں فرمایا: "جب کوئی شخص اس چیز کی وصیت کرے جو ہمارے اور اہل کتاب کے نزدیک گناہ ہو اور اس سلسلے میں امام محمد رحمہ اللہ نے گانے والوں اور گانے والیوں کے لیے وصیت کا ذکر کیا خصوصاً جب گانے والیوں کے لیے وصیت ہو" اور یہ امام محمد کی صریح عبارت ہے کہ مذہب احناف میں گانا حرام ہے اور اس عبارت کی موجودگی میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

خانیہ میں ہے اگر کوئی شخص کھیل کود میں مشغول ہو اور وہ اس کو فرائض سے غافل نہ کرے تو اس کی عدالت (نیکی) باطل نہیں ہوتی اور بیوی اور گھوڑے کے ساتھ کھیلنے سے عدالت باطل نہیں ہوتی جب تک کہ یہ کھیل فرائض کی ادائیگی سے مانع نہ ہو آلات کے ساتھ کھیلنا اگر فرائض کی ادائیگی سے غافل نہ کرے تو وہ جائز ہیں بشرطیکہ وہ آلات لوگوں کے نزدیک معیوب نہ ہوں۔ جیسے بانسری اور سارنگی وغیرہ (آلات موسیقی) اور اگر وہ کھیل معیوب نہ ہو جیسے چھڑی مارنا یا حدی خوانی تو وہ جائز ہیں بشرطیکہ ان کی زیادتی کی وجہ سے لوگ رقص نہ کرنے لگیں۔ معراج میں ہے کہ آلات موسیقی دو قسم کے ہیں ایک وہ ہیں جو حرام ہیں جیسے بانسری اور طنبور وغیرہ کیونکہ حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے بانسریوں اور دیگر آلات موسیقی کے مٹانے کا حکم دیا ہے اور یہ اس لیے بھی مطلوب ہے کہ یہ آلات ذکر الٰہی سے غافل کرتے ہیں اور دوسری قسم کا آلہ جو نکاح اور دیگر شرعی خوشی کے موقع پر مباح ہے وہ دف ہے اور ان کے علاوہ دیگر مواقع پر دف بجانا مکروہ ہے۔ کیوں کہ ...! حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دف کی آواز سنتے تو کسی کو دیکھنے

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ البحر الرائق ج ۷ ص ۸۹ - ۸۸ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔

عمر رضی اللہ عنہ انہ لما سمع صوت الدف بعث فنظر فان کان فی ولیمۃ سکت وان کان فی غیرہ عمدہ بالدرۃ وھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبہ بالنساء اھ[1]

کے لیے بھیجتے پھر دیکھتے اگر وہ ولیمہ کا موقع ہوتا تو خاموش رہتے اور اگر کوئی اور موقع ہوتا تو درّہ سے سزا دینے کا قصد کرتے اور مردوں کے لیے ہر حال میں دف بجانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔

ہمارا موقف

آلات موسیقی کا ہم نے جو شرعی حکم بیان کیا ہے کہ ان آلات کو بجانا اور ان کو قصداً سننا مکروہ تحریمی اور حرام ظنی ہے اس سے ہمارا مقصد کسی گروہ کو مطعون کرنا نہیں ہے بلکہ صرف امر واقعی کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں احادیث، آثار اور مذاہب اربعہ کے مستند علماء اور فقہاء کے اقوال صرف اس جذبہ کے پیش نظر ذکر کیے ہیں کہ جو شخص اس مسئلہ میں حقیقت سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کے لیے ٹھوس مواد فراہم ہو اور جو شخص مسئلہ سے ناواقفیت یا صحیح دلائل کے علم نہ ہونے کی وجہ سے موسیقی کی خرافات میں مبتلا ہو وہ اس سے باز آکر راہ راست پر آجائے اگر ان صفحات کو پڑھ کر کوئی ایک شخص بھی موسیقی میں اشتغال سے تائب ہو گیا تو ہماری محنت وصول ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان صفحات کو مؤثر اور مفید بنا دے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حرام قطعی کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا اور حرام ظنی میں بسا اوقات ائمہ مجتہدین کا اختلاف بھی ہوتا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ فقہاء کا اجماع ایسا نہیں ہوتا جس پر دنیا کے تمام علماء متفق ہوں اور فقہاء جس چیز کو اجماعی کہیں اس سے مراد اکثر و بیشتر علماء کا اتفاق ہوتا ہے، اس اصول کی وضاحت کے بعد یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ آلات موسیقی کی حرمت میں ائمہ اربعہ کے درمیان۔ کوئی اختلاف نہیں ہے ہم نے اس سلسلے میں مذاہب اربعہ کے معتبر اور مستند علماء اور فقہاء کے اقوال مع دلائل ذکر کر دیے ہیں اور متعدد فقہاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ آلات موسیقی کی حرمت پر فقہاء کا اجماع ہے۔

ایک اور بات جس کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ گانا (غناء) اور آلات موسیقی دو الگ الگ چیزیں ہیں گانا مطلقاً حرام نہیں ہے اگر گیت کا مضمون جائز ہو تو گانا جائز ہے اور اگر گیت کا مضمون ناجائز ہو تو گانا ناجائز ہے اور آلات موسیقی میں دف کے علاوہ باقی آلات کو سننا اور بجانا مطلقاً حرام (ظنی، یا مکروہ تحریمی) ہے اور دف میں تفصیل ہے عید، نکاح، ولیمہ، جہاد اور ختنہ کی تقریب میں قلیل مقدار کے ساتھ دف بجانا جائز ہے اور اس کے علاوہ ناجائز ہے اور ان تمام امور پر ہم صفحات سابقہ میں احادیث، آثار اور اقوال فقہاء سے باحوالہ دلائل نقل کر چکے ہیں۔

مجوزین موسیقی کے دلائل کا ضعف

جو حضرات علی الاطلاق آلات موسیقی کے جواز بلکہ استحباب اور وجوب کے قائل ہیں ہم نے ان میں سے اکثر حضرات کی کتابیں پڑھیں یہ کہنا تو غلط ہے کہ آلات موسیقی کی حرمت کے دلائل ان کی دسترس اور مطالعہ سے باہر تھے کیونکہ ان حضرات کا علمی مقام اس سے بلند ہے اور ظاہر ہے جب کوئی شخص کسی مسئلہ پر قلم اٹھاتا ہے تو متعلقہ تمام پہلوؤں پر غور کرتا ہے اس لیے ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان حضرات نے دیدہ دانستہ راہ راست سے انحراف کیا اور عمداً خلط مبحث اور مغالطہ آفرینی کی کوشش

---

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲، ص ۸۸ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔

کی۔ متاخرین کی تصانیف میں سے ہمارے خیال میں شاہ محمد جعفر پھلواروی نے اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے۔ ہم ان کے پیش کردہ سوالات کا ایک سرسری جائزہ لے رہے ہیں جس سے مجوزین کے نقطہ نظر کا ضعف ظاہر ہو جائیگا۔

ہم نے بالخصوص گانے (غنا) کی حرمت پر دلائل نہیں دیے کیونکہ اس اصول سے کوئی منصف مزاج اختلاف نہیں کر سکتا کہ گانے میں جن اشعار کا مضمون فحش اور ناجائز ہو وہ ناجائز ہیں اور جن کا مضمون جائز ہو وہ جائز ہیں البتہ آلات موسیقی کی حرمت کو ہم نے پچیس سے زائد احادیث سے واضح کیا ہے جن میں بیشتر احادیث صحاح ستہ سے لی گئی ہیں۔

شاہ محمد جعفر پھلواروی نے گانے کی حرمت سے متعلق تین احادیث پیش کر کے ان کی سند پر جرح کی ہے ہم اس کے جواب میں اس لیے کچھ کہنا نہیں چاہتے کہ خود پھلواروی صاحب نے لکھا ہے۔

”حقیقت یہ ہے کہ غناء کے اندر دونوں قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں وہ نفاق بھی پیدا کر سکتا ہے اور اتفاق بھی۔ شقاوت بھی پیدا کر سکتا ہے اور حلاوت بھی، یہ سب کچھ سننے والے اور سنانے والے کی استعداد پر احوال و ظروف پر اور مضامین غنا پر موقوف ہے“ [1]

اس اعتراف کے بعد گانے کا مضمون اگر ناجائز ہو تو وہ ناجائز ہے ہم اس موضوع پر مزید لکھنا عبث خیال کرتے ہیں۔

مجوزین موسیقی کا موقف

گانے بجانے (یعنی آلاتِ موسیقی کے ساتھ گانے) کے بارے میں پھلواروی صاحب لکھتے ہیں:

”پہلی چیز تو یہ ہے کہ محدثین اور ان کے متبع فقہاء جب بھی مسئلہ غناء کا ذکر کرتے ہیں تو ایک طرف تو وہ واشگاف الفاظ میں یہ اعتراف کرتے ہیں کہ حرمت غناء پر کوئی نص موجود نہیں ہے۔ روایات جتنی بھی ہیں وہ سب کی سب موضوع یا غایت درجہ کی ضعیف ہیں اس کے ساتھ وہ کچھ معذرت خواہانہ انداز اختیار کر کے یہ تشریح شروع کر دیتے ہیں جو روایات غنا کے متعلق ہیں وہ اسی غناء کے متعلق ہیں جو لہو و لعب اور فسق و فجور سے وابستہ ہو لہٰذا جو غنا فواحش سے مقترن ہو وہ ناجائز ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب حرمت غنا کی تمام روایات ہی موضوع ہیں تو ان سے اس قسم کے معذرت خواہانہ استدلالات کب درست ہیں؟ بات سیدھی کرنی چاہیے کہ گانا بجانا مطلقاً جائز ہے اور اس کی اباحت میں کوئی شک نہیں کیونکہ انبیاء، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، صلحاء سب سے اس کی اباحت ثابت ہے۔ رہا کسی خارجی وجہ سے اس کا ناجائز ہونا تو وہ کس چیز میں ناجائز نہیں [2]۔ ہمارے نزدیک موسیقی غناء، قوالی، سماع یا گانے بجانے کے متعلق سوال کا صرف ایک سیدھا سادا جواب ہے کہ فی حد ذاتہ اس کی مطلق حلت و جواز و اباحت پر عہد نبوی سے لے کر آج تک اجماع امت رہا ہے۔ البتہ خارجی عوامل کی وجہ سے وہ جس طرح خلاف اولیٰ، مکروہ تنزیہی، مکروہ تحریمی اور حرام مطلق ہو سکتا ہے اسی طرح مباح، مستحب، سنت مؤکدہ، واجب اور فرض بھی ہو سکتا ہے [3]۔

پھلواروی صاحب نے جو لکھا ہے کہ ”محدثین اور فقہاء نے اعتراف کیا ہے کہ حرمت غناء پر کوئی نص موجود نہیں ہے“۔ یہ محض کذب خالص اور دروغ بے فروغ ہے۔ کسی محدث نے اس طرح نہیں لکھا، البتہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے

[1] شاہ محمد جعفر پھلواروی، اسلام اور موسیقی ص ۱۷۵، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع دوم ۱۹۶۸ء
[2] 〃 〃 ، اسلام اور موسیقی ص ۳۰۶، 〃 〃
[3] 〃 〃 ، اسلام اور موسیقی ص ۳۱۵، 〃 〃

یہ لکھا ہے کہ نص قطعی بر حرمت آں علی الاطلاق چنانچہ بر حرمت زنا و شرب خمر آمدہ، ثابت نشدہ است [1] "حرمت غنا پر ایسی نص قطعی نہیں ہے جیسے شراب اور زنا کی حرمت پر ہے۔ اور یہ صحیح ہے ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آلات موسیقی سے اشتغال مکروہ تحریمی اور حرام ظنی ہے شراب اور زنا کی طرح حرام قطعی نہیں ہے۔ اور پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ "حرمت غنا (گانے بجانے) پر تمام روایات موضوع اور غایت درجہ کی ضعیف ہیں" بالکل غلط اور صراحتہً باطل ہے، ہم نے آلات موسیقی کی حرمت پر صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہا سے احادیث پیش کی ہیں اور ان روایات کے بارے میں وضع اور غایت ضعف کا قول کوئی صاحب علم نہیں کر سکتا۔

پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ "آلات موسیقی فسق و فجور کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں" یہ بھی غلط ہے۔ آلات موسیقی میں اشتغال فی نفسہ حرام ہے جیسا کہ صفحات سابقہ میں ذکر کردہ احادیث، آثار اور ائمہ مذاہب کی عبارات سے ظاہر ہو چکا ہے اور پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ "گانا بجانا مطلقاً جائز ہے اور انبیاء، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اور صلحاء سے اس کا سننا ثابت ہے" شریعت میں بے جا مداخلت اور انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین پر خالص افتراء ہے۔ صفحات سابقہ میں قارئین کرام ان نفوس قدسیہ کی صریح عبارات ملاحظہ فرما چکے ہیں جس میں انھوں نے اس کی حرمت کی وضاحت کی ہے البتہ عید اور نکاح کے موقع پر دف کے ساتھ جائز اشعار سننا ایک الگ بات ہے کیونکہ اس کی شارع علیہ السلام نے خصوصاً اجازت دی ہے اور عمومی طور پر دف سمیت دیگر آلات موسیقی کے ساتھ اشتغال کو حرام قرار دیا ہے۔

مجوزین کے اہم دلائل کا ایک جائزہ

صحیح بخاری (ج ۲، ص ۸۳۷) کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا، شراب، ریشم اور معازف (آلات موسیقی) کے ساتھ حلال چیز کا معاملہ کرنے والوں کو بندر اور خنزیر کے ساتھ مسخ کر دیے جانے کی سخت وعید سنائی ہے جس کو ہم شروع میں تفصیل سے نقل کر چکے ہیں۔ پھلواروی صاحب نے اس حدیث کا سخت مذاق اڑایا ہے اور اس مذاق کی تائید میں صحیح بخاری کی کئی احادیث پر بھی پھبتیاں کسی ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں:

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ بخاری اور دوسری کتب احادیث کی ان روایات صحیحہ کو نہ مانا جائے جن سے حضور کا اور صحابہ کا گانا اور دف سننا ثابت ہے اور اس روایت کو مان لیا جائے جس میں زنا اور غنا کو ایک صف میں رکھ دیا گیا ہے [2]

انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

حقیقت یہ ہے کہ محض کسی کتاب یا روایات حدیث میں کسی بات کا درج ہونا اس کی سو فی صد صحت کی ضمانت نہیں ہے [3]۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک منصف مزاج اور دین دار عالم دین کے لیے تو صحیح بخاری یا کسی اور کتاب میں کسی حدیث

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۰۰، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ، طبع نہم۔

[2] شاہ محمد جعفر پھلواروی، اسلام اور موسیقی ص ۱۸۱، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع دوم، ۱۹۶۸ء

[3] " " ، " ص ۱۸۰، "

کا سند صحیح کے ساتھ مندرج ہونا اس پر اعتماد کی ضمانت ہے، آلات موسیقی سے اشتغال جس کو پھلواروی صاحب نے غناد کے ساتھ تعبیر کیا ہے مکروہ تحریمی اور حرام ظنی ہے اور زنا حرام قطعی ہے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر ایک وعید سنادی ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں جس کی بناء پر اس حدیث کی صحت کا انکار کر دیا جائے، قرآن کریم میں ایسی بکثرت مثالیں ہیں: انہ کان لایومن باللہ العظیم ٥ ولا یحض علی طعام المسکین۔ (الحاقہ: ۳۴، ۳۳) "لاریب یہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور مسکین کے کھلانے پر کسی کو نہیں ابھارتا تھا۔" فویل للمصلین ٥ الذین ھم عن صلوتھم ساھون ٥ الذین ھم یراؤن ٥ و یمنعون الماعون ٥ الماعون: ۴، ۵، ۶، ۷ "ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں، اور جو معمولی چیز دینے سے انکار کرتے ہیں۔" اس آیت میں تین گناہ ذکر کیے ہیں اور ان میں سے ہر ایک مستقل گناہ ہے اور تینوں کا درجہ ایک جیسا نہیں ہے، سب سے بڑا گناہ ریاکاری ہے اس سے کم گناہ نماز سے غفلت ہے اور اس سے کم گناہ کسی کو معمولی چیز عاریۃً دینے سے انکار کرنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان تینوں پر ایک وعید لفظ ویل سے سنائی ہے، پس اگر صحیح بخاری کی اس روایت میں زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسخ کر دیے جانے کی ایک وعید سنائی ہو تو اس میں اس حدیث کی صحت کا انکار کرنے کی کیا وجہ ہے! ہر چند کہ زنا اور شراب کی حرمت قطعی ہے اور ریشم اور آلاتِ موسیقی کی حرمت ظنی ہے۔

باقی رہا پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ "بخاری اور دوسری کتابوں کی ان احادیث کو کیوں نہ صحیح مانا جائے جس میں حضور اور صحابہ کا گانا اور دف سننا مذکور ہے؟" اس کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے کہ عید اور نکاح کے موقع پر دف سے اشتغال کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے جیسا کہ سنن نسائی، طبرانی اور مصنف عبدالرزاق کی روایات سے ہم باحوالہ بیان کر چکے ہیں اور عام احوال میں دف کی ممانعت فرمائی ہے اور باقی آلات موسیقی کی آپ نے کسی حال میں اجازت نہیں دی جس کی تفصیل ان احادیث، آثار اور مذاہب اربعہ کے علماء کی عبارات سے ظاہر ہو جاتی ہے جن کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مجوزین موسیقی کی دلیل

آلات موسیقی کو جائز رکھنے والے تمام علماء ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں، اور اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ عورتوں سے گانا بجانا سننا جائز ہے اور علی الاطلاق آلاتِ موسیقی بجانا، سننا، اور سر دول اور عورتوں سے بلا حجاب گانا سننے کو جائز قرار دیتے ہیں ہم اتمام حق کی خاطر اس حدیث کو اس کے تمام طرق اور اسانید کے ساتھ ذکر کر کے اس پر مفصل بحث کرنا چاہتے ہیں۔

امام ترمذی اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ (جہاد) سے واپس آئے تو ایک حبشی لڑکی آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے ایک نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو جہاد سے سلامتی کے ساتھ واپس لے آئے تو میں دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے نذر مان لی ہے تو دف بجاؤ ورنہ نہیں! وہ لڑکی دف بجانے لگی، حضرت ابو بکر آگئے اور وہ دف بجاتی رہی پھر حضرت علی آئے اور وہ دف بجاتی

رہی پھر حضرت عثمان آئے اور وہ دف بجاتی رہی پھر حضرت عمر آئے اور اس نے دف کو اٹھا کر اپنی سرین کے نیچے رکھ لیا پھر اس پر بیٹھ گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے! میں بیٹھا رہا اور یہ لڑکی دف بجاتی رہی ابو بکر آئے اور یہ لڑکی دف بجاتی رہی پھر علی آئے اور یہ دف بجاتی رہی پھر عثمان آئے اور یہ دف بجاتی رہی پھر اے عمر! تم آئے تو اس لڑکی نے دف کو پھینک دیا۔ [1]

امام ترمذی نے یہ حدیث حسین بن حریث از علی بن حسین بن واقد از عبد اللہ بن بریدہ بیان کی ہے اور اس حدیث کی سند میں علی بن حسین بن واقد راوی ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ابو حاتم نے کہا علی بن حسین بن واقد ضعیف ہے، عقیلی کہتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ اس کے مرجئی ہونے کی وجہ سے اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے اس لیے ہم نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا، اور ابن حبان بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری صبح و شام اس سے ملاقات کرتے تھے اور اس کی روایت نہیں لکھتے تھے۔ [2]

امام ابو داؤد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے:

حدثنا مسدد قال نا الحارث بن عبید ابو قدامة عن عبید الله ابن الاخنس عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان امرأة اتت النبی صلی الله علیه وسلم فقالت یا رسول الله انی نذرت ان اضرب علی راسك بالدف قال اوفی بنذرك۔ [3]

از مسدد از حارث بن عبید ابو قدامہ از عبید اللہ بن اخنس از عمرو بن شعیب از ابیہ از جدہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے۔ حارث بن عبید ابو قدامہ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:
امام احمد بن حنبل نے کہا یہ مضطرب الحدیث ہے، ابن معین نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابو حاتم نے کہا یہ قوی نہیں ہے اس کی حدیث لکھی جاتی ہے اور اس سے استدلال نہیں کیا جاتا، امام نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔ امام ابن حبان نے کہا اس کو بہت زیادہ وہم لاحق ہوتے تھے حتیٰ کہ یہ ان راویوں سے خارج ہو گیا جن کی تنہا روایت سے استدلال کیا جاتا ہے۔ [4]

اس کے بعد دوسرا راوی ہے عبید اللہ بن اخنس اس کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:
امام ابن حبان نے اس کا ثقات میں ذکر کر کے لکھا ہے کہ یہ بہت زیادہ خطاء کرتا تھا۔ [5]

---

[1] امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
[2] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۳۰۸، مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۶ ھ۔
[3] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۱۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ۔
[4] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۶ ھ۔
[5] 〃　〃　ج ۷، ص ۲،　〃　〃

تیسرا راوی ہے عمرو بن شعیب اس کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں اس کی روایت ہمارے نزدیک واہی (ضعیف) ہے، امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس کی روایات منکر ہیں اس کی احادیث لکھنے میں معتبر ہیں لیکن ان سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابو زرعہ کہتے ہیں کہ اس کی عام روایات منکر ہیں، آجری کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو داؤد سے پوچھا کیا آپ کے نزدیک عمرو ابن شعیب حجت ہیں تو امام ابو داؤد نے کہا کہ وہ پوری حجت تو کیا ہوتا آدھی حجت بھی نہیں ہے [1]

اس حدیث کو امام بیہقی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے [2]

پہلی سند میں ایک راوی ہے حسین بن واقد اس کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

امام ابن حبان نے کہا یہ روایات میں خطاء کرتا تھا، عقیلی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل اس کی احادیث کا انکار کرتے تھے۔ اثرم کہتے ہیں کہ امام احمد نے اس کی احادیث سے ہاتھ جھاڑ لیے تھے۔ ساجی کہتے ہیں کہ یہ سچا مگر وہمی تھا۔ [3]

دوسری سند وہی ہے جس کے ساتھ امام ابو داؤد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور اس سند میں حارث بن عبید اللہ ابو قدامہ، عبید اللہ بن اخنس اور عمرو بن شعیب ہیں جن کا ضعف ہم ابھی تہذیب التہذیب کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔

اس حدیث کی ایک سند پر علامہ طاہر پٹنی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الخطیب فیہ من ھو ساقط الروایۃ واھی الحدیث باطل [4]	خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ اس سند کا ایک راوی ساقط الروایہ ہے جو ضعیف چیزیں نقل کرتا ہے اور یہ روایت باطل ہے۔

ہم نے اس حدیث کے پانچوں طرق اور اسانید ذکر کر دیے ہیں اور ان اسانید کا حال قارئین کے سامنے ظاہر کر دیا ہے اس حدیث کی ہر سند میں واہی، ضعیف، بد عقیدہ اور ساقط الاعتبار راوی ہیں۔

یہ حدیث "روایۃً" کے علاوہ "درایۃً" بھی مردود ہے کیونکہ ابو داؤد اور بیہقی کی سند میں دف بجانے والی کو عورت سے تعبیر کیا ہے اور ترمذی کی روایت میں اس کو لڑکی سے تعبیر کیا ہے اور اس میں مذکور ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حبشی لڑکی کو نذر پورا کرنے کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی بالغہ تھی کیونکہ احکام کی مکلف بالغ لڑکی ہی ہوتی ہے اور ایک بالغہ لڑکی یا عورت سے بلا حجاب گانا سننا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ہے اور اگر بالفرض اس کو آپ کی خصوصیت پر محمول بھی کیا جائے تو حضرت ابو بکر، حضرت علی اور حضرت عثمان کا اس بالغ لڑکی یا عورت کو دیکھنا اور اس کا گانا سننا کس طرح جائز ہوگا کیونکہ اجنبی عورت کو دیکھنا اور اس کی آواز سننا دونوں

---

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۵۰، مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۶ھ۔

[2] حافظ ابو بکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۷۷، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

[3] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۷۴، مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۶ھ۔

[4] شیخ محمد طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۹۷۔

حرام ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ صحابہ حرام کام کر رہے ہوں اور آپ نے انھیں منع نہ فرمایا ہو۔ ثانیًا اس حدیث میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ لڑکی دف کو الٹ کر اپنی سرین کے نیچے رکھ کر بیٹھ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر شیطان تم سے ڈرتا ہے کیونکہ میں بیٹھا رہا اور یہ لڑکی دف بجاتی رہی، ابوبکر آئے اور یہ دف بجاتی رہی پھر علی آئے اور یہ دف بجاتی رہی پھر عثمان آئے اور یہ دف بجاتی رہی اور اے عمر جب تم آئے تو اس نے دف کو پھینک دیا۔!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ دف بجانا ایک شیطانی کام ہے اور جب یہ شیطانی کام ہے تو چاہیے تھا کہ آپ فرماتے اس نذر کا پورا کرنا صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ اسے نذر پوری کرنے کا حکم دیتے، پھر جب یہ شیطانی کام تھا تو آپ کا اور حضرت ابوبکر، حضرت علی اور حضرت عثمان کا سننا کس طرح صحیح تھا، پھر یہ ایک عجیب اور غلط بات ہے کہ شیطان حضرت عمر سے ڈرتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر سے نہیں ڈرتا تھا اور یہ دلیل اس سے بھی عجیب تر اور اغلط ہے کہ حضرت عمر برائی کے کاموں پر زیادہ سخت تھے اور حضور اور حضرت ابوبکر نرم مزاج تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد امت میں حضرت ابوبکر سے زیادہ برائی کے کاموں پر کوئی سخت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو کسی دلیل کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حضرت ابوبکر کی برائی اور کفار کے خلاف شدت پر یہ اہم دلیل ہے کہ مانعین زکوٰۃ کے خلاف تلوار اٹھانے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اولاً تیار نہ تھے اور حضرت ابوبکر سے بحث کرتے تھے اور بالآخر حضرت ابوبکر کی بات حضرت عمر کی سمجھ میں آگئی اور انھوں نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کرنے میں حضرت ابوبکر کی رائے سے موافقت کر لی۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے۔

غرضیکہ یہ حدیث اصول اسلام سے متصادم ہے روایتہً اور درایتہً ضعیف اور واجب الرد ہے اس سے آلات موسیقی کے جواز پر استدلال کرنا اور ان احادیث صحیحہ کے خلاف بطور معارضہ پیش کرنا جن میں دف اور باقی آلات موسیقی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق حرام کر دیا ہے بداہتہً باطل ہے۔

ہم نے آلات موسیقی کی حرمت واضح کرنے کے لیے بعض احادیث صحاح ستہ سے پیش کی ہیں اس کے علاوہ سنن کبریٰ للبیہقی، مسند احمد بن حنبل، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، کنز العمال اور مجمع الزوائد سے بھی احادیث پیش کی ہیں، جن میں سے زیادہ تر احادیث سند حسن سے مروی ہیں۔ بعض احادیث کی انفرادی سند ضعیف ہے لیکن چونکہ وہ احادیث دیگر طرق اور اسانید سے بھی مروی ہیں اس لیے وہ سند بھی اصطلاحاً سند حسن ہے خواہ سند لغیرہ ہو اور ان میں کوئی حدیث خدانخواستہ موضوع نہیں ہے۔

پھلواروی صاحب کا ایک اور اہم شبہ یہ ہے کہ:

علاوہ ازیں وہ فقہاء بھی جو صاحب ہدایہ، صاحب بدائع صنائع، قاضی خاں وغیرہم کی طرح متشدد نہیں مثلاً عینی، ابن ہمام، صاحب عنایہ، صاحب نہایہ، طحطاوی، شامی، سرخسی وغیرہم اسی غناء کو ناجائز بتاتے ہیں جو لہو سے وابستہ ہو۔[1]

---

[1] شاہ محمد جعفر پھلواروی، اسلام اور موسیقی ص ۱۸۴، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور طبع دوم ۱۹۶۸ء۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہ پھلواروی صاحب کی خود فریبی یا مغالطہ آفرینی ہے کہ وہ ان مذکور الصدر فقہاء کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف سمجھتے ہیں ان تمام فقہاء نے متفقہ طور پر لکھا ہے کہ وہ گانا جائز ہے جس کا مضمون جائز ہو اور جس کا مضمون ناجائز ہو وہ گانا ناجائز ہے اور نکاح، ختنہ، ولیمہ اور عید کے موقع پر صرف دف بجانا جائز ہے اور ان مواقع کے علاوہ دف اور باقی تمام آلات موسیقی مطلقاً حرام ہیں اور اس مضمون کو ان تمام فقہاء نے بیان کیا ہے خواہ قاضی خان ہوں یا علامہ عینی بلکہ علامہ عینی نے تو موسیقی کی اس صورت کا بہت سخت الفاظ سے رد کیا ہے جس کے اثبات کے لیے پھلواروی صاحب درپے ہیں اور ان تمام مذکور الصدر فقہاء بلکہ مذاہب اربعہ کے اعاظم فقہاء کی عبارات ہم بحمدہ تعالیٰ پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

علامہ شامی کی عبارت سے موسیقی پر استدلال

آلات موسیقی کے مجوزین بعض علماء کہتے ہیں کہ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے لکھا ہے کہ اظہار فخر کے لیے نقارہ بجانا جائز نہیں البتہ عصر، عشا اور آدھی رات کے بعد تین صور پھونکے جانے کو یاد دلانے کے لیے تین بار نقارہ بجانا جائز ہے ۔ ؎۱ علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے اس عبارت میں یہ نکتہ آفرینی کی ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ آلات لہو و لعب بذاتہا حرام نہیں ہیں بلکہ جب آلات لہو و لعب (آلات موسیقی) کو بجانے والا یا سننے والا لہو کا قصد کرے تب حرام ہیں اور یہ فائدہ آلات کی لہو کی طرف اضافت سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا بزرگان دین جو سماع کرتے رہے ہیں اس پر معترض کو انکار نہیں کرنا چاہیے تاکہ ان کی برکات سے محروم نہ ہو ؎۲۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو بزرگ اس دنیا سے جا چکے ہیں ان پر اعتراض کرنا ویسے بھی درست نہیں ہے اور یہ بات صحیح ہے لیکن اس سے آلات موسیقی کا جواز اور حلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حلت اور حرمت کا مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت دینے یا منع کرنے پر ہے فوت شدہ بزرگوں کے افعال پر نہیں ہے جبکہ خود علامہ شامی نے اسی بحث میں لکھا ہے کہ :

وفی الملتقی وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القرآن والجنازۃ والزحف والتذکیر فما ظنک بہ عند الغناء الذی یسمونہ وجدا ومحبۃ فانہ مکروہ لا اصل لہ فی الدین قال الشارح زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ متصوفۃ زماننا لا یجوز القعد والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک الی قولہ والحاصل انہ لا رخصۃ فی السماع فی زماننا لان الجنید رحمہ اللہ

ملتقی میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑھتے، جنازہ، جہاد اور وعظ و نصیحت کے وقت آواز بلند کرنے کو ناپسند فرمایا ہے تو تمہارا کیا گمان ہے اس گانے (غنا) کے بارے میں جس کو یہ لوگ وجد اور محبت کہتے ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے اور اس کی دین میں کوئی اصل نہیں ہے، شارح کہتے ہیں کہ جوہرہ نیرہ میں ہے آج کل کے زمانے کے صوفیوں کی مجلس میں بیٹھنا اور اس کا قصد کرنا ناجائز ہے۔ ان سے پہلے لوگ ایسا نہیں کرتے تھے، حاصل بحث یہ ہے کہ اس زمانہ

؎۱۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۷ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔

؎۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۶ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔

تاب عن السماع فی زمانہ [1] ہیں سماع کی اجازت نہیں ہے کیونکہ جنید رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ میں سماع سے توبہ کر لی تھی۔

علامہ شامی رحمہ اللہ کی یہ عبارت بھی اسی بحث میں ہے علاوہ ازیں اس عبارت کے بعد اس جلد کے ص ۳۴۸ پر علامہ شامی نے آلات موسیقی کو مطلق حرام قرار دیا ہے۔ بہر حال علامہ شامی کی عبارت میں آلات موسیقی کو بجانے اور سننے کی اجازت نہیں ہے ہم نے یہ تفصیل اس لیے کر دی ہے کہ بعض علماء علامہ شامی کی عبارت کا صرف ایک ٹکڑا لے کر مغالطہ آفرینی کرتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا تحقیق سے بعید ہے۔

قرآن کریم سے موسیقی پر استدلال

آلات موسیقی کے بعض مجوزین کہتے ہیں کہ اگر آلات موسیقی فسق و فجور کا سبب ہوں تو یہ ناجائز ہیں اور اگر فسق و فجور کا سبب نہ ہوں تو جائز ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم (لقمان: ۶) بعض لوگ کھیل کی باتوں کو اس لیے خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کو نا سمجھی سے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے گمراہ کر دیں۔" لھو الحدیث (کھیل کی باتیں) کی مفسرین نے دس سے زیادہ تعبیرات بیان کی ہیں ایک تعبیر آلات موسیقی ہیں اس تقدیر پر اس کا سیدھا اور صاف جواب یہ ہے کہ آلاتِ موسیقی یا کوئی اور چیز اگر اللہ تعالیٰ کے راستہ سے گمراہ کرے پھر تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن اگر آلات موسیقی اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ نہ کریں اس صورت میں آیا وہ حرام ہیں یا نہیں، اس کا ذکر اس آیت میں نہیں ہے اور احکام میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آلات موسیقی کو مطلقاً حرام قرار دیدیا تو وہ آپ کے فرمان سے بمطابق احادیث شریفہ حرام ہیں جن کے حوالے ہم صفحات سابقہ میں دے چکے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا فسق و فجور ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف آلات موسیقی کو جائز کہا جائے اور ان کے بجانے اور سننے میں مشغول رہا جائے، خصوصاً جب کہ لہو الحدیث سے آلات موسیقی مراد ہونا غیر یقینی اور گیارھویں درجہ کا احتمال ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی کی عبارات سے مغالطہ آفرینی

بعض علماء شیخ دہلوی کی حسب ذیل عبارات سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ آلات موسیقی کی حرمت پر کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

وہ عبارت یہ ہے:

دوم طریق محدثین است والیشاں مے گویند کہ ثابت نشدہ است در تحریم آں حدیث صحیح ونص صریح بلکہ ہرچہ وارد شدہ است دریں باب از احادیث یا موضوع است یا مطعون، وہم چنیں آیات قرآنی اگرچہ تفسیر کردہ اند آنرا بعضے مفسرین بچیزے کہ دلالت کند بر حرمت غنا اما انرا تاویلات وتعامل دیگر ہم است [2]

دوسرا طریقہ محدثین کا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کی حرمت میں کوئی حدیث صحیح اور صریح عبارت نہیں ہے بلکہ اس باب میں جس قدر احادیث ہیں یا موضوع ہیں یا مطعون ہیں اسی طرح قرآن مجید کی آیات ہیں اگرچہ ان آیات کی بعض مفسرین نے گانے کی حرمت کے ساتھ تفسیر کی ہے لیکن ان آیات کی دوسری تفسیر بھی ہے

[1] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵، ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔
[2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، مدارج النبوت ج ۱ ص ۴۴۴-۴۴۳، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

یہ عبارت آلات موسیقی کی بارے میں نہیں گانے کے بارے میں ہے اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ گانا مطلق حرام نہیں ہے اگر گانے کا مضمون صحیح ہو تو گانا صحیح ہے ورنہ جیسا حکم اس مضمون کا ہوگا ویسا ہی حکم اس گانے کا ہوگا۔

اور آلات موسیقی کے بارے میں شیخ عبدالحق دہلوی خود حدیث صحیح کا ذکر کرتے ہیں:

در حدیث صحیح آمدہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ فرستادہ بشدہ ام من وامر کردہ شدہ ام من کہ محو کنم معازف را کہ نام آلات ومزامیر لاہی است (الی ان قال) وآں کہ بعض اہل ظواہر گفتہ اند کہ ہیچ حدیثے وارد نشدہ ایں سخن خالی از مکابرہ نیست۔ [1]

حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں آلات موسیقی کو مٹاؤں (اس کے بعد کہا) بعض اہل ظاہر نے کہا کہ اس بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے یہ بات عناد سے خالی نہیں ہے۔

شیخ دہلوی نے بعض صحابہ اور بعض تابعین سے بعض آلات موسیقی کا سننا بغیر کسی کتاب کے حوالے کے اور بغیر تحقیق سند کے نقل کیا ہے اور آخر میں یہ لکھ دیا ہے کہ:

ایں چند کلمہ از کتاب مذکور نقل کردہ شدہ والعہدۃ علیہ۔ [2]

یہ چند کلمات اس کتاب سے نقل کیے ہیں اور صحت کی ذمہ داری اسی پر ہے۔

اس لیے اس عبارت سے صحابہ اور تابعین کے مزامیر سننے کو ثابت کرنا خود فریبی سے زیادہ نہیں ہے۔ اور مذاہب ائمہ بیان کرتے ہوئے صاحب المتاع سے نقل کرتے ہیں:

معروف در مذاہب ائمہ اربعہ کراہت مزامیر است۔ [3]

ائمہ اربعہ کے مذاہب میں مشہور یہ ہے کہ مزامیر سننا مکروہ تحریمی ہے۔

اور خاص ستار کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

معروف در مذاہب اربعہ آنست کردن آں وشنیدن آں حرام است۔ [4]

مذاہب اربعہ میں معروف یہ ہے کہ ستار بجانا اور سننا حرام ہے۔

جواز موسیقی کے دلائل پر علامہ آلوسی کا تبصرہ

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

بعض المتصوفۃ الفوا رسائل فی حل الاوتار والمزامیر وغیرھا من آلات اللھو

بعض بناوٹی صوفیوں نے ستار، بانسریوں اور دیگر آلات موسیقی کے جواز میں رسائل تحریر کیے ہیں اور ان میں

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، مدارج النبوت ج ۱ ص ۴۵۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
[2] ״ ״ ״ ״ ج ۱ ص ۴۴۹، ״
[3] ״ ״ ״ ״ ج ۱ ص ۴۴۹، ״
[4] ״ ״ ״ ״ ج ۱ ص ۴۴۹، ״

اتوا فیھا بکذب عجیب علی اللہ تعالیٰ وعلی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم والتابعین والعلماء العاملین وقلدھم فی ذلک من لعب بہ الشیطان وھوی بہ الھوی الی ھوۃ الحرمات فھو عن الحق بمعزل وبینہ وبین حقیقۃ التصوف الف الف منزل، واذا تحقق لدیک قول بعض الکبار بحل شیء من ذلک فلا تغتر بہ لانہ مخالف لما علیہ ائمۃ المذاھب الاربعۃ وغیرھم من الاکابر المؤید بالادلۃ القویۃ لایأتیھا الباطل من بین یدیھا ولا من خلفھا وکل احد یوخذ من قولہ ویترک ماعدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن رزق عقلا مستقیما وقلبا من الاھواء الفاسدۃ سلیما لایشک فی ان ذلک لیس من الدین وانہ بعید بمراحل عن مقاصد شریعۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین[۱]

اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین عظام اور کبار علماء کی طرف (بلاتحقیق) جھوٹی باتیں منسوب کر دی ہیں اور جو شخص شیطان کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے اور پرستار ہوا ہے وہ ان جھوٹی باتوں کی تقلید کرتا ہے، ایسا شخص حق سے دور ہے اور اس کے اور تصوف کے درمیان لاکھوں منزلوں کی دوری کا فاصلہ ہے اگر تم نے اکابرین میں سے کسی کا قول مزامیر کی حلت میں سنا ہے تو اس سے دھوکا نہ کھانا کیونکہ یہ قول ائمہ اربعہ کے مذاہب اور دیگر اکابرین ملت کے خلاف ہے اور ائمہ اربعہ کا مذہب دلائل قویہ کے مطابق ہے ہر شخص اپنے قول پر جواب دہ ہے جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے اس کو چھوڑ دینا چاہیے جس شخص کی عقل صحیح ہو اور دل بُری خواہشوں سے پاک ہو اس کو اس میں کوئی شک نہیں ہوگا کہ یہ موسیقی دین نہیں ہے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے کوسوں دور ہے۔

ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور سینما کا حکم

آلات موسیقی کا شرعی حکم معلوم ہونے کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ جن جن امور میں آلات موسیقی کا دخل ہے وہ سب شرعاً حرام ہیں، مثلاً ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، سینما، ٹیپ ریکارڈر اور گراموفون کے وہ ریکارڈز جن میں آلات موسیقی کی آواز ہو وہ سب شرعاً حرام ہیں۔ آلات موسیقی کے پروگراموں کو عملی شکل دینا، ریکارڈ کرانا، ان ریکارڈز کا کاروبار کرنا، خرید و فروخت اور ان کا سننا سب شرعاً حرام ہیں۔ خاص طور پر وہ نظمیں جن میں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہو ان کو مزامیر کے ساتھ دھنوں پر گانا زیادہ مذموم ہے کیونکہ اس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ان سازوں پر کیا جاتا ہے جن کو نہ صرف اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے بلکہ آپ نے ان کو مزامیر شیطان سے تعبیر فرمایا ہے۔ (العیاذ باللہ) اور جو لوگ اس کام کو عبادت کا درجہ دیتے ہیں ان کا حال زیادہ افسوس ناک ہے۔

یاد رہے کہ ہم نے اس بحث میں جہاں بھی حرام کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے ہماری مراد حرام ظنی ہے حرام قطعی نہیں ہے۔

---

[۱] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی جز ۲۱ ص ۷۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ریڈیو اور ٹی۔وی کے جو دینی پروگرام ہیں ان کا سننا اور دیکھنا جائز ہے اسی طرح وہ پروگرام بھی جو موسیقی سے خالی ہوں اور ان میں کوئی مخرب اخلاق چیز نہ ہو جیسے خبریں، معلوماتی فیچر، حکام کی تقاریر اور انٹرویوز اور اہم اعلانات جیسے روزہ، عید اور حج کے اعلانات وغیرہ اسی طرح وی سی۔آر پر علماء کی ریکارڈ شدہ تقاریر یا کسی ایسی تقریب کی فلم جس میں کوئی مخرب اخلاق چیز اور میوزک وغیرہ نہ ہو۔ اور یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ نامحرم عورتوں کی وڈیو یا ٹی وی پر تصاویر دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ تصویر پر اصل کے احکام لاگو نہیں ہوتے مثلاً آپ کسی شخص کا گلا کاٹ دیں تو آپ پر قصاص واجب ہوگا جب کہ تصاویر کا گلا کاٹ دینے سے کچھ نہیں ہوتا اسی طرح اگر ٹی۔وی پر براہِ راست پروگرام ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہو اور آپ سکرین پر بولنے والے شخص کو مخاطب کر کے کوئی کلمہ موجبہ القذف (ایسی تہمت جس سے حد قذف واجب ہوتی ہو) کہہ دیں تو آپ پر حد قذف واجب نہیں ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ وڈیو یا ٹی وی پر جو تصویر نظر آتی ہے اس پر اصل کے احکام لاگو نہیں ہوتے خواہ وہ پروگرام پہلے سے ریکارڈ شدہ ہو یا براہِ راست نشر ہو رہا ہو۔ اس بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ نامحرم عورتوں کی تصاویر کو وڈیو اور ٹی۔وی پر دیکھنا ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ اس پروگرام میں مخرب اخلاق چیز اور میوزک نہ ہو کیونکہ میوزک میں اصل اور مثال کا فرق نہیں ہے۔ ہمیں ہر حال میں آلات موسیقی کی آواز سننے سے منع کیا گیا ہے اور آواز خواہ ریکارڈ شدہ ہو یا براہِ راست سنی جائے۔ بحیثیت آواز کے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ریڈیو، ٹی وی اور وڈیو کے جواز پر جو بات زیادہ سے زیادہ کہی جا سکتی ہے وہ ہم نے بیان کر دی ہے لیکن تجربہ اور مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ جس گھر میں ریڈیو، ٹی۔وی اور وڈیو ہوگا وہاں صرف ان جائز پروگراموں کو دیکھنے اور سننے تک معاملہ محدود نہیں رہے گا بلکہ گھر کے تمام یا بعض افراد ان پروگراموں کو بھی یقیناً دیکھیں گے اور سنیں گے جن کا دیکھنا اور سننا شرعاً جائز نہیں ہے اور یہ بات عادتاً محال ہے کہ جس گھر میں ریڈیو یا ٹی۔وی یا وی سی آر ہو اور اس گھر کا کوئی فرد موسیقی پر مشتمل کوئی پروگرام دیکھے نہ سنے اسی طرح دیگر مخرب اخلاق پروگراموں سے اجتناب بھی عادتاً محال ہے۔ اِلّا ما شاء اللہ!۔

یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جس چیز سے بعینہٖ منع فرمایا ہے اس کے قرب سے بھی منع فرمایا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

WWW.NAFSEISLAM.COM

ولا تقربوا مال اليتيم الا بالتي هي احسن. (الانعام: ۱۵۱)	یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ ما سوا احسن طریقہ کے،
ولا تقربوهن حتى يطهرن. (البقرہ: ۲۲۲)	جب عورتوں کے ماہواری ایام ہوں تو جب تک وہ (حیض سے) پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔
ولا تقربوا الزنى انه كان فاحشة. (اسراء: ۳۲)	زنا کے قریب بھی مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کا کام ہے۔
ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها و ما بطن. (الانعام: ۱۵۱)	جو ظاہراً اور پوشیدہ بے حیائی کی چیزیں ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔

تلک حدود اللہ فلا تقربوھا۔ یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔
(البقرہ: ۱۸۷)

ہم نے قرآن مجید کی یہ پانچ آیات پیش کی ہیں جن سے صراحتہً یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کا قرب بھی ممنوع ہے اور جس چیز میں ظاہراً یا پوشیدہ بے حیائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے قرب سے بھی منع فرمایا ہے اور ریڈیو اور ٹی۔ وی سے جو بکثرت موسیقی پر مشتمل اور مخرب اخلاق پروگرام نشر کیے جاتے ہیں اس پہلو سے ان کا ممنوع ہونا اور پوشیدہ بے حیائی ہونا بالکل ظاہر ہے اور جائز پروگراموں کے حیلہ سے ان کے قریب جانا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی کھلی مخالفت ہے۔ (العیاذ باللہ)۔

نیز حدیث شریف میں ہے:

عن النعمان بن بشیر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین و بینھما مشتبھات لا یعلمھا کثیر من الناس فمن اتقی المشتبھات استبرأ لدینہ و عرضہ و من وقع فی الشبھات کراع یرعی حول الحمی یوشک ان یراتع الا و ان لکل ملک حمی الا ان حمی اللہ فی ارضہ محارمہ۔[1]

حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچتا ہے وہ اپنے دین اور عزت کو محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص مشتبہ چیزوں کو اختیار کر لیتا ہے وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو ممنوعہ چراگاہ کے قریب اپنے جانور چراتا ہے۔ جس میں اس کا خطرہ ہے کہ وہ جانور ممنوعہ چراگاہ میں چرنے لگیں، یاد رکھو! ہر بادشاہ کی ایک خاص (منع کردہ) چراگاہ ہوتی ہے اور یاد رکھو! اس زمین میں اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزیں وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واضح مثال سے یہ سمجھایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کی ممنوعہ چراگاہ کے قریب اپنے جانور چراتا ہے تو اس بات کا خطرہ ہے کہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں چریں اور وہ چرواہا اس جرم میں پکڑا جائے اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کے قریب جائے گا تو اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ کسی ممنوعہ کام کا ارتکاب کرے اور اس جرم اور معصیت میں مبتلا ہو جائے۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص ٹی وی اور ریڈیو کو جائز پروگراموں کے لیے رکھتا ہے تو وہ ناجائز پروگراموں کے دیکھنے اور سننے کے خطرہ میں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خیرخواہانہ نصیحت پر عمل نہیں کر رہا! اور جو حکم ہم نے ریڈیو اور ٹی وی کا بیان کیا ہے وہی حکم ریڈیو کیسٹس اور ٹی۔ وی

[1] امام ابوعبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

کیسٹس اور ٹیپ ریکارڈر اور وی سی آر یا وی سی پی کا ہے۔

اس بحث کے اخیر میں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میں نے جو اس باب میں آلات موسیقی کی حرمت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اس کو اللہ تعالیٰ لوجہ اللہ باقی رکھے، اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رہتی دنیا تک ان صفحات کو لوگوں کے لیے مفید اور مفیض رکھے اور جو لوگ صحیح دلائل کا علم نہ ہونے کی وجہ سے آلات موسیقی میں مشغول رہے ہوں ان کو اس عمل سے رجوع اور توبہ کی توفیق ارزانی فرمائے اور ان اوراق کو اللہ تعالیٰ اس گنہگار کی بخشش اور اپنی رضا اور خوشنودی کا سبب بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین حبیب اللہ العالمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین افضل المرسلین اول الشافعین والمشفعین وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب صلوٰۃ الاستسقاء

لفظ استسقاء سقی سے ماخوذ ہے، علامہ ابن منظور فرماتے ہیں "سقی کا معنی ہے الحظ من الشرب - "پینے سے حصہ" کہا جاتا ہے کم سقی ارضك یعنی تمہاری زمین کے پینے کا کس قدر حصہ ہے؟[1]

استسقاء کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ ابن منظور فرماتے ہیں استسقی الرجل واستسقاہ : طلب منه السقی وھو استفعال من طلب السقیا ای انزال الغیث علی البلاد و العباد -

"استسقاء کا معنی ہے پانی طلب کرنا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ وہ شہروں میں اور اپنے بندوں پر بارش نازل فرمائے"[2]

ائمہ ثلاثہ اور امام محمد بن حسن شیبانی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جب بارش نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے[3] اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ کا موقف بیان کرتے ہوئے امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا کیا استسقاء میں نماز ہے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: استسقاء میں نماز نہیں ہے صرف دعا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ کی رائے میں اس میں باواز بلند قرأت کے ساتھ جماعت نہیں ہے؟ فرمایا میری رائے میں نہیں! ہم تک صرف یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (استسقاء کے لیے) تشریف لے گئے اور دعا فرمائی اور ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر دعا مانگی اور نماز استسقاء کے سلسلے میں ہم تک صرف ایک شاذ حدیث پہنچی ہے جس کے ساتھ عمل نہیں کیا جاتا۔ میں نے کہا کیا امام یا کسی اور شخص کے لیے استسقاء میں چادر کا پلٹنا مستحب ہے؟ فرمایا نہیں ——— یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور امام محمد بن حسن کہتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ استسقاء میں امام عید کی طرح نماز پڑھائے، خطبہ سے پہلے نماز پڑھے اور اس نماز میں عیدین کی طرح تکبیرات (زائدہ) نہ کہے کیونکہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء میں نماز پڑھی ہے۔ اور ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا حکم دیا ہے اور چادر پلٹنے کا بھی بایں طور کہ امام چادر کی بائیں جانب دائیں طرف اور دائیں جانب بائیں طرف کر دے اور یہ چادر صرف امام پلٹے[4]۔

---

[1] علامہ ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۱۴ ص ۳۹۱، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ ایران، ۱۴۰۵ھ۔

[2] " " ج ۱۴ ص ۳۹۳

[3] علامہ عبد الرحمٰن الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج ۱ ص ۳۵۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت،

[4] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط ج ۱ ص ۴۵۰، ۴۴۷، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

علامہ بابرتی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ استسقاء میں جماعت کے ساتھ نماز مسنون نہیں ہے اگر لوگ الگ الگ نماز پڑھ لیں تو جائز ہے اور استسقاء دعا اور استغفار کے سوا اور کچھ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: استغفروا ربکم انه کان غفارا ○ یرسل السماء علیکم مدرارا (نوح ۱۱-۱۰) "اپنے رب سے استغفار کرو وہ بہت بخشنے والا ہے وہ تم پر موسلا دھار بارش نازل فرمائے گا" حضرت نوح علیہ السلام کی مسلسل تبلیغ کے بعد جب قوم آپ کی تکذیب کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک لی اور چالیس سال تک ان کی عورتیں بچہ پیدا نہ کر سکیں۔ اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ہریالی عطا فرمائے گا اور خشک سالی کو ان سے دور کر دے گا اور اس آیت سے استدلال کا باعث یہ ہے کہ یہ ہم سے پہلی شریعت ہے اور ہم سے پہلی شریعت کا جو حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر انکار کے بیان فرمائیں وہ حجت ہوتا ہے۔ [1]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موقف پر دلائل

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جماعت کے ساتھ استسقاء میں نماز مسنون نہیں ہے تاہم اگر کبھی کبھی جماعت کے ساتھ بھی استسقاء میں نماز پڑھ لی جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز استسقاء میں اصل چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ گڑگڑا کر بارش کے لیے دعا کی جائے اور بکثرت استغفار کیا جائے۔ سورہ نوح کی آیت نمبر ۱۰ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور حسب ذیل احادیث اور آثار سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن مسجد (نبوی) میں ایک شخص اس وقت آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے اور آکر کہنے لگا یا رسول اللہ! اموال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے بارش نازل فرمانے کے لیے دعا کیجئے! حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ! بارش نازل فرما! اے اللہ! بارش نازل فرما! اے اللہ! بارش نازل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا ہم نے پہلے آسمان پر کوئی بادل دیکھا تھا نہ بادل کا ٹکڑا اور ہمارے اور سلع (پہاڑی) کے درمیان کوئی گھر تھا نہ کوئی محلہ، غرض سلع کے پیچھے سے ڈھال کے برابر ایک بدلی اٹھی اور جب آسمان کے درمیان پہنچی تو پھیل گئی اور بارش شروع ہو گئی، بخدا! پھر ایک ہفتہ تک ہم نے سورج نہیں دیکھا۔ [2]

اس حدیث میں اس بات کی واضح تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء میں صرف دعا فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء میں عیدگاہ گئے اور جب دعا کرنے کا ارادہ فرمایا تو قبلہ کی طرف منہ کر کے چادر پلٹ دی [2] ——— اس حدیث میں بھی صرف دعا کا ذکر ہے ——— ابو وجزہ سعدی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ استسقاء میں استغفار کے

---

[1] علامہ محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ، عنایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ

ایضاً۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ

[3] حافظ ابوبکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۳ ص ۵۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

علاوہ اور کچھ نہیں کرتے تھے [1]۔ شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط واقع ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقاء میں منبر پر کھڑے ہو کر صرف استغفار کیا اور پھر منبر سے اتر گئے۔ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم نے آپ سے بارش کی طلب کے لیے دعا کا کوئی کلمہ نہیں سنا۔ حضرت عمر نے فرمایا میں نے آسمان کی ان کنجیوں سے بارش طلب کی ہے جن سے بارش نازل ہوتی ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب قحط واقع ہوتا تو حضرت عمر بن الخطاب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے اور کہتے "اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں پہلے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے تو تو ہم پر بارش نازل فرماتا تھا اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہم پر بارش نازل فرما۔" تو ان پر بارش نازل ہو جاتی [3]

ان احادیث اور آثار میں امام ابو حنیفہ کے اس موقف کا واضح ثبوت ہے کہ استسقاء میں صرف دعا اور استغفار اصل ہے۔

علامہ خوارزمی لکھتے ہیں کہ خلاصہ غزالیہ میں ہے جب دریا خشک ہو جائیں، بارشیں رک جائیں اور نہریں سوکھ جائیں تو امام کے لیے مستحب یہ ہے کہ لوگوں کو تین دن روزہ اور حسب مقدور صدقہ کرنے کا حکم دے اور کہے لوگ برے کاموں سے باز آئیں اور گناہوں پر توبہ کریں پھر چوتھے روز بوڑھوں اور بچوں کو عید کے برخلاف پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑوں میں لیکر عید گاہ جائے اور چرنے والے جانوروں کو بھی ساتھ لے جائے پھر عید کی طرح نماز پڑھائے اور بعد میں دو خطبے دے اور خطبوں میں زیادہ تر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔

علامہ خوارزمی فرماتے ہیں اسی کے قریب ہمارا مذہب ہے، محیط میں مذکور ہے کہ شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ نے فرمایا لوگ پیدل چل کر نماز استسقاء کے لیے جائیں، سواریوں پر سوار ہو کر نہ جائیں پرانے اور دھلے ہوئے کپڑے پہن کر عاجزی اور انکسار کے ساتھ سر جھکائے ہوئے ہر روز جائیں جانے سے پہلے صدقہ کریں۔ یہ امام محمد کے قول کی تفسیر ہے۔ [4]

قرآن مجید، احادیث، آثار اور عبارات فقہاء کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ استسقاء میں اصل استغفار اور دعا ہے خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر اور الگ الگ نماز پڑھنا یا اجتماعی طور پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز ہے امام محمد اور امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے۔

جن احادیث میں بغیر نماز کے استسقاء میں صرف دعا یا استغفار کا ذکر ہے، علامہ نووی کہتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک یہ احادیث بیان جواز پر محمول ہیں، میں کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ کی طرف سے بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ استسقاء میں اصل دعا اور استغفار ہے اور باجماعت نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

---

[1]۔ حافظ ابو بکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۳ ص ۳۵۱/۳۵۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2]۔ 〃 〃 〃 ج ۳، ص ۳۵۲ / ۳۵۱ 〃

[3]۔ 〃 〃 ج ۳ ص ۳۵۲

[4]۔ علامہ جلال الدین خوارزمی حنفی، کفایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ استسقاء میں نماز کو سنت اس لیے نہیں قرار دیتے کہ سنت وہ عبادت ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت اور دوام کے ساتھ کیا ہو اور چونکہ آپ نے استسقاء میں ہمیشہ نماز نہیں پڑھی اس لیے استسقاء میں نماز سنت نہیں ہے، ہاں جائز ہے۔ علامہ ابن محمود بابرتی [1] اور علامہ شامی [2] نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

جن احادیث میں استسقاء میں نماز پڑھنے کا ذکر وارد ہے امام اعظم نے ان کو شاذ قرار دیا ہے اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استسقاء میں نماز پڑھنا ثابت ہوتا تو یہ وسیع شہرت کے ساتھ منقول ہوتا اور حضرت عمر بھی استسقاء میں نماز پڑھتے اور جب حضرت عمر نے استسقاء میں نماز نہیں پڑھی تھی تو صحابہ کرام اس پر اعتراض کرتے اور آپ کو متنبہ کرتے کیونکہ حضرت عمر نے تمام صحابہ کے سامنے استسقاء میں صرف دعا اور استغفار پر اقتصار کیا تھا اور جب حضرت عمر نے استسقاء میں نماز نہیں پڑھی اور نہ پڑھنے پر صحابہ نے اعتراض نہیں کی تو معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کی روایت صدر اول میں مشہور نہیں ہوئی تھی۔ اسی بنا پر امام اعظم نے اسکو شاذ قرار دیا۔

علامہ ابن ہمام مزید لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن زید سے استسقاء میں نماز کی روایت میں اضطراب بھی ہے۔[3]

۱۹۶۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ گئے اور بارش کی دعا مانگی اور قبلہ کی طرف منہ کر کے چادر پلٹ دی۔

۱۹۶۸ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ گئے بارش کی دعا کی، قبلہ کی طرف منہ کیا، چادر پلٹی اور دو رکعت نماز پڑھی۔

۱۹۶۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِي وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ۔

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ گئے، بارش کی دعا کی، آپ جب بھی دعا کا ارادہ کرتے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے چادر پلٹ دیتے۔

---

[1] علامہ محمد بن محمود بابرتی متوفی ۷۸۶ھ عنایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۱۸ھ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[2] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۷۹۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔
[3] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ فتح القدیر ج ۲ ص ۵۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۱۹۷۰ - وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ الْمَازِنِیُّ اَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِیْ فَجَعَلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَيَدْعُو اللّٰهَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

عباد بن تمیم اپنے چچا سے جو صحابی ہیں، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر آئے، بارش کی دعا کی، لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور چادر پلٹ دی پھر دو رکعت نماز پڑھی۔

۱۹۷۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ اَبِیْ بُكَيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِی الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اس قدر ہاتھ بلند کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی (کی جگہ) دکھائی دیتی تھی۔

۱۹۷۲ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى فَاَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ اِلَى السَّمَاءِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کی اور ہاتھوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

۱۹۷۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ وَعَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُعَائِهِ اِلَّا فِی الْاِسْتِسْقَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ غَيْرَ اَنَّ عَبْدَ الْاَعْلٰى قَالَ يُرٰى بَيَاضُ اِبْطِهِ اَوْ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوائے استسقاء کے کسی اور موقع پر دعا میں اس قدر ہاتھ بلند نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی (کی جگہ) دکھائی دیتی۔

۱۹۷۴ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مثل سابق روایت ہے۔

۱۹۷۵ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيٰى اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِیْ نُمَيْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک شخص مسجد میں دار القضاء کے دروازے سے داخل ہوا اور آں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيثُنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا قَالَ أَنَسٌ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْقَلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ لَا أَدْرِي۔

وسلم کی طرف منہ کر کے کہنے لگا: یا رسول اللہ! اموال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ بارش نازل فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! بارش نازل فرما! اے اللہ! بارش نازل فرما! اے اللہ بارش نازل فرما! حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا! ہم نے آسمان میں کوئی بادل دیکھا تھا نہ بادل کا ٹکڑا، اور ہمارے اور سلع (پہاڑی) کے درمیان کوئی گھر تھا نہ کوئی محلہ، پھر سلع کے پیچھے سے ڈھال کے برابر ایک بادل اٹھا اور آسمان کے درمیان پہنچ کر پھیل گیا اور بارش ہونے لگی، حضرت انس کہتے ہیں کہ بخدا! پھر ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا، پھر آئندہ جمعہ کو ایک شخص اسی دروازے سے داخل ہوا اور آں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، وہ آپ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اموال ہلاک ہو گئے، راستے منقطع ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ بارش کو ہم سے روک لے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور فرمایا: اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا اور ہم پر نہ برسا اے اللہ! ٹیلوں پر، بلندیوں پر، ندیوں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر بارش نازل فرما! حضرت انس کہتے ہیں کہ بارش فوراً بند ہو گئی اور ہم باہر دھوپ میں چلنے لگے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ کیا یہ وہی پہلے والا شخص تھا، حضرت انس نے فرمایا: مجھے نہیں پتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۹۷۶- وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَ الْأَمْوَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ وَفِيهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلٰى نَاحِيَةٍ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى رَأَيْتُ الْمَدِينَةَ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ وَسَالَ وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا أَخْبَرَ بِجَوْدٍ۔

۱۹۷۷- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوا وَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قُحِطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ وَمِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الْأَعْلٰى فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوَالَيْنَا وَمَا تُمْطِرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ۔

۱۹۷۸- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ السَّحَابِ وَمَكَثْنَا حَتّٰى رَأَيْتُ الرَّجُلَ الشَّدِيدَ تَهُمُّهُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ۔

۱۹۷۹- وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ أَنَّ حَفْصَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک قحط واقع ہوا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ ایک دیہاتی کھڑے ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! اموال ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے مر گئے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا، ہم پر نہ برسا۔ آپ جس طرف بھی اشارہ کرتے بادل چھٹ جاتے حتیٰ کہ میں نے دیکھا مدینہ گڑھے کی طرح ہو گیا اور قناۃ نامی ندی ایک ماہ تک بہتی رہی اور جو شخص بھی باہر سے آتا تھا وہ بارش کی خبر سناتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے لوگ آپ کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہنے لگے: یا نبی اللہ! بارش نہیں ہو رہی، درختوں کے پتے سوکھ گئے اور جانور مر گئے اس کے بعد حدیث حسب سابق ہے اور اس میں ہے کہ مدینہ کے چاروں طرف بارش ہوتی رہی اور مدینہ میں بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرا میں نے مدینہ کی طرف دیکھا تو وہ دائرہ کی طرح کھلا ہوا لگتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت بھی حسب سابق ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو جمع کر دیا اور میں نے دیکھا کہ دلیر آدمی بھی گھر جاتے ہوئے ڈرتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا درآں حالیکہ آپ منبر پر تھے اس کے بعد حدیث

WWW.NAFSEISLAM.COM

سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ وَ زَادَ فَرَاَيْتُ السَّحَابَ يَتَمَزَّقُ كَاَنَّهُ الْمُلَاءُ حِيْنَ يُطْوٰى۔

۱۹۸۰- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَنَا وَ نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ فَحَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَصَابَهٗ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ لِاَنَّهٗ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ عَزَّ وَ جَلَّ۔

۱۹۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ وَ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الرِّيْحِ وَ الْغَيْمِ عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهٖ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرَّ بِهٖ وَ ذَهَبَ عَنْهُ ذٰلِكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ عَذَابًا سُلِّطَ عَلٰى اُمَّتِيْ وَيَقُوْلُ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ رَحْمَةٌ۔

۱۹۸۲- وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ قَالَتْ وَاِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَخَرَجَ وَ دَخَلَ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفْتُ

حسب سابق ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے بادلوں کو اس طرح پھٹتے ہوئے دیکھا جیسے بکھرے ہوئے کپڑوں کو لپیٹ دیا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت بارش ہوئی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا اتار دیا حتّٰی کہ آپ پر بارش گرنے لگی، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ یہ بارش اپنے رب عزوجل کے پاس سے (اس موسم میں) ابھی آئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس دن آندھی آتی یا آسمان پر بادل ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوف سے متغیر ہو جاتا۔ آپ (اضطراب سے) کبھی اندر جاتے کبھی باہر آتے پھر اگر بارش ہو جاتی تو آپ کا خوف دور ہو جاتا اور آپ خوش ہو جاتے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں اس لیے خوف زدہ ہوتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے میری امت پر عذاب بھیجا ہو! اور بارش کو دیکھ کر فرماتے یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب زور کی آندھی آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر کا اور جو اس میں ہے اس کی خیر کا اور جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں! اور اس کے شر سے اور جو شر اس میں ہے اس سے اور جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل گرجتے تو (خوف سے) آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ (اضطراب سے) کبھی اندر آتے اور کبھی باہر جاتے اور جب بارش ہو جاتی تو

ذٰلِكَ عَائِشَةُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ يَا عَائِشَةُ كَمَا
قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ
اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا الاية۔

۱۹۸۳ - وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ
اَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنِيْ
اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنَا
عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ
يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ
ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَى النَّاسَ
اِذَا رَاَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَاءَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ
وَاَرَاكَ اِذَا رَاَيْتَهٗ عَرَفْتُ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهَةَ
قَالَتْ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُنِيْ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ
عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَاَى
الْقَوْمُ الْعَذَابَ فَقَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا۔

۱۹۸۴ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا
غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ
ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ
الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ
بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ۔

۱۹۸۵ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ
اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبَانَ الْجُعْفِيُّ قَالَ نَا عَبْدَةُ
يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَسْعُوْدِ

آپ کا خوف دور ہو جاتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب اس کا پتا چلا تو انھوں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اے عائشہ (مجھے یہ خوف ہے) کہ جس طرح بادل کو دیکھ کر قوم عاد نے کہا تھا کہ ہم پر بارش ہونے والی ہے اور (ان پر عذاب آ گیا) کہیں ایسا نہ ہو جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے حلق کا کوا نظر آ جائے۔ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے اور آپ جب بادل یا آندھی کو آتا دیکھتے تو آپ خوفزدہ دکھائی دیتے۔ حضرت عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ لوگ بادلوں کو دیکھ کر بارش کی امید پر خوش ہوتے ہیں اور آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ بادلوں کو دیکھ کر ناخوش ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میں اس وجہ سے خوف زدہ ہوتا ہوں کہ کہیں اس میں عذاب ہو کیونکہ ایک قوم آندھیوں سے ہلاک ہو چکی ہے۔ اور ایک قوم نے عذاب کو آتا دیکھ کر کہا تھا یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری صبا (مشرقی ہوا) سے مدد کی گئی ہے اور قوم عاد دبور (مغربی ہوا) سے ہلاک کی گئی تھی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت ہے۔

ابْنِ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ۔

تشریح استسقاء میں چادر کو پلٹنا نیک شگون کے طور پر ہے یعنی جس طرح ہم نے چادر پلٹ دی ہے اللہ تعالیٰ قحط کو بارش اور خوشحالی کے ساتھ بدل دے گا۔ امام اعظم نے عدم ثبوت کی بناء پر اس کا قول نہیں کیا اور امام محمد نے احادیث کی بناء پر اس کا قول کیا ہے۔ علامہ قدوری، علامہ شامی اور دیگر احناف نے امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے [۱] ——— امام شافعی نماز استسقاء میں تکبیرات زائدہ کے قائل ہیں اور جمہور کہتے ہیں تکبیرات زائدہ نہ کہے، امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے نماز استسقاء نماز عید کی طرح پڑھی اور جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تشبیہ خطبہ سے پہلے نماز ہونے اور نماز باآواز بلند پڑھنے اور عدد رکعات کے اعتبار سے ہے [۲]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ آپ صرف استسقاء میں دعا کے وقت اس قدر ہاتھ بلند کرتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوتی تھی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی دعاؤں کے وقت ہاتھ بلند نہ کرتے کیونکہ علامہ نووی نے شرح المہذب میں باقی دعاؤں کے وقت ہاتھ بلند کرنے کے بارے میں تیس سے زیادہ احادیث نقل کی ہیں بلکہ اس کا مطلب جیسا کہ حدیث میں ہے یہ ہے کہ آپ استسقاء کی دعا میں ہاتھ بہت زیادہ بلند کرتے تھے۔

[۱] ۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۹۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ ھ۔

[۲] ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ ھ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الکسوف

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جمہور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسوف اور خسوف کا معنی ہے "کل یا بعض روشنی کا چلے جانا"[1] علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ سورج کی روشنی چلے جانے پر از روئے لغت کسوف کا اطلاق ہوتا ہے اور چاند کی روشنی چلے جانے پر خسوف کا اطلاق ہوتا ہے لیکن احادیث میں سورج کی روشنی کے چلے جانے پر خسوف کا اطلاق ہے۔[2]

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ صلوٰۃ خسوف سنت ہے البتہ جماعت میں اختلاف ہے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک خسوف کی نماز میں جماعت سنت ہے اور احناف کے نزدیک بغیر جماعت کے الگ الگ نماز پڑھنی چاہیے۔ ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف دو رکعت نماز ہے اور ہر رکعت میں دو قیام دو قرأت اور دو رکوع ہیں اور احناف کے نزدیک عام نوافل کی طرح اس کو پڑھا جائے گا۔[3]

امام محمد امام ابوحنیفہ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن لگنے کے موقع پر دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا، امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ کسوف میں دو رکعت نماز ہے جیسے نفل پڑھے جاتے ہیں اگر چاہو تو لمبی پڑھو اور چاہو تو مختصر پڑھو پھر دعا کرو حتیٰ کہ سورج روشن ہو جائے۔ امام محمد کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ نے جن دو رکعات کا ذکر کیا ہے کیا اس میں سجدے سے پہلے دو رکوع کرے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا جس طرح میں نے تمہیں بتایا ہے یہ نماز عام قاعدہ کے مطابق پڑھی جائے۔ امام محمد کہتے ہیں میں نے پوچھا کیا آپ کی رائے میں چاند گہن میں بھی نماز ہے؟ فرمایا ہاں! اس میں نماز پڑھنا مستحسن ہے۔ میں نے کہا کیا صلوٰۃ خسوف بھی جماعت سے پڑھیں؟ جیسے صلوٰۃ کسوف جماعت سے پڑھی جاتی ہے؟ فرمایا نہیں! میں نے کہا کیا آپ رمضان اور صلوٰۃ کسوف کے سوا باجماعت نوافل مکروہ قرار دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں! اور امام جمعہ کے سوا کسی اور شخص کو صلوٰۃ کسوف نہیں پڑھانی چاہیے اور اگر لوگ مسجد میں جماعت کے ساتھ یہ نماز پڑھیں تو میرے نزدیک مکروہ ہے لوگوں کو یہ نماز الگ الگ پڑھنی چاہیے۔[4]

امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک نماز کسوف میں جہراً قرأت ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک سراً قرأت ہے، حضرت عائشہ سے جہر کی روایت ہے، اور حضرت ابن عباس، اور حضرت سمرہ بن جندب سے آہستہ پڑھنے کی روایت ہے، اور نماز کے احوال میں مردوں کی روایت کو ترجیح ہے۔ نیز دن کی نمازوں میں آہستہ پڑھنا ہی اصل ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۱۷۶ - ۱۷۵)

امام ابوحنیفہ کی دلیل امام ابوحنیفہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف نفل ہے اور جس طرح اور نوافل ایک قیام، ایک قرأت ایک رکوع کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اسی طرح صلوٰۃ کسوف بھی ایک قیام، ایک قرأت اور ایک

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

[2] علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۹ ص ۶۸، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران، ۱۴۰۵ھ۔

[3] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

[4] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط ج ۱ ص ۴۴۴ - ۴۴۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

رکوع کے ساتھ اصل کے مطابق پڑھی جائے گی' دوسری دلیل یہ حدیث ہے :

عن عبد اللہ بن عمرو قال انکسفت الشمس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکد یرکع ثم رکع فلم یکد یرفع ثم رفع فلم یکد یسجد ثم سجد فلم یکد یرفع ثم رفع فلم یکد یسجد ثم سجد فلم یکد یرفع ثم رفع وفعل فی الرکعۃ الاخری مثل ذلک۔ [1]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نے صلوٰۃ کسوف) کا قیام اس قدر طویل کیا کہ لگتا تھا کہ آپ رکوع نہیں کریں گے پھر آپ نے رکوع کیا تو لگتا تھا کہ رکوع سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر قومہ کیا تو لگتا تھا سجدے میں نہیں جائیں گے پھر سجدہ کیا تو لگتا تھا کہ سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھی۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بھی اس مضمون کی حدیث سنن ابوداؤد (ج ۱ ص ۱۶۸ مطبوعہ مجتبائی پاکستان) میں روایت کی گئی ہے۔ اس حدیث میں امام ابوحنیفہ کے موقف کی واضح تصریح ہے کہ صلوٰۃ کسوف میں ایک قیام ایک قرأت اور ایک رکوع ہے۔ اس حدیث کو امام نسائی [2] اور امام احمد بن حنبل [3] نے بھی روایت کیا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل اور اس کا جواب

ائمہ ثلاثہ کی دلیل حضرت عائشہ، حضرت جابر، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں جن میں یہ تصریح ہے کہ آپ نے صلوٰۃ کسوف میں ایک رکعت کے اندر دو رکوع اور دو سجدے کیے یہ روایات کتب صحاح اور سنن میں موجود ہیں لیکن ان روایات سے استدلال صحیح نہیں ہے حضرت عائشہ کی روایت سے استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ ان سے ایک رکعت میں دو رکوع کے علاوہ ایک رکعت میں تین رکوع کی روایت بھی ہے [4] حضرت جابر کی روایت سے استدلال اس لیے صحیح نہیں کہ خود حضرت جابر سے ایک رکعت میں تین رکوع کی روایت بھی ہے [5] حضرت ابن عباس سے بھی اسی وجہ سے استدلال درست نہیں کیونکہ ان سے ایک رکعت میں چار رکوع کی روایت بھی ہے [6] رہے حضرت ابن عمرو بن عاص تو ان سے جس طرح ایک رکعت میں دو رکوع کی روایت ہے ایک رکعت میں ایک رکوع کی بھی روایت ہے جس کو ابھی ہم سنن ابوداؤد کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام احادیث مضطرب ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ مضطرب حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا دوسرے اس وجہ سے

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۹، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، الطبع الثانی ۱۴۰۵ھ۔

[2] امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۵۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۳۲۶ھ۔

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبع الثانی ۱۳۷۵ھ۔

[5] 〃 〃 ج ۱ ص ۲۹۶

[6] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ

[7] 〃 〃 ج ۱ ص ۲۹۹،

بھی استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت انس بن مالک سے ایک رکعت میں پانچ رکوع کی بھی روایت ہے[1] جو ان سب سے معارض ہے۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی اس روایت پر عمل کرنا چاہیے جس میں ایک رکعت میں ایک رکوع کا ذکر ہے جو اضطراب اور تعارض سے خالی ہے اور جس کی تائید میں دوسری احادیث صحیحہ موجود ہیں اور جو نمازوں کے عام قاعدہ کے مطابق ہے۔

امام ابوحنیفہ کی تائید میں دیگر احادیث

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص اور حضرت سمرہ بن جندب کے حوالے سے ہم اس حدیث کا ذکر کر چکے ہیں جس میں صراحۃً صلوٰۃ کسوف میں صرف ایک رکوع کا ذکر کیا گیا ہے اب اسی معنی کی تائید میں دیگر احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن النعمان بن بشیر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا خسفت الشمس والقمر فصلوا کاحدث صلوٰۃ صلیتموھا من المکتوبۃ[2]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج اور چاند کو گہن لگ جائے تو قریب کی پڑھی ہوئی فرض نماز کی شکل نماز پڑھو۔

عن ابی بکرۃ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانکسفت الشمس فقام الی المسجد یجر رداءہ من العجلۃ فقام الیہ الناس فصلی رکعتین کما تصلون الحدیث[3]

حضرت ابوبکرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک سورج کو گہن لگا آپ جلدی سے چادر گھسیٹتے ہوئے اُٹھے لوگ بھی کھڑے ہوگئے پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جس طرح تم (عام) نماز پڑھتے ہو۔

عن عبدالرحمٰن بن سمرۃ قال کنت ارمی باسھم لی بالمدینۃ فی حیاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ کسفت الشمس فنبذتھا وقلت: واللہ لانظرن الی ما حدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کسوف الشمس، قال فاتیتہ وھو قائم فی الصلوٰۃ رافع یدیہ فجعل یسبح ویحمد ویھلل ویکبر ویدعو حتی حسر عنھا فلما حسر عنھا قرا سورتین وصلی رکعتین[4]

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ میں مدینہ منورہ میں تیر اندازی کر رہا تھا، اچانک سورج کو گہن لگ گیا میں نے سوچا کہ دیکھتا ہوں کہ سورج کو گہن لگنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نیا کام کرتے ہیں۔ میں تیر پھینک کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس وقت میں آیا تو آپ نماز میں کھڑے ہوئے تھے آپ نے رفع یدین کیا تسبیح اور حمد پڑھی، لا الٰہ الا اللہ پڑھا، تکبیر پڑھی اور دعا مانگی حتیٰ کہ سورج صاف ہوگیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا آپ نے سورج صاف ہونے پر دو رکعت میں دو سورتیں پڑھی تھیں۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۱ ص ۳۳۳، مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن، ۱۳۳۴ھ۔

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۲۷۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۳۲۶ھ۔

[3] امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

اس حدیث میں بھی امام ابوحنیفہ کے موقف پر واضح دلالت ہے کیونکہ کسوف کی نماز میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ نے دو رکعت نماز کا ذکر کیا ہے جو ان دو رکعات پر محمول ہوں گی جو نماز کی متعارف دو رکعات ہیں علامہ نووی کا اس حدیث کے اندر ایک رکعت میں دو رکوع کی قید لگانا بے سود اور باطل ہے۔

اس سلسلے میں ہم ایک اور حدیث پیش کر رہے ہیں جس میں امام اعظم کے موقف پر واضح روشنی پڑتی ہے۔

عن قبیصة الهلالی قال کسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج فزعا یجر ثوبه وانا معه یومئذ بالمدینة فصلی رکعتین فاطال فیهما القیام ثم انصرف وانجلت فقال انما هذه الآیات یخوف الله عزوجل بها فاذا رأیتموها فصلوا کاحدث صلوٰة صلیتموها من المکتوبة[1]

حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر کپڑا گھسیٹتے ہوئے نکلے میں اس وقت مدینہ میں تھا۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جن میں لمبا قیام کیا پھر آپ نماز سے فارغ ہوئے اور سورج صاف ہو گیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان نشانیوں کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو قریب کی پڑھی ہوئی فرض نماز کی طرح نماز پڑھو۔

حضرت نعمان بن بشیر کی روایت کی طرح اس روایت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف کو فرائض کی طرح پڑھنے کا حکم دیا ہے اور فرائض میں ہر رکعت کے اندر ایک قیام، ایک قرأت اور ایک رکوع ہوتا ہے اور یہ تمام احادیث امام اعظم کے موقف پر واضح دلیل ہیں کہ صلوٰۃ کسوف میں ایک رکعت کے اندر دو رکوع نہیں ہوتے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ جن روایات میں ایک رکعت کے اندر دو، تین، چار اور پانچ رکوع کا ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ چونکہ صلوٰۃ کسوف میں آپ نے بہت طویل قیام کیا تھا تو کچھ صحابہ مغالطہ سے رکوع میں چلے گئے پھر سر اٹھا کر دیکھا تو آپ ہنوز قیام میں تھے تو وہ پھر کھڑے ہو گئے اور پچھلی صف والوں نے انہیں دیکھ کر یہ گمان کیا کہ شاید اس نماز میں دو رکوع کیے گئے ہیں اسی طرح تین، چار اور پانچ روایات کی بھی توجیہہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۱۹۸۶ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُصَلِّي فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور بہت لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر کافی دیر تک کھڑے رہے لیکن پہلے سے کچھ کم، پھر رکوع کیا اور بہت طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم، پھر سجدہ کیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور بہت طویل قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم، اس کے بعد بہت طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور۔ الطبع الثانی ۱۴۰۵ھ

جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَكَبِّرُوا وَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ إِنْ مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ وَفِي رِوَايَةِ مَالِكٍ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ۔

پھر رکوع سے سر اٹھایا اور بہت لمبا قیام کیا مگر پہلے سے کم پھر طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم پھر آپ نے سجدہ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے دراں حالیکہ سورج روشن ہو چکا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر آپ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ انہیں کسی کی موت اور حیات سے گہن نہیں لگتا جب تم سورج اور چاند کو گہن میں دیکھو تو تکبیر کہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ اور اے امت محمد! اللہ عزوجل سے زیادہ کسی کو اس بات پر غصہ نہیں آتا کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے! بخدا! اگر تم ان چیزوں کو جان لیتے جنھیں میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے! سنو! کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے! اور مالک کی روایت میں ہے سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔

۱۹۸۷ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَزَادَ أَيْضًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ۔

ایک اور سند سے روایت میں ہے۔ اما بعد! سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پھر آپ نے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے۔

۱۹۸۸ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں گئے، کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قرأت کے بعد رکوع کیا اور کافی لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پھر کھڑے ہو کر طویل قرأت کی اور

وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو الطَّاهِرِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى اسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلٰوةِ وَقَالَ أَيْضًا فَصَلُّوا حَتَّى يُفَرِّجَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أُقَدِّمُ وَقَالَ الْمُرَادِيُّ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَانْتَهَى حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

١٩٨٩ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أَبُو عَمْرٍو وَغَيْرُهُ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ

وہ پہلی قرأت سے کم تھی، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد پھر سجدہ کیا۔ ابو الطاہر نے اپنی روایت میں سجدے کا ذکر نہیں کیا پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسا کیا حتیٰ کہ چار رکوع اور چار سجدے مکمل کر لیے اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہو گیا، پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی ثنا کی جو اس کی شان کے لائق ہے پھر آپ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں نہ کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات کی وجہ سے جب تم انہیں گہن میں دیکھو تو نماز کی پناہ میں آؤ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نماز پڑھو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی کر دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی اس نماز کے قیام میں ہر وہ چیز دیکھ لی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ بالیقین میں نے دیکھا کہ میں جنت کے خوشوں کو توڑ رہا ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور بالیقین میں نے جہنم کو دیکھا، جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اور بالیقین میں نے دیکھا کہ جہنم کا بعض حصہ بعض کو پاش پاش کر رہا ہے میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے ساتھ نامزد اونٹوں کے کھانے کو حرام قرار دیا تھا۔ ابو طاہر کی روایت یہاں ختم ہو گئی تھی جہاں آپ نے نماز کی طرف سبقت کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دورِ رسالت میں سورج کو گہن لگ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو بھیجا کہ "نماز تیار ہے" سب مسلمان جمع ہو گئے آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہی اور دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔

مُنَادِيًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَاجْتَمَعُوْا وَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَ
صَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔

۱۹۹۰ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ
نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ
اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُخْبِرُهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِيْ صَلٰوةِ
الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ
وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاَخْبَرَنِيْ كَثِيْرُ بْنُ
عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى
اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف (سورج گہن کی نماز) میں باآواز بلند قراءت کی اور دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔

۱۹۹۱ - وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ نَا
مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الزُّبَيْدِيُّ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ كَثِيْرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ اَنَّ
ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَا
حَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صلوٰۃ کسوف اسی طرح بیان کرتے جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

۱۹۹۲ - وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً
يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ مَنْ
اُصَدِّقُ حَسِبْتُهٗ يُرِيْدُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
اَنَّ الشَّمْسَ انْكَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا شَدِيْدًا يَقُوْمُ قَائِمًا
ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ
رَكْعَتَيْنِ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ
فَانْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَ اِذَا رَكَعَ
قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ
قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ
لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگ گیا، آپ نے نماز میں بہت طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا، پھر قیام کیا، پھر رکوع کیا، پھر قیام کیا پھر رکوع کیا آپ نے دو رکعت نماز (ہر رکعت میں) تین رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ ادا کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو گیا، جب آپ رکوع میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر رکوع کرتے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء کی پھر فرمایا سورج اور چاند میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے خوف پیدا کرتا ہے، لہٰذا جب تم سورج یا چاند گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو! حتیٰ کہ وہ صاف ہو جائیں۔

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوْفًا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَنْجَلِيَا۔

۱۹۹۳ ۔ وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ (یعنی ہر رکعت میں تین رکوع اور دو سجدے)

۱۹۹۴ ۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً أَتَتْ عَائِشَةَ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُوْرِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَخَرَجْتُ فِيْ نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى مُصَلَّاهُ الَّذِيْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ فَقَامَ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَسَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ فَكُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ

عمرہ کہتی ہیں کہ ایک یہودی عورت نے آکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ سوال کیا اور پھر کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبر میں عذاب ہوگا؟ عمرہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے پھر دوسرے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سواری پر سوار ہو کر گئے اور (اس روز) سورج کو گہن لگ گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں بھی عورتوں کے ساتھ حجروں کے عقب سے مسجد میں آئی در آں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اترے اور اپنی نماز پڑھانے کی جگہ تشریف لے گئے۔ آپ نے نماز شروع کی اور مسلمانوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز شروع کر دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل قیام کیا، پھر آپ نے بہت طویل رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر آپ نے بہت طویل قیام کیا مگر وہ پہلے قیام سے کم تھا، آپ نے پھر طویل رکوع کیا مگر وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا در آں حالیکہ سورج روشن ہو چکا تھا، پھر آپ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ تم لوگ قبروں میں دجال کے فتنہ کی طرح فتنوں میں مبتلا ہو گے۔ عمرہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی تھیں کہ میں نے دیکھا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ

عَذَابِ الْقَبْرِ۔

طلب کرتے تھے۔

۱۹۹۵- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ نَا سُفْیَانُ جَمِیْعًا عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۹۹۶- وَحَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدَّوْرَقِیُّ قَالَ نَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِیِّ قَالَ نَا اَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمٍ شَدِیْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهٖ فَاَطَالَ الْقِیَامَ حَتّٰی جَعَلُوْا یَخِرُّوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ عُرِضَ عَلَیَّ كُلُّ شَیْءٍ تُوْلَجُوْنَهٗ فَعُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ حَتّٰی لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا اَخَذْتُهٗ اَوْ قَالَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ یَدِیْ عَنْهُ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ فَرَاَیْتُ فِیْهَا امْرَاَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تُعَذَّبُ فِیْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ وَرَاَیْتُ اَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ یَجُرُّ قُصْبَهٗ فِی النَّارِ اِنَّهُمْ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَخْسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِیْمٍ وَاِنَّهُمَا اٰیَتَانِ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُرِیْكُمُوْهُمَا فَاِذَا خَسَفَا فَصَلُّوْا حَتّٰی تَنْجَلِیَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سخت گرمی کے ایام میں سورج کو گہن لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز (کسوف) پڑھائی جس میں اس قدر طویل قیام کیا کہ لوگ گرنے لگے پھر بہت طویل رکوع کیا، پھر بہت طویل قومہ کیا، پھر بہت طویل رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر بہت دیر تک کھڑے رہے، پھر دو سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے پھر اسی طرح ایک اور رکعت پڑھی، یہ چار رکوع اور چار سجدے ہو گئے، پھر فرمایا مجھ پر وہ تمام چیزیں پیش کی گئیں جن میں تم داخل ہو گے، مجھ پر جنت پیش کی گئی حتیٰ کہ اگر میں اس سے کوئی خوشہ لینا چاہتا تو لے لیتا لیکن میں نے اپنا ہاتھ اس سے روک لیا، مجھ پر جہنم پیش کی گئی میں نے جہنم میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جس کو بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، اس عورت نے بلی کو باندھ کے رکھا نہ اسے خود کچھ کھانے کو دیا نہ اسے چھوڑا تاکہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے کچھ چیز کھا لیتی! اور میں نے جہنم میں ابو ثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے، (معاذ اللہ) لوگ کہتے ہیں کہ کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے سورج یا چاند کو گرہن لگ جاتا ہے حالانکہ سورج اور چاند کا گرہن لگنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ تمہیں دکھاتا ہے، جب سورج یا چاند کو گرہن لگے تو تم نماز پڑھا کرو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائیں۔

۱۹۹۷- وَحَدَّثَنِیْهِ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ وَرَاَیْتُ فِی النَّارِ امْرَاَةً حِمْیَرِیَّةً

ایک اور سند سے یہی روایت منقول ہے، جس میں ہے: میں نے جہنم میں ایک لمبی کالی عورت کو دیکھا اور یہ نہیں کہا کہ وہ عورت بنی اسرائیل سے تھی۔

سَوْدَاءَ طُوَيْلَةً وَلَمْ يَكُنْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔

۱۹۹۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّاسُ إِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ بَدَأَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ أَيْضًا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا وَرُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ خَلْفَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النِّسَاءِ ثُمَّ تَقَدَّمَ وَتَقَدَّمَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى قَامَ فِي مَقَامِهِ فَانْصَرَفَ حِينَ انْصَرَفَ وَقَدْ آضَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِمَوْتِ بَشَرٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هٰذِهِ لَقَدْ جِيءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، سورج گرہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج گرہن لگا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو (دو رکعت) نماز پڑھائی جس میں چھ رکوع اور چار سجدے تھے، تکبیر سے نماز کو شروع کیا اور لمبی قرأت کی پھر قیام کے برابر رکوع کیا اور پہلی بار سے کچھ کم قرأت کی پھر قیام کے برابر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہوئے اور پہلی بار سے کچھ کم قرأت کی پھر قیام کے برابر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دوسری بار پہلی قرأت سے کچھ کم قرأت کی پھر قیام کے برابر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر سجدے میں چلے گئے پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھی، اس رکعت میں بھی تین رکوع کیے اور اس رکعت میں بھی ہر پہلا قیام بعد والے قیام سے لمبا تھا اور رکوع اور سجود برابر تھے، پھر آپ صف سے پیچھے ہٹ گئے اور مسلمان بھی پیچھے ہٹ گئے۔ راوی ابوبکر نے کہا، آپ عورتوں تک گئے پھر آگے بڑھ گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ آگے بڑھ گئے، حتیٰ کہ آپ اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا، پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور انھیں لوگوں میں سے کسی شخص کی موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا (راوی) ابوبکر نے کہا "کسی بشر کی موت کی وجہ سے"، جب تم ان میں سے کسی چیز کو دیکھو تو اس وقت تک نماز پڑھو جب تک وہ روشن ہو جائے اور جس چیز کا بھی تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اس کو اس نماز کے دوران دیکھ لیا، میرے سامنے جہنم لایا گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے اس خوف سے پیچھے ہٹتے دیکھا کہ اس کی لپٹ مجھ تک نہ آجائے یہاں تک کہ میں نے اس جہنم میں صاحب عصا کو دیکھا جو جہنم میں اپنی انتڑیوں کو کھینچ رہا تھا، وہ شخص اس لاٹھی سے حاجیوں کی چوری کرتا تھا، اگر

يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا حَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا ثُمَّ جِيءَ بِالْجَنَّةِ وَذَلِكَ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَقَدَّمْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوا إِلَيْهِ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ فَمَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هَذِهِ ۔

۱۹۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّونَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ آيَةٌ قَالَتْ نَعَمْ فَأَطَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِيَامَ جِدًّا حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ أَوِ الْغَشِيُّ فَأَخَذْتُ قِرْبَةً مِنْ مَاءٍ إِلَى جَنْبِي فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى وَجْهِي مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَخَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَإِنَّهُ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا أَوْ مِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ

حاجی کو پتا چل جاتا تو کہتا یہ کپڑا میری لاٹھی میں اٹک گیا تھا، اگر اس کو پتا نہ چلتا تو (کپڑے) لے جاتا۔ اور یہاں تک کہ میں نے جہنم میں بلی والی عورت کو دیکھا جس نے بلی کو باندھے رکھا تھا نہ اس کو خود کھلایا نہ چھوڑا تاکہ وہ حشرات الارض میں سے کچھ کھا لیتی حتیٰ کہ وہ بلی بھوک سے مر گئی، پھر میرے پاس جنت لائی گئی یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے (نماز میں) آگے بڑھتے دیکھا، میں نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر ہاتھ بڑھایا تاکہ جنت کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں تاکہ تم انھیں دیکھ لو پھر مجھے خیال آیا کہ میں ایسا نہ کروں بہرحال جس چیز کا بھی تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اس کو اپنی اس نماز میں دیکھ لیا۔

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگ گیا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں دراں حالیکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی تھیں۔ حضرت اسماء کہتی ہیں میں نے پوچھا لوگ نماز کیوں پڑھ رہے ہیں؟ حضرت عائشہ نے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے پوچھا کیا یہ کوئی علامت ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا ہاں! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل قیام کیا حتیٰ کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی، میں نے مشک سے پانی لے کر اپنے منہ یا اپنے سر پر ڈالنا شروع کیا، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے دراں حالیکہ سورج روشن ہو چکا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا ہر وہ چیز جس کو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا اس کو میں نے اس جگہ دیکھ لیا ہے حتیٰ کہ جنت اور جہنم کو بھی دیکھ لیا ہے اور مجھ پر یہ وحی کی گئی ہے کہ عنقریب تمہاری قبروں میں ایسی آزمائش کی جائے گی جیسی مسیح دجال کے وقت آزمائش ہو گی تم میں سے ہر شخص کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ رہا مومن تو وہ یہ کہے گا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ ہمارے پاس دلائل اور ہدایت لیکر آئے ہم نے ان کے پیغام کو قبول کیا اور

اَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاَطَعْنَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَيُقَالُ لَهُ نَمْ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ لَتُؤْمِنُ بِهٖ فَنَمْ صَالِحًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُ ۔

ان کی اطاعت کی۔ تین بار سوال کیا جائے گا اس کے بعد کہا جائے گا "جاؤ ہمیں معلوم تھا کہ تم ان پر ایمان رکھتے ہو۔ رہا منافق تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہہ دیا"

۲۰۰۰ ۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ وَاِذَا هِيَ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا شَانُ النَّاسِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ ۔

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس آئی درآں حالیکہ لوگ نماز میں کھڑے ہوئے تھے اور حضرت عائشہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا؟

۲۰۰۱ ۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَا تَقُلْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَلٰكِنْ قُلْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ۔

عروہ کہتے ہیں کہ سورج کے لیے کسوف نہ کہو خسوف کہو

۲۰۰۲ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا قَالَتْ فَزِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَتْ تَعْنِيْ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاَخَذَ دِرْعًا حَتّٰى اُدْرِكَ بِرِدَائِهٖ فَقَامَ لِلنَّاسِ قِيَامًا طَوِيْلًا لَوْ اَنَّ اِنْسَانًا اَتٰى لَمْ يَشْعُرْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ مَا حَدَّثَ اَنَّهٗ رَكَعَ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں جس روز سورج کو گہن لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے آئے۔ آپ نے (گھبراہٹ میں کسی عورت کی) قمیص لے لی پھر آپ کو چادر لا کر دی گئی پھر آپ نے اس قدر طویل قیام کیا کہ اگر کوئی شخص آتا تو اس کو بالکل پتا نہ چلتا کہ آپ نے رکوع کیا ہے اسی لیے طول قیام کے سبب آپ سے رکوع کی روایت کی گئی ہے۔

۲۰۰۳ ۔ وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى الْاُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَقَالَ قِيَامًا طَوِيْلًا يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَزَادَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَرْاَةِ اَسَنَّ مِنِّيْ وَاِلَى الْاُخْرٰى وَهِيَ اَسْقَمُ مِنِّيْ ۔

ایک راوی نے کہا کہ آپ نے طویل قیام کیا اور یہ زیادہ کہا کہ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ میں ایک عورت کو دیکھتی تھی جو مجھ سے زیادہ بوڑھی تھی اور ایک عورت کو دیکھتی تھی جو مجھ سے زیادہ بیمار تھی۔

۲۰۰۴ ۔ وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں

قَالَ نَا حَبَّانُ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَزِعَ فَأَخْطَأَ بِدِرْعٍ حَتَّى أُدْرِكَ بِرِدَائِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَتْ فَقَضَيْتُ حَاجَتِي ثُمَّ جِئْتُ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ أَجْلِسَ ثُمَّ أَلْتَفِتُ إِلَى الْمَرْأَةِ الضَّعِيفَةِ فَأَقُولُ هٰذِهِ أَضْعَفُ مِنِّي فَأَقُومُ فَرَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى لَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ خُيِّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَمْ يَرْكَعْ

۲۰۰۵۔ وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَدْرَ نَحْوِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَفَفْتَ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپ خوفزدہ ہوئے اور (گھبراہٹ میں کسی عورت کی) قمیص لے لی، اس کے بعد آپ کو چادر لا کر دی گئی۔ میں اپنا کام پورا کرنے کے بعد مسجد میں آئی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہیں، میں بھی نماز میں شریک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بہت طویل قیام کیا حتیٰ کہ میں نے سوچا کہ میں بیٹھ جاؤں پھر میری نظر ایک ضعیف عورت پر پڑی تو میں نے سوچا کہ یہ تو مجھ سے بھی زیادہ کمزور ہے پھر میں کھڑی رہی پھر حضور نے رکوع کیا اور بہت طویل رکوع کیا پھر حضور نے رکوع سے سر اٹھایا اور بہت طویل قیام کیا حتیٰ کہ اگر کوئی شخص دیکھتا تو خیال کرتا کہ آپ نے رکوع نہیں کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگ بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے سورۂ بقرہ کی قراءت کے برابر بہت طویل قیام کیا، پھر آپ نے بہت طویل رکوع کیا پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھا کر بہت طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے نسبتاً کم تھا، پھر آپ نے بہت طویل رکوع کیا لیکن یہ رکوع پہلے رکوع سے نسبتاً کم تھا پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر طویل قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے نسبتاً کم تھا، پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے نسبتاً کم تھا، پھر سجدہ کر کے نماز سے فارغ ہو گئے درآں حالیکہ سورج روشن ہو چکا تھا، آپ نے فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انھیں کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ جب تم گہن کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے (نماز میں) آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کسی چیز کو لے رہے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے آپ نے فرمایا میں نے جنت کو دیکھا میں اس سے ایک خوشہ توڑنے لگا اگر میں اس خوشہ کو توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کو کھاتے رہتے، اور

فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

میں نے جہنم کو دیکھا اور میں نے آج جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا میں نے جہنم میں اکثر عورتوں کو دیکھا، صحابہ نے پوچھا کس وجہ سے؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے، کہا گیا کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ فرمایا نہیں خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور نیکی کا انکار کرتی ہیں۔ اگر تم ساری عمر ان کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور پھر تم سے یہ کوئی ذرا سی (ناگوار) چیز دیکھ لیں تو کہیں گی میں نے تمہارے پاس کبھی اچھائی نہیں دیکھی۔

۲۰۰۶ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا اِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ عِيْسٰى قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ۔

ایک اور سند سے یہ روایت ہے اس میں ہے پھر ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے دیکھا۔

۲۰۰۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سورج کو گہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی اور حضرت علی سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

۲۰۰۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ نَا حَبِيْبٌ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفٍ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْاُخْرٰى مِثْلُهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن لگنے پر نماز پڑھائی آپ نے قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔

۲۰۰۹ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا اَبُو النَّضْرِ قَالَ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَيْبَانُ النَّحْوِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ح

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگا تو جماعت کا اعلان کیا گیا۔

وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ اَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ لَمَّا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ سَجْدَةٍ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ۔

"الصلوٰۃ جامعۃ" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے پھر دوسری رکعت میں دو رکوع کیے پھر سورج صاف ہو گیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے نماز کسوف سے زیادہ کبھی طویل رکوع اور سجدہ کی نماز نہیں پڑھی۔

۲۰۱۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهٗ وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِّنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ جب تم گہن کو دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو حتیٰ کہ گہن دور کر دیا جائے۔

۲۰۱۱۔ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ قَالَا نَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيْسَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند میں کسی شخص کی موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم گہن دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

۲۰۱۲۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيْعٌ وَاَبُوْ اُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا جَرِيْرٌ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ وَمَرْوَانُ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَوَكِيْعٍ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ

ایک اور سند سے روایت ہے جس دن حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو لوگوں نے کہا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج کو گرہن لگ گیا۔

لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

٢٠١٣ - حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بَرَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَزِعًا يَخْشٰى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلٰوةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي يُرْسِلُ اللهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهِ وَلٰكِنَّ اللهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْعَلَاءِ كَسَفَتْ وَقَالَ يُخَوِّفُ عِبَادَهُ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گہن لگا آپ گھبرا "کر اس طرح خوف سے کھڑے ہوئے کہ جیسے قیامت آگئی ہو، آپ مسجد میں آئے اور نماز میں سب سے پہلے طویل قیام کیا، طویل رکوع اور طویل سجدہ کیا میں نے اس سے پہلے کبھی آپ کو اس طرح نماز پڑھتے نہیں دیکھا، پھر آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ " بھیجتا ہے یہ کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لیے ان نشانیوں کو بھیجتا ہے جب تم اس قسم کی کوئی چیز دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اس سے دعا اور استغفار کی پناہ میں آؤ۔

٢٠١٤ - حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ أَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ أَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَرْمِي بِأَسْهُمِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ مَا يَحْدُثُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي انْكِسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ حَتّٰى جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ سُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تیر اندازی کر رہا تھا اچانک سورج کو گرہن لگ گیا میں نے تیروں کو پھینکا اور سوچا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گہن کے موقع پر کیا کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا درآں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ آپ نے تکبیر کہی، حمد کی، لا الٰہ الا اللہ پڑھا حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا۔ آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھی۔

٢٠١٥ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ أَرْمِي بِأَسْهُمٍ لِي بِالْمَدِينَةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ میں تیر اندازی کر رہا تھا، اچانک سورج کو گہن لگ گیا میں نے تیر پھینک دیے اور سوچا کہ بخدا! میں دیکھوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گہن لگنے کے موقع پر کیا کرتے ہیں۔ میں آپ کے

كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى مَا حَدَثَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلٰوةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُو حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا قَالَ فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَأَ سُورَتَيْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

پاس آیا دراں حالیکہ آپ نماز میں رفع یدین کر رہے تھے آپ نے تسبیح کی، حمد کی، لا الٰہ الا اللہ پڑھا، تکبیر کہی اور دعا کی حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا، حضرت عبد الرحمن کہتے ہیں کہ جب سورج صاف ہو گیا تو آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھی۔

۲۰۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ أَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَتَرَامٰى بِأَسْهُمٍ لِي عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا۔

حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جس وقت میں اپنے تیروں سے تیر اندازی کر رہا تھا، اچانک سورج کو گہن لگ گیا۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۲۰۱۷۔ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ سورج اور چاند کو کسی شخص کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات کی وجہ سے لیکن یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو نماز پڑھو۔

۲۰۱۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُصْعَبٌ وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ نَا زَائِدَةُ قَالَ نَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوهَا حَتّٰى يَنْكَشِفَ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، اس دن سورج کو گہن لگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ حیات کی وجہ سے۔ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے۔

اسلام میں سورج گرہن کی حیثیت

اشیاء کی حقیقت ، ان کے آثار اور ان میں تغیر و تبدل کی سائنسی توجیہ کیا ہے؟ اس سے قرآن مجید میں بحث ہے نہ حدیث شریف میں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بنیادی مقصد رشد و ہدایت ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان کی ترغیب ، اعمال صالحہ کی تلقین اور اعمال فاسدہ سے تنفیر کتاب اور سنت کی تعلیمات کا یہی موضوع ہے . یہی وجہ ہے کہ جب آپ سے سوال کیا گیا یسئلونک عن الاھلۃ . (بقرہ : ۱۸۹) "یہ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں" تو اللہ تعالیٰ نے چاند کی حقیقت اور ماہیت کے بارے میں نہیں بتلایا نہ یہ بتلایا کہ چاند پر پہنچنا یا چاند پر رہنا تمہارے لیے ممکن ہے یا نہیں! بلکہ یہ فرمایا : قل ھی مواقیت للناس والحج . (بقرہ : ۱۸۹) "آپ کہہ دیجئے یہ لوگوں اور حج کے لیے اوقات کے شمار کا ذریعہ ہے" یعنی مسلمانوں کو اسلامی احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے اور عبادات اور معاملات کی انجام دہی کے لیے چاند کے ساتھ جن انسانی ضروریات کا تعلق ہے وہ یہی امور ہیں . اسی طرح سورج اور چاند میں گہن لگنے کی سائنسی وجہ کیا ہے اس کو نبی علیہ السلام نے نہیں بتایا کیونکہ یہ چیز آپ کے مقصد بعثت سے متعلق ہے نہ اس کی ضرورت ہے البتہ مسلمانوں کے عقائد و اعمال کے ساتھ سورج گہن کا جو تعلق ہے اس کو آپ نے احسن طریقہ سے بیان فرما دیا جس کی تفصیل یہ ہے :

بعض مشرکین سورج اور چاند کی پرستش کرتے ہیں . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی ذات پر نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یعنی سورج اور چاند اپنی ذات کے اندر سلب نور کے تغیر اور تبدل کو قبول کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ کسی ذات کی تخلیق اور قدرت کی دلیل اور نشان ہیں خود قادر اور خالق نہیں ہیں . زمانہ جاہلیت کے بعض نجومیوں کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا آدمی مر جاتا ہے تو اس کے غم میں سورج کو گہن لگ جاتا ہے اسی اثر کی بناء پر جب آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور اتفاقاً اس موقع پر سورج کو گہن لگ گیا تو بعض نو مسلم صحابہ نے کہا کہ آپ کے صاحبزادے کی وفات کی وجہ سے سورج کو گہن لگ گیا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فوراً رد فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ حیات کی وجہ سے ، یہ وہ امور تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے سلسلے میں اصلاح عقائد کے لیے بیان فرمایا اور سورج گرہن میں جس چیز کا مسلمانوں کے عمل کے ساتھ تعلق ہے وہ ہے توبہ ، استغفار ، یاد الٰہی اور دو رکعت نماز کسوف!

www.nafseislam.com

نماز کسوف کا فلسفہ

ان احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ سورج گرہن کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مضطرب اور خوف زدہ ہو جاتے جیسے قیامت آ گئی ہو ، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ کے بعد خلفاء راشدین کا دور حکومت ہوگا . قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھوں پر فتح ہوگا ، قیصر و کسریٰ کے ایوانوں پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گی ایک طویل عرصہ تک شان و شوکت سے مسلمانوں کی حکومت رہے گی حتیٰ کہ پھر مسلمان فتنوں کا شکار ہوں گے دجال کا ظہور ہوگا . حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے . حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا جس کے سبب جزیہ اور جہاد کی ضرورت نہیں رہے گی پھر دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا ، آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا پھر اس کے بعد کہیں جا کر قیامت آئے گی! ان تمام باتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے اور احادیث میں ان کی تعلیم دی ہے اور ان امور کا جاننا ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے پھر ان تمام باتوں کے وقوع سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض سورج گرہن دیکھ کر اس طرح کیوں خوف زدہ ہو جاتے

تھے جیسے قیامت آ گئی ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سورج کو گرہن میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف الٰہی کی ایسی شدید کیفیت طاری ہوتی تھی کہ ان تمام چیزوں کے علم کے باوجود آپ کی توجہ ان امور سے ہٹ جاتی تھی اور آپ سورج کے بے نور کیے جانے کو آثار قیامت سے خیال فرماتے تھے!

رہا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گرہن دیکھ کر اس قدر کیوں خوفزدہ ہوتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ عام آدمی جب کائنات میں کسی حادثہ اور کسی چیز میں تغیر اور تبدل کو دیکھتا ہے تو اس کی نظر صرف اس حادثہ اور اس تغیر تک محدود رہتی ہے اور اللہ کا نبی جب کسی حادثہ اور کسی چیز میں تغیر کو دیکھتا ہے تو اس کی نظر اس حادثہ سے محدث اور تغیر سے متغیر اور مبدل کی طرف منتقل ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورج کو گرہن کی وجہ سے بے نور دیکھا تو آپ کی نظر اس تغیر کے خالق کی طرف پہنچی اور آپ نے جانا کہ سورج کا بے نور ہونا اللہ تعالیٰ کے آثار غضب سے ہے اور اس کائنات میں سورج سے زیادہ قوی کوئی مادی جسم نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے محور سے اگر کچھ اوپر چلا جائے تو لوگ مارے ٹھنڈک کے منجمد ہو جائیں اور اگر اپنے مدار سے کچھ نیچے آ جائے تو مارے گرمی کے لوگ جل جائیں اور اتنے قوی مادی جسم کو جس وقت اس نے بے نور کر دیا تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس وقت غضب میں ہے اور جو سورج کو چشم زدن میں بے نور کرنے پر قادر ہے وہ ہماری آنکھوں سے بصارت کے نور اور دلوں سے ایمان کے نور کو سلب کرنے پر اس سے کہیں زیادہ قادر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے خوف زدہ ہوتے تھے اور توبہ استغفار، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء تکبیر و تہلیل اور غیر معمولی طویل طریقہ سے دو رکعت پڑھ کر اس کے غضب کو ٹھنڈا کرتے اور اس کو راضی کرتے اور اسی بات کی ہمیں تعلیم دیتے تھے اور اسی کا نام اصطلاح تصوف میں معرفت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اور آثار قدرت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل کی جائے اور اس معرفت کے مطابق عمل کیا جائے۔

علم رسالت

اس باب کی احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت اور دوزخ دکھا دی گئی، قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت و دوزخ کے درمیان جس قدر حجابات تھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام حجابات کو اٹھا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے جنت اور دوزخ اور ان کے تمام احوال اور کیفیات کو دیکھ لیا۔[1] بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کو دیکھا نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان چیزوں کو بذریعہ وحی اطلاع دی ہو، جس کو آپ نے دیکھنے سے تعبیر فرمایا ہے اور بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے بعینہٖ جنت اور دوزخ کو نہیں دیکھا بلکہ آپ کو جنت اور دوزخ کی تصویر اور مثال دکھائی گئی تھی۔

لیکن یہ دونوں توجیہیں مردود اور باطل ہیں کیونکہ آپ نے فرمایا: "میں نے جنت کے خوشوں کو توڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا" اور "جہنم کے شعلوں کی لپیٹ سے بچنے کے لیے پیچھے ہٹا" اور آپ کا ہاتھ بڑھانا اور پیچھے ہٹنا علم پر منطبق ہوتا ہے نہ تصویر پر۔ اس لیے صحیح یہی ہے جیسا کہ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے آپ نے اس موقع پر جنت اور دوزخ کو حقیقۃً دیکھا ہے۔

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی کا واضح ثبوت ہے کیونکہ حدیث نمبر ۱۹۸۸ میں ہے:

---

[1] شرح مسلم ج ا ص ۲۹۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

رأیت فی مقامی ھذا کل شیء وعدتم" "میں نے اس جگہ ہر اس چیز کو دیکھ لیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔ حدیث نمبر ۱۹۹۶ میں ہے: "انہ عرض علی کل شیء تولجونہ" "مجھ پر ہر وہ چیز پیش کی گئی جس میں تم داخل ہو گے"۔ حدیث نمبر ۱۹۹۸ میں ہے: "ما من شیء توعدونہ الاقد رأیتہ فی صلوتی ھذہ" "تم سے جس چیز کا بھی وعدہ کیا گیا ہے مجھے وہ تمام چیزیں اس نماز میں دکھا دی گئیں"۔

علم کلی کی وضاحت

خیال رہے کہ علم کلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کا اجمالی علم آپ کو عطا فرما دیا ہے اور قیامت تک کی بعض جزئیات کا تفصیلی علم آپ کو وقتاً فوقتاً بتدریج دیا جاتا رہا اس لیے قرآن اور احادیث میں آپ سے جن خاص اور جزئی واقعات کے علم کی نفی کا بیان ہے اس میں علم تفصیلی کی نفی ہے جبکہ کتاب و سنت سے آپ کے لیے جس علم کلی کا ثبوت ہے وہ علم اجمالی ہے اور علم تفصیلی جو غیر متناہی احوال جزئیہ کو محیط ہے وہ اللہ عزوجل کا خاصہ ہے [1]

علم رسالت پر علم غیب کے اطلاق اور عدم اطلاق کی بحث

کتاب و سنت کے جن دلائل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ثابت ہے ان دلائل کا کوئی انکار نہیں کرتا، بحث اس میں ہوتی ہے کہ آیا اس علم پر علم غیب کا اطلاق صحیح ہے یا نہیں؟ جو علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم پر علم غیب کا اطلاق کرتے ہیں وہ علم بمعنی ادراک کہتے ہیں [2]۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے انباء المصطفیٰ اور الدولۃ المکیۃ میں تفصیل سے بیان کیا ہے کہ قرآن اور حدیث میں آپ سے جن چیزوں کے علم کی نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت آپ کو ان چیزوں کا علم نہیں تھا نہ یہ کہ وصال کے وقت تک علم حاصل نہیں ہوا کیونکہ آپ کا علم کلی نزول قرآن کے ضمن میں وصال تک تدریجاً مکمل ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس بحث میں اعلیٰ حضرت کے نزدیک آپ کو ایسی قوت مدرکہ حاصل نہیں تھی جس کی وجہ سے جس غیب کو جب چاہتے جان لیتے کیونکہ ان کے نزدیک اگر آپ کو یہ صفت حاصل ہوتی تو پھر علم تدریجی اور وصال تک علم کی تکمیل کا کوئی محمل معنی نہیں ہے۔ متقدمین علماء نے اسی اعتبار سے آپ کے علم پر علم غیب کا اطلاق کیا ہے اور ہم نے اپنی کتاب "مقام ولایت و نبوت" میں ایسے متعدد اقوال ذکر کیے ہیں [4] اور جو علماء آپ کے علوم پر علم غیب کا اطلاق نہیں کرتے ان کے نزدیک باوجود اس کے کہ آپ کثیر علوم الہیہ اور اخبار ماضیہ و مستقبلہ کے علوم کے حامل ہیں آپ کو ایسی قوت مدرکہ حاصل نہیں ہے جس سے آپ جب چاہیں جس غیب کو چاہیں جان لیں اسی قوت کو وہ علم غیب کہتے ہیں اور اسی کو وہ مفاتیح الغیب سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ شیخ انور شاہ کشمیری نے اسی طرح لکھا ہے [3]۔ اسی لیے یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے انباء غیب اطلاع علی الغیب

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1]۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں: ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع معلومات الٰہیہ کا احاطہ کر لیا ہے یہ تو مخلوق کے لیے محال ہے (الی قولہ) اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھانا بذریعہ قرآن ہوا اور قرآن تو تھوڑا تھوڑا کر کے اترا، ہر وقت نہیں اترتا تھا تو اوقات اور معلومات دونوں ہی بعض ہونا صادق ہوا۔ (الدولۃ المکیۃ ص ۲۴۹ مطبوعہ المکتبہ کراچی۔)

[2]۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رحمہ اللہ "وما علمنٰہ الشعر" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہ دیا۔ (خزائن العرفان)

[3]۔ شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۱ ص ۱۵۱، مطبوعہ مکتبۃ الحجازی قاہرہ الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۷ھ۔

[4]۔ مقام ولایت و نبوت ص ۴۲۔

اور اظہار علی الغیب ثابت ہے علم غیب ثابت نہیں ہے۔

ہمارے نزدیک مفاتیح الغیب کو ایسی قوت مدرکہ پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے مفاتیح الغیب سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جو معلومات الٰہیہ غیر متناہیہ بالفعل کا منشاء اور مبداء ہے بایں معنی کہ یہ معلومات غیر متناہیہ اس کے سامنے بالفعل مستحضر ہیں نہ یہ کہ اسے کسی علم کے حصول کے لیے استخراج اور تحصیل کی ضرورت پڑتی ہے جیسا کہ شیخ کاشمیری نے گمان کیا ہے ہم نے اس پر مفصل بحث "مقام ولایت و نبوت" میں کر دی ہے۔[1]

بعض علماء ایک اور وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر علم غیب کا اطلاق نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام مخلوق سے زیادہ علوم ثابت ہیں اس کے باوجود قرآن اور حدیث میں آپ کے علم کے لیے اطلاع، اظہار، انباء اور اخبار کے الفاظ لائے گئے ہیں اور قرآن مجید کی کسی آیت اور کسی حدیث صحیح میں صراحۃً آپ کی طرف علم غیب کی نسبت نہیں کی گئی۔ اس لیے آپ کے علوم پر علم غیب کا اطلاق جائز نہیں ہے جیسا کہ باوجود عزیز و جلیل ہونے کے آپ کو محمد عزوجل کہنا جائز نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس لیے یوں نہیں کہنا چاہیے کہ انھیں غیب کا علم ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان پر غیب ظاہر کیا گیا ہے یا وہ غیب پر مطلع کیے گئے ہیں یا انھیں غیب کا علم دیا گیا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

ولعل الحق ان يقال: ان علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته اي بلا واسطة في ثبوته له وهذا مما لا يعقل لاحد من اهل السموات والارض لمكان الامكان فيهم ذاتا وصفة وهو يابى ثبوت شيء لهم بلا واسطة، ولعل في التعبير عن المستثنى منه في السموات والارض اشارة الى علة الحكم وما وقع للخواص ليس من هذا العلم المنفي في شيء ضرورة انه من الواجب عز وجل افاضه عليهم بوجه من وجوه الافاضة فلا يقال: انهم علموا الغيب بذلك المعنى ومن قاله كفر قطعا، وانما يقال: انهم اظهروا او اطلعوا بالبناء للمفعول على الغيب او نحو ذلك مما يفهم الواسطة في ثبوت العلم لهم، ويؤيد ما ذكر انه لم يجئ

تحقیق یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے غیر سے جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے یہ وہ علم ہے جو بالذات اور بلاواسطہ ہو یعنی جس علم کے ثبوت میں کوئی واسطہ نہ ہو۔ پس آسمان اور زمین والوں کے لیے اس علم کا ثبوت ممکن نہیں کیونکہ وہ ذات اور صفت کے اعتبار سے ممکن ہیں اس لیے ان کے واسطے بلاواسطہ علم ثابت نہیں ہو سکتا، اور شاید کہ سماوات والارض کو مستثنیٰ منہ میں لانے سے اس حکم کی علت کی طرف اشارہ ہو اور خواص کو جو علم غیب حاصل ہوتا ہے وہ علم بلاواسطہ اور بالذات نہیں ہوتا کیونکہ اگر یہ علم اللہ تعالیٰ تعلیم کے کسی نہ کسی طریقہ سے عطا فرماتا ہے اس لیے یہ نہیں کہا جائے گا کہ انھوں نے بلاواسطہ علم غیب کو جان لیا اور جس نے یہ کہا وہ قطعاً کافر ہے اور صرف یہ کہنا چاہیے کہ ان پر غیب ظاہر کیا گیا یا وہ غیب پر مطلع کیے گئے یا اور کوئی لفظ جس سے یہ ثابت ہو کہ ان کو یہ علم دیا گیا ہے اور اس کی تائید یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف علم غیب کی نسبت بالکل نہیں آئی اور

[1] مقام ولایت و نبوت، ص ۱۰۔

فی القرآن الکریم نسبۃ علم الغیب الی غیرہ تعالیٰ اصلا، وجاء الاظہار علی الغیب لمن ارتضٰی سبحانہ وتعالیٰ من رسول۔ [۱]

رسول جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ان کے لیے قرآن مجید میں اظہار علی الغیب کا لفظ آیا ہے۔

اس کے بعد علامہ آلوسی نے اس مسئلہ میں طویل بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صیغہ مجہول کے ساتھ یہ کہنا تو جائز ہے کہ فلاں شخص کو غیب کا علم دیا گیا لیکن صیغہ معلوم کے ساتھ یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص کو غیب کا علم ہے یا وہ غیب جانتا ہے کیونکہ یہ قول قرآن مجید کی ظاہر آیات مثلاً "لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ" سے متصادم ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ تاویل سے اس قول کو جائز کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے میں حق کو مکروہ جانتا ہوں اور فتنہ کو پسند کرتا ہے اور رحمت سے بھاگتا ہوں جبکہ وہ حق کی موت کے ساتھ اور فتنہ کی مال اور اولاد کے ساتھ اور رحمت کی بارش کے ساتھ تاویل کرتا ہو ہر چند کہ اس تاویل سے یہ جملہ صحیح ہو گا لیکن اس جملہ کا ظاہر معیوب اور خلاف ادب ہے۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف صیغہ معلوم سے علم غیب کی نسبت کا ہے۔ ہر چند کہ علامہ آلوسی کی یہ تحقیق انتہائی احتیاط پر مبنی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد علماء راسخین نے مخلوق کے علم پر بھی علم غیب کا اطلاق کیا ہے۔ ہم نے اپنی تصنیف مقام ولایت ونبوت میں ان عبارات کے متعدد حوالے پیش کر دیے ہیں۔

کمالات رسالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے خوشوں کو توڑنے کا قصد فرمایا اور چاہتے تو توڑ لیتے اور لوگ ان کو رہتی دنیا تک کھاتے رہتے لیکن بعد میں کسی خیال سے ایسا نہیں کیا آپ کے اس قصد سے جس طرح یہ ظاہر ہوا کہ آپ جب دیکھنا چاہیں تو سات آسمان آپ کے لیے حجاب نہیں بنتے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ زمین پر رہتے ہوئے جنت میں تصرف کر سکتے ہیں اور جنت کی اشیاء آپ کے دست تصرف کی زد میں ہیں اور چونکہ غیر کی ملک میں تصرف جائز نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت آپ کی ملک کر دی ہے جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ جس جگہ آپ آرام فرما ہیں وہ جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور جب آپ زمین پر رہ کر جنت میں تصرف کر سکتے ہیں تو جنت میں جا کر اور رہ کر زمین کے اوپر بھی تصرف کر سکتے ہیں لیکن یہ تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا کے ساتھ مقید ہیں۔

جانوروں کے ساتھ سلوک

اس باب کی احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت کو بلی پر ظلم کرنے کی وجہ سے جہنم میں عذاب ہوا اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سابقہ امت کے ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو کنویں سے اپنے موزے میں پانی نکال کر پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا [۲] اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں سے حسن سلوک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے حصول کا باعث ہے اور جانوروں پر ظلم کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ جن لوگوں کا اشتغال اور تعلق جانوروں کے ساتھ رہتا ہے انہیں ان احادیث پر غور کرنا چاہیے۔

---

[۱] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی جز ۲۰ ص ۱۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

[۲] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الجنائز

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں: میت کو اس کے تخت سمیت جنازہ اور جنازہ کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ تخت کو جنازہ اور میت کو جنازہ کہتے ہیں [1]۔

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ ابن فارس نے کہا ہے کہ جنازہ مستور چیز کو کہتے ہیں اور موت جسم سے روح کے جدا ہونے کو کہتے ہیں۔ جوہری نے کہا ہے کہ میت کا لفظ مذکر اور مؤنث میں مساوی ہے، قرآن مجید میں ہے: "لیحیی بہ بلدۃ میتا" اس جگہ بلدۃ کی صفت میت آئی ہے میتۃ نہیں آئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے "الارض المیتۃ" فرمایا ہے [2]۔

علامہ شیرازی لکھتے ہیں کہ موت کو بکثرت یاد کرنا مستحب ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا "اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرو جو حیا کرنے کا حق ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اے نبی اللہ! ہم بحمد اللہ، اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا اس طرح نہیں، جو شخص اس طرح اللہ تعالیٰ سے حیا کرے جو حیا کا حق ہے اسے چاہیے کہ اپنے سر اور باقی بدن کو (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے) محفوظ رکھے اور اپنے پیٹ اور اس کے باطن کو (معصیت سے) محفوظ رکھے اور اس کو چاہیے کہ موت اور قبر کو یاد کرے اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور جس نے اس طرح کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کی جو حیا کرنے کا حق ہے [3]۔" (ترمذی)۔ علامہ شیرازی فرماتے ہیں کہ موت کی تیاری کرنے کے لیے لوگوں کے حقوق ادا کرنے چاہئیں اور گناہوں کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہیے اور عبادت کی طرف رغبت کرنی چاہیے کیونکہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو قبر کھودتے ہوئے دیکھا تو آپ اس قدر روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی اور فرمایا "میرے بھائیو! اس (قبر) کی مثل کے لیے تیاری کرو!"

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے اسانید صحیحہ سے روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: "لذات کاٹنے والی چیز (یعنی موت) کا بکثرت ذکر کرو" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار مت کرو

---

[1] علامہ محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۱ ص ۳۰۶ مطبوعہ مؤسسہ اسماعیلیان قم ایران، طبع چہارم ۱۳۶۴ھ۔

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵، ص ۱۰۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[3] علامہ ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۵، ص ۱۰۵

اور بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت جانو اور موت سے پہلے حیات کو غنیمت جانو۔[۱]

امام رافعی فرماتے ہیں: موت کا کوئی پتہ نہیں کس وقت آجائے اس لیے آدمی ہر وقت توبہ کے لیے تیار رہے، اور لوگوں کے جو حقوق اس کے ذمے ہیں اس کو ادا کرے کیونکہ بسا اوقات موت اچانک آجاتی ہے، اور یہ تمام چیزیں مریض کے لیے زیادہ مؤکد ہیں، مریض کو چاہیے کہ مرض پر صبر کرے اور استطاعت کے مطابق دوا اور علاج کرے اور مریض کے رشتہ داروں، پڑوسیوں (اور ملنے والوں) کے لیے مستحب ہے کہ اس کی عیادت کریں اور عیادت کرنے والا اگر مریض میں نیکی کی علامتیں پائے تو دعا کر کے چلا جائے اور اگر خدانخواستہ برائی کی علامتیں پائے تو اس کو توبہ کی طرف راغب کرے اور مریض کو چاہیے کہ اس موقع پر وصیت تیار کرے۔[۲]

۲۰۱۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَفُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ بِشْرٍ قَالَ اَبُوْ كَامِلٍ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا عُمَارَةُ بْنُ غُزِيَّةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کی تلقین کرو۔

۲۰۲۰ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ جَمِيْعًا بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

ایک اور سند سے بھی یہی روایت ہے۔

۲۰۲۱ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَاَبُوْ بَكْرٍ ابْنَا اَبِيْ شَيْبَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوْا جَمِيْعًا نَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کی تلقین کرو۔

۲۰۲۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ نَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنِ ابْنِ سَفِيْنَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس میں اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق "انا للہ و انا الیہ راجعون" اور اے اللہ

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح المہذب ج ۵، ص ۱۰۶/۱۰۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔

[۲] علامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد رافعی متوفی ۶۲۳ھ فتح العزیز مع شرح المہذب ج ۵ ص ۱۰۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت

قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاَخْلِفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ اَىُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنِّىْ قُلْتُهَا فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَرْسَلَ اِلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاطِبَ بْنَ اَبِىْ بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِىْ لَهٗ فَقُلْتُ اِنَّ لِىْ بِنْتًا وَاَنَا غَيُوْرٌ فَقَالَ اَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ يُّغْنِيَهَا عَنْهَا وَاَدْعُو اللّٰهَ اَنْ يَّذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ۔

مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور اس کے بعد میرے لیے خیر مقدر کر دے" کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بعد خیر مقدر کر دیتا ہے۔ حضرت اُمّ سلمہ کہتی ہیں جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا کہ مسلمانوں میں حضرت ابو سلمہ سے بہتر کون ہو گا؟ جس گھر نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی پھر بہر حال میں نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو میرے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ میں نے کہا میری ایک بیٹی ہے اور میں غیرت والی ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کی بیٹی کے لیے میں دعا کروں گا کہ وہ اس کو بیٹی سے بے فکر کر دے اور یہ بھی دعا کروں گا کہ غیرت اس سے دُور ہو جائے۔

۲۰۲۳ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُمَرُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ اَفْلَحَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سَفِيْنَةَ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاَخْلِفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مُصِيْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّىَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِىْ خَيْرًا مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو بھی کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے" انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا " اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت میں اجر دیتا ہے اور اس کے بعد بہتر آنیوالے کو مقرر کر دیتا ہے۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے مطابق یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد ان سے بہتر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے لیے مقرر کر دیا۔

۲۰۲۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا اَبِىْ قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُمَرُ يَعْنِى ابْنَ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَفِيْنَةَ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِىْ اُسَامَةَ وَزَادَ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّىَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد حسب سابق دعا کا ذکر ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون ہو گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا تو میں نے اس دعا کو پڑھا

اَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ مَنْ خَيْرٌ مِنْ اَبِي سَلَمَةَ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَزَمَ اللّٰهُ لِي فَقُلْتُهَا قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۲۵ - وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ اَبُو سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ قُولِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَاَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً قَالَتْ فَقُلْتُ فَاَعْقَبَنِي اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۲۶ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا اَبُو اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَاَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ اَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ

۲۰۲۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا الْمُثَنَّى بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا اَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ وَاخْلُفْهُ فِي تَرِكَتِهِ

اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو کلمہ خیر کہو کیونکہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسلمہ فوت ہو گئے آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ! میری مغفرت کر اور ابوسلمہ کی مغفرت کر اور ان کے بعد میرے لیے ان سے اچھا شخص مقرر کر دے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ان کے بعد ان سے بہتر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کر دیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہ کے پاس آئے درآں حالیکہ ان کی آنکھیں چڑھ گئی تھیں، آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں، پھر آپ نے فرمایا جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کو دیکھتی رہتی ہیں۔ ان کے گھر والوں نے رونا شروع کر دیا، آپ نے فرمایا اپنے لیے صرف بھلائی کی دعا کرو کیونکہ ملائکہ تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے دعا کی اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت کر اور مہدیین میں اس کا درجہ بلند کر اور اس کے بعد باقی رہنے والوں کی نگہبانی فرما، اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما۔ اے رب العالمین! اور اس کی قبر میں وسعت فرما اور اس کی قبر کو روشن کر۔

ایک اور سند سے یہ روایت ہے اور اس کی دعا میں یہ کلمات ہیں: اے اللہ! اس کے پسماندگان کی نگہبانی فرما۔ اے اللہ اس کی قبر میں وسعت کر۔ خالد حذاء نے ایک ساتویں دعا بھی ذکر کی ہے جس کو راوی بھول گیا۔

وَقَالَ اللّٰهُمَّ اَوْسِعْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَلَمْ يَقُلْ اِفْسَحْ وَزَادَ خَالِدُ الْحَذَّاءِ وَدَعْوَةٌ اُخْرٰى سَابِعَةٌ نَسِيْتُهَا.

۲۰۲۸- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ يَعْقُوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوُا الْاِنْسَانَ اِذَا مَاتَ شَخَصَ بَصَرُهٗ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ حِيْنَ يَتْبَعُ بَصَرُهٗ نَفْسَهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، صحابہ نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں روح کو دیکھتی رہتی ہیں۔

۲۰۲۹- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِی الدَّرَاوَرْدِیَّ عَنِ الْعَلَاءِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

ایک اور سند سے بھی یہی روایت ہے۔

۲۰۳۰- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ لَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيْبٌ وَفِیْ اَرْضِ غُرْبَةٍ لَاَبْكِيَنَّهٗ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّاْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الصَّعِيْدِ تُرِيْدُ اَنْ تُسْعِدَنِیْ فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تُدْخِلِی الشَّيْطَانَ بَيْتًا قَدْ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ اَبْكِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا کہ پردیس میں ایک مسافر فوت ہو گیا میں اس کے لیے اتنا روؤں گی کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو گا میں نے اس پر رونے کی تیاری کی اور مدینہ کے بالائی علاقہ سے میرا ساتھ دینے کے لیے ایک عورت آگئی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ نے فرمایا کیا تم چاہتی ہو کہ اس گھر میں پھر شیطان داخل ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کو دو بار یہاں سے نکال چکا ہے پس میں رک گئی اور نہیں روئی۔

۲۰۳۱- حَدَّثَنِیْ اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِی ابْنَ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ اِحْدٰى بَنَاتِهٖ تَدْعُوْهُ وَتُخْبِرُهٗ اَنَّ صَبِيًّا لَهَا اَوِ ابْنًا لَهَا فِی الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ ارْجِعْ اِلَيْهَا فَاَخْبِرْهَا اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَیْءٍ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو بلوایا اور خبر دی کہ ان کا بچہ فوت ہونے کے قریب ہے یا کہا کہ مرض الموت میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد سے فرمایا کہ واپس جا کر ان سے کہو کہ جو اللہ نے لے لیا اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا ہے۔ ہر چیز کی اس کے ہاں ایک مدت مقرر ہے، ان

عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَعَادَ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّهَا قَدْ اَقْسَمَتْ لَتَاْتِيَنَّهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ كَاَنَّهَا فِيْ شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ۔

سے کہو کہ وہ صبر کریں، اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں تو وہ قاصد پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ وہ آپ کو قسم دیتی ہیں کہ آپ ضرور آئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی اٹھے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ آپ کے سامنے بچہ کو لایا گیا تو اس کا سانس اکھڑ رہا تھا جیسے پرانی مشک سے پانی کی آواز نکلتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت سعد نے کہا یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

۲۰۳۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ جَمِيْعًا عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ حَمَّادٍ اَتَمُّ وَاَطْوَلُ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۰۳۳۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّدَفِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهٗ فَاَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهٗ فِيْ غَشِيَّةٍ فَقَالَ اَقَدْ قُضِيَ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا اَوْ اَشَارَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، جب وہاں پہنچے تو ان کو بیہوش پایا، آپ نے پوچھا کیا یہ فوت ہو گئے؟ حاضرین نے کہا نہیں! یارسول اللہ! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ جب حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے آپ نے فرمایا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ آنکھ سے بہنے والے آنسو اور دل کے رنج پر عذاب نہیں دیتا لیکن اس کی بناء پر یا عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

إلى لسانه أو يرحم.

۲۰۳۴- حدثنا محمد بن المثنى العنزي قال نا محمد بن جهضم قال نا إسمعيل وهو ابن جعفر عن عمارة يعني ابن غزية عن سعيد بن الحارث بن المعلى عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أنه قال كنا جلوسا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ جاءه رجل من الأنصار فسلم عليه ثم أدبر الأنصاري فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أخا الأنصار كيف أخي سعد بن عبادة فقال صالح فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعوده منكم فقام وقمنا معه ونحن بضعة عشر ما علينا نعال ولا خفاف ولا قلانس ولا قمص نمشي في تلك السباخ حتى جئناه فاستأخر قومه من حوله حتى دنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه الذين معه.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس وقت انصار میں سے ایک شخص نے آکر آپ کو سلام کیا پھر واپس جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار کے بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا اچھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ان کی عیادت کرتا ہے؟ (یہ کہہ کر) آپ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہم دس سے کچھ زیادہ تھے، ہمارے پاس جوتے تھے نہ موزے ٹوپیاں تھیں نہ قمیصیں (ہم اسی حال میں) اس پتھریلی زمین پر چل رہے تھے حتی کہ ہم حضرت سعد کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے قریب جو لوگ تھے وہ ایک طرف ہو گئے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ جانے والے صحابہ قریب آ گئے۔

۲۰۳۵- حدثنا محمد بن بشار العبدي قال نا محمد يعني ابن جعفر قال نا شعبة عن ثابت قال سمعت أنس بن مالك يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبر عند الصدمة الأولى.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر وہی ہے جو ابتدائے صدمہ کے وقت کیا جائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۰۳۶- حدثنا محمد بن المثنى قال نا عثمان بن عمر قال نا شعبة عن ثابت البناني عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى على امرأة تبكي على صبي لها فقال اتقي الله واصبري فقالت وما تبالي بمصيبتي فلما ذهب قيل لها إنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذها مثل الموت فأتت بابه فلم تجد على

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس آئے جو اپنے بچہ پر رو رہی تھی آپ نے اس سے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور صبر کرو! وہ کہنے لگی آپ کو میری مصیبت کا کیا اندازہ ہے! جب آپ تشریف لے گئے تو اسے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے! (یہ سن کر) وہ ایسے ڈری جیسے موت آ گئی ہو! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو دیکھا آپ کے

بَابِهِ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ اَوَّلِ صَدْمَةٍ اَوْقَالَ عِنْدَ اَوَّلِ الصَّدْمَةِ.

دروازے پر کوئی دربان نہیں تھا! وہ کہنے لگی یارسول اللہ! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا آپ نے فرمایا صبر وہی ہے جو ابتدائی صدمہ کے وقت کیا جائے۔

۲۰۳۷- وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو ح وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالُوْا جَمِيْعًا نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ بِقِصَّتِهِ وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الصَّمَدِ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ.

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

۲۰۳۸- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ بِشْرٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بَكَتْ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ مَهْلًا يَا بُنَيَّةُ اَلَمْ تَعْلَمِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رونے لگیں تو حضرت عمر نے فرمایا: اے بیٹی خاموش ہو جاؤ! کیا تم نہیں جانتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر اس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

۲۰۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهِ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر قبر میں نوحہ کیے جانے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

۲۰۴۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَصِيْحَ عَلَيْهِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا اور ان پر بیہوشی طاری ہو گئی تو لوگ چیخ کر ان پر رونے لگے۔ جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت پر زندہ کے رونے کی وجہ سے عذاب

قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ الْحَیِّ ۔

۲۰۴۱ ۔ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّا اُصِیْبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ جَعَلَ صُهَیْبٌ یَقُوْلُ وَا اَخَاهُ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ یَا صُهَیْبُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ الْحَیِّ ۔

۲۰۴۲ ۔ وَحَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنَا شُعَیْبُ بْنُ صَفْوَانَ اَبُوْ یَحْیٰی عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُصِیْبَ عُمَرُ فَاَقْبَلَ صُهَیْبٌ مِنْ مَنْزِلِهٖ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَامَ بِحِیَالِهٖ یَبْکِیْ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ عَلٰی مَا تَبْکِیْ اَعَلَیَّ تَبْکِیْ فَقَالَ اِیْ وَاللّٰهِ لَعَلَیْکَ اَبْکِیْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّبْکٰی عَلَیْهِ یُعَذَّبُ قَالَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِمُوْسَی بْنِ طَلْحَةَ فَقَالَ کَانَتْ عَآئِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ اِنَّمَا کَانَ اُولٰٓئِکَ الْیَهُوْدُ ۔

۲۰۴۳ ۔ وَحَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا طُعِنَ عَوَّلَتْ عَلَیْهِ حَفْصَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ یَا حَفْصَةُ اَمَا سَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُعَوَّلُ عَلَیْهِ یُعَذَّبُ وَعَوَّلَ عَلَیْهِ صُهَیْبٌ فَقَالَ عُمَرُ یَا صُهَیْبُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَیْهِ یُعَذَّبُ ۔

۲۰۴۴ ۔ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ رُشَیْدٍ قَالَ نَا اِسْمٰعِیْلُ

ہوتا ہے۔

ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ چیخ کر کہنے لگے ہائے افسوس میرے بھائی! حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ اے صہیب کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زندہ کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر رونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس چیز پر رو رہے ہو! کیا مجھ پر رو رہے ہو؟ وہ کہنے لگے ہاں! خدا کی قسم! اے امیر المؤمنین میں آپ ہی کی وجہ سے رو رہا ہوں! حضرت عمر نے فرمایا خدا کی قسم تم جان چکے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر رویا جاتا ہے اسے عذاب دیا جاتا ہے راوی کہتے ہیں میں نے اس بات کا حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا تھا وہ یہودی تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب زخمی کر دیے گئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان پر با آواز بلند رونے لگیں حضرت عمر نے کہا اے حفصہ! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جس پر رویا جاتا ہے اسے عذاب دیا جاتا ہے، پھر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ با آواز بلند رونے لگے تو حضرت عمر نے ان سے بھی فرمایا: اے صہیب! کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر با آواز بلند رویا جائے اس پر عذاب ہوتا ہے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ نَا اَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ
قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةَ اُمِّ اَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَ
عِنْدَهٗ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ فَجَآءَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْدُهٗ قَآئِدٌ فَاُرَاهُ اَخْبَرَهٗ بِمَكَانِ
ابْنِ عُمَرَ فَجَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ فَكُنْتُ
بَيْنَهُمَا فَاِذَا صَوْتٌ مِّنَ الدَّارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَاَنَّهٗ
يُعَرِّضُ عَلٰى عَمْرٍو اَنْ يَّقُوْمَ فَيَنْهَاهُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ
لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ قَالَ فَاَرْسَلَهَا عَبْدُ اللّٰهِ مُرْسَلَةً
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كُنَّا مَعَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى اِذَا كُنَّا
بِالْبَيْدَآءِ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ
فَقَالَ لِيَ اذْهَبْ فَاعْلَمْ لِيْ مَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ
فَذَهَبْتُ فَاِذَا هُوَ صُهَيْبٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَعْلَمَ
لَكَ مَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ وَاِنَّهٗ صُهَيْبٌ فَقَالَ مُرْهُ
فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ مَعَهٗ اَهْلَهٗ قَالَ وَاِنْ
كَانَ مَعَهٗ اَهْلُهٗ رُبَّمَا قَالَ اَيُّوْبُ مَرَّةً فَلْيَلْحَقْ
بِنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا لَمْ يَلْبَثْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ اُصِيْبَ
فَجَآءَ صُهَيْبٌ يَقُوْلُ وَااَخَاهُ وَاصَاحِبَاهُ فَقَالَ
عُمَرُ اَلَمْ تَعْلَمْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ قَالَ اَيُّوْبُ اَوْ لَمْ
تَعْلَمْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ قَالَ
فَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَاَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً وَاَمَّا عُمَرُ فَقَالَ
بِبَعْضِ فَقُمْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهَا فَحَدَّثْتُهَا بِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ
مَا قَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ اِنَّ
الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَحَدٍ وَّلٰكِنَّهٗ قَالَ اِنَّ الْكَافِرَ

عنہا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام ابان کے جنازہ کے منتظر تھے اور حضرت ابن عمر کے پاس عمرو بن عثمان بھی بیٹھے تھے۔ اتنے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی ایک شخص لے کر آ گیا (وہ نابینا ہو چکے تھے) میرا خیال ہے کہ انہیں حضرت ابن عمر کی جگہ بتا دی گئی تھی کیونکہ وہ آ کر میرے پہلو میں بیٹھ گئے اور میں ان دونوں کے درمیان تھا۔ اچانک گھر سے رونے کی آواز آئی حضرت ابن عمر نے عمرو بن عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ کھڑے ہو کر ان کو منع کریں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا ہے کہ گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس حکم کو عام رکھا اور اس میں کوئی قید نہیں لگائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک بار ہم امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب مقام بیداء میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت عمر نے مجھ سے فرمایا جاؤ جا کر معلوم کرو یہ کون شخص ہے؟ میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے واپس آ کر کہا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں جا کر اس شخص کے بارے میں معلوم کروں وہ شخص صہیب ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا ان کو ہمارے پاس بلا کر لاؤ! میں نے کہا ان کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی ہیں حضرت عمر نے فرمایا اگرچہ ان کے ساتھ اہلیہ بھی ہوں ان کو بلا کر لاؤ۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر زخمی کر دیے گئے پھر حضرت صہیب آئے اور کہنے لگے ہائے افسوس! میرے بھائی! ہائے افسوس میرے ساتھی! حضرت عمر نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم یا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے بعض گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے!

حضرت عبداللہ بن عمر نے مطلق کہا تھا اور حضرت عمر نے کہا تھا بعض گھر والوں کے رونے سے، راوی کہتے ہیں میں

يَزِيْدُهُ اللّٰهُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ عَذَابًا وَّاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى قَالَ اَيُّوْبُ قَالَ ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِى الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَوْلُ عُمَرَ وَ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ اِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُوْنِّىْ عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ وَلَا مُكَذَّبَيْنِ وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ۔

۲۰۴۵۔ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَتْ اِبْنَةٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِمَكَّةَ قَالَ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا قَالَ فَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَاِنِّىْ لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا اَوْ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى اَحَدِهِمَا ثُمَّ جَآءَ الْاٰخَرُ فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِىْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مُوَاجِهُهٗ اَلَا تَنْهٰى عَنِ الْبُكَآءِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَّكَّةَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَآءِ الرَّكْبُ قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ صُهَيْبٌ قَالَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ادْعُهٗ لِىْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ

کھڑا ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور حضرت ابن عمر نے جو کچھ کہا تھا انھیں بتایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بالکل نہیں کہا کہ میت کو کسی کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے لیکن آپ نے یہ فرمایا تھا کہ گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب زیادہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے اور کوئی شخص کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوا کہ یہ بات حضرت عمر اور ابن عمر نے کہی ہے تو انھوں نے فرمایا تم نے جن شخصیتوں سے یہ حدیث روایت کی ہے وہ جھوٹے ہیں نہ ان کو کوئی جھوٹا سمجھتا ہے لیکن سننے میں غلطی ہو جاتی ہے۔

عبد اللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا مکہ میں انتقال ہو گیا۔ ہم ان کے جنازہ میں شریک ہونے کے لیے گئے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی آ گئے اور میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا، حضرت عبد اللہ بن عمر نے عمرو بن عثمان سے کہا درآں حالیکہ وہ ان کے سامنے تھے "تم ان لوگوں کو رونے سے کیوں نہیں روکتے! کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس قسم کی کچھ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی فرماتے تھے۔ پھر حدیث بیان کی کہ میں حضرت عمر کے ساتھ مکہ سے لوٹ کر آ رہا تھا حتیٰ کہ جب ہم بیداء میں پہنچے تو ایک درخت کے سائے کے نیچے کچھ سوار نظر آئے حضرت عمر نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کون سوار ہیں میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے جا کر حضرت عمر کو بتایا حضرت عمر نے فرمایا ان کو بلا کر لاؤ، میں نے جا کر حضرت صہیب سے کہا: امیر المومنین کے پاس چلو۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو حضرت

ارْتَحِلْ فَالْحَقْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا أَنْ أُصِيبَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا صُهَيْبُ أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ بَعْضِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللهُ عُمَرَ لَا وَاللهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَحَدٍ وَلٰكِنْ قَالَ إِنَّ اللهَ يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَسْبُكُمُ الْقُرْاٰنُ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللهُ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ فَوَاللهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ شَيْءٍ

صہیب آکر رونے لگے اور کہنے لگے ہائے افسوس میرے بھائی! ہائے افسوس میرے ساتھی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے صہیب کیا تم مجھ پر رو رہے ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بعض گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عمر پر رحم کرے بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کے رونے سے مسلمان کو عذاب دیتا ہے۔ لیکن آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ گھر والوں کے رونے کی وجہ سے کافر کے عذاب میں زیادتی کرتا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا تمہارے لیے یہ آیت کافی ہے (ترجمہ): کوئی شخص کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا یہ سن کر حضرت ابن عمر نے کچھ نہیں فرمایا۔

۲۰۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةِ أُمِّ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَنُصَّ رَفْعَ الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نَصَّهُ أَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدِيثُهُمَا أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرٍو۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۲۰۴۷ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زندہ کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

۲۰۴۸ - وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ

عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے

WWW.NAFSEISLAM.COM

الزَّهْرَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا مَرَّتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَنْتُمْ تَبْكُونَ وَإِنَّهُ لَيُعَذَّبُ۔

۲۰۴۹۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ فَقَالَتْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ أَوْ بِذَنْبِهِ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ وَذٰلِكَ مِثْلُ قَوْلِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ وَفِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ وَقَدْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ ثُمَّ قَرَأَتْ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ يَقُولُ حِينَ تَبَوَّءُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ۔

۲۰۵۰۔ **وَحَدَّثَنَاهُ** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَحَدِيثُ أَبِي أُسَامَةَ أَتَمُّ۔

۲۰۵۱۔ **وَحَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ

حضرت ابن عمر کا یہ قول ذکر کیا گیا کہ میت کے گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن پر رحم فرمائے اس نے سُنا اور یاد نہیں رکھا۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ کے سامنے ایک یہودی کا جنازہ گزرا جس پر وہ رو رہے تھے، آپ نے فرمایا تم اس پر رو رہے ہو اور اس کو عذاب ہو رہا ہے۔

عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا انہیں یاد نہیں رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ میت کو اس کی خطایا گناہوں کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہوتا ہے اور گھر والے اس پر رو رہے ہوتے ہیں اور ابن عمر کا یہ قول ان کے اس قول کی طرح ہے جس میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے دن اس کنوئیں پر کھڑے ہوئے جس میں مشرکین کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ کہا اور یہ نہیں کہا تھا کہ یہ میری بات سن رہے ہیں اور وہ بھول گئے۔ حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ): آپ مُردوں کو نہیں سناتے اور آپ قبر والوں کو سنانے والے نہیں ہیں (وہ اس وقت کی خبر دے رہے ہیں) جبکہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا چکے ہیں

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ کے

بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ اَوْ اَخْطَاَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا۔

سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ زندہ کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن کی مغفرت فرمائے انھوں نے جھوٹ نہیں بولا یا وہ بھول گئے یا سمجھ نہیں سکے۔ بات صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودیہ پر ہوا جس پر رویا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ اس پر رو رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

۲۰۵۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ الطَّائِيِّ وَمُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ بِالْكُوْفَةِ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

علی بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ کوفہ میں جس شخص پر سب سے پہلے نوحہ کیا گیا وہ قرظہ بن کعب تھا۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس شخص پر نوحہ کیا جاتا ہے قیامت کے دن اس کو اس نوحہ کی وجہ سے عذاب ہو گا۔

۲۰۵۳ - وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْاَسَدِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْاَسَدِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مروی ہے۔

۲۰۵۴ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ قَالَ نَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک دیگر سند کے ساتھ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے اسی کی مثل روایت ہے۔

۲۰۵۵ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ ح وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ اَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ نَا اَبَانُ قَالَ نَا يَحْيٰى اَنَّ زَيْدًا حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا مَالِكٍ الْاَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار چیزیں ہیں جن کو لوگ نہیں چھوڑیں گے، حسب و نسب پر فخر کرنا۔ دوسرے شخص کو نسب کا طعنہ دینا، ستاروں کو بارش کا سبب جاننا، اور نوحہ کرنا۔ نوحہ کرنے

النبي صلى الله عليه وسلم قال اربع في امتي من امر الجاهلية لا يتركونهن الفخر في الاحساب والطعن في الانساب والاستسقاء بالنجوم والنياحة وقال النائحة اذا لم تتب قبل موتها تقام يوم القيامة وعليها سربال من قطران ودرع من جرب۔

والے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کریں تو انھیں قیامت کے دن گندھک اور خارش کی قمیص پہنائی جائے گی۔

۲۰۵۶۔ وحدثنا ابن المثنى وابن ابي عمر قال قال ابن المثنى نا عبد الوهاب قال سمعت يحيى بن سعيد يقول اخبرتني عمرة انها سمعت عائشة تقول لما جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل زيد بن حارثة وجعفر بن ابي طالب وعبد الله ابن رواحة جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرف فيه الحزن قالت وانا انظر من صائر الباب شق الباب فاتاه رجل فقال يا رسول الله ان نساء جعفر وذكر بكاءهن فامره ان يذهب فينهاهن فذهب فاتاه فذكر انهن لم يطعنه فامره الثانية ان يذهب فينهاهن فذهب ثم اتاه فقال والله لقد غلبننا يا رسول الله قالت فزعمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذهب فاحث في افواههن من التراب قالت عائشة فقلت ارغم الله انفك والله ما تفعل ما امرك رسول الله صلى الله عليه وسلم وما تركت رسول الله صلى الله عليه وسلم من العناء۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غم کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں دروازے کی جھری سے دیکھ رہی تھی ایک شخص نے آکر کہا یا رسول اللہ! حضرت جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ! جاکر انھیں منع کر دو۔ وہ جاکر واپس آیا اور کہا کہ وہ اس کا کہنا نہیں مانتیں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ جاکر انھیں منع کر دو وہ پھر واپس آیا اور کہا: یا رسول اللہ! خدا کی قسم وہ ہم پر غالب ہیں، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میرے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاکر ان کے منہ میں مٹی ڈال دو، حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے دل میں کہا تیری ناک خاک آلود ہو تو وہ کام کیوں نہیں کرتا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے! اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف سے نجات دیتا ہے۔

۲۰۵۷۔ وحدثناه ابو بكر بن ابي شيبة قال نا عبد الله بن نمير ح وحدثني ابو الطاهر قال انا عبد الله بن وهب عن معاوية بن صالح ح وحدثني احمد بن ابراهيم الدورقي قال نا عبد الصمد قال نا عبد العزيز يعني ابن مسلم

ایک اور سند کے ساتھ آخری جملہ یوں ہے نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھکاوٹ سے نجات دیتا ہے۔

كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَ فِي حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَمَا تَرَكَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعِيِّ ۔

۲۰۵۸ ۔ حَدَّثَنِيْ أَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوْبُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا تَنُحْنَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ إِلَّا خَمْسٌ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِ ابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ ہم کسی (میت) پر نوحہ نہیں کریں گی، سوائے پانچ عورتوں کے اور کسی نے اس عہد کو پورا نہیں کیا، ام سلیم، ام علاء، ابو سبرہ کی بیٹی اور زوجہ معاذ رضی اللہ عنہن ۔

۲۰۵۹ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْعَةِ أَنْ لَا تَنُحْنَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا غَيْرُ خَمْسٍ مِنْهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت ہم سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم کسی پر نوحہ نہ کریں۔ حضرت ام سلیم سمیت پانچ عورتوں کے سوا اس عہد کو کسی نے پورا نہیں کیا۔

۲۰۶۰ ۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ أَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ نَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا (إلى) وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ قَالَتْ كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا آلَ فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا أَسْعَدُوْنِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِيْ مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا آلَ فُلَانٍ ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (ترجمہ) "عورتیں آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی (الی قولہ) اور نہ کسی نیک کام میں نافرمانی کریں گی ان باتوں میں نوحہ (کی ممانعت بھی تھی) حضرت ام عطیہ نے کہا میں سوائے فلاں قبیلہ کے نوحہ نہیں کروں گی کیونکہ انھوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ نوحہ کرنے میں تعاون کیا تھا بس میرے لیے ضروری ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ تعاون کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اس قبیلہ کے (باقی میں اجازت نہیں)۔

۲۰۶۱ ۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا ۔

محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمیں جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کیا جاتا تھا لیکن سختی کے ساتھ نہیں۔

۲۰۶۲ ۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں

قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا جاتا تھا لیکن ہم پر سختی نہیں کی جاتی تھی۔

۲۰۶۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اس کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ بار بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو اور آخر میں کچھ کافور رکھ دینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔ ہم نے فارغ ہونے کے بعد آپ کو اطلاع دی آپ نے ہماری طرف اپنی چادر پھینکی اور فرمایا اس کو سب کپڑوں کے نیچے پہنانا۔

۲۰۶۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ.

حضرت ام عطیہ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ان (آپ کی صاحبزادی) کی تین چوٹیاں کر دی تھیں۔

۲۰۶۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا نَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ كُلُّهُمْ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَتْ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی فوت ہو گئی اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے درآں حالیکہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے جس وقت آپ کی صاحبزادی فوت ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۲۰۶۶ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ غَيْرَ

ایک اور سند سے حضرت ام عطیہ سے روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا تین بار یا پانچ بار

www.nafseislam.com

اَنَّهُ قَالَ ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا رَاْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ۔

یا سات بار یا اس سے زیادہ دفعہ، اور ام عطیہؓ نے کہا ہم نے ان کے سر کی تین چوٹیاں کر دی تھیں

۲۰۶۷۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَاَنَا اَيُّوْبُ قَالَ وَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا قَالَتْ وَقَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو طاق مرتبہ غسل دو، تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور حضرت اُمّ عطیہ نے کہا ہم نے ان کے سر کی تین چوٹیاں کیں۔

۲۰۶۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ عَمْرٌو نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا وَاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَاَعْلِمْنَنِيْ قَالَتْ فَاَعْلَمْنَاهُ فَاَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو طاق مرتبہ غسل دو، تین بار یا پانچ بار، اور پانچویں بار کافور رکھ دینا، اور جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر دینا ہم نے آپ کو خبر دی تو حضور نے اپنی چادر ہمیں دی اور فرمایا اسے سب کپڑوں کے نیچے پہنانا۔

۲۰۶۹۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ اِحْدٰى بَنَاتِهِ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ وَعَاصِمٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ اَثْلَاثٍ قَرْنَيْهَا وَنَاصِيَتَهَا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے دراں حالیکہ ہم آپ کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اسے طاق بار غسل دو پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ۔ باقی حدیث حسب سابق ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام عطیہ نے کہا ہم نے ان کے بالوں کی تین مینڈھیاں کر دیں، دو کنپٹیوں کی طرف اور ایک پیشانی کے سامنے۔

۲۰۷۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ اَمَرَنَا اَنْ نَغْسِلَ ابْنَتَهُ قَالَ لَهَا اَبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں اپنی صاحبزادی کو غسل دینے کا حکم دیا تو فرمایا: دائیں جانب اور اعضاء وضو سے غسل دینا شروع کریں۔

مَوَاضِعَ الْوُضُوْءِ مِنْهَا۔

۲۰۷۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهٖ اِبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعَ الْوُضُوْءِ مِنْهَا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے غسل کے بارے میں ہدایت دی کہ دائیں طرف اور اعضاء وضو کی طرف سے غسل دینا شروع کریں۔

۲۰۷۲۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ شَيْءٌ يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رَاْسِهٖ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعُوْهَا مِمَّا يَلِيْ رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہجرت کی جس کا اجر اللہ کے پاس ثابت ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انھیں دنیا میں کوئی اجر نہیں ملا، ان میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور انھیں کفن دینے کے لیے ایک چادر کے سوا اور کچھ نہ تھا اس چادر کو جب ہم سر پر رکھتے تو پیر کھل جاتے اور پیروں پر رکھتے تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس چادر کو ان کے سر کے قریب رکھ دو اور پیروں پر اذخر (گھاس) ڈال دو اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کی محنت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کو چن چن کر کھا رہے ہیں۔

۲۰۷۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ قَالَ اَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۰۷۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى اَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (علاقہ) سحول کی بنی ہوئی تین سفید سوتی چادروں

وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَأَمَّا الْحُلَّةُ فَإِنَّمَا شُبِّهَ عَلَى النَّاسِ فِيهَا إِنَّهَا اشْتُرِيَتْ لَهُ لِيُكَفَّنَ فِيهَا فَتُرِكَتِ الْحُلَّةُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَأَحْبِسَنَّهَا حَتَّى أُكَفِّنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَهَا اللهُ لِنَبِيِّهِ لَكَفَّنَهُ فِيهَا فَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ

میں کفن دیا گیا ان میں قمیص تھی اور نہ عمامہ اور حلہ (ایک قسم کی دو چادریں) کے بارے میں لوگوں کو اشتباہ ہے، میں نے اس کو صرف اس لیے خریدا تھا کہ آپ کو اس میں کفن دیا جائے پھر حلہ چھوڑ دیا گیا اور آپ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا، پھر اس حلہ کو عبد اللہ بن ابی بکر نے لیا اور کہا میں اس کو سنبھال کر رکھوں گا تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جائے، پھر کہا اگر اللہ تعالیٰ (یہ کپڑا) پسند فرماتا تو اس کے نبی کے کفن میں کام آتا پھر انھوں نے اس حلہ کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کر دیا۔

٢٠٧٥ ـ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أُدْرِجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ يَمَنِيَّةٍ كَانَتْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ثُمَّ نُزِعَتْ عَنْهُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا عِمَامَةٌ وَلَا قَمِيصٌ فَرَفَعَ عَبْدُ اللهِ الْحُلَّةَ فَقَالَ أُكَفَّنُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ لَمْ يُكَفَّنْ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُكَفَّنُ فِيهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی حلہ میں لپیٹا گیا یہ حلہ حضرت عبد اللہ بن ابی بکر کا تھا پھر اس کو نکال لیا گیا پھر آپ کو تین سحولی یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں عمامہ تھا نہ قمیص، حضرت عبد اللہ نے وہ حلہ اٹھا لیا اور کہا کہ میں اس کو اپنے کفن کے لیے رکھوں گا پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں کفن نہیں دیا گیا تو میں اس کو کیسے رکھوں! پھر اس کو صدقہ کر دیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

٢٠٧٦ ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ إِدْرِيسَ وَعَبْدَةُ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيهِ قِصَّةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے مگر اس میں حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہیں ہے۔

٢٠٧٧ ـ وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا

تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا فِيْ كَمْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ سَحُوْلِيَّةٍ۔

حضرت عائشہ نے فرمایا تین سحولی کپڑوں میں!

۲۰۷۸۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنِيْ وَقَالَ الْاٰخَرَانِ نَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ سُجِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ بِثَوْبِ حِبَرَةٍ۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے تو آپ پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی۔

۲۰۷۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ اَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَوَاءً۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۰۸۰۔ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِيْ كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يُّضْطَرَّ اِنْسَانٌ اِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهٗ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اپنے ایک صحابی کا ذکر کیا جس کو انتقال کے بعد چھوٹے سے کپڑے میں کفن دیا گیا، اور اسے رات کو دفن کر دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رات ہی دفن کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کیونکہ آپ کو اس کی نماز پڑھنے کا موقع نہیں مل سکا اور فرمایا مجبوری ہو تو علیحدہ بات ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔

۲۰۸۱۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ نَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنازہ کو جلدی لے جاؤ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو اچھائی کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ بد ہے تو تم اپنی گردنوں سے برائی کو جلد اتار پھینکو گے

غَيْرُ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

۲۰۸۲ - وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ حَفْصَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ قَالَ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی معمولی تغیر سے یہ روایت منقول ہے۔

۲۰۸۳ - وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَهَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ قَالَ هَارُوْنُ نَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَرَّبْتُمُوْهَا اِلَى الْخَيْرِ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذٰلِكَ كَانَ شَرًّا تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ کو تیزی سے لے جاؤ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے بھلائی کے قریب لے جا رہے ہو اور اگر برا ہے تو تم برائی کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

۲۰۸۴ - وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَهَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِهَارُوْنَ وَحَرْمَلَةَ قَالَ هَارُوْنُ نَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْاَعْرَجُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ اِنْتَهٰى حَدِيْثُ اَبِی الطَّاهِرِ وَزَادَ الْاٰخَرَانِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّیْ عَلَيْهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمَّا بَلَغَهٗ حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ ضَيَّعْنَا فِیْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز پڑھے جانے تک جنازہ کے ساتھ رہا اسے ایک قیراط اجر ملے گا، اور جو شخص دفن تک رہا اس کو دو قیراط اجر ملے گا۔ پوچھا گیا قیراط سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔ سالم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر صرف نماز جنازہ پڑھ کر چلے جاتے تھے، جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی تو کہنے لگے ہم نے بہت سے قیراطوں کو ضائع کر دیا۔

۲۰۸۵ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْلِهِ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْأَعْلَى حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے پہاڑوں تک روایت کرتے ہیں اور اس سند میں اس کے بعد کا ذکر نہیں ہے۔

۲۰۸۶ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي رِجَالٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَقَالَ مَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت کرتے ہیں اور اس میں ہے جو شخص جنازہ کے ساتھ دفن ہونے تک رہا۔

۲۰۸۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَلَمْ يَتْبَعْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ تَبِعَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز جنازہ پڑھی اور جنازہ کے ساتھ نہیں گیا اس کے لیے ایک قیراط (اجر) ہے اور جو شخص جنازہ کے ساتھ گیا اس کے لیے دو قیراط اجر ہے آپ نے فرمایا چھوٹا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

۲۰۸۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى تُوضَعَ فِي الْقَبْرِ فَقِيرَاطَانِ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَا الْقِيرَاطُ قَالَ مِثْلُ أُحُدٍ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ہے اور جو جنازہ کے ساتھ گیا حتیٰ کہ جنازہ کو قبر میں اتار دیا گیا اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ سے پوچھا قیراط کتنا ہے؟ انھوں نے بتایا اُحد پہاڑ کے برابر۔

۲۰۸۹ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنازہ کے ساتھ گیا اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ایسی احادیث بکثرت بیان

قيراط من الأجر فقال ابن عمر أكثر علينا أبو هريرة فبعث إلى عائشة فسألها فصدقت أبا هريرة فقال ابن عمر لقد فرطنا في قراريط كثيرة۔

۲۰۹۰ - وحدثني محمد بن عبد الله بن نمير قال نا عبد الله بن يزيد قال حدثني حيوة قال حدثني أبو صخر عن يزيد بن عبد الله بن قسيط أنه حدثه أن داود بن عامر بن سعد بن أبي وقاص حدثه عن أبيه أنه كان قاعدا عند عبد الله بن عمر رضي الله عنهما إذ طلع خباب صاحب المقصورة فقال يا عبد الله بن عمر ألا تسمع ما يقول أبو هريرة رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من خرج مع جنازة من بيتها وصلى عليها ثم تبعها حتى تدفن كان له قيراطان من الأجر كل قيراط مثل أحد ومن صلى عليها ثم رجع كان له من الأجر مثل أحد فأرسل ابن عمر خبابا إلى عائشة رضي الله عنها يسألها عن قول أبي هريرة ثم يرجع إليه ثم يخبره ما قالت وأخذ ابن عمر قبضة من حصباء المسجد يقلبها في يده حتى رجع إليه الرسول فقالت عائشة صدق أبو هريرة فضرب ابن عمر رضي الله عنهما بالحصى الذي كان في يده الأرض ثم قال لقد فرطنا في قراريط كثيرة۔

۲۰۹۱ - وحدثنا محمد بن بشار قال نا يحيى بن سعيد قال نا شعبة قال حدثني قتادة عن سالم بن أبي الجعد عن معدان بن أبي طلحة اليعمري عن ثوبان رضي الله عنه مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من صلى على جنازة فله قيراط

کرتے ہیں۔ انھوں نے حضرت عائشہ کے پاس بھیج کر پوچھوایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ کی تصدیق کر دی تب حضرت ابن عمر نے کہا ہم نے بہت سے قیراطوں میں کمی کر دی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے استنے میں حضرت خباب صاحب مقصورہ آئے اور کہنے لگے: اے عبد اللہ بن عمر! کیا آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے جنازہ کے ساتھ گیا اور نماز جنازہ پڑھی پھر دفن تک جنازہ کے ساتھ رہا تو اس کو دو قیراط اجر ملے گا، ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص نماز جنازہ پڑھ کر لوٹ آیا تو اس کو اُحد پہاڑ کے برابر اجر ملے گا۔ حضرت ابن عمر نے حضرت خباب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس حدیث کی تصدیق کے لیے بھیجا، حضرت ابن عمر (ان کے انتظار میں) مسجد کی کنکریوں میں سے ایک مٹھی کنکریاں لے کر انھیں لوٹ پوٹ کرنے لگے حتیٰ کہ قاصد لوٹ آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ کی تصدیق کر دی۔ حضرت ابن عمر نے اپنے ہاتھ سے کنکریاں پھینک دیں اور فرمانے لگے ہم نے تو بہت سے قیراطوں کا نقصان کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط (اجر) ہے اور اگر دفن تک جنازہ پر حاضر رہا تو اس کے لیے دو قیراط ہیں ایک قیراط اُحد کے برابر ہے۔

فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ الْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ.

۲۰۹۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا أَبَانُ كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِيرَاطِ فَقَالَ مِثْلُ أُحُدٍ.

سعید اور ہشام کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیراط کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا وہ احد پہاڑ کے برابر ہے۔

۲۰۹۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبَ بْنَ الْحَبْحَابِ فَقَالَ حَدَّثَنِي بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میت پر سو مسلمانوں کا گروہ نماز پڑھے اور وہ سب اس کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث شعیب بن حجاب سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تھی۔

۲۰۹۴ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ قَالَ الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ بِقُدَيْدٍ أَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ هُمْ أَرْبَعُونَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا فرزند قدید یا عسفان میں انتقال کر گیا آپ نے کریب سے کہا: دیکھو (جنازہ میں) کتنے لوگ ہیں؟ کریب کہتے ہیں میں نکلا تو دیکھا لوگ جمع تھے حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تمہارے اندازے میں وہ چالیس ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! حضرت ابن عباس نے کہا جنازہ نکالو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو مسلمان شخص فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے لوگ ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما لیتا ہے۔

بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَعْرُوفٍ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا -

٢٠٩٥ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی تعریف کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! اور دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! ایک جنازہ گزرا اس کی اچھائی بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! اور ایک دوسرا جنازہ گزرا اس کی برائی بیان کی گئی آپ نے پھر فرمایا واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! آپ نے فرمایا جس جنازے کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ اور جس جنازے کی تم نے مذمت کی اس کے لیے جہنم واجب ہو گیا تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

٢٠٩٦ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَتَمُّ -

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

٢٠٩٧ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ أَوْ مُسْتَرَاحٌ

حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، آپ نے فرمایا یہ آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے آرام ہوگا، صحابہ کرام نے پوچھا یہ آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے آرام ہوگا اس سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا

مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ ۔

مومن دنیا کی تکلیفوں سے آرام پاتا ہے اور کافر (کے مرنے) سے انسانوں، شہروں، درختوں اور جانوروں کو آرام ملتا ہے۔

٢٠٩٨ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ يَسْتَرِيحُ مِنْ أَذَى الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ ۔

ایک اور سند سے یہی روایت منقول ہے اس میں ہے کہ مومن دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر لیتا ہے۔

٢٠٩٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلّٰى وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نجاشی کے انتقال کی خبر دی پھر آپ عیدگاہ گئے اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز (جنازہ) پڑھی

٢١٠٠ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ نَا عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ نَعَى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلّٰى فَصَلّٰى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات کی اسی دن خبر دی جس دن اس کا انتقال ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔ ایک اور سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں صفیں بنائیں اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

٢١٠١ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ كَرِوَايَةِ عُقَيْلٍ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا۔

۲۱۰۲ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ نَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِیِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

۲۱۰۳ - وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ لِلّٰهِ صَالِحٌ اَصْحَمَةُ فَقَامَ فَاَمَّنَا وَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج اللہ کے ایک نیک بندے اصحمہ کا انتقال ہو گیا پھر آپ نے کھڑے ہو کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی

۲۱۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِیُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ نَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخًا لَّكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ فَقُمْنَا فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا، کھڑے ہو کر نماز پڑھو، پھر ہم نے کھڑے ہو کر دو صفیں باندھ لیں

۲۱۰۵ - وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا اِسْمٰعِيْلُ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ يَعْنِی النَّجَاشِیَّ وَفِیْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ اِنَّ اَخَاكُمْ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے، کھڑے ہو کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ راوی کہتے ہیں اس سے مراد نجاشی تھا۔

۲۱۰۶ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ

شعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر دفن کے بعد نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

الشیبانی عن الشعبی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی قبر بعد ما دفن فکبر علیہ اربعا قال الشیبانی فقلت للشعبی من حدثک ھذا قال الثقۃ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما ھذا لفظ حدیث حسن وفی روایۃ ابن نمیر قال انتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قبر رطب فصلی علیہ وصفوا خلفہ وکبر اربعا قلت لعامر من حدثک قال الثقۃ من شھدہ ابن عباس رضی اللہ عنھما۔

شیبانی نے کہا انہیں یہ حدیث کس نے بیان کی؟ انھوں نے کہا ایک معتبر شخص یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تازہ قبر پر پہنچے اور اس پر نماز پڑھی، صحابہ کرام نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں، راوی کہتے ہیں میں نے عامر سے پوچھا انہیں یہ حدیث کس نے بیان کی، انھوں نے کہا ایک ایسے معتبر آدمی نے جن کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے۔

۲۱۰۷ - حدثنا یحیی بن یحیی قال انا ھشیم ح وحدثنا حسن الربیع و ابو کامل قالا نا عبد الواحد بن زیاد ح وحدثنا اسحق بن ابراھیم قال انا جریر ح وحدثنی محمد بن حاتم قال نا وکیع قال نا سفیان ح وحدثنا عبید اللہ بن معاذ قال نا ابی ح وحدثنا محمد بن المثنی قال نا محمد بن جعفر قالا نا شعبۃ کل ھؤلاء عن الشیبانی عن الشعبی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ولیس فی حدیث احد منھم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر علیہ اربعا۔

ایک اور سند سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ہے لیکن اس میں چار تکبیروں کا ذکر نہیں ہے۔

۲۱۰۸ - وحدثنی ابو غسان المسمعی محمد بن عمرو الرازی قال نا یحیی بن الضریس قال نا ابراھیم بن طھمان عن ابی حصین کلاھما عن الشعبی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوتہ علی القبر نحو حدیث الشیبانی لیس فی حدیثھم وکبر اربعا۔

ایک اور سند سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز پڑھی لیکن اس میں چار تکبیروں کا ذکر نہیں ہے۔

۲۱۰۹ - وحدثنی ابراھیم بن محمد بن عرعرۃ السامی قال نا غندر قال نا شعبۃ عن حبیب بن شھید عن ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی قبر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر نماز پڑھی۔

۲۱۱۰ - وحدثنی ابو الربیع الزھرانی وابو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

Nafse Islam www.nafseislam.com

كامل فضيل بن حسين الجحدري واللفظ لأبي كامل قالا نا حماد وهو ابن زيد عن ثابت البناني عن أبي رافع عن أبي هريرة أن امرأة سوداء كانت تقم المسجد أو شابا ففقدها رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأل عنها أو عنه فقالوا مات قال أفلا كنتم آذنتموني قال فكأنهم صغروا أمرها أو أمره فقال دلوني على قبره فدلوه فصلى عليها ثم قال إن هذه القبور مملوءة ظلمة على أهلها وإن الله ينورها لهم بصلاتي عليهم۔

ایک حبشی عورت یا حبشی جوان مسجد کی صفائی کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو نہیں دیکھا تو اس کے متعلق پوچھا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ فوت ہو گیا! آپ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں خبر دی؟ راوی کہتے ہیں کہ صحابہ نے اس معاملے کو معمولی سمجھا تھا، آپ نے فرمایا مجھے اس کی قبر دکھاؤ، آپ نے اس پر نماز پڑھی، پھر آپ نے فرمایا یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور میری نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان قبروں کو روشن کر دیتا ہے۔

۲۱۱۱ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ومحمد بن المثنى وابن بشار قالوا نا محمد بن جعفر قال نا شعبة وقال أبو بكر عن شعبة عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال كان زيد رضي الله عنه يكبر على جنائزنا أربعا وأنه كبر على جنازة خمسا فسألته فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبرها۔

عبد الرحمن بن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ زید رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے تھے انھوں نے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۲۱۱۲ - وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وعمرو الناقد وزهير بن حرب وابن نمير قالوا نا سفيان عن الزهري عن سالم عن أبيه عن عامر بن ربيعة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الجنازة فقوموا لها حتى تخلفكم أو توضع۔

حضرت عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازے کو دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ حتی کہ وہ آگے چلا جائے یا اسے زمین پر رکھ دیا جائے۔

۲۱۱۳ - وحدثنا قتيبة بن سعيد قال نا ليث ح وحدثنا ابن رمح قال أنا الليث ح وحدثني حرملة قال أنا ابن وهب قال أخبرني يونس جميعا عن ابن شهاب بهذا الإسناد وحديث يونس أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۱۱۴ - وحدثنا قتيبة بن سعيد قال نا ليث ح وحدثنا ابن رمح قال انا الليث عن نافع عن ابن عمر عن عامر بن ربيعة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا راى احدكم الجنازة فان لم يكن ماشيا معها فليقم حتى تخلفه او توضع من قبل ان تخلفه۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جنازہ دیکھے اگر وہ (کسی وجہ سے) اس کے ساتھ نہ جا سکے تو اس وقت تک کھڑا رہے جب تک وہ آگے نہ نکل جائے یا آگے جانے سے پہلے اسے (زمین پر) رکھ دیا جائے۔

۲۱۱۵ - وحدثني ابو كامل قال نا حماد ح وحدثني يعقوب بن ابراهيم قال نا اسمعيل جميعا عن ايوب ح وحدثنا ابن المثنى قال نا يحيى بن سعيد عن عبيد الله ح وحدثنا ابن عدي عن ابن عون ح وحدثني محمد بن رافع قال نا عبد الرزاق قال انا ابن جريج كلهم عن نافع بهذا الاسناد نحو حديث الليث بن سعد غير ان حديث ابن جريج قال النبي صلى الله عليه وسلم اذا راى احدكم الجنازة فليقم حين يراها حتى تخلفه ان كان غير متبعها۔

ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جنازہ دیکھے اور وہ اس کے ساتھ نہ جا سکے تو اس وقت تک کھڑا رہے جب تک وہ آگے نہ نکل جائے۔

۲۱۱۶ - وحدثنا عثمان بن ابي شيبة قال نا جرير عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتبعتم جنازة فلا تجلسوا حتى توضع۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ کے ساتھ جاؤ تو اس وقت تک نہ بیٹھنا جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۱۱۷ - وحدثني سريج بن يونس وعلي بن حجر قالا نا اسمعيل وهو ابن علية عن هشام الدستوائي ح وحدثنا محمد بن المثنى واللفظ له قال نا معاذ وهو ابن هشام قال حدثني ابي عن يحيى بن ابي كثير قال نا ابو سلمة بن عبد الرحمن عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا رايتم الجنازة فقوموا فمن تبعها فلا يجلس حتى توضع۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو جنازے کے ساتھ جائے وہ جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔

۲۱۱۸ - وَحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہو گئے ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ یہودیہ تھی! آپ نے فرمایا موت گھبراہٹ کا سبب ہے، جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ!

۲۱۱۹ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةٍ مَرَّتْ بِهِ حَتَّى تَوَارَتْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کھڑے رہے جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوا۔

۲۱۲۰ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَيْضًا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ حَتَّى تَوَارَتْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کھڑے رہے حتیٰ کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

۲۱۲۱ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَا بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَا أَلَيْسَتْ نَفْسًا۔

قیس بن سعد اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما قادسیہ میں تھے ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے، ان سے کہا گیا کہ یہ تو کافر تھا، انھوں نے کہا کہ آخر یہ ذی روح تو ہے۔

۲۱۲۲ - وَحَدَّثَنِيهِ الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ فَقَالَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّتْ عَلَيْنَا جَنَازَةٌ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ اس میں یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمارے سامنے ایک جنازہ گزرا۔

۲۱۲۳ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ

حضرت سعد بن معاذ کہتے ہیں کہ نافع بن جبیر نے مجھے

WWW.NAFSEISLAM.COM

ح وحدثنا محمد بن رمح بن المهاجر واللفظ له قال انا الليث عن يحيى بن سعيد عن واقد بن عمرو ابن سعد بن معاذ انه قال رآني نافع بن جبير ونحن في جنازة قائما وقد جلس ينتظر ان توضع الجنازة فقال لي ما يقيمك فقلت انتظر ان توضع الجنازة لما يحدث ابو سعيد الخدري رضي الله عنه فقال نافع فان مسعود بن الحكم حدثني عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قعد.

دیکھا دراں حالیکہ ہم جنازہ میں کھڑے تھے اور وہ بیٹھے ہوئے جنازہ کے رکھے جانے کا انتظار کر رہے تھے، انھوں نے مجھ سے کہا، تم کو کس چیز نے کھڑا کیا ہوا ہے۔ میں نے کہا میں جنازہ رکھے جانے کا انتظار کر رہا ہوں، کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں، نافع نے کہا کہ مسعود بن حکم حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھڑے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے۔

٢١٢٤ - وحدثني محمد بن المثنى واسحق بن ابراهيم وابن ابي عمر جميعا عن الثقفي قال ابن المثنى نا عبد الوهاب قال سمعت يحيى بن سعيد قال اخبرني واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ الانصاري ان نافع بن جبير اخبره ان مسعود بن الحكم اخبره انه سمع علي بن ابي طالب يقول في شان الجنائز ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام ثم قعد وانما حدث بذلك لان نافع بن جبير راى واقد بن عمرو قام حتى وضعت الجنازة.

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ جنازہ کے بارے میں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور یہ حدیث اس لیے بیان کی کہ نافع بن جبیر نے واقد بن عمر کو دیکھا کہ وہ جنازہ کے رکھے جانے تک کھڑے رہے۔

٢١٢٥ - وحدثناه ابو كريب قال نا ابن ابي زائدة عن يحيى بن سعيد بهذا الاسناد.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

٢١٢٦ - وحدثني زهير بن حرب قال نا عبد الرحمن بن مهدي قال نا شعبة عن محمد بن المنكدر قال سمعت مسعود بن الحكم يحدث عن علي رضي الله عنه قال راينا رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فقمنا وقعد فقعدنا يعني في الجنازة.

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو ہم کھڑے ہو گئے اور آپ بیٹھے تو ہم بیٹھ گئے یعنی جنازہ میں۔

٢١٢٧ - وحدثناه محمد بن ابي بكر المقدمي وعبيد الله بن سعيد قالا نا يحيى وهو القطان

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

۲۱۲۸- وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ سَمِعَهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَيْضًا.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑھی میں نے اس جنازے میں آپ کی دعا کے الفاظ یاد رکھے وہ یہ ہیں (ترجمہ:) اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت میں رکھ اور اس کو معاف فرما، اس کی عزت کے ساتھ مہمانی کر، اس کے مدخل کو وسیع کر، اس کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال، اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اس کے (دنیاوی) گھر کے بدلہ میں اس سے بہتر گھر عطا فرما۔ اس کے (دنیاوی) گھر والوں کے بدلہ میں بہتر گھر والے عطا فرما۔ اس کی (دنیاوی) بیوی کے بدلہ میں اس سے بہتر بیوی عطا فرما، اس کو جنت میں داخل فرما، اس کو عذاب قبر اور عذاب نار سے محفوظ رکھ۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے یہ تمنا کی کہ کاش وہ مرنے والا میں ہوتا (تاکہ یہ دعا مجھے مل جاتی)۔

۲۱۲۹- وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ وَهْبٍ.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۲۱۳۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ كِلَاهُمَا عَنْ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ الْحِمْصِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَ

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑھی اور اس میں یہ دعا مانگی: (ترجمہ) اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اس کو معاف فرما، اس کو عافیت میں رکھ، اس کی اچھی مہمانی فرما، اس کے مدخل کو وسیع کر، اس کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے، اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اس کو (دنیاوی) گھر کے بدلہ میں اچھا گھر عطا فرما، اور (دنیاوی) گھر والوں کے بدلہ میں اچھے گھر

WWW.NAFSEISLAM.COM

اعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ لَوْ كُنْتُ اَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ۔

گھر والے عطا فرما اور (دنیا کی) بیوی کے بدلہ میں اچھی بیوی عطا فرما۔ اس کو عذاب قبر اور عذاب نار سے محفوظ رکھ۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ اس میت کے لیے یہ دعا سن کر (اس وقت) میں نے یہ تمنا کی کہ کاش یہ مرنے والا میں ہوتا۔

۲۱۳۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ قَالَ اَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلّٰى عَلٰى اُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهَا وَسَطَهَا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں حضرت کعب کی والدہ کی نماز جنازہ پڑھی جو کہ حالت نفاس میں فوت ہو گئی تھیں۔ ان کی نماز پڑھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازہ کے وسط میں کھڑے ہوئے۔

۲۱۳۲۔ حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرُوْا اُمَّ كَعْبٍ۔

ایک اور سند سے بھی یہی روایت ہے لیکن اس میں ام کعب کا ذکر نہیں ہے۔

۲۱۳۳۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَا نَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ كُنْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا فَكُنْتُ اَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا اَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ اَسَنُّ مِنِّيْ وَقَدْ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لڑکا تھا میں اس وقت آپ کی احادیث یاد کیا کرتا تھا۔ میں وہاں اس لیے نہیں بولتا تھا کہ مجھ سے زیادہ عمر کے لوگ وہاں موجود تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایک عورت کی نماز پڑھی جو کہ نفاس کی حالت میں فوت ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز پڑھاتے وقت جنازہ کے درمیان میں کھڑے ہوئے، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھانے کے لیے درمیان میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

الصَّلٰوةِ وَسْطَهَا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلٰوةِ وَسْطَهَا۔

۲۱۳۴۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا وَقَالَ يَحْيَى أَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرٍ فَرَكِبَهُ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِي حَوْلَهُ۔

۲۱۳۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ وَنَسْعَى خَلْفَهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ أَوْ مُدَلًّى فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ وَقَالَ شُعْبَةُ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ۔

۲۱۳۶۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمِسْوَرِيُّ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحَدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۱۳۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ وَوَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

کھڑے ہوئے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ننگی پیٹھ کا ایک گھوڑا لایا گیا جب آپ ابن دحداح کے جنازے سے فارغ ہوئے تو آپ اس گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور ہم آپ کے چاروں طرف پیدل چل رہے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن دحداح کی نماز جنازہ پڑھی پھر آپ کے لیے ننگی پشت والا گھوڑا لایا گیا، ایک شخص نے اس کو پکڑا اور آپ اس پر سوار ہوئے، وہ گھوڑا دلکی چال چلنے لگا ہم آپ کے پیچھے بھاگتے ہوئے چل رہے تھے جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن دحداح کے لیے جنت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ابو الدحداح کے لیے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں کہا میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنائی گئی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ چادر رکھی گئی تھی۔

الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا اَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُعِلَ فِيْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيْفَةٌ حَمْرَآءُ قَالَ مُسْلِمٌ اَبُوْ جَمْرَةَ اِسْمُهٗ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ وَاَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ مَاتَا بِسَرْخَسٍ۔

۲۱۳۸ - حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ فِيْ رِوَايَةِ اَبِي الطَّاهِرِ اَنَّ اَبَا عَلِيِّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ هَارُوْنَ اَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ حَدَّثَهٗ قَالَ كُنَّا مَعَ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِاَرْضِ الرُّوْمِ بِرُوْدِسَ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا فَاَمَرَ فُضَالَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِقَبْرِهٖ فَسُوِّيَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا۔

ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم فضالہ بن ابی عبید کے ساتھ روم کے شہر رودس میں تھے، ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان کی قبر (زمین کے) برابر کر دی جائے اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبریں زمین کے برابر کر دی جائیں۔

۲۱۳۹ - حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيٰى اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِي الْهَيَّاجِ الْاَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ۔

ابوالہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر اونچی قبر کو (زمین کے) برابر کر دوں!

۲۱۴۰ - وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا حَبِيْبٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا۔

ایک اور سند سے ایسی ہی روایت ہے۔ اور اس میں صورت کا لفظ ہے۔

۲۱۴۱ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَ اَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَ اَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ ۔

پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۴۲ - وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۱۴۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى عَنْ تَقْصِيْصِ الْقُبُوْرِ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۴۴ - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص انگاروں پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ اس کی کھال تک پہنچ جائے تو یہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

۲۱۴۵ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح وَحَدَّثَنِيْهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۱۴۶ - وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ وَاثِلَةَ عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا ۔

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں پر بیٹھو نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

۲۱۴۷ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْبَجَلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی طرف نماز پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُصَلُّوْا اِلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَیْہَا۔

۲۱۴۸ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ وَاللَّفْظُ لِاِسْحٰقَ قَالَ عَلِیٌّ نَا وَقَالَ اِسْحٰقُ اَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَۃَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ اَمَرَتْ اَنْ یَّمُرَّ بِجَنَازَۃِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْمَسْجِدِ فَتُصَلِّیْ عَلَیْہِ فَاَنْکَرَ النَّاسُ ذٰلِکَ عَلَیْہَا فَقَالَتْ مَا اَسْرَعَ مَا نَسِیَ النَّاسُ مَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی سُہَیْلِ بْنِ الْبَیْضَاءِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ۔

عباد بن عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی اس پہ نماز جنازہ پڑھیں، صحابہ کرام نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ کس قدر جلد بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

۲۱۴۹ - وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَہْزٌ قَالَ نَا وُہَیْبٌ قَالَ نَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَۃَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّہَا قَالَتْ لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّمُرُّوْا بِجَنَازَتِہٖ فِی الْمَسْجِدِ فَیُصَلِّیْنَ عَلَیْہِ فَفَعَلُوْا فَوُقِفَ بِہٖ عَلٰی حُجَرِہِنَّ یُصَلِّیْنَ عَلَیْہِ ثُمَّ اُخْرِجَ بِہٖ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ الَّذِیْ کَانَ اِلَی الْمَقَاعِدِ فَبَلَغَہُنَّ اَنَّ النَّاسَ عَابُوْا ذٰلِکَ وَقَالُوْا مَا کَانَتِ الْجَنَائِزُ یُدْخَلُ بِہَا الْمَسْجِدَ فَبَلَغَ ذٰلِکَ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ مَا اَسْرَعَ النَّاسَ اِلٰی اَنْ یَّعِیْبُوْا مَا لَا عِلْمَ لَہُمْ بِہٖ عَابُوْا عَلَیْنَا اَنْ یُّمَرَّ بِجَنَازَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ وَمَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی سُہَیْلِ بْنِ بَیْضَاءَ اِلَّا فِیْ جَوْفِ الْمَسْجِدِ قَالَ مُسْلِمٌ سُہَیْلُ بْنُ دَعْدٍ وَہُوَ ابْنُ الْبَیْضَاءِ اُمُّہٗ بَیْضَاءُ۔

عباد بن عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو ازواج مطہرات نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لے آؤ تاکہ ہم بھی ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں، لہٰذا ایسا ہی کیا گیا اور جنازہ ان کے حجروں کے سامنے رکھ دیا گیا تاکہ وہ بھی نماز جنازہ پڑھ لیں، پھر جنازہ کو مقاعد کی طرف باب الجنائز سے باہر لے جایا گیا، جب صحابہ کو اس کا پتا چلا تو انھوں نے اس پر اعتراض کیا اور کہا جنازہ کو مساجد میں نہیں لے جایا جاتا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا لوگ کس قدر جلد اس بات پر اعتراض کرنے لگے ہیں جس کو وہ نہیں جانتے، وہ جنازہ کو مسجد میں لائے جانے پر اعتراض کر رہے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

۲۱۵۰ - وَحَدَّثَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا نَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ قَالَ اَنَا الضَّحَّاكُ یَعْنِی ابْنَ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَتْ اُدْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّیَ عَلَیْهِ فَاُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَیْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی ابْنَیْ بَیْضَآءَ فِی الْمَسْجِدِ سُهَیْلٍ وَاَخِیْهِ

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص فوت ہو گئے تو حضرت عائشہ نے فرمایا: اس (کے جنازے) کو مسجد میں داخل کر دو تاکہ میں اس پر نماز جنازہ پڑھوں صحابہ کی طرف سے اس پر اعتراض کیا گیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔

۲۱۵۱ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی التَّمِیْمِیُّ وَیَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ نَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِیْكٍ وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ نَمِرٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَیْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اِلَی الْبَقِیْعِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ وَلَمْ یُقِلْ قُتَیْبَةُ قَوْلَهُ وَاَتَاكُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے ہاں باری ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور فرماتے اے جماعت مومنین! السلام علیکم! تمہارے پاس وہ چیز آچکی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ان شاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں! اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔

۲۱۵۲ - وَحَدَّثَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَیْلِیُّ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِیْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَیْسٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ فَقَالَتْ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِّیْ قُلْنَا بَلٰی ح وَحَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ حَجَّاجًا الْاَعْوَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَیْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ قَالَ یَوْمًا اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِّیْ وَعَنْ

ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھ سے قریش کے ایک شخص نے کہا کہ محمد بن قیس بن مخرمہ بن مطلب ایک دن کہنے لگے کیا میں تم کو اپنی اور اپنی ماں کی طرف سے حدیث نہ بیان کروں؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے سمجھا کہ شاید وہ اپنی نسبی ماں کا ذکر کر رہے ہیں، انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا میں تم کو اپنی طرف سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث نہ بیان کروں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! حضرت عائشہ نے فرمایا: اس رات کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تھے، آپ نے کروٹ لے کر چادر اوڑھی

أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ
قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلَى قَالَ
قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِيَ الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ
نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ
عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا
ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ
رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ
رُوَيْدًا وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ
إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ
فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ
فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ
فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ مَا لَكِ يَا
عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ قَالَ
لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ
قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي قُلْتُ
نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ
قَالَ أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ
قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ نَعَمْ قَالَ
فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ
مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ
عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ
رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ
تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ
أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ

اور جوتے نکال کر اپنے قدموں کے سامنے رکھے اور چادر کی ایک طرف اپنے بستر پر بچھا کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر میری نیند کے خیال سے ٹھیرے رہے پھر آہستہ سے چادر اوڑھی، جوتا پہنا، چپکے سے دروازہ کھولا، آرام سے باہر نکلے اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا، میں نے بھی ایک چادر سر پر اوڑھی، ایک چادر اپنے گرد لپیٹی اور آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑی، آپ بقیع (قبرستان) پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے، پھر آپ نے تین بار اپنے ہاتھ اٹھائے اور واپس لوٹنے لگے۔ میں بھی واپس چل پڑی، آپ تیز چلے میں بھی تیز چلی، آپ اور تیز چلے، میں بھی اور تیز چلی، آپ گھر آئے میں آپ سے پہلے گھر پہنچ گئی اور آتے ہی لیٹ گئی، آپ نے داخل ہو کر فرمایا: اے عائشہ کیا ہوا، تمہارا سانس کیوں چڑھ رہا ہے؟ میں نے کہا کوئی خاص بات نہیں! آپ نے فرمایا تم خود بتلا دو! ورنہ لطیف وخبیر (اللہ تعالیٰ) مجھے بتلا دے گا! میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، پھر میں نے ساری بات بتلا دی! آپ نے فرمایا مجھے اپنے آگے ایک ہیولی سا جو نظر آرہا تھا وہ تم تھیں! میں نے عرض کیا: ہاں، آپ نے (شفقت آمیز انداز سے) میرے سینہ پر ایک ہاتھ مارا جس سے مجھے درد ہوا پھر فرمایا: کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارا حق مار رہا ہے، میں نے سوچا کہ جب لوگ حضور سے کچھ چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بتلا دیتا ہے! آپ نے فرمایا جب تم نے مجھے دیکھا تھا اس وقت جبرائیل میرے پاس آیا تھا اس نے مجھے بلایا اور تم سے مخفی رکھا میں اس کے بلانے پر گیا اور میں نے بھی تم سے مخفی رکھا۔ وہ تمہارے پاس نہیں آتے تھے کیونکہ تم (زائد) کپڑے اتار چکی تھیں اور میں نے یہ خیال کیا تھا کہ تم سو چکی ہو، میں نے تمہیں جگانا نامناسب خیال کیا اور یہ بھی خیال آیا کہ تم گھبراؤ گی، آپ نے فرمایا: تمہارا رب تمہیں حکم دیتا ہے

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔

کہ تم جا کر اہل بقیع کے لیے بخشش کی دعا کرو۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کس طرح دعا کروں! آپ نے فرمایا جا کر کہنا: اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو! جو ہم سے پہلے جا چکے ہیں اور جو بعد میں جانے والے ہیں سب پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ لاحق ہوں گے۔

۲۱۵۳- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَآئِلُهُمْ يَقُوْلُ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ وَفِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں السلام علی اھل الدیار اور ایک روایت میں ہے "السلام علیکم اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم للاحقون، نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ۔" (اے مسلمانوں کے گھر والو! السلام علیکم، ان شاء اللہ ہم تمہارے ساتھ لاحق ہوں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں)۔

۲۱۵۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَا نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيْدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لِاُمِّيْ فَلَمْ يَاْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لیے استغفار کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی پھر اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی۔

۲۱۵۵- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو روئے اور آپ کے گرد کھڑے لوگ بھی روئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اجازت مانگی تھی تو مجھے اجازت نہیں دی گئی، پھر ان کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو مجھے اجازت دے دی گئی، پس قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

٢١٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَالُوا أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ وَهُوَ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، تم ان کی زیارت کیا کرو! اور میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کو رکھنے سے منع کیا تھا۔ اب تم انہیں رکھ سکتے ہو! میں نے تمہیں مشکیزوں کے علاوہ اور چیزوں میں نبیذ پینے سے منع کیا تھا، اب تم سب (قسم کے) برتنوں میں نبیذ پی لیا کرو اور نشہ آور چیز کو نہ استعمال کرنا۔

٢١٥٧ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أُرَاهُ عَنْ أَبِيهِ الشَّكُّ مِنْ أَبِي خَيْثَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سِنَانٍ۔

کئی دیگر اسانید سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

٢١٥٨ - حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے آپ کو ایک تیر سے ہلاک کر لیا تھا، آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی!

WWW.NAFSEISLAM.COM

مرنے والے کو کلمہ کی تلقین

حدیث نمبر ٢٠١٩ سے لیکر ٢٠٢١ میں مرنے والوں کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کا ذکر ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تلقین مستحب ہے، البتہ اس کی کثرت اور اس پر اصرار مکروہ ہے کیونکہ جو شخص مرض الموت میں مبتلا ہو وہ تکلیف اور کرب میں ہوتا ہے بار بار تلقین کی وجہ سے یہ ممکن ہے کہ اس دل میں کلمہ پڑھنے سے کوئی تنگی آجائے یا وہ زبان سے انکار کردے اور جب مرنے والا ایک بار کلمہ پڑھ لے تو اس سے دوبارہ پڑھنے کیلئے اصرار نہ کیا جائے الا یہ کہ وہ کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی اور بات کرے کیونکہ حدیث کے مطابق اس کا آخری کلام (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ہونا چاہیے۔

تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھا جائے۔

زندہ لوگوں کے نوحہ سے میت پر عذاب کی توجیہات

حدیث نمبر ٢٠٣٨ سے لے کر ٢٠٤١ میں ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ میت پر زندوں کے نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اس کے بعد حدیث نمبر ٢٠٥١ تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اختلاف ذکر کیا گیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ چونکہ قرآن مجید میں ہے: لا تزر وازرۃ وزر اخری "(زمر: ٧) کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتا اس لیے حضرت عمر بھول گئے یا انھیں اجتہادی غلطی لاحق ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دراصل کافروں کے لیے فرمائی تھی کہ لوگ دنیا میں ان پر نوحہ کر رہے ہیں۔ اور انھیں قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

جمہور علماء نے حضرت عمر کی روایت کردہ حدیث کی متعدد توجیہات کی ہیں بعض ازاں یہ ہیں۔ ایک توجیہہ یہ ہے کہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کے مرنے کے بعد نوحہ کیا جائے تو پھر زندہ کے نوحہ کرنے سے اس میت کو عذاب ہوتا ہے اور اگر اس کی وصیت کے بغیر لوگ از خود نوحہ کریں تو پھر میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ دوسری توجیہہ یہ ہے کہ جس خاندان میں یا جس جگہ میت پر نوحہ کرنے کا رواج ہو وہاں مرنے والے پر لازم ہے کہ وہ مرنے سے پہلے یہ وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد نوحہ نہ کرنا اور اگر اس نے یہ وصیت نہیں کی اور اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس پر نوحہ کیا تو اس کو عذاب ہوگا۔ تیسری توجیہہ یہ ہے کہ مرنے والا خدانخواستہ ایسے غیر شرعی کاموں کے کرنے میں مشہور تھا جن کو فساق میں اچھا سمجھا جاتا ہے مثلاً جوا کھیلنا، شراب پینا، موسیقی اور رقص وغیرہ اور اس کے فن کے دلدادہ زندہ لوگ اس کے ان غیر شرعی کاموں کے محاسن بیان کر رہے ہوں حالانکہ قبر میں اس کو ان کاموں پر عذاب ہو رہا ہے (العیاذ باللہ) چوتھی توجیہہ یہ ہے کہ جب مرنے والے کے احباب اور رشتہ دار اس کی موت پر رنج وغم میں مبتلا ہوتے ہیں، روتے پیٹتے اور نوحہ کناں ہوتے ہیں تو زندہ لوگوں کے رونے اور ان غیر شرعی چیزوں سے میت کو قبر میں تکلیف اور اذیت ہوتی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب سے تعبیر فرمایا ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ سب سے اچھی توجیہہ ہے۔

منصب رسالت

حدیث نمبر ٢٠٦١ میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی تو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نوحہ نہیں کروں گی لیکن زمانہ جاہلیت میں فلاں قبیلہ والوں نے میرے ساتھ نوحہ میں معاونت کی تھی اس لیے ان کی میت پر نوحہ میں تعاون کرنے کی مجھے اجازت دے دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ عمومی احکام سے جس فرد کو چاہیں خاص کر لیں چھ ماہ کے بکرے کی قربانی بالعموم جائز نہیں ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت دے دی تھی[1]، مسجد نبوی میں کسی کے گھر کے (چھوٹے) دروازہ کی اجازت نہیں لیکن حضرت ابوبکر کو دروازہ رکھنے کی اجازت دیدی[2]، حرم مکہ کے درختوں کو کاٹنا بالعموم ممنوع ہے لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی درخواست پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذخر کاٹنے کی اجازت دیدی[3]، ہر عورت کو شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن سوگ کرنا لازم ہے لیکن حضرت اسماء بنت عمیس پر یہ سوگ معاف فرمادیا۔[4] مہر شرعی کا کم از کم دس درہم از قبیل مال ہونا ضروری ہے۔ لیکن ایک صحابی کے لیے ناداری کی وجہ سے صرف تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا[5] ایک صحابی اور ایک صحابیہ کا باہمی رضامندی سے بغیر کسی مہر کے نکاح فرمادیا[6]۔ روزہ کے کفارہ کو صدقہ کرنا واجب ہے لیکن ایک صحابی کے لیے ناداری کی وجہ سے روزہ کے کفارہ کو خود انہیں کے لیے کھانا جائز قرار دیا[7]۔ دو سال کی عمر کے بعد دودھ پینے سے بالعموم رشتہ رضاعت ثابت نہیں ہوتا لیکن حضرت سالم کو بلوغت کے بعد جوانی میں سہلہ بنت سہیل نامی ایک صحابیہ کا دودھ پینے کی اجازت دے دی اور حضرت سہلہ کو ان کی رضاعی ماں بنادیا[8]، مردوں کے لیے ریشم پہننے کو بالعموم حرام فرمایا لیکن حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمان رضی اللہ عنہما کو خارش کی بناء پر ریشم پہننے کی اجازت دی[9]۔ مردوں کے لیے سونا بالعموم حرام کر دیا لیکن حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دی[10]، بغیر جہاد کیے کسی شخص کو مال غنیمت سے حصہ نہیں ملتا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (آپ کی صاحبزادی) کی تیمارداری میں مشغول رہنے کی بناء پر غزوہ بدر میں شرکت کے بغیر مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا[11]، قاضی کے لیے تحائف لینا بالعموم جائز نہیں لیکن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تحائف لینے کی اجازت دیدی[12] میت پر نوحہ کرنا منع کرنا ہے لیکن جب حضرت ام عطیہ نے حضور سے عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں آل فلاں نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی اب میرے لیے ان پر نوحہ کرنا ضروری ہے تو آپ نے ان کو ان کیلئے نوحہ کرنے کی اجازت دیدی[13]، ہر مسلمان پر روزہ طلوع فجر سے شروع

---

[1] - امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ، ۱۳۸۱ ھ،

[2] - 〃 〃 〃 ج ۱ ص ۵۱۶

[3] - 〃 〃 〃 ج ۱ ص ۲۲

[4] - علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ ھ، شرح الزرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۳۲۵ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، طبع ثانی ۱۳۹۳ ھ۔

[5] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵، سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۸۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور طبع ثانی ۱۴۰۵ ھ

[6] - 〃 〃 〃 〃 ج ۱ ص ۲۸۸

[7] - امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، طبع ثانی ۱۳۸۱ ھ۔

[8] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، طبع ثانی ۱۳۷۵ ھ۔

[9] - امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۸۱ ھ۔

[10] - حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۸۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعۃ الاولی، ۱۴۰۶ ھ،

[11] - امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۸۱ ھ۔

[12] - علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ ھ، شرح الزرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت طبع ثانی ۱۳۹۳ ھ۔

[13] - امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱، مسند احمد ج ۵، ص ۸۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۳۹۸ ھ۔

ہوتا ہے، لیکن آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو طلوع آفتاب کے وقت روزہ رکھنے کی اجازت دیدی [1] رمی جمرات کے دوران منیٰ میں رات گزارنا ضروری ہے لیکن بنو عباس اور بنو ہاشم کے ذمہ زمزم کا پانی پلانے کی خدمات تھیں اس لیے آپ نے انھیں ان ایام میں رات کو منیٰ سے جانے کی اجازت دیدی [2] نکاح کے لیے کم از کم دس درہم مہر ضروری ہے لیکن حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لیے صرف ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کو مہر قرار دیا [3] اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف حالت جنگ میں نماز کو قصر کرنے کی اجازت دی ہے:

فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔ (نساء: ۱۰۱)

"اگر تم کفار کے حملہ کے خوف کی وجہ سے نماز قصر کرو تو کوئی حرج نہیں ہے" لیکن آپ نے ہر سفر شرعی میں قصر کو واجب کر دیا خواہ حالت امن ہو یا حالت جنگ [4] قرآن مجید نے بیٹی، ازواج اور چچا کے لیے ترکہ سے معین حصص کے ساتھ میراث کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے لیکن آپ نے اپنے ترکہ سے ورثاء کو حصص دینے سے منع فرما دیا [5] قرآن مجید نے ہر نماز کے لیے الگ الگ وقت متعین کیے ہیں: ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ (نساء: ۱۰۳) "ہر نماز (الگ الگ) وقت معین میں فرض کی گئی ہے" لیکن آپ نے دوران حج عرفات میں ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں جمع کرنا فرض کر دیا [6] قرآن مجید نے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی لازم کی واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ــــــ (بقرہ: ۲۸۲) دو مردوں کو گواہ بناؤ یا ایک مرد اور دو عورتوں کو) لیکن آپ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اکیلی اور تنہا گواہی کو کافی قرار دیا [7] قرآن مجید نے ہر مسلمان مرد کو اپنی پسند کی چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی (فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث وربٰع ــــــ (نساء: ۳) "جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو! دو، دو سے، تین تین سے، اور چار چار سے" لیکن آپ نے حیات فاطمہ میں حضرت علی کو ابو جہل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا [8] قرآن کریم نے وضو میں پیروں کے دھونے کو فرض قرار دیا: یاایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برءوسکم وارجلکم الی الکعبین ــ (مائدہ: ۶) "اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور کہنیوں سمیت ہاتھوں کو اور سر پر مسح کرو اور پیروں کو دھوؤ" لیکن آپ نے پیروں کو دھونے کی جگہ موزوں پر مسح کو بھی جائز

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ، شرح الزرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، طبع ثانی ۱۳۹۳ھ

[2] " " " " "

[3] " " " " "

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، طبع ثانی ۱۳۷۵ھ۔

[5] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۳۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، طبع ثانی ۱۳۸۱ھ۔

[6] " " " " ج ۱ ص ۲۲۶، ۲۲۵۔

[7] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ۔

[8] " " " ج ۱ ص ۲۸۳

قرار دیا۔[1] قرآن مجید نے حالت جنابت (جب غسل فرض ہو) میں مسجد میں داخل ہونے سے بالعموم منع فرما دیا۔ ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا ۔ (نساء: ۴۳) "حالت جنابت میں جب تک غسل نہ کر لو، مسجد کے قریب نہ جاؤ الا یہ کہ مسجد کو عبور کرنا ہو"۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دی۔[2]

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ہم نے اس بات پر بکثرت مثالیں پیش کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ عمومی احکام سے جس کو چاہیں خاص فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو احکام شرعیہ کے صرف بیان کرنے کے لیے ہی نہیں بلکہ احکام شرعیہ کا واضع اور شارع بنا کر بھیجا ہے۔ احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ اب ہم فقہاء اسلام کے حوالے سے اس بات کو بیان کرنا چاہتے ہیں:

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کان الحق تعالی جعل لہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان یشرع قبل نفسہ ما شاء کما فی حدیث تحریم شجر مکۃ فان عمہ العباس رضی اللہ تعالی عنہ لما قال لہ یا رسول اللہ الا الاذخر فقال صلی اللہ علیہ وسلم الا الاذخر ولو ان اللہ تعالی لم یجعل لہ ان یشرع من قبل نفسہ لم یتجرء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان یستثنی شیئا مما حرمہ اللہ۔[3]

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب عطا فرمایا ہے کہ آپ شریعت میں جو چاہیں حکم مقرر کر دیں، جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں مذکور ہے کہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اذخر (ایک قسم کی گھاس) کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ آپ نے فرمایا: چلو اذخر کے ماسوا! اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے احکام جاری اور نافذ کرنے کا اختیار اور منصب نہ دیا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس میں کسی کو مستثنیٰ کر دیں۔

ایک اور بحث میں علامہ شعرانی فرماتے ہیں:

ان للشارع صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیح ما شاء لقوم ویحرمہ علی قوم آخرین۔[4]

شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ جائز ہے کہ کچھ لوگوں کے لیے کسی چیز کو جائز کر دیں اور دوسروں پر وہ چیزیں حرام فرما دیں۔

علامہ نووی شافعی فرماتے ہیں:

۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔
۲۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۳۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ، میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۴۸، مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۵۹ھ
۴۔ " " " " ج ۱ ص ۷۵

للشارع (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ان یخص من العموم ما شاء ۔[1]

شارع علیہ السلام کے لیے جائز ہے کہ عمومی احکام سے جس چیز کو چاہیں خاص فرمالیں ۔

علامہ وشتانی مالکی اور علامہ سنوسی مالکی نے بھی علامہ نووی کے اس قول کو نقل کر کے اس پر اعتماد فرمایا ہے ۔[2]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں :

ان المرجع فی الاحکام انما ھو الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانہ قد یخص بعض امتہ بحکم ویمنع غیرہ منہ ولو کان بغیر عذر ۔[3]

احکام کا رجوع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کی طرف ہوتا ہے ۔ بعض اوقات آپ امت کے بعض افراد کو کسی حکم کے ساتھ خاص کر لیتے اور دوسروں کو اس حکم سے منع فرما دیتے خواہ عذر نہ ہو ۔

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں :

عد ائمتنا من خصائصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ یخص من شاء بما شاء ۔[4]

ہمارے ائمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے اس چیز کو شمار کیا ہے کہ آپ جس شخص کو چاہیں جس حکم کے ساتھ چاہیں ، خاص فرما دیں ۔

شیخ شوکانی نے ہر چند کہ اس مسئلہ میں اختلاف کا ذکر کیا ہے لیکن بغیر کسی رد اور نکیر کے لکھا ہے کہ :

اَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مفوض فی شرع الاحکام ۔[5]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف احکام کی مشروعیت سپرد کر دی گئی ہے ۔

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں :

ومذہب بعضے آنست کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد بر ہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند ، و بعضے گویند باجتہاد گفت ، و اول اصح واظہر است ۔[6]

بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں ، جو چاہیں اور جس پر چاہیں حلال اور حرام فرما دیں ، بعض کہتے ہیں کہ آپ اجتہاد سے کہتے تھے اور پہلا مذہب زیادہ صحیح اور زیادہ ظاہر ہے ۔

ان تمام علماء کی عبارات سے معلوم ہو گیا کہ اہل اسلام کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب صرف پیغام رسانی اور صرف احکام شریعت کو بیان کرنا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ احکام شرعیہ کو مقرر کرنا ، تحلیل اور تحریم اور عمومات شرعیہ میں احکام اور افراد کی تخصیص کرنا بھی منصب نبوت میں داخل ہے ۔

---

۱ ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۰۴ ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ، طبع ثانی ۱۳۷۵ ھ ۔

۲ ۔ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۷۵ ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۔

۳ ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۱۶ ، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ طبع ممتازہ ۱۴۰۱ ھ ۔

۴ ۔ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ ھ ، مرقات ج ۲ ص ۳۲۳ ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ ھ

۵ ۔ شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ ھ ، نیل الاوطار ج ۶ ص ۴ ، مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ مصر طبعہ جدیدہ ۱۳۹۸ ھ

۶ ۔ نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ ھ مسک الختام ج ۱ ص ۵۱۳ ، ۵۱۲ ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بعض شارحین کی لغزش

شیخ عثمانی نے جمہور کے اس موقف سے اختلاف کرتے ہوئے ایک نہایت غلط بات لکھی ہے، لکھتے ہیں:

والاحسن عندی ان یقال انه علیه الصلوٰة والسلام علم انما لابد وان تفعل النیاحة علی آل فلان وانما بقی التخییر فی الترتیب ای ان یبایعها علی الاسلام قبل النیاحة او یعکس الامر فجوز لها تقدیم النیاحة علی المبایعة لا باحة فعلها بل لاحتمال اخف الضررین واختیار اهون البلیتین وتفریغ قلبها عن دواعی الجاهلیة حتی تبایع علی الاسلام بکلیتها۔[1]

میرے نزدیک بہترین بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰة والسلام کو یہ معلوم تھا کہ فلاں خاندان پر نوحہ ضرور کیا جائے گا، اور صرف ترتیب میں اختیار باقی رکھا گیا یعنی کیا ام عطیہ کے نوحہ کرنے سے پہلے ان سے اسلام پر بیعت لی جائے یا بالعکس معاملہ کیا جائے؛ آپ نے ام عطیہ کی بیعت اسلام پر ان کے نوحہ کرنے کو مقدم رکھا، اس وجہ سے نہیں کہ نوحہ کرنے کا فعل جائز تھا بلکہ اس لیے کہ ایمان لانے سے پہلے نوحہ کرنے کا ضرر ایمان لانے کے بعد نوحہ کرنے کے ضرر سے خفیف اور کم ہے، اس لیے آپ نے کم درجہ کی مصیبت کو اختیار کیا تاکہ ان کا دل جاہلیت کے کاموں سے بالکل خالی ہو جائے اس کے بعد وہ اسلام کی بیعت کریں۔

شیخ عثمانی کی بیان کردہ توجیہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت ام عطیہ کا فلاں خاندان پر نوحہ کرنے تک اسلام قبول نہ کرنا، اور کفر پر قائم رہنا، اسلام قبول کرنے کے بعد نوحہ کرنے سے زیادہ برا اور زیادہ مضر تھا۔ (العیاذ باللہ) ۔ اور اس توجیہ کے مطابق آپ نے حضرت ام عطیہ کے لیے اتنے عرصہ تک کفر نہ صرف پسند کر لیا بلکہ اس کو اسلام پر ترجیح دی اور انہیں اتنے عرصہ تک کفر پر قائم رہنے کی اجازت دی اور یہ وہ توجیہ ہے جس کو شیخ عثمانی نے بہترین توجیہ کہا ہے!! (العیاذ باللہ)

شیخ عثمانی کی بیان کردہ یہ توجیہ اصول اسلام کے خلاف ہے کیونکہ کفر سے بڑی کوئی مصیبت ہے نہ کوئی ضرر اور کفر کے مقابلہ میں نوحہ کرنا یقیناً بہت خفیف اور ہلکا ہے اور جب آپ نے ام عطیہ کو اس کی اجازت دے دی تو نوحہ کرنا سرے سے معصیت ہی نہ رہا، دوسری وجہ یہ ہے کہ کفر پر راضی ہونا اور کفر کو پسند کرنا بھی کفر ہے خواہ ایک لمحہ کے لیے ہو۔

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

لو امر رجلا ان یکفر باللہ تعالیٰ او عزم ان یأمره یکفر وکذا لو لقن لامراة بکفر لتبین من زوجها۔[2]

اگر کسی شخص نے کسی کو کفر باللہ کا حکم دیا یا ارادہ کیا کہ اس کو کفر کا حکم دے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کفر کی تلقین کی تاکہ وہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

---

[1] شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۲ ص ۴۸۳، مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی۔

[2] علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ، شرح عقائد نسفی ص ۱۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

علامہ پرہاروی اس عبارت کی تشریح میں لکھتے ہیں :

ثم الدلیل علی کفر الآمر والعازم والملقن ھو ان الرضا بالکفر کفر۔[1]

کفر کا حکم دینے والے یا اس حکم کا ارادہ کرنے والے یا کفر کی تلقین کرنے والے کے کفر پر دلیل یہ ہے کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔

ملا علی قاری رحمہ الباری لکھتے ہیں :

وفی الخلاصۃ کافر قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذھب الی فلان العالم کفر لانہ رضی ببقائہ فی الکفر الی حین ملازمۃ العالم ولقائہ۔[2]

خلاصہ میں ہے کہ کسی کافر نے مسلمان سے کہا مجھ پر اسلام پیش کرو۔ اس مسلمان نے کہا کہ فلاں عالم کے پاس جاؤ تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ اس عالم سے ملاقات تک اس کے کفر پر قائم اور باقی رہنے سے راضی ہو گیا۔

ملا علی قاری اسی بحث میں لکھتے ہیں :

وذکر شیخ الاسلام ان الرضا بکفر غیرہ انما یکون کفرا اذا کان یستجیزہ و یستحسنہ۔[3]

شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے کہ دوسرے شخص کے کفر پر راضی ہونا اس وقت کفر ہوگا جب وہ اس کفر کی اجازت دے اور اس کو اچھا سمجھے۔!

شیخ عثمانی کی مزعوم " زیادہ حسین توجیہ" اصول اسلام کی روشنی میں درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کفر کی نسبت ہے! العیاذ باللہ !!

ہم ایسے تعصب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جس کی بناء پر کوئی شخص کسی ایسی قبیح تاویل کا شکار ہو جس کا مآل اور وبال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کفر کی نسبت ہو۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں حدیث کی شرح میں جملہ اقسام کی لغزشوں اور غلطیوں سے محفوظ اور مامون رکھے اور وہ بات لکھنے کی توفیق دے جو حق اور صواب ہو ہم اللہ تعالیٰ سے ایمان پر خاتمہ اور حسن عاقبت کا سوال کرتے ہیں، آمین یا رب العٰلمین بجاہ سید المرسلین۔

تبرکات کی اہمیت

حدیث نمبر ۲۰۹۳ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے کفن کے لیے اپنا تہبند عنایت کیا اور فرمایا اس کو اس کے جسم کے ساتھ لگانا یعنی سب سے پہلے اس کو پہنانا تاکہ یہ ان کے جسم کے ساتھ چسپاں رہے اور اس کی برکات سے انھیں فائدہ پہنچے۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی اہمیت ان کی افادیت اور فیضان کا ثبوت ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ مبارک تھا وہ کہتی ہیں کہ ہم بیماروں کے لیے اس کو دھو کر اس کے دھوون سے شفا حاصل کرتے تھے۔[4]

---

[1] علامہ عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ، نبراس ص ۵۷۰ - ۵۶۹، مطبوعہ شاہ عبدالحق اکیڈمی بندیال، ۱۳۹۷ھ۔

[2] ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح فقہ اکبر ص ۱۷۷، مطبوعہ مطبعۃ مصطفیٰ البابی مصر، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

[3] " " " ص ۱۸۰

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ جب کسی کی آنکھ میں یا کہیں اور کوئی تکلیف ہوتی تو وہ پانی لے کر حضرت ام سلمہ کے پاس آتا[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے بال منڈانے کے بعد حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو وہ مبارک بال دے کر فرمایا انھیں لوگوں میں تقسیم کر دو[2] حضرت امیر معاویہ نے وصال کے وقت فرمایا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے گئے، میں ایک مشکیزہ لے کر آپ کی خدمت میں گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم مبارک کے ساتھ لگے ہوئے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا مجھے عنایت فرما دیا۔ اس مبارک چادر کو میں نے آج کے دن کے لیے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ناخن تراشے اور ان مبارک بالوں اور ناخنوں کو بھی میں نے اس دن کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو اس قمیص کو میرے جسم کے ساتھ لگا کر کفن میں شامل کرنا اور ان بالوں اور ناخنوں کو میرے منہ، آنکھوں اور اعضاء سجود پر رکھ دینا[3] حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگ یرموک میں ٹوپی گم ہو گئی، انھوں نے ساتھیوں سے کہا اس ٹوپی کو تلاش کرو، بڑی دیر تک ٹوپی کو تلاش کیا گیا بالآخر وہ ٹوپی مل گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اس ٹوپی کی تلاش میں جو اس قدر مشقت اٹھائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے موقع پر سر اقدس کے بال مبارک منڈوائے۔ صحابہ ان بالوں کو حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے میں نے بھی جھپٹ کر پیشانی مبارک کے کچھ بال حاصل کر لیے اور ان کو اس ٹوپی میں رکھ لیا، جب بھی کسی جہاد میں شریک ہوتا ہوں اس ٹوپی کو پہنتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ان مبارک بالوں کی وجہ سے مجھے فتح اور نصرت سے نوازتا ہے[4]

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح حسب مراتب باقی انبیاء علیہم السلام اور عام صالحین کے تبرکات سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: اذهبوا بقميصي هذا فالقوه على وجه ابي يأت بصيرا۔ (یوسف: ۹۳)

"میری اس قمیص کو لے جا کر میرے والد کے چہرے پر ڈال دو ان کی نابینا آنکھیں روشن ہو جائیں گی" قرآن مجید میں ہے:

وقال لهم نبيهم ان اٰية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك اٰل موسى واٰل هرون تحمله الملٰئكة ان في ذلك لاية لكم ان كنتم مؤمنين۔ (بقرہ: ۲۴۸)

"اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک ایسا تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کے چین اور سکون (کے اسباب ہیں) اور (اس میں) آل موسیٰ اور آل ہارون کی چھوڑی ہوئی کچھ چیزیں (تبرکات) ہیں جن کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے، لاریب اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے بشرطیکہ تم مومن ہو!"

۱۔ امام ابو عبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ،

۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، طبع ثانی، ۱۳۷۵ھ،

۳۔ علامہ ابو عمرو یوسف بن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ استیعاب علی ہامش الاصابہ ج ۲ ص ۳۹۹، دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ،

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، اصابہ ج ۱ ص ۴۱۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زر اندود صندوق تھا، جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں، ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب، حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا۔ یہ صندوق وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی، چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور آپ کے کپڑے ....

.... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل در پیش ہوتی تو وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر (اللہ سے) دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے، دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے، جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہو گئی، اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے، ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے "تابوت کو ایک گاڑی پر رکھ کر۔ بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لیے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا، طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کیے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے (جلالین، جمل، خازن۔ مدارک وغیرہ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز و احترام لازم ہے۔ ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی، اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔[1]

WWW.NAFSEISLAM.COM

شیخ محمود حسن اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا، اس میں تبرکات تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح دیتا۔ جب جالوت غالب آیا ان پر تو یہ صندوق بھی وہ لے گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کو صندوق کا پہنچانا منظور ہوا تو یہ کیا کہ وہ کافر جہاں صندوق کو رکھتے وہیں وبا اور بلا آتی پانچ شہر ویران ہو گئے۔ ناچار ہو کر دو بیلوں پر اس کو لاد کر ہانک دیا فرشتے بیلوں کو ہانک کر طالوت کے دروازے پر پہنچا گئے

شیخ اشرف علی تھانوی نے بھی من وعن یہی لکھا ہے[3]

۱۔ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان ص ۴۷، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی

۲۔ شیخ محمود حسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ، حاشیۃ القرآن ص ۶۸، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔

۳۔ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، بیان القرآن ص ۸۳، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

علامہ نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

والحکمة فی اشعارها به تبریکها ففیه التبرك بآثار الصالحین ولباسهم وفیه جواز تکفین المرأة فی ثوب الرجل [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے کفن کیلئے اپنی چادر انہیں برکت پہنچانے کے لیے دی تھی، لہٰذا اس حدیث میں صالحین کے آثار اور لباس سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے اور اس میں مرد کے کپڑوں میں عورت کو کفن دینے کا بھی ثبوت ہے۔

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

والحکمة فیه التبرك بآثاره الشریفة وانما اخره الی فراغهن من الغسل ولم یناولهن ایاه اولا لیکون قریب العهد من جسده الی جسدها فاصل وهو اصل فی التبرك بآثار الصالحین [2]

اپنی چادر عطا فرمانے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے آثار شریفہ سے تبرک حاصل کیا جائے اور غسل سے فراغت کے حصول تک چادر دینے میں تاخیر اور ابتداء میں چادر نہ دینے کی حکمت یہ تھی کہ آپ کے جسم کے ساتھ مس اور آپ کی صاحبزادی کے جسم کے ساتھ اس چادر کے مس ہونے میں کوئی وقفہ نہ ہو۔ اور یہ حدیث صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کی اصل اور دلیل ہے۔

علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں:

وامره صلی اللہ علیه وسلم بذلك لتنالها برکته [3]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چادر پہنانے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ آپ کی برکت حاصل کریں۔

شیخ عثمانی لکھتے ہیں:

والحکمة فیه التبرك بآثاره الشریفة الی قوله وهو اصل فی التبرك بآثار الصالحین [4]

اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے آثار شریفہ سے تبرک حاصل ہو اور یہ حدیث آثار صالحین کے ساتھ تبرک کے حصول پر دلیل ہے۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

ففیه التبرك بآثار الصالحین [5]

اس حدیث میں آثار صالحین کے ساتھ تبرک حاصل

1۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۰۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

2۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۴۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

3۔ علامہ ابو عبداللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۲ ص ۴۸۴، مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی۔

5۔ نواب صدیق حسن بھوپالی ظاہری متوفی ۱۳۰۷ھ، السراج الوہاج، ج ۱ ص ۲۹۴، مطبع صدیقی بھوپال، ۱۳۰۲ھ۔

کرنے کا ثبوت ہے۔

قرآن مجید، احادیث شریفہ اور فقہاء اسلام کے مذکور الصدر اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دین کے تبرکات سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے اور یہ مسئلہ مسلمانوں کے متفق علیہ مسائل میں سے ہے۔

تکفین میں مذاہب

حدیث نمبر ۲۰۷۴ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک سحول کی بنی ہوئی تین سفید چادروں میں کفن دیا گیا

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ میت کی تکفین اس کے ترکہ سے کی جاتی ہے اور تکفین میت کے قرض کی ادائیگی پر مقدم ہے، اگر بالفرض میت کا ترکہ نہ ہو تو میت کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

علامہ شیرازی شافعی لکھتے ہیں: میت کو تین کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے ایک چادر اور دو لفافے (بڑی چادریں) کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک سحول کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔[1]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: ہمارے امام کے نزدیک افضل یہ ہے کہ مرد کو تین سفید چادروں میں کفن دیا جائے، اس میں قمیص ہو نہ عمامہ، تین کپڑوں سے زیادہ ہو نہ کم۔[2]

علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک کفن تین کپڑوں سے کم نہیں ہونا چاہیے اور ہمارے بعض مشائخ کہتے ہیں کہ ان تین کپڑوں کے علاوہ قمیص اور عمامہ بھی ہونا چاہیے۔[3]

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں: تین کپڑوں سے زیادہ کفن دینا، مال کو ضائع کرنا ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اگر کسی شخص نے تین سے زیادہ کپڑوں میں کفن دیے جانے کی وصیت کی تو اس کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔[4]

میت کو غسل دینے کے بعد تخت پر طول کی جانب میں لفافہ (وسیع و عریض چادر) بچھا دیا جائے۔ پھر لفافہ پر جانب طول میں ایک چادر بچھا دی جائے۔ اگر میت کی قمیص بنائی ہے تو اس کو پہنا دی جائے اور اگر نہیں بنائی تو کوئی حرج نہیں اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ کفن میں قمیص سنت ہے، امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفن میں قمیص شامل نہیں ہے، کفن صرف تین چادریں ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سحولیہ کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص بھی تھی، اور وفات کے بعد وہی لباس معتبر ہوگا جو حیات میں ہو اور رہا یہ کہ حیات میں آپ شلوار بھی پہنتے تھے تاکہ چلتے وقت شرم گاہ کے کھل جانے کا خطرہ نہ ہو اور وفات کے بعد یہ وجہ نہیں رہی، اس لیے چادر

۱۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۱۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۱۶۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۷۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۔ نواب صدیق حسن بھوپالی ظاہری متوفی ۱۳۰۷ھ، السراج الوہاج ج ۲، ص ۲۹۵، مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال، ۱۳۰۲ھ

شلوار کے قائم مقام ہے لیکن حیات میں چادر قمیص کے نیچے ہوتی ہے تاکہ چلنے میں آسانی رہے اور وفات کے بعد چادر کندھوں سے لے کر قدم تک قمیص کے اوپر ہوتی ہے کیونکہ اب چلنے کی ضرورت نہیں۔ امام محمد نے کفن میں عمامہ کا ذکر نہیں کیا اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس طرح کفن کے کپڑے جفت ہو جائیں گے اور کفن میں سنت طاق کا عدد ہے، بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مستحسن قرار دیا ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ میت کو عمامہ پہناتے تھے اور عمامہ کا شملہ اس کے سامنے رکھتے تھے بر خلاف حالت حیات کے کیونکہ زندگی میں شملہ زینت کی بناء پر گردن کے پیچھے ڈال دیا جاتا ہے اور موت کے بعد زینت منقطع ہو جاتی ہے [۱]۔ امام محمد فرماتے ہیں: (کفن پہنانے کے بعد) پھر اس کی ڈاڑھی اور سر میں حنوط (صندل اور کافور کی مخلوط خوشبو) رکھ دی جائے اور اس کے اعضاء سجود پر کافور رکھ دیا جائے اور اگر کافور نہ ہو تو کوئی حرج نہیں [۲]۔

کفن کے سلسلے میں ہم نے جو فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں ان سے بظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک کفن میں قمیص کو نہیں شامل کرنا چاہیے اور یہ خلاف سنت ہے اور امام مالک رحمہ اللہ قمیص کو سنت قرار دیتے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قمیص پہنی ہوئی تھی اس کو اتارا نہیں گیا اور حضرت عائشہ نے جن کپڑوں کا ذکر کیا ہے وہ اس قمیص کے علاوہ ہیں، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کفن میں تین کپڑے سنت ہیں، قمیص، چادر اور لفافہ، سطور ذیل میں ہم قمیص کو کفن میں شامل کرنے پر دلائل پیش کر رہے ہیں:

احناف کے دلائل

کفن میں قمیص کو شامل کرنے پر ایک قوی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے کفن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص عطا فرمائی تھی اگر میت کی تکفین میں قمیص پہنانا جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کو اپنی قمیص عطا نہ فرماتے [۳]۔ اس کے علاوہ حسب ذیل احادیث ہیں:

عن ابن عباس قال کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلثة اثواب نجرانية الحلة ثوبان وقمیصه الذی مات فیه [۴]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا دو چادریں (حلہ) اور وہ قمیص جس میں آپ کا وصال ہوا۔

عن ابراهیم قال کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حلة یمانیة وقمیص [۵]

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو یمنی چادروں (حلہ) اور قمیص میں کفن دیا گیا۔

عن سالم ان ابن عمر کان یکفن اهله فی خمسة اثواب منها عمامة وقمیص و

سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اپنے اہل کو پانچ کپڑوں میں کفن دیتے تھے ان میں عمامہ، قمیص اور تین لفافے

---

[۱]۔ امام شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ المبسوط ج ۲ ص ۶۰، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۰۰ھ۔

[۲]۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط ج ۱ ص ۴۲۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

[۳]۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

[۴]۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ۔

[۵]۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۴۲۳ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۰ھ۔

وثلاث لفائف ۔[1]

ہوتے تھے۔

عن سلیمان بن موسیٰ قال یکفن المیت فی وتر قمیص ولفافتین، یلبس القمیص وتبسط اللفافة علی الأخری ثم یدرج فیها ولا یزال علیه القمیص[2]

سلیمان بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میت کو طاق کپڑوں میں کفن دیا جائے، ایک قمیص اور دو لفافوں میں، قمیص پہنائی جائے اور ایک لفافہ دوسرے لفافہ پر پھیلا دیا جائے، اور لفافہ میں لپیٹ دیا جائے اور قمیص کو ہٹایا نہ جائے۔

عن عبد الله بن عمرو بن عاص قال المیت یقمص ویؤزر ویلف فی الثالث فان لم یکن الا ثوب واحد لف فیه[3]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میت کو قمیص پہنائی جائے، چادر پہنائی جائے اور تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اگر تین کپڑے میسر نہ ہوں تو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے۔

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے[4]

عن ابراهیم قال یکفن الرجل فی ثلاثة اثواب القمیص والازار واللفافة[5]

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ مرد کو تین کپڑوں میں دفن کیا جائے، قمیص، چادر اور لفافہ۔

عن ابن سیرین انه کان یحب ان یکفن المیت فی قمیص له وازار وکان مثل الحی[6]

ابن سیرین میت کو زندہ کی طرح قمیص اور چادر پہنانا مستحب قرار دیتے ہیں۔

عورت کا کفن

علامہ ابو الحسن مرغینانی فرماتے ہیں، عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا سنت ہے، قمیص، چادر، دوپٹہ، لفافہ اور سینہ بند، کیونکہ حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ جو عورتیں آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں، آپ نے ان کو پانچ کپڑے دیئے تھے[7]

علامہ ابو الحسن مرغینانی نے جس روایت کا ذکر کیا ہے، اس کے بارے میں حافظ زیلعی فرماتے ہیں کہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ غریب ہے[8]

البتہ پانچ کپڑوں کے ثبوت میں یہ روایت ہے:

WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] ۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۴۲۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۰ھ۔
[2] ۔ 〃 〃 المصنف ج ۳ ص ۴۲۶
[3] ۔ 〃 〃 〃
[4] ۔ امام ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۵۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعة الاولیٰ ۱۴۰۶ھ
[5] ۔ 〃 〃 〃 المصنف ج ۳ ص ۲۶۱
[6] ۔ 〃 〃 〃 〃
[7] ۔ امام ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ ہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۷۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[8] ۔ حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۶۳، مطبوعہ مجلس علمی دابھیل، الطبعة الاولیٰ ۱۳۵۷ھ۔

عن لیلی بنت قانف الثقفیۃ قالت: کنت فیمن غسل ام کلثوم ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند وفاتہا فکان اول ما اعطانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحقاء ثم الدرع ثم الخمار ثم الملحفۃ ثم ادرجت بعد فی ثوب الآخر[1]

لیلیٰ بنت قانف بیان کرتی ہیں کہ میں بھی ان عورتوں میں تھی جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چادر (تہبند) دیا پھر قمیص، پھر دوپٹہ، پھر سینہ بند، پھر ایک کپڑا جس میں انہیں لپیٹ دیا گیا (یعنی لفافہ)۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

حدیث نمبر ۲۰۹۹ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نجاشی کی وفات کی اس دن خبر دی جس دن اس کی وفات ہوئی تھی پھر آپ لوگوں کے ساتھ عید گاہ گئے اور چار تکبیریں کہیں۔

اس حدیث کی شرح میں ہم پہلے نماز جنازہ کے طریقہ میں ائمہ اربعہ کا مسلک بیان کریں گے پھر غائبانہ نماز جنازہ میں اختلاف ائمہ بیان کریں گے۔ اس کے بعد نماز جنازہ متعدد بار پڑھے جانے میں ائمہ کے نظریات بیان کریں گے اور پھر متعدد جنازوں کی صورت میں نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کریں گے۔ فنقول و باللہ التوفیق۔

نماز جنازہ پڑھنے کے طریقہ میں مذاہب

علامہ شیرازی شافعی لکھتے ہیں کہ نماز جنازہ میں تکبیر اول کے بعد سورۂ فاتحہ کو پڑھنا فرض ہے کیونکہ جب نماز جنازہ میں دیگر فرائض نماز کی طرح قیام فرض ہے تو سورہ فاتحہ کا پڑھنا بھی فرض قرار پائے گا اور ضم سورت کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد چھوٹی سورت پڑھی جائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ سورت نہ ملائی جائے کیونکہ نماز جنازہ کی بنا اختصار پر ہے، (الی قولہ) دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور یہ بھی فرض ہے (الی قولہ) تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرے کیونکہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی۔ میں نے سنا آپ یہ دعا مانگ رہے تھے: اللھم اغفر لحینا و میتنا وشاھدنا و غائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اور بعض روایات میں یہ اضافہ ہے: اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان، اور میت کے لیے دعا کرنا بھی نماز جنازہ کے فرائض میں سے ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے اور سلام پھیرنے کا حکم بھی باقی نمازوں کی طرح واجب ہے[3] (شافعیوں کے نزدیک فرض اور واجب میں فرق نہیں ہے اور وہ ایک کا دوسرے پر اطلاق کر دیتے ہیں، سعیدی)

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں: نماز جنازہ میں یہ امور واجب ہیں: نیت، تکبیرات، قیام، سورۃ فاتحہ کا پڑھنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، میت کے لیے دعا، اور ایک طرف سلام پھیرنا اور وقت کے سوا اس میں فرض نماز کی تمام

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، طبع ثانی ۱۴۰۵ھ۔

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۳۸۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ۔

[3] شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵، المہذب ج ۵ ص ۲۳۹ - ۲۳۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

شرائط ہیں۔[1]

قاضی ابن رشد مالکی لکھتے ہیں: امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت نہیں ہے کیونکہ نماز جنازہ صرف دعا ہے اور امام مالک نے فرمایا ہمارے شہر میں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا معمول نہیں ہے اور فرمایا کہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے، اور دوسری تکبیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے شفاعت کرے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔[2]

امام محمد لکھتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا کہ میت پر نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جب جنازہ رکھ دیا جائے تو امام آگے بڑھ جائے اور لوگ پیچھے صفیں باندھ لیں۔ امام رفع یدین کر کے تکبیر کہے اور لوگ بھی اس کے ساتھ رفع یدین کر کے تکبیر کہیں، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں۔ پھر امام دوسری تکبیر کہے اور لوگ بھی بغیر رفع یدین کے اس کے ساتھ تکبیر کہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں، پھر امام تیسری تکبیر کہے اور لوگ بھی بغیر رفع یدین کے اس کے ساتھ تیسری تکبیر کہیں اور میت کے لیے استغفار اور اس کی شفاعت کریں۔ پھر امام چوتھی تکبیر کہے اور لوگ بھی اس کے ساتھ بغیر رفع یدین کے تکبیر کہیں اور امام دائیں اور بائیں جانب سلام پھیر دے اور لوگ بھی سلام پھیر دیں: اور ابن ابی لیلیٰ جنازہ کی پانچ تکبیریں کہتے تھے، (امام محمد نے کہا) میں نے پوچھا: "کیا حمد و ثناء، درود شریف اور میت کی دعا با آواز بلند پڑھی جائے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: نہیں، ان میں سے کسی چیز کو با آواز بلند نہ پڑھیں بلکہ آہستہ پڑھیں! میں نے پوچھا کیا امام اور اس کے پیچھے مقتدی قرآن مجید پڑھیں؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: امام قرأت کرے اور نہ اس کی اقتداء میں مقتدی قرأت کریں۔[3]

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے دلائل کا تجزیہ

نماز جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت پر علامہ شیرازی شافعی نے جو دلیل پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ باقی فرض نمازوں میں قرأت فرض ہے اور نماز جنازہ بھی فرض نماز ہے اس لیے اس میں بھی قرأت فرض ہے[4] لیکن یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ نماز جنازہ دیگر فرض نمازوں سے اپنے ارکان کے اعتبار سے مختلف ہے۔ مثلاً باقی نمازوں میں رکوع اور سجود بھی فرض ہے لیکن نماز جنازہ میں رکوع اور سجود فرض نہیں ہیں۔ علامہ نووی اس مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی اور کہا: "میں نے یہ سورت اس لیے پڑھی ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔" علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جب صحابی کسی مسئلہ میں کہیں کہ یہ سنت ہے تو مذہب صحیح یہ ہے کہ وہ حدیث مرفوع ہوتی ہے اور حضرت ابن عباس کی یہ حدیث اس مسئلہ میں دیگر دلائل سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔[5] علامہ نووی کی یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ جس خبر واحد میں کسی مسئلہ کے مسنون ہونے کی تصریح ہو اس خبر واحد سے اس مسئلہ کی فرضیت پر استدلال کس طرح درست ہو سکتا

۱۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۱۸۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۰۵ھ

۲۔ قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۷۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط، ج ۱ ص ۴۲۴، ۴۲۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

۴۔ علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۳۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۵، ص ۲۳۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

ہے! جبکہ یہ امر بھی قطعی نہیں ہے کہ اس سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا سنت صحابہ، اور چونکہ دیگر دلائل سے نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت ثابت ہے اس لیے یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو تکبیر اولی کے بعد بطور دعا اور ثناء پڑھا تھا کیونکہ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس سے دعا کا مفہوم ہے اور پہلی تکبیر کے بعد نماز جنازہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جاتی ہے اسی لیے حضرت ابن عباس نے اسی اعتبار سے سورہ فاتحہ پڑھی۔ اس حدیث کے علاوہ نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے سلسلے میں جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ علامہ نووی نے بھی شرح المہذب میں اس کا اعتراف کیا ہے اور صرف حضرت ابن عباس کی مذکور الصدر روایت کو لائق استدلال قرار دیا ہے۔

طبرانی نے حضرت ام عفیف سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فاتحۃ الکتاب پڑھنے کا حکم دیا اس کی سند میں عبدالمنعم ابوسعید نام کا ضعیف راوی ہے، ابن ماجہ نے حضرت ام شریک سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز جنازہ میں فاتحۃ الکتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ اس کی سند میں ضعف ہے۔ طبرانی نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز جنازہ پڑھو تو فاتحۃ الکتاب پڑھو اس میں معلی بن حمران نام کا ضعیف راوی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں فاتحۃ الکتاب پڑھی۔ اس کی سند میں ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ ہے جو انتہائی ضعیف راوی ہے۔ امام شافعی نے کتاب الام میں حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں چار تکبیرات پڑھیں اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی۔ اسی سند سے اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابراہیم بن ابو یحییٰ ہے جو متروک ہے اور عبداللہ بن محمد عقیل ہے جو انتہائی ضعیف راوی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں چار مرتبہ پڑھا الحمد للہ رب العالمین۔ اس کی سند میں نافع بن قاسم مجہول ہے۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پر بلند آواز سے سورہ فاتحہ پڑھی پھر دوسری تکبیر کے بعد دعا کی، (الحدیث) اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یزید بن عبدالملک نوفلی نام کا ضعیف راوی ہے۔

نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جو نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کثیر صحابہ نے نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا ہے اس سبب سے نماز جنازہ میں قرآن مجید کی کسی آیت کو بطور تلاوت قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے البتہ نماز جنازہ میں قرآن مجید کی کسی آیت کو ثناء یا دعا کے طور پر پڑھا جا سکتا ہے۔ حسب ذیل احادیث اور آثار سے نماز جنازہ میں قرآن مجید کا پڑھنا ممنوع ہے۔

عن جابر قال ما باح لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابو بکر ولا عمر فی الصلوٰۃ علی المیت بشیء۔[۱]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں کسی چیز کے پڑھنے کو معین نہیں فرمایا۔

[۱] حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۹۴، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۶ھ۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن ثلاثین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھم لم یقوموا علی شیء فی امر الصلوٰۃ علی الجنازۃ [1]

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نماز جنازہ میں کسی معین چیز کے ساتھ قیام نہیں کیا۔

عن موسی الجھنی قال سالت الحکم و الشعبی وعطاء ومجاھدا فی الصلوٰۃ علی المیت شیٔ موقت فقالوا لا انما انت شفیع فاشفع باحسن ما تعلم [2]

موسیٰ جہنی کہتے ہیں میں نے حکم، شعبی، عطاء، اور مجاہد، سے پوچھا کیا نماز جنازہ میں کوئی چیز مقرر ہے؟ انھوں نے کہا نہیں! تم صرف شفاعت کرنے والے ہو پس اچھی دعا کے ساتھ شفاعت کرو۔

عن الشعبی قال فی التکبیرۃ الاولیٰ یبدء بحمد اللہ و الثناء علیہ والثانیۃ صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والثالثۃ دعاء للمیت والرابعۃ للتسلیم [3]

شعبی کہتے ہیں کہ پہلی تکبیر میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے دوسری تکبیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے۔ تیسری تکبیر میں میت کے لیے دعا کی جائے اور چوتھی تکبیر میں سلام پھیر دیا جائے۔

عن علی انہ اذا صلّٰی علی میت بدأ بحمد اللہ ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقول اللھم اغفر لاحیاءنا واموا تنا الحدیث [4]

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھتے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے پھر دعا کرتے "اللھم اغفر لاحیاءنا واموا تنا"

عن نافع ان ابن عمر کان لا یقرء فی الصلوٰۃ علی المیت [5]

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نماز جنازہ میں قرآن مجید نہیں پڑھتے تھے۔

عن ایوب عن محمد انہ کان لا یقرا علی المیت [6]

ایوب کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین نماز جنازہ میں قرآن مجید نہیں پڑھتے تھے

WWW.NAFSEISLAM.COM

عن ابی المنھال قال سألت ابا العالیۃ عن القراءۃ فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب فقال ما کنت احسب ان فاتحۃ الکتاب تقرأ الا

ابو المنہال کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے کہا میرے گمان میں سورہ فاتحہ صرف اس نماز میں پڑھی

لہ۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۹۴، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ ھ۔

۲ہ۔ 〃 المصنف ج ۳ ص ۲۹۵، 〃

۳ہ۔ 〃 〃

۴ہ۔ 〃 〃 〃

۵ہ۔ 〃 المصنف ج ۳ ص ۲۹۸ 〃

۶ہ۔ 〃 〃 〃

فی صلوٰۃ فیہا رکوع و سجود [1]

جاتی ہے جس میں رکوع اور سجود ہو۔

عن علی قال قلت لفضالۃ بن عبید ۃ ھل یقرأ علی المیت شیٔ قال لا [2]

علی کہتے ہیں کہ میں نے فضالہ بن عبیدہ سے پوچھا کیا میت پر قرآن مجید پڑھا جائے گا؟ انھوں نے کہا نہیں!

عن سعید بن ابی بردۃ عن ابیہ قال قال لہ رجل اقرؤ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب قال لا تقرء [3]

سعید بن ابی بردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا میں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھوں فرمایا مت پڑھو۔

عن حجاج قال سألت عطاء عن القراءۃ علی الجنازۃ قال ما سمعنا بھذا۔ [4]

حجاج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں سوال کیا انھوں نے کہا ہم نے یہ نہیں سنا!۔

عن ابراھیم وعن الشعبی قالا لیس فی الجنازۃ قراءۃ [5]

ابراہیم اور شعبی بیان کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے۔

عن عبد اللہ بن ابی سارۃ قال سألت سالما فقلت القراءۃ علی الجنازۃ فقال لا قراءۃ علی الجنازۃ [6]

عبد اللہ بن ابی سارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سالم سے پوچھا: کیا نماز جنازہ میں قرأت ہے۔ انھوں نے کہا نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے۔

علامہ سرخسی نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولنا حدیث ابن مسعود رحمہ اللہ تعالٰی قال لم یوقت لنا فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ دعاء ولا قراءۃ کبر ما کبر الامام واختر من الدعاء أطیبہ وھکذا روی عن عبد الرحمٰن بن عوف وابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما انہما قالا لیس فیہا قراءۃ شیٔ من القرآن وتأویل حدیث جابر رضی اللہ عنہ

ہماری دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں کوئی دعا مقرر فرمائی ہے نہ قرأت۔ امام کی تکبیر پر تکبیر کہو اور اچھی دعا کو اختیار کرو۔ اسی طرح حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ نماز جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت نہیں ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱ـ امام ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۹۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعۃ الاولی، ۱۴۰۶ھ۔

۲ـ 〃 〃 〃 〃

۳ـ 〃 〃 〃 〃

۴ـ 〃 〃 〃 〃

۵ـ 〃 〃 〃 〃

۶ـ 〃 〃 〃 〃

أنّه كان قرأ على سبيل الثناء لا على وجه قراءة القرآن ولان هذا ليس بصلوٰة على الحقيقة انما هي دعاء واستغفار للميّت الا ترى انه ليس فيها اركان الصلوٰة من الركوع والسجود والتشهد لما بينا فيما سبق ان الصلوٰة في اللغة الدعاء واشتراط الطهارة واستقبال القبلة لا يدل على انها صلوٰة حقيقة وان فيها قرأة كسجدة التلاوة ولا ترفع الايدی الا فی التكبيرة الاولى الامام والقوم فيها سواء۔ [1]

انھوں نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو بطور ثناء پڑھا تھا نہ بطور قرأت قرآن۔ نیز نماز جنازہ حقیقتاً نماز نہیں ہے۔ یہ صرف میّت کے لیے استغفار اور دعا ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ نماز جنازہ میں نماز کے ارکان میں سے رکوع اور سجود نہیں ہیں، اور اس کو نماز اس لیے کہتے ہیں کہ لغت میں صلوٰۃ (نماز) دعا کو کہتے ہیں اور طہارت اور قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ حقیقتاً نماز ہے اور اس میں قرأت ہے۔ جس طرح سجدہ تلاوت میں یہ شرط اس کے حقیقتہً نماز ہونے کو مستلزم نہیں ہے اور تکبیر اولیٰ کے سوا اس میں رفع یدین نہیں کیا جائے گا اور امام اور مقتدیوں کا ان مسائل میں ایک حکم ہے۔

نماز جنازہ پڑھنے کے طریقہ میں احناف کا موقف

احناف کے نزدیک نماز جنازہ میں قیام اور چار تکبیریں فرض ہیں اور ان کی فرضیت اجماع امت سے ثابت ہے اور پہلی تکبیر کے بعد ثناء، دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد میّت کے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔ ثناء، درود شریف، اور استغفار کے لیے منقول کلمات میں سے جو کلمات بھی پڑھ لیے جائیں، جائز ہے۔ تاہم برصغیر میں یہ رواج ہوگیا ہے کہ ثناء کے لیے وہ کلمات پڑھتے ہیں جن میں جلّ ثناؤک کے کلمات بھی ہیں اور درود شریف کے لیے وہ کلمات پڑھتے ہیں جن میں " وَتَرَحَّمْتَ " بھی ہے اور میت کے لیے دعا اور استغفار کے لیے یہ کلمات پڑھتے ہیں اللھم اغفر لحینا و میتنا الخ ہر چند یہ کلمات احادیث شریفہ سے ثابت ہیں لیکن ان کلمات کا پڑھنا ضروری اور لازمی نہیں ہے۔ ثناء، درود شریف اور دعا میّت کے لیے احادیث میں متعدد طریقوں سے کلمات اور صیغے منقول ہیں ان میں سے جو کلمات بھی پڑھ لیے جائیں یہ امر مستحب ادا ہو جائے گا، ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض مسلمانوں کو یہ مخصوص کلمات یاد نہیں ہوتے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بغیر نماز جنازہ ادا نہیں ہوگی جبکہ صرف تکبیرات پڑھ لینے سے بھی نماز جنازہ ہو جاتی ہے اور جن کلمات کے ساتھ عام نمازوں میں ثناء پڑھی جاتی ہے (یعنی سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک) اس ثناء کے پڑھنے سے اور عام نمازوں میں جو درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے (یعنی اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید الخ) اس درود کے پڑھ لینے سے اور جو دعا عام نمازوں میں پڑھی جاتی ہے (یعنی ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب) اس دعاء کے پڑھ لینے سے نماز جنازہ اپنے فرائض اور مستحبات کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوتی اور جن لوگوں کو یہ مروجہ مخصوص کلمات یاد نہیں ہیں ان لوگوں کو کسی تردّد کے بغیر انھیں عام پڑھے جانے والے کلمات کے ساتھ نماز

[1] علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۲ ص ۶۲ مطبوعہ دار المعرفت بیروت، الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۰۰ ھ۔

جنازہ پڑھنی چاہیے، تاہم بعض لوگوں کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ مروجہ مخصوص کلمات خلاف سنت اور بدعت ہیں ہم سطور ذیل میں ان مروجہ کلمات کے ثبوت میں احادیث پیش کر رہے ہیں۔

ثناء

روی فی الجملۃ عن ابن عباس فی حدیث طویل من قولہ ذکرہ ابن ابی شیبۃ وابن مردویۃ فی کتاب الدعاء لہ ورواہ الحافظ ابو شجاع فی کتاب الفردوس عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ من احب الکلام الی اللہ عزوجل ان یقول العبد سبحانک اللھم وبحمدک و تبارک اسمک وتعالیٰ جدک وجل ثناءک ولا الٰہ غیرک۔

یہ ثناء فی الجملہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ اور حافظ ابو شجاع نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ کلام یہ ہے کہ بندہ کہے: سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک وجل ثناءک ولا الٰہ غیرک۔

درود شریف

مروجہ نماز جنازہ کے طریقہ میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں رحم کے الفاظ بھی ہیں اس کے ثبوت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں:

وارحم محمدا وآل محمد کما رحمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید[۲]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: وارحم محمدا وآل محمد کما صلیت وبارکت وترحمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید[۳]

مروجہ دعا کی دلیل

مروجہ نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے اس کا ذکر اس حدیث میں ہے:

عن ابی ابراھیم الاشھلی عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی علی الجنازۃ قال اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل ذلک وزاد فیہ اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان[۴]

ابو ابراہیم اشہلی کے والد اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں یہ دعا مانگتے تھے: اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا، اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے[۵]

۱۔ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۵۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
۲۔ علامہ یوسف نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ سعادۃ الدارین ص ۲۳۱۔
۳۔ " ص ۲۳۰۔
۴۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۲۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۵۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد، ج ۲ ص ۱۰۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور۔

احادیث اور آثار کی روشنی میں احناف کے بتائے ہوئے طریقہ سے نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ بحمدہ تعالیٰ واضح ہو گیا۔ اس مسئلہ پر مزید مطالعہ کے لیے مقالات سعیدی جلد اوّل کا مطالعہ فرمائیں اس میں ہم نے نماز جنازہ برطریق اہل سنت کے عنوان سے ایک مبسوط مقالہ لکھا ہے اور اس مسئلہ میں غیر مقلدین علماء کے تمام اعتراضات کے جوابات لکھے ہیں۔

میّت کے بعض اجزاء پر نماز جنازہ میں مذاہب

اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے اور ان کو آفات، بلیات، حوادث اور مصائب سے محفوظ رکھے، آج کل ایسی صورتیں بکثرت پیش آتی ہیں کہ ہوائی جہاز، ریل، بس یا کار کے حادثہ سے مسلمان اس طرح جاں بحق ہو جاتے ہیں کہ ان کے جسم کے صرف بعض اجزاء باقی بچتے ہیں اور باقی اجزاء حادثہ میں ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اس صورت میں ان بعض اجزاء پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں بھی تفصیل ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں: کہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ میت کے جس قدر اجزاء بھی مل جائیں خواہ قلیل ہوں یا کثیر، ان پر نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔ امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ میت کے اجزاء بعض ہوں یا کثیر ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائیگی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر نصف سے زیادہ میت کا جسم پایا گیا تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور اگر نصف جسم (یا اس سے کم) پایا گیا تو اس کو غسل دیا جائے گا نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کم اجزاء ملیں تو ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی[1] (یعنی اگر نصف یا اس سے زائد اجزاء ملیں تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔)

علامہ سرخسی لکھتے ہیں! امام محمد فرماتے ہیں کہ جب انسانی اجزاء مثلاً ہاتھ یا پیر میں سے کوئی عضو پایا جائے تو اس کو غسل دیا جائے گا نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ نماز میت کے لیے مشروع کی گئی ہے اور میت مکمل بدن کو کہتے ہیں اس کے کسی عضو کو نہیں کہتے اور اس وجہ سے بھی کہ جس شخص کا کوئی عضو ملا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ زندہ ہو اور زندہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی اور اس لیے بھی کہ اگر اعضاء پر نماز جنازہ ہو تو اگر میت کے متعدد اعضاء ملیں تو ایک میت پر متعدد نمازیں پڑھی جائیں گی حالانکہ ہمارے نزدیک نماز جنازہ کا تکرار جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر بدن کا اکثر حصہ ملا یا نصف حصہ ملا جس کے ساتھ سر بھی تھا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ اکثر اجزاء کل کے حکم میں ہوتے ہیں اور اس صورت میں نماز جنازہ کی تکرار کا احتمال بھی نہیں ہے[2]

حادثہ میں فوت ہونے والے مسلمانوں کی نماز جنازہ

علامہ سرخسی فرماتے ہیں: امام محمد فرماتے ہیں جس شخص کو درندے نے ہلاک کر دیا یا جو آگ میں جل گیا یا جو شخص پہاڑ سے گر کر مر گیا یا دیوار کے نیچے دب کر مر گیا یا ڈوب کر مر گیا ان تمام کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ یہ چیزیں دنیاوی احکام کے حق میں معتبر نہیں ہیں اس لیے اس قسم کے حادثات میں ہلاک ہونے والے اور

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۵۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] علامہ شمس الدین سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ المبسوط ج ۲ ص ۵۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

طبعی موت مرنے والے نماز جنازہ پڑھے جانے کے حق میں برابر ہیں [1]۔

دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے میں مذاہب

بعض دفعہ ایسی صورتیں پیش آجاتی ہیں جن میں نماز جنازہ کے تعدد کے جواز اور عدم جواز کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شہر میں کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے وہاں کے لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لیتے ہیں بعد میں اس کی میت کو اس کے وطن لے جاتے ہیں وہاں لوگ دوبارہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ ولی کے پڑھنے کے بعد دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ مالکیہ کا مسلک بھی بظاہر اس کے موافق ہے شوافع اور حنابلہ البتہ نماز جنازہ کی تکرار کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اگر کچھ لوگ جنازے پر آئیں اور نماز پڑھنا چاہیں تو ان کی نماز بھی فرض کفایہ ہو گی [2]۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل کے نزدیک دفن سے پہلے ایک شخص یا کئی اشخاص دوبارہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں [3]۔

علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: نماز پڑھی جانے کے بعد اگر کچھ لوگ جنازے پر آئیں تو وہ انفرادی طور پر نماز جنازہ پڑھیں نہ جماعت کے ساتھ۔ البتہ اگر پہلے ولی کی اجازت کے بغیر اجنبی لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی ہو تو بعد میں ولی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز ہے کیونکہ روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نئی قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اس کے بارے میں سوال کیا، بتایا گیا کہ یہ فلاں عورت کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے نماز پڑھانے کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ کہا گیا اسے رات کو دفن کیا گیا تھا۔ ہم نے حشرات الارض کے خوف سے آپ کو خبر نہیں دی۔ آپ نے کھڑے ہو کر اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی، نیز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام نے آپ کے جنازہ شریفہ پر فوج در فوج نماز پڑھی، ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار ان سے نماز جنازہ رہ گئی جب وہ جنازے پر آئے تو انہوں نے صرف میت کے لیے استغفار کیا اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ رہ گئی جب وہ جنازے پر آئے تو انہوں نے کہا کہ "حضرت عمر پر نماز پڑھنے میں اگرچہ تم نے مجھ پر سبقت کر لی ہے لیکن ان کے لیے دعا میں مجھ سے پہل نہ کرنا" اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میت کا حق فریق اول کے فعل سے ادا ہو جاتا ہے اب اگر فریق ثانی بھی یہ فعل کرے تو اس کے حق میں نماز جنازہ نفل ہو جائے گی اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اگر نماز جنازہ نفلی طور پر جائز ہوتی تو جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت عطا فرماتا ہے انہیں آپ کی قبر پر نماز جنازہ بطریق اولیٰ پڑھنی چاہیے تھی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی اپنی قبر میں اسی طرح ہیں جس طرح روز اول آپ کو رکھا گیا تھا اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے گوشت

---

[1] علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲ ص ۶۷، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۰۰ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۴۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

کھانے کو حرام کر دیا ہے، حالانکہ آپ کی قبر پر کوئی مسلمان آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھتا اور مسلمانوں کا یہ اجتماعی ترک اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میت پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے سوا اس صورت کے کہ میت کے ولی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اور جنازہ پڑھ لیا جائے تو وہ دوبارہ اس کی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے کیونکہ نماز جنازہ پڑھنا اس کا حق ہے اور دوسرا کوئی شخص اس کے حق کو ساقط نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس عورت کی قبر پر نماز پڑھی اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ولی ہیں اور ولی کے بغیر اگر نماز پڑھ لی جائے تو وہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔ صحابہ کرام نے جو فوج در فوج آپ کی نماز جنازہ پڑھی تھی اس کا بھی یہی جواب ہے کیونکہ آپ کے شرعی ولی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور وہ معاملات کی درستگی اور فتنوں کے دبانے میں مشغول تھے، اس لیے ان کے نماز پڑھنے سے پہلے صحابہ کرام نماز جنازہ پڑھتے رہے حالانکہ خلیفہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کا حق تھا اور جب حضرت ابوبکر نے نماز جنازہ پڑھ لی تو پھر کسی شخص نے آپ کے بعد نماز نہیں پڑھی۔ اسی وجہ سے ہمارے علماء یہ کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کے لیے روئے زمین کو لپیٹ دیا گیا تھا اور آپ سب سے بڑھ کر ولی ہیں اور یہ بات کسی دوسرے کے لیے متصور نہیں ہے۔[1]

غائبانہ نماز جنازہ

زیر بحث باب کی حدیث جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی اس کی روشنی میں امام شافعی اور امام احمد کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کہتے ہیں کہ نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اور عام مسلمانوں کے لیے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو میت شہر سے غائب ہو اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ عام ازیں کہ وہ میت قبلہ کی جانب ہو یا نہ ہو، خواہ دونوں شہروں کے درمیان مسافت قریب ہو یا بعید لیکن نمازی کے لیے ضروری ہے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔[2]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جو کسی اور شہر میں غائب ہو اس پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے نمازی اس کی نیت کرے اور منہ قبلہ کی جانب کرے اور اس پر اسی طرح نماز پڑھے جس طرح حاضر پر پڑھتے ہیں، عام ازیں کہ میت قبلہ کی جانب ہو یا نہ ہو اور عام ازیں کہ دونوں شہروں میں مسافت کم ہو یا زیادہ ہو۔[3]

قاضی ابوالولید مالکی لکھتے ہیں اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ نماز جنازہ صرف حاضر کی پڑھی جائے گی۔ بعض علماء نے حدیث نجاشی کی بناء پر کہا غائب کی نماز جنازہ بھی جائز ہے اور جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ واقعہ صرف نجاشی کے ساتھ خاص تھا۔[4]

---

[1] علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ المبسوط ج ۲ ص ۶۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[3] علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۱۹۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

[4] علامہ قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

حدیث نجاشی کے جوابات

شوافع اور حنابلہ حدیث نجاشی سے غائبانہ نماز جنازہ کے جواز پر استدلال کرتے ہیں۔ فقہاء احناف اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نجاشی کی خصوصیت پر محمول کرتے ہیں۔ علامہ زیلعی لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نجاشی کا تخت اٹھا لیا گیا تھا اور آپ نے اس کو دیکھ لیا تھا اور آپ کا اس پر نماز جنازہ پڑھنا ایسا تھا جیسے امام کے سامنے میت ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہو اور باقی نمازی نہ دیکھ رہے ہوں، شیخ تقی الدین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ بغیر ثبوت نقل کے محض احتمال کی بناء پر یہ جواب صحیح نہیں ہے علامہ زیلعی فرماتے ہیں: کہ صحیح ابن حبان کی قسم خامس کی اکتالیسویں نوع میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے بس کھڑے ہو کر اس پر نماز جنازہ پڑھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صحابہ نے آپ کے پیچھے صفیں باندھ لیں آپ نے چار تکبیریں کہیں اور ان کو یہ یقین تھا کہ جنازہ آپ کے سامنے ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ضروریات میں سے ہے کیونکہ نجاشی ایسی جگہ فوت ہوئے تھے کہ وہاں ان کی نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی مسلمان نہ تھا لہٰذا ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا فرض متعین ہو گیا تھا اور پہلے جواب کی تائید میں علامہ زیلعی طبرانی کے حوالہ سے یہ حدیث ذکر کرتے ہیں، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک میں تھے، آپ کے پاس حضرت جبرائیل آئے اور کہا یا رسول اللہ! معاویہ بن معاویہ مزنی مدینہ میں فوت ہو گئے کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کے لیے زمین لپیٹ دی جائے اور آپ ان پر نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! حضرت جبرائیل نے اپنے پروں کو زمین پر مارا اور آپ کے لیے ان کا تخت اٹھا لائے۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا ایسا کس وجہ سے ہوا؟ حضرت جبرائیل نے کہا یہ سورہ قل ہو اللہ احد سے محبت کرتا تھا اور اس کو آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے اور ہر حال میں پڑھتا رہتا تھا![1]

حضرت معاویہ بن معاویہ کی نماز جنازہ کے اس واقعہ کو امام بیہقی[2] اور علامہ ہیثمی[3] نے بھی ذکر کیا ہے۔

ہر چند کہ یہ حدیث اسانید ضعیفہ سے مروی ہے لیکن اس کو تائید کے مرتبہ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث سے مرکزی استدلال حضرات شافعیہ کا ہے جو غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ہیں اس لیے اس کی اسانید کا ضعف احناف کو مضر نہیں ہے۔

غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر احناف کے دلائل

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں کہ پھر خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ ماسوا ان لوگوں اور نجاشی کے آپ نے کسی اور صحابی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی، حالانکہ سفر میں بہت سے مسلمان فوت ہوئے تھے، جیسے حبشہ کی سرزمین میں اور بہت سے غزوات میں مسلمان شہید ہوئے اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ آپ کو بئر معونہ کے قاری عزیز تھے اور

---

[1] حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایۃ ج ۲ ص ۲۸۳، ۲۸۴، مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۵۷ھ۔

[2] حافظ ابوبکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۴ ص ۵۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

[3] حافظ نور الدین الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۸ مطبوعہ مکتبۃ القدسی قاہرہ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۲ھ۔

ان میں سے کسی کے بارے میں منقول نہیں ہے کہ آپ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔ حالانکہ جو صحابی فوت ہو جاتے تھے آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے بہت خواہشمند ہوتے تھے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص بھی فوت ہو مجھے اس کی اطلاع ضرور دیا کرو کیونکہ اس کے حق میں میری نماز رحمت ہے[1]

جنائز کا تعدد

علامہ سرخسی لکھتے ہیں: امام محمد فرماتے ہیں جب جنائز متعدد ہوں تو اگر لوگ چاہیں تو ان جنائز کو ایک صف میں رکھ دیں اور اگر چاہیں تو ایک دوسرے کے پیچھے رکھ دیں۔ نیز امام محمد نے فرمایا اگر مرد اور عورتوں کے جنازے ہوں تو مردوں کے جنازوں کو امام کے قریب رکھیں اور عورتوں کے جنازوں کو پیچھے رکھیں، اور اگر لڑکے اور عورت کے جنازے ہوں تو لڑکے کے جنازے کو امام کے قریب اور عورت کے جنازے کو اس کے پیچھے رکھیں کیونکہ روایت ہے کہ حضرت علی کی صاحبزادی اور حضرت عمر کی اہلیہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کا بچہ زید بن عمر بیک وقت فوت ہو گئے تو حضرت عمر نے ان کے جنازے اسی ترتیب سے رکھے اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح اگر دو یا تین جنازوں کو ایک قبر میں دفن کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یوم اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کا حکم دیا تھا آپ نے فرمایا وسیع قبریں کھودو اور ایک ایک قبر میں دو دو اور تین تین کو دفن کرو اور جس کو قرآن مجید زیادہ حفظ ہو اس کو مقدم رکھو۔ علامہ سرخسی فرماتے ہیں پہلے مرد کو قبلہ کی طرف دفن کیا جائے پھر اس کے پیچھے لڑکے کو پھر اس کے پیچھے بچے کو پھر اس کے پیچھے عورت کو اور ہر دو میت کے درمیان مٹی کا حجاب بنا دیں تاکہ وہ دو قبروں کے حکم میں ہو جائیں[2]۔

قبر پر نماز جنازہ

حدیث نمبر ۲۱۰۹ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

قاضی ابوالولید مالکی لکھتے ہیں جس شخص نے میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اس کے قبر پر نماز جنازہ پڑھنے میں اختلاف ہے، امام مالک فرماتے ہیں قبر پر نماز جنازہ نہ پڑھے، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں صرف ولی قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے جبکہ ولی کے علاوہ کسی اور نے نماز جنازہ پڑھی ہو۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری اور فقہاء کی ایک جماعت اُن لوگوں کو قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں جنہوں نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اور اس بات پر ان کا اتفاق ہے کہ قبر پر اس وقت نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے جبکہ میت کو تازہ دفن کیا گیا ہو اور اس مدت میں اختلاف ہے زیادہ سے زیادہ مدت ایک ماہ ہے[3]۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ ایک ماہ تک قبر پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے[4]

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں کہ مدت کے بارے میں شوافع کے متعدد اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ تین دن تک قبر

---

[1]۔ علامہ کمال الدین بن ہمام متوفی ۸۶۱ ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۸۱، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[2]۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۲ ص ۶۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۰۰ھ۔

[3]۔ قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ ھ۔ بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۲۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[4]۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۱۹۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جب تک جسم کے بوسیدہ ہونے کا گمان نہ ہو نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ قبر پر ہمیشہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔[1]

علامہ سرخسی حنفی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: امام محمد نے فرمایا: اگر میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور میت کو قبر سے نہیں نکالا جائے گا کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا گیا اور وہ لوگوں کے پاس سے جا چکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے۔" لیکن چونکہ مسلمانوں نے اس پر نماز پڑھ کے اس کا حق ادا نہیں کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر پر نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اس لیے اس وقت تک قبر پر نماز پڑھی جا سکتی ہے جب تک یہ گمان ہو کہ اس کا جسم پھٹ نہیں گیا ہوگا کیونکہ نماز جنازہ میت پر مشروع ہے اس کے اجزاء پر نہیں ہے۔ امالی میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ تین دن تک قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں، علامہ سرخسی فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ دنوں کی حتمی اور یقینی تعداد مقرر نہیں کی جا سکتی کیونکہ موسم گرما اور سرما کے آثار مختلف ہوتے ہیں اور میت کے بدن اور مٹاپے اور دبلے پن کے عوارض بھی مختلف ہوتے ہیں (جو جسم کے جلد یا بدیر ٹوٹ پھوٹ پر اثر انداز ہوتے ہیں) اس لیے اس مسئلہ میں جہاں قبر ہو وہاں کے موسم اور میت کے احوال کے اعتبار سے لوگوں کے ظن غالب کا اعتبار کیا جائیگا۔[2]

اگر میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا یا ولی کے نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تو مدت مذکورہ کے لحاظ سے احناف کے نزدیک قبر پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

جنازہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا

بعض اوقات ایک شخص اپنے وطن سے دور کسی دوسرے شہر میں فوت ہو جاتا ہے اور اس کے متوسلین اسے اپنے آبائی وطن میں دفن کرنا چاہتے ہیں تاکہ قبر کی زیارت اور گاہے گاہے فاتحہ خوانی میں سہولت ہو۔ اس صورت میں اگرچہ اولیٰ یہی ہے کہ اس کو جہاں فوت ہوا ہے وہیں دفن کیا جائے تاہم اگر اس کے جنازے کو اس کے وطن منتقل کر کے دفن کریں تو یہ خلاف اولیٰ ہونے کے باوجود جائز ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کسی غرض صحیح کے سوا جنازے کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں نہیں منتقل کرنا چاہیے یہ امام اوزاعی اور ابن منذر کا مذہب ہے۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن ابی بکر حبشہ میں فوت ہو گئے ان کی میت کو مکہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی قبر پر آ کر فرمانے لگیں "بخدا اگر میں تمہاری موت کے وقت حاضر ہوتی تو تم کو وہیں دفن کرتی جہاں تمہیں موت آئی تھی اور اگر میں اس وقت حاضر ہوتی تو اب تمہاری زیارت نہ کرتی۔" نیز اگر میت کو وہیں دفن کر دیا جائے تو اس میں مشقت کم ہے اور میت تغیر سے محفوظ رہتی ہے البتہ اگر میت کو منتقل کرنے میں کوئی غرض صحیح ہو تو جائز ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: جس شہر میں کوئی شخص فوت ہوا ہو اس کو اس شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنے میں، میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ زہری سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا حضرت سعد بن

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۴۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲ ص ۶۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۰۰ھ

ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما کے جنازوں کو عقیق سے مدینہ لایا گیا اور ابن عیینہ نے کہا حضرت ابن عمر یہاں فوت ہوئے تھے اور انھوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو یہاں دفن نہ کیا جائے بلکہ مقام سرف میں دفن کیا جائے [۱]

علامہ قاضی خاں حنفی اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اگر میت کو دفن سے پہلے ایک یا دو میل منتقل کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اپنے وطن کے علاوہ کسی اور شہر میں فوت ہو جائے تو اس کو وہیں چھوڑنا مستحب ہے اور اگر دوسرے شہر میں منتقل کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں فوت ہوئے اور ان کے جنازے کو شام میں منتقل کیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے تابوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کافی عرصہ کے بعد مصر سے شام میں منتقل کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص مدینہ سے چار فرسخ دور فوت ہوئے تھے اور ان کے جنازے کو مدینہ منورہ لایا گیا [۲]

دفن کے بعد میّت کو قبر سے دوسری جگہ منتقل کرنا

میّت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہاء اسلام نے بلاضرورت شرعیہ ایسا کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن ہم شہداء کی نعشیں (دفن کے لیے) اٹھا رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ شہداء کو اسی جگہ لوٹا دو جس جگہ وہ فوت ہوئے تھے [۳] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا ممنوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف دفن کے بعد میت کو منتقل کرنے کی ممانعت پر محمول ہے۔ کیونکہ مضجع سونے کی جگہ کو کہتے ہیں جس سے متبادر قبر ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ دفن کے بعد میت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میت کس حال میں ہے اور اس کی قبر کو کھولنے میں اس کی پردہ دری ہے اس وجہ سے فقہاء نے بلا عذر شرعی قبر کھودنے کو حرام قرار دیا ہے [۴]

عذر شرعی کی وجہ سے میت کو قبر سے منتقل کرنا

عذر شرعی کی وجہ سے قبر کو کھودنا بھی جائز ہے اور میت کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً دفن کرتے وقت قبر میں کسی شخص کی رقم گر گئی ہو تو اس کو نکالنے کے لیے قبر کو کھودنا جائز ہے یا کسی کی زمین میں اس سے اجازت لیے بغیر میت کو دفن کر دیا گیا ہو اور وہ شخص اپنی زمین کو خالی کرنے کا مطالبہ کرتا ہو یا زمین سیلاب میں آ رہی ہو اور خدشہ ہو کہ زمین پانی میں ڈوب جائے گی تو ان صورتوں میں میت کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں: حضرت جابر نے اپنے والد عبد اللہ کو چھ ماہ بعد احد سے نکال کر بقیع میں دفن کر دیا اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن صعصعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبد اللہ بن عمرو انصاری صحابی تھے دونوں شہداء احد میں سے تھے اور دونوں ایک قبر میں پانی کے قریب مدفون تھے چھیالیس سال کے بعد ان کی قبر تک سیلاب کا پانی پہنچ گیا۔ ان کو ان

۱۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۱۹۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ حسن بن منصور اوزجندی قاضی خاں متوفی ۲۹۵ھ، فتاوٰی قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج ۱ ص ۱۹۵ مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر۔

۳۔ امام سلیمان بن اشعث ابو داؤد متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۷ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ۔

کی قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ چھیالیس سال کے بعد بھی ان کے اجسام بالکل تروتازہ تھے یوں لگتا تھا جیسے کل فوت ہوئے ہوں۔ ان میں سے ایک صحابی جس وقت دفن کیا گیا تھا تو اس کا ہاتھ اپنے زخم پر تھا اور جب نکالا تو اسی طرح تھا۔ علامہ علی قاری لکھتے ہیں کہ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد اس کو بغیر عذر کے نہ کھولا جائے خواہ کم مدت گزری ہو یا زیادہ اور صاحب تجنیس (علامہ ابوالحسن صاحب ہدایہ) فرماتے ہیں عذر یہ ہے کہ زمین مغصوب ہو یا اس کا شفیع مطالبہ کر رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد صحابہ کفار کے شہروں میں دفن کر دیے گئے اور ان کو بعد میں دوسری جگہ اس لیے نہیں منتقل کیا گیا کہ کوئی عذر نہیں تھا[1]۔

امانت کے طور پر دفن کے بعد میت کو قبر سے منتقل کرنا

بعض لوگ مثلاً پاکستان سے باہر کسی شہر میں فوت ہو جاتے ہیں اور ان کو لوگ عارضی طور پر وہیں دفن کر دیتے ہیں پھر کچھ عرصہ بعد میت کو قبر سے نکال کر پاکستان اپنے وطن لا کر دفن کرنا چاہتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ فقہاء اسلام نے دفن کے بعد عذر شرعی کے بغیر میت کو قبر سے منتقل کرنے کی اجازت نہیں دی[2]۔ قاضی خان لکھتے ہیں کہ کسی عورت کا بیٹا کسی اور شہر میں موت کے بعد دفن کر دیا گیا اور وہ عورت اس کے لیے بے قرار ہو اور اس کو قبر سے منتقل کرنا چاہتی ہو تو اس کے لیے میت کو قبر سے منتقل کرنا جائز نہیں ہے[3]۔ ملا علی قاری، قاضی خاں کے بیان کردہ مسئلہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں اس پر ہمارے مشائخ کا اتفاق ہے نیز لکھتے ہیں کہ مشائخ کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اگر کسی شخص کو غسل دیے بغیر دفن کر دیا گیا تو اس کے تدارک کے لیے اس کی قبر کو کھودنا جائز نہیں ہے[4]۔ (کیونکہ ضرورت شرعیہ سے مراد حقوق العباد کی ادائیگی کی ضرورت ہے اور یہ امور حقوق اللہ سے ہیں ــــ سعیدی غفرلہٗ) علامہ نووی شافعی ابن الصباغ سے نقل کر کے لکھتے ہیں: "دفن کے بعد میت کا کفن اتارا جائے گا نہ اس کو منتقل کیا جائے گا[5]۔" فاضل بریلوی نے امانت کے طور پر دفن کرنے کے بعد میت کے قبر سے منتقل کرنے کو حرام قرار دیا ہے[6]۔

ہم نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے بیان کی ہے کہ آج کل شیعہ حضرات کی دیکھا دیکھی امانۃً دفن کرنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

جنازہ کی تعظیم کے لیے قیام

حدیث نمبر ۲۱۱۲ میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی جنازہ کو دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے یا اس کو اتار کر رکھ دیا جائے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ یہ قیام

۱۔ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ مرقات ج ۴ ص ۷۳-۷۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ھ۔

۲۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالم گیری ج ۱ ص ۱۶۷ مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۱۰ھ۔

۳۔ علامہ حسن بن منصور اوزجندی قاضی خان متوفی ۲۹۵ھ فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج ۱ ص ۱۹۵ مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

۴۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۴ ص ۷۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۲ھ

۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۸۳، مطبوعہ دارالفکر بیروت

۶۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۱۴، مطبوعہ سنی دارالاشاعت فیصل آباد، ۱۳۹۴ھ۔

منسوخ ہو گیا اور امام احمد اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ قیام میں اختیار ہے۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ دفن کے لیے قبرستان میں جب جنازہ لایا جائے تو جب تک جنازہ کو نیچے نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک کھڑے رہنا چاہیے اور یہ قیام منسوخ نہیں ہے۔

نماز جنازہ پڑھانے کیلئے امام کے کھڑے ہونیکا طریقہ

حدیث نمبر ۲۱۳۱ میں ہے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ حضرت ام کعب رضی اللہ عنہا جو کہ حالت نفاس میں انتقال کر گئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے جنازے کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔

اس مسئلہ میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں، فقہاء شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو امام اس کے سر کے مقابل کھڑا ہو اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو اس کے درمیان میں کھڑا ہو[1] علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ عورت کے جنازے میں جنازے کے درمیان میں کھڑا ہو اور مرد کے جنازے میں سینہ کے مقابل کھڑا ہو[2] قاضی ابو الولید مالکی لکھتے ہیں کہ ابن قاسم مالکی کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں کے جنازے میں امام جنازے کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو[3] علامہ سرخسی لکھتے ہیں کہ امام کے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ جنازے کے سینے کے مقابل ہے، کیونکہ انسان کے اعضاء میں اشرف سینہ ہے[4]۔

علامہ ابو الحسن مرغینانی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو سر کے بالمقابل کھڑا ہو اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو جنازے کے وسط میں کھڑا ہو کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح نماز جنازہ پڑھائی تھی[5]۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول چونکہ احادیث اور آثار کے مطابق ہے اس لیے اسی قول پر عمل کرنا چاہیے۔ علامہ ابو الحسن نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

عن ابی غالب قال صلیت مع انس بن مالک علی جنازۃ رجل فقام حیال رأسہ ثم جاؤا بجنازۃ امراۃ من قریش فقال یا اباحمزۃ صل علیھا فقام حیال وسط السریر فقال لہ العلاء بن زیاد ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو غالب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی حضرت انس جنازے کے سر کے بالمقابل کھڑے ہوئے۔ پھر ایک عورت کا جنازہ آ گیا۔ لوگوں نے حضرت انس سے کہا "اے ابو حمزہ اس عورت کی نماز جنازہ پڑھا دیں" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنازے کے وسط میں کھڑے ہوئے۔ علاء بن زیاد نے پوچھا: کیا

1۔ علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح المہذب ج ۵ ص ۲۹۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

2۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ المغنی ج ۲ ص ۱۹۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۰۵ ھ۔

3۔ قاضی ابو الولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۷۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت

4۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ ھ المبسوط ج ۲ ص ۶۵، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۰ ھ۔

5۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابو بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ ھ، ہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۸۹ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

قام على الجنازة مقامك منها و من الرجل مقامك منه قال نعم[1]

آپ نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی نماز جنازہ پڑھائی تو وہاں کھڑے ہوئے جہاں آپ کھڑے ہوتے تھے اور مرد کی نماز جنازہ پڑھائی تب بھی وہاں کھڑے ہوئے جہاں آپ کھڑے ہوتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں!

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث متعدد اسانید سے مروی ہے[2]۔ بعض معاصرین کا اس حدیث کو بغیر کسی دلیل کے ضعیف کہنا صحیح نہیں ہے[3]۔ علاوہ ازیں عورت کے جنازہ میں وسط میں کھڑے ہونے کا ذکر بخاری اور مسلم میں بھی ہے اور بعض معاصرین کا سینہ کو وسط کہنا مشاہدہ کے خلاف ہے۔

قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانا

حدیث نمبر ۲۱۳۷ میں ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے سرخ چادر بچھا دی گئی تھی، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ یہ کپڑا بچھانے والے حضرت شقران تھے دیگر صحابہ نے ان کے اس فعل کو پسند نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس میت کے نیچے کپڑا بچھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور جمہور فقہاء اسلام نے بھی اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ

علامہ نووی لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے فرمایا: امام مسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن اور آپ کی قبر کے بارے میں احادیث ذکر کی ہیں اور آپ کے غسل اور نماز جنازہ کے بارے میں احادیث ذکر نہیں کیں۔ آپ کے غسل کے بارے میں سب اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کو غسل دیا گیا اور نماز جنازہ پڑھے جانے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا آپ کی نماز جنازہ بالکل نہیں پڑھی گئی لوگ فرداً فرداً جا کر دعا کر کے لوٹ آتے تھے اور اس کی وجہ میں پھر اختلاف ہے بعض علماء نے کہا آپ اپنی فضیلت کی وجہ سے نماز سے مستغنی تھے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر آپ کو غسل بھی نہیں دیا جاتا۔ بعض نے کہا اس وقت کوئی امام مقرر نہیں تھا اور یہ بھی غلط ہے کیونکہ نمازیں پڑھی جاتی تھیں اور نماز باجماعت معطل نہیں ہوئی تھی اور حضرت ابوبکر کی بیعت آپ کے دفن سے پہلے مکمل ہو چکی تھی اور حضرت ابوبکر دفن سے پہلے مسلمانوں کے امام اور خلیفہ مقرر ہو چکے تھے، صحیح نظریہ جس پر جمہور قائم ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ فرداً فرداً پڑھی گئی۔ ایک جماعت جاتی اور سب اکیلے اکیلے نماز جنازہ پڑھتے پھر وہ جماعت باہر آجاتی اور دوسری جماعت چلی جاتی۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر بچوں نے پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کو پیر سے بدھ تک مؤخر کرنے میں حکمت یہ تھی کہ بیعت مکمل ہو جائے اور مسلمانوں کا ایک امیر منتخب ہو جائے تاکہ کسی نزاع اور اختلاف کے وقت اس کی اطاعت کی جا سکے[4]۔

---

[1] امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۶۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] " "

[3] مولانا غلام رسول رضوی، تفہیم البخاری ج ۲ ص ۳۸۷، مطبوعہ مطبع ریاض حسین لاہور

[4] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے متعلق اس سے پہلے ہم علامہ شمس الدین سرخسی کی طویل عبارت بھی نقل کر چکے ہیں جس طرح قاضی عیاض اور علامہ نووی نے فرمایا جمہور کا یہ نظریہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہے۔ شمائل ترمذی میں امام ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ حدیث ذکر کی ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں تکبیرات، ثناء اور درود شریف کو پڑھا گیا[1] ہم نے اس موضوع پر بہت مفصل اور مبسوط گفتگو کی ہے جو ملک کے مختلف جرائد میں چھپی، اور مقالات سعیدی ج ۱ میں بھی شامل ہے یہ بحث لائق مطالعہ ہے۔

پختہ قبر بنانے کی کراہت اور کوہان کی شکل بنانے کا استحباب

حدیث نمبر ۲۱۴۱ میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے سے قبروں پر بیٹھنے سے اور قبروں پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام محمد لکھتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا قبر کس چیز کی بنائی جائے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کچی اینٹوں اور سرکنڈوں سے! میں نے کہا کیا آپ پختہ (پکی ہوئی) اینٹوں کو مکروہ قرار دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں! (الی قولہ) میں نے کہا مجھے بتلائیے کہ قبر چوکور بنائی جائے یا کوہان کی شکل میں؟ فرمایا کوہان کی شکل میں بنائی جائے اور چوکور نہ بنائی جائے۔ میں نے کہا کیا آپ پختہ قبر بنانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں![2]

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن عیاش سے روایت کیا ہے کہ سفیان تمار نے بیان کیا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا وہ کوہان کی شکل میں بنی ہوئی تھی اور ابن ابی شیبہ نے سفیان سے روایت کیا کہ میں اس حجرہ میں داخل ہوا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کوہان کی شکل میں بنی تھیں۔[3]

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ قبر کو زمین سے زیادہ بلند نہ کیا جائے نہ کوہان کی شکل میں بنایا جائے بلکہ ایک بالشت بلند کر کے ہموار سطح بنائی جائے نیز لکھتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانا، اس پر عمارت تعمیر کرنا اور اس پر بیٹھنا مکروہ ہے[4]۔

علامہ نووی شافعی کا کوہان کی شکل میں قبر بنانے کو مکروہ قرار دینا صحیح بخاری اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات کے خلاف ہے۔

علامہ سنوسی مالکی لکھتے ہیں: علامہ اشہب (مالکی) فرماتے ہیں: قبر کو کوہان کی شکل میں بنانا چوکور بنانے کی بہ نسبت پسندیدہ ہے[5]۔ علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ قبر کو کوہان کی شکل میں بنایا

---

[1] - امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ۔ شمائل ترمذی ص ۵۹۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] - امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط ج ۱ ص ۴۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی

[3] - علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[4] - علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۷۵ھ۔

[5] - علامہ ابوعبداللہ سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکمال الاکمال ج ۳ ص ۹۷ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ بیروت۔

جائے [1]

علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک قبر کو پختہ بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے۔[2]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے۔[3]

قبر پر نام وغیرہ لکھنے کا حکم

شیخ عثمانی لکھتے ہیں: امام شافعی نے فرمایا میں نے مکہ کے ائمہ کو دیکھا وہ قبر پر بنی ہوئی عمارت کو گرانے کا حکم دیتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے اور امام ترمذی نے سند صحیح کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے، قبر پر لکھنے اس پر عمارت بنانے اور اس کو روندنے سے منع فرمایا ہے۔ حاکم فرماتے ہیں ہر چند کہ امام مسلم نے لکھنے کی ممانعت کا ذکر نہیں کیا۔ یہ حدیث ان کی شرط پر صحیح ہے۔ در مختار میں ہے اگر ضرورت ہو تو قبر پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ قبر کا اثر محو نہ ہو۔ علامہ ابن عابدین نے فرمایا لکھنے کی ممانعت اگرچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے لیکن لکھنے کے ثبوت پر اجماع عملی موجود ہے۔ حاکم نے لکھنے کی ممانعت میں احادیث وارد کیں اور کہا یہ احادیث اگرچہ صحیح ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہے کیونکہ شرق سے لے کر غرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھا جاتا ہے اور متاخرین نے متقدمین کے عمل کو دیکھ کر عمل کیا ہے۔ شیخ عثمانی لکھتے ہیں: علامہ شامی کے نظریہ کی سنن ابوداؤد کی اس حدیث سے تقویت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھا اور فرمایا" میں اس کے ساتھ اپنے بھائی عثمان کی قبر پر علامت بناتا ہوں"۔ کیونکہ لکھنا بھی قبر کی پہچان اور علامت ہے، ہاں! یہ بات ظاہر ہے کہ یہ (لکھنے کے ثبوت پر) اجماع عملی کی رخصت اس صورت پر محمول ہے جب اس کی ضرورت ہو جیسا کہ محیط میں ہے کہ اگر قبر پر لکھنے کی ضرورت ہو تاکہ اس کے آثار محو نہ ہوں تو لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بلا عذر لکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے بعد شیخ عثمانی نے اس مسئلہ میں علامہ وشتانی کا اختلاف ذکر کیا ہے اور پھر یہ کہا کہ بہترین توجیہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لکھنے کی ممانعت مروی ہے اس کو بلاضرورت لکھنے پر محمول کیا جائے۔[4]

خلاصہ یہ ہے کہ ترمذی اور حاکم کی احادیث میں قبر پر لکھنے کی ممانعت وارد ہے لیکن چونکہ متقدمین اور متاخرین علماء اور اکابرین امت سے بلا انکار لکھنا ثابت ہے اور یہ اجماع عملی ہے اس لیے شیخ عثمانی کی توجیہ کے مطابق لکھنے کی ممانعت بلاضرورت لکھنے پر محمول ہے اور ضرورت کی وجہ سے قبر پر لکھنا جائز ہے۔

مزارات پر گنبد بنانے کا حکم

زیر بحث حدیث میں قبر پر عمارت تعمیر کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ شروع سے لے کر اب تک امت کے صالحین اور علماء بزرگان دین کے مزارات پر گنبد بناتے چلے آئے ہیں اس لیے امت کے اجماع عملی سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے اور

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۹۷، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ۔

[2] 〃 〃 〃 ج ۳ ص ۹۹،

[3] علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۱۹۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

[4] شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۲ ص ۵۰۶، ۵۰۷، مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی۔

حدیث شریف میں ممانعت بلاضرورت تعمیر پر محمول ہے جس طرح شیخ عثمانی نے قبر پر لکھنے کی ممانعت کو بلاضرورت لکھنے پر محمول کیا ہے اور جواز کو امت کے اجماع عملی کی بناء پر ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بعینہٖ اسی دلیل سے مزارات پر گنبد بنانے کو جائز قرار دیا ہے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اذا كانت الخيمة لفائدة مثل ان يقعد القراء تحتها فلا تكون منهية (الى قوله) وقد اباح السلف البناء على قبر المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيه[1]

جب (قبر پر) خیمہ کسی فائدہ کی بناء پر لگایا جائے مثلاً تاکہ خیمہ کے نیچے قاری بیٹھ کر قرآن مجید پڑھیں تو پھر اس کی (حدیث میں) ممانعت نہیں ہے، اور سلف صالحین نے مشہور علماء اور مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور آرام سے بیٹھیں

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اگر میت پر خیمہ نصب کرنے کی کوئی غرض صحیح ہو تو جائز ہے جیسے زندہ لوگوں پر دھوپ سے سایہ کرنے کی غرض سے خیمہ نصب کرنا[2]۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی لکھتے ہیں:

وكان سيدى على واخى افضل الدين يكرهان بناء القبة على القبر ووضع التابوت الخشب والستر عليه ونحو ذلك لاحاد الناس ويقولون هذا لايليق الا بالانبياء ومن دانا هم من الاولياء الاكابر واما نحن فمقامنا الدفن تحت نعال الناس فى الشوارع[3]

میرے شیخ علی اور بھائی افضل الدین عام لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانے، تابوت رکھنے اور چادریں چڑھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں۔ رہے ہم! تو ہمیں لوگوں کے قدموں کے نیچے راستے میں دفن کر دینا چاہیے۔

علامہ رافعی حنفی لکھتے ہیں

قال الشيخ عبد الغنى النابلسى فى كشف النور عن اصحاب القبور ما خلاصته ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمى سنة فبناء القباب على قبور العلماء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثياب على قبورهم امر جائز اذا كان القصد بذلك التعظيم فى

(اس موضوع پر) کشف النور میں شیخ عبدالغنی نابلسی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو بدعت حسنہ شارع کے مقصود کے موافق ہو وہ سنت کہلاتی ہے لہٰذا علماء اور صلحاء کی قبروں پر گنبد بنانا اور ان کی قبروں پر چادریں اور عمامے چڑھانا جائز کام ہے جبکہ اس سے یہ مقصود ہو کہ عوام کی نگاہوں میں ان کی تعظیم پیدا کی جائے تاکہ وہ صاحب قبر کو

1۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۴، ص ۶۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ھ۔

2۔ علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۸۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

3۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ، لواقح الانوار القدسیہ ص ۵۹۳ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

اعين العامة حتى لا يحتقر وا صاحب هذا القبر وكذا ايقاد القناديل والشمع عند قبور الاولياء والصلحاء من باب التعظيم والاجلال ايضا للاولياء فالمقصد فيها مقصد حسن ونذر الزيت والشمع للاولياء يوقد عند قبورهم تعظيما لهم ومحبة فيهم جائز ايضا لا ينبغي النهي عنه۔ [1]

معمولی نہ سمجھیں، اسی طرح ان کی قبروں کے پاس قندیلوں اور شمعوں کو روشن کرنا بھی باب تنظیم سے ہے کیونکہ اس میں نیک مقصد ہے اور تیل اور شمعوں کی نذر اولیاء اللہ کیلئے ہوتی ہے جو ان کی قبروں پر ان کی تعظیم اور ان سے محبت کے اظہار کے لیے جلائی جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک جائز کام ہے اس سے منع نہیں کرنا چاہیے۔

شیخ عبدالغنی نابلسی کی اس عبارت کو علامہ اسماعیل حقی حنفی نے "ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه" کی تفسیر میں روح البیان میں ذکر کیا ہے۔

مزارات پر چادر کا حکم

اولیاء اللہ اور علماء کبار کے مزارات پر ان کی تعظیم کے نقطہ نظر سے چادر چڑھانا جائز ہے۔ اس سے پہلے ہم علامہ رافعی کے حوالے سے اس سلسلے میں علامہ نابلسی کی عبارت ذکر کر چکے ہیں، علامہ شامی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال فی فتاوى الحجة وتكره الستور على القبور اه ولكن نحن نقول الان اذا قصد به التعظيم فی عيون العامة حتى لا يحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلين الزائرين فهو جائز لان الاعمال بالنيات وان كان بدعة فهو كقولهم بعد طواف الوداع يرجع القهقرى حتى يخرج من المسجد اجلالا للبيت حتى قال فی منهاج السالكين انه ليس فيه سنة مروية ولا اثر محكى وقد فعله اصحابنا۔ [2]

صاحب فتاویٰ حجۃ نے کہا ہے کہ قبروں پر چادریں چڑھانا مکروہ ہے، لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جب چادر چڑھانے سے صاحب قبر کی تعظیم کا قصد کیا جائے تاکہ عام لوگ اس قبر کو معمولی اور حقیر نہ سمجھیں اور زائرین کے خضوع، خشوع اور ادب میں اضافہ ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر چند کہ یہ فعل بدعت ہے لیکن اس کی نظیر فقہاء کا یہ قول ہے کہ طواف وداع کے بعد مسجد (حرام) سے باہر آتے تک الٹے پیر لوٹے تاکہ بیت اللہ کی تعظیم کا اظہار ہو، اور منہاج السالکین میں لکھا ہے کہ اس فعل کے لیے نہ کوئی سنت مروی ہے نہ اثر صحابی اس کے باوجود ہمارے اصحاب نے ایسا کیا۔

علامہ نابلسی، علامہ اسماعیل حقی، علامہ شامی اور علامہ رافعی نے مزارات پر چادر چڑھانے کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس میں افراط اور بے اعتدالی کرنا صحیح نہیں ہے جس طرح اوباش لڑکے باجوں تاشوں کے ساتھ ناچتے گاتے چادر کا جلوس

---

[1] شیخ عبدالقادر رافعی مفتی الدیار المصریۃ، تقریرات رافعی ج ۱ ص ۱۲۳، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۴ھ۔

[2] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۳۱۹ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

لے کر مزارات کی طرف جاتے ہیں، البتہ ادب اور تنظیم کے ساتھ نعت خوانی کرتے ہوئے چادر چڑھانا جائز ہے یا ضرورت سے زیادہ چادریں چڑھائی جائیں یہ دونوں صورتیں اسراف اور گناہ ہیں۔ جب تعظیم کے لیے مزار پر چادر موجود ہو تو مزید چادروں کے بجائے وہ کپڑا غریبوں پر صدقہ کر کے اس کا ثواب صاحب مزار کو پہنچا دیں۔ مزار پر چادر چڑھانے کی شرعی نذر اور منت ماننا بھی گناہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے۔ فقہاء کی تصریح کے مطابق غیر اللہ کے لیے شرعی نذر ماننا ناجائز اور گناہ ہے۔ ہاں عرفی نذر بمعنی نذرانہ یا ایصال ثواب جائز ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں عام مشاہدہ میں یہ بات ہے کہ عوام کسی گم شدہ شخص یا مریض کے لیے یا اپنی کسی حاجت ضروریہ میں نذر مانتے ہیں اور بعض صلحاء کے مزار پر جاتے ہیں اور ان کا پردہ اپنے سر پر رکھ کر کہتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ اگر میرا گم شدہ شخص لوٹ آئے یا بیمار تندرست ہو جائے یا میری حاجت پوری ہو جائے تو میں آپ کے لیے اتنا سونا، یا اتنی چاندی یا اتنا کھانا یا اتنا پانی یا اتنی موم بتیاں یا اتنا تیل پیش کروں گا تو یہ نذر بالاجماع باطل ہے اولاً اس لیے کہ یہ مخلوق کے لیے نذر ہے اور مخلوق کی نذر جائز نہیں ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت ناجائز ہے ثانیاً جس کے لیے نذر مانی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ ثالثاً اس لیے کہ اگر نذر کرنے والے نے یہ گمان کیا کہ صاحب قبر اللہ کے بغیر خود تصرف کرتا ہے تو یہ اعتقاد کفر ہے، ہاں نذر معروف کے جواز کی صرف یہ صورت ہے کہ نذر ماننے والا یہ کہے کہ اے اللہ میں تیرے لیے نذر مانتا ہوں اگر تو نے میرے بیمار کو شفا دیدی یا میرے گم شدہ شخص کو لوٹا دیا یا میری حاجت پوری کر دی تو میں مثلاً سیدہ نفیسہ کے مزار پر جو فقراء ہیں ان کو کھانا کھلاؤں گا، یا امام شافعی کے مزار پر جو فقراء ہیں ان کو کھانا کھلاؤں گا یا امام لیث کے فقراء کو کھانا کھلاؤں گا، یا اس نے اولیاء کرام کی مساجد کے لیے چٹائیاں یا تیل خریدا یا وہاں کے مصالح کے لیے دراہم کی نذر مانی جس میں فقراء کا نفع ہو اور نذر صرف اللہ عزوجل کے لیے ہو اور شیخ کا ذکر صرف اس لیے ہو کہ نذر کا مصرف اور خرچ کا محل متعین ہو جائے تاکہ شیخ کی مسجد یا مدرسہ کے نادار لوگوں پر اس کو خرچ کیا جائے تو اس اعتبار سے یہ نذر جائز ہے کیونکہ نذر کا مصرف فقراء ہوتے ہیں اور یہاں ایسا ہی ہے، اور یہ جائز نہیں ہے کہ نذر کا مال کسی غنی غیر محتاج پر یا سادات پر خرچ کیا جائے اور نہ کسی صاحب منصب یا عالم دین پر خرچ کیا جائے الّا یہ کہ وہ نادار فقیر ہوں، اس پر اجماع ہے کہ نذر کو اغنیاء پر خرچ کرنا ناجائز ہے اور مخلوق کے لیے نذر ناجائز ہے۔ مخلوق کے لیے نذر منعقد نہیں ہوتی یہ حرام اور گناہ ہے اور شیخ کے خادم کے لیے اس کو لینا اور کھانا ناجائز ہے اور اس کا اس میں تصرف کرنا کسی وجہ سے بھی جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ شخص فقیر اور محتاج ہو اور کمانے سے عاجز ہو تو وہ حالت اضطرار میں اس کو بطور صدقہ لے سکتا ہے لیکن یہ مکروہ ہے تاوقتیکہ نذر ماننے والا تقرب الی اللہ کی نذر نہ مانے اور شیخ کے تقرب سے اس کی توجہ منقطع نہ ہو۔ اور جب تمہیں یہ مسئلہ معلوم ہو گیا تو جان لو کہ جو رقم، موم بتیاں اور تیل وغیرہ اولیاء اللہ کے مزارات پر ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے لے جایا جاتا ہے وہ اجماع مسلمین سے حرام ہے جب تک اس سے زندہ فقراء پر خرچ کرنے کی نیت نہیں کی جاتی یہ قول واحد ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں[1] علامہ حصکفی نے بھی اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے[2]

---

[1] - علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ۔ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۸، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔

[2] - علامہ علاء الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، الدر المختار علی ہامش الرد ج ۲ ص ۱۷۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

اور علامہ شامی نے علامہ ابن نجیم سے بھی زیادہ تفصیل سے لکھا ہے [۱]۔ فتاویٰ عالمگیری میں بھی ہے [۲] اور فتاویٰ عزیزی میں ہے [۳]۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر نذر اللہ کے لیے کی جائے اور شیخ کا ذکر تعیین مصرف کے لیے ہو یا صرف ایصال ثواب کی خاطر کسی درگاہ میں کچھ ہدیہ پیش کیا جائے تو جائز ہے اور جب صرف ایصال ثواب مقصد ہو نذر نہ ہو تو وہ ہدیہ اغنیاء، سادات اور خدام مزار کے لیے بلا اختلاف جائز ہے۔

نذر عرفی کے معنی پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ وحید الزمان لکھتے ہیں:

واما النذر لغیر الله فشرك صریح لان النذر عبادة قال النبی صلی الله علیه وسلم انما النذر ما ابتغی به وجه الله ولو نذر لله واوصل ثوابه الی روح نبی او ولی او احد من الاموات فهذا یجوز یسمیه الناس بالفاتحة فی هذا الزمان صرح بجوازه مولانا عبد العزیز ومولانا اسحاق وغیرهما وقال بعض العلماء انه لیس لهذا العمل اصل شرعی یعتمد علیه فیکون بدعة ومنهیا عنه واجاب عنه البعض بانه له اصلا شرعیا وهو حدیث بیر ام سعد وقال ابو طلحة بیرحاء فهی الی الله عز وجل والی رسوله وفی روایة اخری صدقة الی الله ورسوله قلت هذا العمل متداول عند الصوفیة کافة من غیر نکیر واختلاف بینهم [۴]

بہر حال غیر اللہ کی نذر شرک صریح ہے، کیونکہ نذر عبادت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا قصد کیا جاتا ہے، اور اگر نذر اللہ کی مانی اور اس کا ثواب کسی نبی یا ولی یا کسی بھی میت کی روح کو پہنچایا تو یہ جائز ہے اسی کو لوگ عرف میں فاتحہ کہتے ہیں، مولانا عبد العزیز اور مولانا اسحٰق نے اس کے جواز کی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس عمل کی کوئی اصل شرعی نہیں ہے جس پر بھروسا کیا جا سکے لہٰذا یہ بدعت اور ممنوع ہے اور بعض علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس کی اصل شرعی ہے اور وہ ام سعد کے کنوئیں کی حدیث ہے اور حضرت ابو طلحہ نے اپنے باغ کے لیے کہا کہ یہ اللہ عز وجل اور اس کے رسول کے لیے ہے اور ایک روایت میں ہے یہ اللہ عز وجل اور اس کے رسول کے لیے صدقہ ہے میں کہتا ہوں کہ یہ عمل صوفیہ کے نزدیک بغیر کسی اختلاف کے معمول اور مروج ہے۔

توضیح البیان میں نذر و نیاز کے زیر عنوان ہم نے اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے جو اہل علم کے لیے لائق مطالعہ ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں: "واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن ازاں جائز است۔ واللہ اعلم (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۵۰) " اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دلائی جائے تو اس سے اغنیاء کو بھی کھلانا جائز ہے۔

---

[۱] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۲ ص ۱۷۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

[۲] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۶ مطبع، مطبعہ کبریٰ امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ،

[۳] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۵۲ھ، فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۹۲-۹۳ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند۔

[۴] نواب وحید الزمان۔ ہدیۃ المہدی ص ۳۸، مطبوعہ مطبع میور پریس دہلی۔ ۱۳۲۵ھ۔

زیارت قبور کے شرعی احکام

زیارت قبر کرنا شرعاً جائز ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے علامہ شامی نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور ان کو سلام کرتے تھے [۱] صوفیاء کرام عرس کی اصل اسی حدیث کو قرار دیتے ہیں، علامہ شامی لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری نے شرح اللباب میں آداب زیارت بیان کرتے ہوئے فرمایا: زائر میت کے پیروں کی جانب سے آئے تاکہ میت کو زائر کے دیکھنے میں دشواری نہ ہو اور السلام علیکم کہے پھر کھڑا ہو کر لمبی دعا مانگے اور اگر بیٹھے تو قبر سے اتنی دور بیٹھے جتنی دور زندگی میں بیٹھا کرتا تھا [۲]

عالم گیری میں ہے کہ سات مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر میت کو ثواب پہنچائے، نہ قبر کو چھوئے نہ بوسہ دے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے، البتہ ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں، پھولوں اور خوشبودار چیزوں کو قبر پر رکھنا مستحسن ہے اور اگر ان کی قیمت کو صدقہ کر کے میت کو ثواب پہنچا دے تو یہ زیادہ افضل ہے [۳] اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے لکھا ہے کہ قبر کی تعظیم کے لیے جھکنا اور طواف کرنا حرام ہے۔ سجدہ تعظیمی کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ [۴]

علامہ ابن الحاج نے زیارت قبور کے احکام بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں، لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زیارت قبر سے روکا تھا پھر اجازت دیدی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو زیارت قبور سے روکتا تھا، سنو! اب قبروں کی زیارت کیا کرو اور وہاں فضول باتیں نہ کرنا اور ایک روایت میں فرمایا قبروں کی زیارت موت کو یاد دلاتی ہے

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: کہ اموات کو سلام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمومنات والمسلمین والمسلمات رحم الله المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء الله بکم لاحقون اسأل الله لنا ولکم العافیة ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر یہ دعا کرے اللهم اغفر لنا ولهم اور اس سے کم یا زیادہ کہنے کی بھی گنجائش ہے اور مقصد یہ ہے کہ ان کے لیے دعا میں خوب کوشش کی جائے، کیونکہ وہ لوگوں میں دعا کے سب سے زیادہ محتاج ہیں کیونکہ ان کے عمل کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے۔ پھر میت کے قبلہ کی جانب بیٹھ جائے اور اسے اختیار ہے کہ میت کے پیروں کی جانب بیٹھے یا چہرہ کی جانب پھر اللہ عز وجل کی حمد و ثناء کرے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے پھر جس قدر ہو سکے میت کے لیے دعا کرے، اسی طرح جب کبھی کسی شخص پر یا مسلمانوں پر کوئی افتاد یا مصیبت آ پڑے تو ان قبروں کے پاس آ کر دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دور کر دے یہ عام قبروں کی

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۳ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ " " "

۳۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ، عالم گیری ج ۵ ص ۳۵۰، مطبوعہ مطبعہ کبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۴۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۱۸۱ مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد بار دوم ۱۳۹۲ھ

ایضاً " " ، الزبدة الزکیة لتحریم السجدة التحیة مطبوعہ محبوب المطابع دہلی۔

زیارت کا طریقہ ہے اور اگر کسی مقبول بندے کا مزار ہو جس کی برکت کی امید ہو تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس مزار کا وسیلہ پیش کرے، بلکہ پہلے اللہ تعالیٰ کی جناب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرے کیونکہ توسل میں سب سے عمدہ آپ کی ذات مقدسہ ہے۔ آپ کا وسیلہ پیش کرنے کے بعد آپ کے تمام صالح پیروکاروں کا وسیلہ پیش کرے، امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ "جب قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ کو پیش کیا اور دعا کی اے اللہ! پہلے ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے تو تو ہم پر بارش نازل فرماتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے عم محترم کا وسیلہ پیش کر رہے ہیں ہم پر بارش نازل فرما تو مسلمانوں پر بارش ہو جاتی تھی"۔ پھر اپنی حاجات کے پورا ہونے میں اور اپنے گناہوں کی مغفرت میں قبرستان کے صالح بزرگوں کا وسیلہ پیش کرے پھر اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے، اپنے اساتذہ اور اپنے شیخ کے لیے اور اپنے رشتہ داروں کے لیے اور اس قبرستان کے اموات کے لیے اور عام مسلمان اموات کیلئے اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے دعا کرے اور اس قبرستان کے اموات کا بکثرت وسیلہ پیش کرے، اور جس شخص کو کوئی کام درپیش ہو وہ قبرستان جائے اور ان کے وسیلہ سے دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان وہ واسطہ ہیں اور یہ چیز شریعت میں ثابت ہے اور تمام دنیا اسلام میں شرق سے لے کر غرب تک تمام علماء اور اکابر مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں، ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور ان کی برکات سے ظاہری اور باطنی طور پر فیضیاب ہوتے ہیں۔

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں کہ شیخ ابو عبد اللہ بن نعمان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "سفینۃ النجاء لاہل الالتجاء" میں فرمایا کہ صالحین کی قبروں کی حصول برکت کے لیے زیارت مستحب ہے کیونکہ صالحین کی برکات جس طرح ان کی زندگی میں فیض رساں ہوتی ہیں اسی طرح ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتی ہیں اور صالحین کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا ائمہ دین اور علماء محققین کا معمول رہا ہے۔ اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں کہ جس شخص کو صالحین کی قبروں کے پاس جانے کی ضرورت ہو وہ ان کے مقابر پر جائے اور ان کا وسیلہ پیش کرے یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین مسجدوں کے سوا سامانِ سفر نہ باندھا جائے مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ"؛ کیونکہ امام غزالی نے احیاء العلوم کے آداب سفر میں بیان کیا ہے کہ عبادات کے لیے سفر کیا جائے مثلاً جہاد اور حج کے لیے اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور تمام علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کے لیے سفر کرنا بھی داخل کرتا ہے اور ہر وہ شخص جس کی زیارت اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کی زندگی میں سفر کرنا جائز ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی قبر کی زیارت کے لیے بھی سفر کرنا جائز ہے اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سامان سفر نہ باندھا جائے۔

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: ہم نے جو یہ احکام بیان کیے ہیں یہ علماء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے احکام ہیں اور انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰت والسلام کے احکام یہ ہیں:

انبیاء اور رسل علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کرنے والا مسافت بعیدہ سے ان کی زیارت کا قصد متعین کر کے چلے اور جب ان کے مزار پر پہنچے تو انتہائی ذلت، عاجزی، فقر و فاقہ اور نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ آئے اور حضور قلب کے ساتھ حاضر ہو اور سر کی آنکھ سے ان کا مشاہدہ نہ کرے دل کی آنکھ سے انھیں دیکھے کیونکہ ان کے اجسام

مبارکہ بوسیدہ ہوتے ہیں نہ متغیر ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی وہ ثناء کرے جو اس کی شان کے لائق ہے، پھر ان پر صلوات بھیجے پھر ان کے تمام اصحاب اور قیامت تک ان کے تمام تابعین کے لیے رضوان اور رحمت کی دعا کرے پھر اپنی حاجات کی تکمیل اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے پھر ان سے شفاعت طلب کرے اور اپنی حاجات ان پر پیش کرے اور ان کی برکت سے دعا کی مقبولیت پر یقین رکھے اور اس باب میں اپنا حسن ظن قوی رکھے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں اور اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی یہ عادت جاری رہی ہے کہ وہ اپنے نبیوں کے ہاتھوں سے اور ان کے واسطے اور سبب سے بندوں کی حاجات کو پورا فرماتا ہے اور جو شخص خود انبیاء علیہم السلام کے مزارات مقدسہ تک نہ پہنچ سکے وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجات اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے عیوب کی پردہ پوشی کے لیے ان سے شفاعت کی درخواست کرے کیونکہ وہ کریم بزرگ ہیں اور جو شخص کریموں سے سوال کرتا ہے یا ان کا وسیلہ پیش کرتا ہے یا ان کی پناہ میں آتا ہے یا ان کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کو مسترد نہیں کرتے۔

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں یہ گفتگو تو عام انبیاء اور مرسلین کے مزارات مقدسہ کی زیارت سے متعلق تھی اور خصوصاً حضور سید الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے احکام یہ ہیں:

انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں حضور سید المرسلین کی قبر انور کی زیارت کے وقت یہ احکام دوگنے چوگنے ہو جائیں گے یعنی زائر جب حاضر ہو تو انتہائی ذلت، انکسار اور عاجزی سے حاضر ہو کیونکہ آپ شافع اور مشفع ہیں آپ کی شفاعت کبھی رد نہیں ہوتی اور جو شخص آپ کی زیارت کا قصد کرے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا نہ وہ شخص جو آپ کا مہمان ہو، نہ وہ جو آپ سے مدد اور شفاعت طلب کرے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائرہ کمال کے مرکز ہیں اور اللہ کی مملکت کے عروس ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد رای من ایات ربہ الکبری ہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں۔ ہمارے علماء نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنی صورت مبارکہ کو دیکھا ہے اس لیے اس مملکت کے آپ ہی تاجدار ہیں لہٰذا جو شخص آپ کا دامن پکڑتا ہے، آپ سے توسل کرتا ہے، آپ سے شفاعت طلب کرتا ہے یا آپ سے اپنی حاجات طلب کرتا ہے وہ کبھی ناکام اور نامراد نہیں ہوتا کیونکہ مشاہدہ اور آثار سے اسی طرح ثابت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ نے آپ کی زیارت کا قاعدہ کلیہ یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی زیارت کرنے والا یہ سمجھے کہ وہ آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہے کیونکہ آپ کی حیات اور موت میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی آپ اسی طرح امت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کے احوال ان کی نیات ان کے ارادوں اور دل میں آنے والے خیالوں کو جانتے ہیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے اور اس میں کوئی خفا نہیں ہے۔

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو مسلمان بھی آخرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو وہ بالعموم زندوں کے احوال پر مطلع ہوتا ہے۔ اس کے بعد علامہ ابن الحاج نے اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور عرض اعمال کی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر استدلال کیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں اور خطائیں معاف ہوتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی جو عظمت ہے اس کے مقابلہ میں کوئی گناہ عظیم نہیں ہے اس لیے زیارت کرنے والا خوش ہو۔ اے اللہ! اپنے نبی کے توسل سے ہمیں نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ کرنا اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ محروم ہے کیا اس نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔ جو شخص زیارت کے لیے آئے وہ دروازے پر کھڑا ہو اور آپ کا وسیلہ پیش کرے تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے جو آپ کے پاس آیا اور توبہ کی اور آپ سے شفاعت طلب کی اور آپ نے اس کی شفاعت کر دی تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور اس بات کی حقانیت سے صرف وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا معاند ہو، نعوذ باللہ من ذالک۔

علامہ ابن الحاج کہتے ہیں: کہ امام مالک نے فرمایا جب آپ کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور دعا مانگے تو کعبہ کی طرف منہ نہ کرے بلکہ آپ کی طرف منہ کرے اور قبر کو ہاتھ سے نہ چھوئے[۱]۔

روضہ منورہ پر حاضری کے احکام زیادہ تفصیل سے ہم ان شاء اللہ شرح صحیح مسلم کی جلد ثالث کتاب الحج میں بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ابن الحاج پر رحمت فرمائے انھوں نے زیارت قبور کے احکام میں حسن ترتیب کو قائم رکھا ہے اور بتلایا ہے کہ عام مسلمانوں کی قبروں پر صرف دعائے مغفرت کریں، صلحاء امت کی قبور پر اپنی حاجات میں فقط ان کا وسیلہ پیش کریں، اور انبیاء علیہم السلام کی قبور مبارکہ پر جا کر ان سے اپنی حاجات میں شفاعت کے لیے درخواست کریں اور جب حضور سید الانبیاء کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو شفاعت کے علاوہ آپ سے اپنی حاجات عرض کریں اور مدد طلب کریں، مسلمانوں کو چاہیے کہ ان مراتب کو ملحوظ رکھیں اور خلط ملط نہ کریں۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

حدیث نمبر ۲۱۴۸ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے جنازے کو مسجد میں لانے کا حکم دیا صحابہ نے اس کو اچھا نہیں جانا تو حضرت عائشہ نے فرمایا یہ لوگ کتنی جلدی اس بات کو بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی تھی۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں اس حدیث میں شوافع کی دلیل ہے جو مسجد میں نماز جنازہ کو جائز قرار دیتے ہیں[۲]۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ اگر میت کی کسی چیز کے ساتھ مسجد کے نجس ہونے کا خوف نہ ہو تو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے[۳]۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک، ان کے بعض اصحاب، امام ابو حنیفہ اور ابن ابی ذئب نے صحابہ کرام کے انکار کی بنیاد پر یہ کہا کہ مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں ہے امام طحاوی نے فرمایا کہ صحابہ کرام کا انکار اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سہیل بن بیضاء کی مسجد میں نماز پڑھانے سے جو جواز ثابت ہوا تھا وہ منسوخ ہو چکا تھا کیونکہ صحابہ کرام اسی چیز کا انکار کرتے تھے جس کے خلاف وہ کوئی حکم سن چکے ہوتے تھے[۴]۔

---

[۱]۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ھ، مدخل ج ۱ ص ۲۱۱-۲۱۷، مطبوعہ مصر

[۲]۔ علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

[۳]۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۳۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۱۸۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۶ھ۔

[۴]۔ علامہ ابو عبداللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۱۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

علامہ سرخسی لکھتے ہیں: مسجد میں نماز جنازہ ہمارے نزدیک مکروہ ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کو کوئی اجر نہیں ملے گا (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، طبع ثانی ۱۴۰۵ ھ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی ہماری دلیل ہے کیوں کہ مسجد میں نماز جنازہ کا انکار کرنے والے مہاجرین اور انصار تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات ان کے درمیان معروف اور ثابت تھی کہ مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے تبھی انھوں نے حضرت عائشہ کے اس فعل پر انکار کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت آپ معتکف تھے۔ اس وجہ سے آپ باہر نہیں آئے اور جنازہ کو مسجد میں رکھنے کا حکم دیا اور ہمارے نزدیک جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو نمازیوں کا مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے، کراہت صرف جنازے کو مسجد میں لانے میں ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کو بچوں اور مجنونوں سے دور رکھو اور جب مسجد کو مجنونوں سے دور رکھا جاتا ہے تو مسجد کو میت سے بطریق اولیٰ دور رکھنا چاہیے۔[1]

دیگر احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کے لیے صحابہ کو عید گاہ میں لے جاتے تھے جیسا کہ نجاشی کی حدیث میں گذر چکا ہے۔ اس بحث کی مزید تفصیل کے لیے کتاب کے آخر میں (ص ۱۰۲۶-۱۰۲۷) پر ضمیمہ ملاحظہ فرمائیں۔

پوسٹ مارٹم کا حکم

حدیث نمبر ۲۱۴۴ میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور اس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور (آگ) اس کی کھال تک پہنچ جائے تو یہ (انگارے پر بیٹھنا) اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

قبر پر بیٹھنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس سے میت کو ایذاء پہنچتی ہے اور میت کو ایذاء پہنچانا حرام ہے اس وجہ سے یہ سوال متوجہ ہوتا ہے کہ آیا پوسٹ مارٹم جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ہم پہلے وہ احادیث بیان کریں گے جن میں میت کے جسم کو کاٹنے اور توڑ پھوڑ سے آپ نے صراحتہً منع فرمایا ہے۔

امام عبد الرزاق اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال کسر عظام المیت ککسرها حیا۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کی ہڈیوں کو توڑنا زندہ شخص کی ہڈیوں کو توڑنے کی طرح ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے[3]۔

امام عبد الرزاق نے مزید دو سندوں کے ساتھ اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے[4]۔

امام ابوداؤد نے بھی اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے[5]۔

---

[1] علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۲ ص ۶۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۰ ھ۔

[2] امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۳ ص ۴۴۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۰ ھ۔

[3] امام ابوبکر بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، السنن الکبریٰ ج ۴ ص ۵۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[4] امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۳ ص ۴۴۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۰ ھ۔

[5] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۰۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ میت کے جسم کو کاٹنا اور اس کی ہڈیوں کو توڑنا ناجائز اور گناہ ہے۔ اس مسئلہ پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں اپنی رائے پیش کرنے سے پہلے ہم دیگر اسلامی مفکرین کی آراء پیش کر رہے ہیں۔

سید مودودی کی رائے

سید ابوالاعلیٰ مودودی پوسٹ مارٹم کے مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پوسٹ مارٹم کے مسئلہ میں، جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں مجھے خود بڑا خلجان ہے اور کوئی فیصلہ کن بات میرے لیے مشکل ہے اس معاملے کے دو مختلف پہلو ہیں جن کے تقاضے ایک دوسرے سے متصادم ہوتے ہیں۔

ایک طرف شرعی احکام ہیں جو مرنے والے انسانوں کے جسم کا احترام کرنے اور ان کو عزت کے ساتھ دفن کر دینے کی تاکید کرتے ہیں، اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کی تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں، ان شرعی احکام کی تائید ان لطیف حسیات سے بھی ہوتی ہے جو (شاید ڈاکٹروں اور بالکل سائنٹسٹ قسم کے لوگوں کے سوا) سب ہی انسانوں میں موجود ہوتے ہیں۔ کوئی آدمی یہ خوشی سے گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کے باپ، بیٹے، بیوی، بہن اور ماں کی لاشیں ڈاکٹروں کے حوالے کی جائیں اور وہ ان کی چیر پھاڑ کریں یا وہ میڈیکل کالج کے طالب علموں کو دے دی جائیں تاکہ وہ ان کے ایک ایک عضو کا تجزیہ کریں اور پھر ان کی ہڈیاں سکھا کر رکھ لیں، اسی طرح کوئی قوم بھی یہ گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ اس کے لیڈر اور پیشوا مرنے کے بعد پوسٹ مارٹم کے تختہ مشق بنائے جائیں۔ ابھی حال میں گاندھی جی اور لیاقت علی خان مرحوم گولی کے شکار ہوئے ہیں "طبی قانونی" نقطہ نظر سے ضروری تھا کہ ان کا پوسٹ مارٹم کر کے سبب موت کی تشخیص کی جاتی، مگر اس سے احتراز کیوں کیا گیا؟ صرف اس لیے کہ قومی جذبات اپنے محترم لیڈروں کی لاشوں کا چیرنا پھاڑنا برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

دوسری طرف طبی اور قانونی اغراض کے لیے پوسٹ مارٹم کی ضرورت ہے۔ طب کے مختلف شعبوں کی تعلیم اور طبی تحقیقات کی ترقی کے لیے اس کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور ایک حد تک قانون بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ قتل کے مقدمات میں سبب موت کا تعین کیا جائے۔

اب یہ ایک بڑا پیچیدہ سوال ہے کہ ان دونوں متصادم تقاضوں کے درمیان مصالحت کیسے کی جائے۔ اس کا یہ حل تو میرے سامنے سخت مکروہ ہے کہ امیروں اور غریبوں، بڑے لوگوں اور چھوٹے لوگوں، خاندان والوں اور لاوارثوں کی لاشوں کے بارے میں ہمارے پاس دو مختلف معیار اخلاق اور دو مختلف طرز عمل ہوں، اس لیے لامحالہ اس کا کوئی اور ہی حل سوچنا پڑے گا مگر وہ حل کیا ہو، اس باب میں میری قوت فیصلہ بالکل عاجز ہے یہ چیز کسی ایسی مجلس میں زیر بحث آنی چاہیے جس میں علماء دین شامل ہوں اور شعبہ طب اور شعبہ عدالت کے نمائندے بھی۔ ممکن ہے یہ لوگ سر جوڑ کر اس کا کوئی حل نکال سکیں [۱]۔

(ترجمان القرآن محرم، صفر ۱۳۷۲ھ، اکتوبر، نومبر ۱۹۵۲ء)۔

یہ تحریر ۱۹۵۲ء کی ہے اس کے بائیس سال بعد مودودی صاحب کی رائے یہ تھی:

مظفر بیگ صاحب مودودی صاحب کی مجلس استفسار کو رقم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[۱] سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، رسائل مسائل ج ۲ ص ۲۵۲-۲۵۱ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز، لاہور طبع سوم ۱۹۷۵ء۔

"مولانا کیا طبی مقاصد کے لیے لاشوں کی چیر پھاڑ درست ہے؟"

مولانا نے فرمایا: "ہمارے ہاں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، میں نے جہاں تک اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے مجھے کوئی ایسی روایت نہیں دکھائی دی۔ طب میں مسلمانوں نے بہت کام کیا ہے۔ بڑی مفید خدمات انجام دی ہیں۔ طبی تحقیقات میں ان کا حصہ کسی سے کم نہیں، لیکن انھوں نے اپنے کام یا اپنی تحقیقات کے لیے لاشوں کو نہیں چیرا پھاڑا۔ خود یورپ میں اس چیز کو پسند نہیں کیا جاتا تھا اور گذشتہ صدی تک یہ حالت تھی کہ لاشوں کو چرا کر ہی یہ کام ہو سکتا تھا چنانچہ لاشیں چرانے والوں کے گروہ بن گئے تھے جو ان طبی تحقیقات میں مدد دیتے تھے۔"

"مولانا! پوسٹ مارٹم کے لیے بھی تو لاش کو چیرنا پھاڑنا پڑتا ہے۔" انہی صاحب نے کہا مولانا نے فرمایا:

"یہ کام طب اور سائنس کے نام پر کیا جائے یا پوسٹ مارٹم کی خانہ پری کے لیے انجام دیا جائے آپ دیکھیں گے کہ صرف غریبوں ہی کی لاشیں ان مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں، آخر صدر کینیڈی بھی گولی کا نشانہ بنے ہیں اور گاندھی بھی کیا ان کی لاشوں کی بھی چیر پھاڑ ہوئی؟ ———— معلوم یہ ہوا کہ یہ طب کی وہ ترقی اور قانون کی وہ ضرورت ہے جو صرف غریبوں اور لاوارثوں کی لاشوں سے ہی پوری ہو سکتی ہے[1]۔"

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جذباتی انداز سے پوسٹ مارٹم کے مسئلہ پر گفتگو کی ہے، فقہی نوعیت سے اس مسئلہ کا جائزہ نہیں لیا۔ سوال یہ ہے کہ ایسی ناگزیر صورت میں جبکہ انسانی جان کی بقا کسی مردہ کے پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تو کیا شریعت اسلامی میں مردہ کے پوسٹ مارٹم کی کوئی نظیر اور گنجائش ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب مودودی صاحب کی بائیس سال پہلے کی تحریر میں ہے اور نہ بعد کی گفتگو میں! اور ہر وہ شخص جو گولی سے مرا ہو اس کا پوسٹ مارٹم کیا جائے یہ کلیہ سراسر غیر معقول اور خارج بحث ہے۔

شیخ خمینی کی رائے

شیخ روح اللہ خمینی پوسٹ مارٹم کے بارے میں اپنی رائے لکھتے ہیں:

(۲۸۷۴) مسلمان مرنے والے کے جسم کو چیرنا پھاڑنا جائز نہیں اور اگر ایسا کریں تو فعل حرام ہے اور اس کے سر اور دیگر اعضاء کو کاٹنے کے لیے دیت دینا ہوگی جو کہ ہم نے کتاب تحریر الوسیلہ میں ذکر کر دی ہے البتہ غیر مسلمان مردے کو چیرنا پھاڑنا جائز ہے اور اس کی دیت بھی نہیں ہے۔ چاہے وہ غیر مسلم کا فر ذمی ہو یا کوئی اور۔

غیر مسلمان مردے کو چیرنا پھاڑنا ممکن ہو تو ڈاکٹری مقاصد کے لیے مسلمان کے بدن کو نہیں چیر پھاڑ سکتے اگرچہ کسی ایک یا کئی مسلمانوں کی جان کی حفاظت اس پر موقوف ہو اور اگر غیر مسلمان کے پوسٹ مارٹم کے امکان کی صورت میں مسلمان کا پوسٹ مارٹم کیا تو گنہگار ہوں گے اور ان پر دیت واجب ہوگی۔

(۲۸۷۶) اگر کسی ایک یا کئی مسلمانوں کی جان کی حفاظت پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو اور غیر مسلمان کا پوسٹ مارٹم ممکن نہ ہو تو پھر مسلمان کا کر سکتے ہیں، البتہ صرف مہارت حاصل کرنے کے لیے جبکہ کسی مسلمان کی جان کی حفاظت اس پر موقوف نہ ہو جائز نہیں ہے اور سبب دیت بھی ہے۔

(۲۸۷۷) جس مورد میں مسلمانوں کی جان کی حفاظت مسلمان کے پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تو بعید نہیں کہ دیت بھی واجب

---

[1] منظفر بیگ، ۵۔ اے ذیلدار پارک (روداد مجلس مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی) ص ۱۳۱ مطبوعہ البدر پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۸ء

نہ ہو اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دیت دی جائے [1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ خمینی نے فقیہانہ انداز میں گفتگو کی ہے ہر چند کہ انہوں نے اپنے موقف پر دلائل شرعیہ مہیا نہیں کیے تاہم ان کی رائے صائب ہے۔ البتہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکی کہ مُردہ کے اعضاء کاٹنے پر دیت کیوں واجب ہوگئی! اور ہمارے علم اور مطالعہ میں اس حکم کا کوئی شرعی ماخذ نہیں ہے۔

اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کرنے کے لیے پہلے ہم یہ بیان کریں گے کہ پوسٹ مارٹم کی ضرورت کن مواقع پر پیش آتی ہے پھر دلائل شرعیہ کے ساتھ اس کے جواز اور عدم جواز کا محل بیان کریں گے۔

پوسٹ مارٹم کے مواقع

میت کے پوسٹ مارٹم کی ضرورت دو جگہ پیش آتی ہے ایک ضرورت ہے تعلیم، تعلیم کے لیے عام طور پر کسی لاوارث میت کو قبضہ میں کرنے کے بعد میڈیکل کالج کے طلبہ اس کے جسم پر آپریشن کی مشق کرتے ہیں اور اس کے جسم کے مختلف اعضاء پر طبّی نوعیت کے تجربات کرتے ہیں، ہر چند کہ اب پلاسٹک ماڈل پر تجربات شروع ہو چکے ہیں۔

آج کل انسانی جان کو بچانے کے لیے سرجری اور آپریشن ایک ضروری طریقہ علاج ہے۔ پتہ یا مثانہ میں پتھری کی صورت میں آپریشن کے ذریعہ پتھری کو باہر نکالا جاتا ہے، اگر گُردہ خراب ہو جائے تو اس کو آپریشن کر کے باہر نکال دیتے ہیں۔ بعض دفعہ عورت کے پیٹ میں بچہ آڑا یا ترچھا ہوتا ہے اور اگر آپریشن کے ذریعہ ڈلیوری نہ کی جائے تو ماں اور بچہ دونوں مر جاتے ہیں، بعض دفعہ جسم کے کسی عضو میں کوئی ناسور ہو جاتا ہے اور باقی جسم کو اس کے زہر سے محفوظ رکھنے کے لیے اس عضو کو کاٹنا پڑتا ہے، بعض حادثات میں جسم کی مختلف ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اس موقع پر ہڈی جوڑنے کے لیے آپریشن ناگزیر ہوتا ہے اسی طرح بم کے ٹکڑوں اور گولیوں کو جسم سے نکالنے کے لیے آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ میڈیکل کالج کے طلبہ اگر زمانہ تعلیم میں سرجری کی مشق نہ کریں تو وہ مستقبل میں سرجری کے ذریعے علاج نہیں کر سکتے اور بغیر آپریشن کے جن لوگوں کا علاج نہیں ہو سکتا ان کی زندگی یقینی خطرہ میں ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے: الضرورات تبیح المحظورات ضرورت کی بناء پر امر ممنوع کا کرنا جائز ہو جاتا ہے تو کیا اس عام ضرورت کی بناء پر پوسٹ مارٹم کرنے کی بالعموم اجازت دی جا سکتی ہے۔

پوسٹ مارٹم کے جواز اور عدم جواز کا محل

اس سلسلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سرجری کی مشق کے لیے جانوروں اور غیر مسلم اموات کو حاصل کرنا چاہیے اور مسلم اموات پر سرجری کی مشق کرنا جائز نہیں ہے اور غیر مسلم اموات کا حصول اس قدر دشوار نہیں ہوتا جس کی بناء پر مسلمان میت کی چیر پھاڑ کر کے اس کی بے حرمتی کی جائے خصوصاً اس صورت میں جبکہ پلاسٹک ماڈل سے بھی تعلیم شروع کی جا چکی ہے۔

پوسٹ مارٹم کی دوسری وجہ جو بالعموم پیش آتی ہے وہ ہے مقدمہ کی تحقیق اور کسی بے قصور مسلمان کو قتل کی سزا سے بچانے کا مسئلہ مثلاً ایک شخص کو پولیس نے پستول سمیت پکڑ لیا اور اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے اپنے پستول سے فلاں شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے جبکہ ملزم یہ کہتا ہے کہ میں نے اس پر گولی نہیں چلائی اور تمام شواہد اور قرائن ملزم کے خلاف ہیں، اب صرف

---

[1] شیخ روح اللہ خمینی، توضیح المسائل (اردو) ص ۴۵۳ مطبوعہ سازمان تبلیغ اسلامی ایران ۱۴۰۴ھ۔

یہ دیکھنا باقی ہے کہ مقتول کے جسم میں جو گولی ہے آیا وہ اس نمبر کی گولی ہے جو ملزم کے پستول میں ہے یا کوئی اور گولی ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مقتول کے جسم میں ملزم کے پستول کی گولی ہے تو وہ قاتل ثابت ہو جائے گا اور اگر وہ گولی اس کے پستول کی نہیں ہے تو وہ بری ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں جبکہ پوسٹ مارٹم کے ذریعہ کسی بے قصور کی جان بچانے کا مسئلہ ہو تو پوسٹ مارٹم کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اور فقہاء اربعہ کے مذاہب میں اس کی تائید موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو ماں کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور یہ بعینہٖ ہمارا مطلوبہ جزئیہ ہے یعنی زندہ کی جان بچانے کے لیے میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) جائز ہے بلکہ احناف یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر عورت زندہ ہو اور پیٹ میں بچہ مر جائے تو بچہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دائی ہاتھ سے نکال لے اور یہ پوسٹ مارٹم کے جواز پر دوسرا جزئیہ ہے، ہر چند کہ سرجری کے اس ترقی یافتہ دور میں بچہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنے کی ضرورت نہیں بلکہ عورت کے پیٹ کا آپریشن کر کے بچہ کو پیٹ سے نکالا جا سکتا ہے، امام احمد بن حنبل نے اگرچہ اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے لیکن وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مر جائے اور بچہ کے بعض اجزاء باہر نکل آئیں اور باقی بچہ کو عورت کا پیٹ چاک کیے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو تو عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور یہ بھی موجودہ صورت میں پوسٹ مارٹم کے جواز کا بعینہٖ جزئیہ ہے۔ بہر حال ائمہ اربعہ کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ جب کسی زندہ کی جان بچانا مقصود ہو تو میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔ اب ہم سطور ذیل میں کتب مذاہب سے اس مسئلہ سے متعلق عبارات پیش کر رہے ہیں۔

علامہ علائی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

حامل ماتت وولدها حي يضطرب شق بطنها من الايسر ويخرج ولدها ولو بالعكس وخيف على الام واخرج لو ميتا والا لا كما في كراهة الاختيار ولو بلع مال غيره ومات هل يشق قولان والاولى نعم فتح۔[1]

حاملہ عورت فوت ہو گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ ہے جو ہل رہا ہے تو بائیں جانب سے اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور اگر ماں زندہ ہو اور پیٹ میں بچہ مر جائے تو بچہ کو (شق کر کے) نکال لیا جائے گا، اور اگر کسی شخص نے کسی کا مال نگل لیا اور پھر مر گیا تو کیا اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں اور اولیٰ یہ ہے کہ پیٹ چاک کیا جائے گا۔ (فتح القدیر)۔

علامہ ابن ہمام نے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ زندہ بچہ کو نکالنے کے لیے عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا۔[2] اسی طرح علامہ شامی نے لکھا ہے[3] فتاویٰ قاضی خاں میں بھی اسی طرح ہے۔[4]

[1]۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ درمختار علی ہامش الرد ج ۱ ص ۸۴۰ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

[2]۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

[3]۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[4]۔ علامہ حسن بن منصور اوزجندی قاضی خاں متوفی ۲۹۵ھ، قاضی خاں علی ہامش الہندیہ ج ۳ ص ۱۸۱ مطبوعہ مصر۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مشہور فقیہہ ابو اللیث سمرقندی حنفی اس مسئلہ میں لکھتے ہیں:

امرأة ماتت وفی بطنها ولد یضطرب قال محمد یشق من الجانب الایسر والله تعالی خلق حواء من آدم علیه السلام من ضلعه الایسر وحکی عن ابی حنیفة رحمه الله تعالی فعلوا کذلك بامرأة فعاش الولد وصیانة الولد عن الهلاك واجب بخلاف ما اذا ابتلع درة غیره ثم مات ولم یترك مالا لا یشق بطنه.[1]

ایک عورت فوت ہوگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ ہل رہا ہے، امام محمد نے فرمایا بائیں جانب سے اس کے پیٹ کو چاک کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالی نے حضرت حواء کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں جانب سے پیدا فرمایا تھا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی سے حکایت ہے کہ لوگوں نے ایک مردہ عورت کے پیٹ کو چاک کرکے بچہ نکالا اور بچہ زندہ رہا اور بچہ کو ہلاکت سے محفوظ رکھنا واجب ہے۔ برخلاف اس کے ایک شخص نے کسی کا موتی نگل لیا اور مر گیا اور اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا تو اس کے پیٹ کو نہیں چاک کیا جائے گا۔

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی کی رائے ہے کہ مال غیر نگلنے والا مر جائے اور اس کا ترکہ نہ ہو تو اس کا پیٹ چاک نہیں کیا جائے گا لیکن علامہ ابن ہمام نے علامہ جرجانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آدمی نے مال غیر کھا کر اپنی حرمت ختم کر دی ہے۔ اس لیے اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا اور اس کو ترجیح دی ہے، علامہ علائی اور علامہ شامی نے بھی اس قول پر اعتماد کیا ہے، حنابلہ کا بھی یہی مسلک ہے اور اس صورت میں زندہ کی جان بچانے کے لیے مردہ کے پوسٹ مارٹم کے جواز کا مسئلہ اور بھی آسان ہو جاتا ہے۔

علامہ شیرازی شافعی فرماتے ہیں:

وان ماتت امرأة وفی جوفها جنین حی شق جوفها لانه استبقاء حی باتلاف جزء من المیت فاشبه اذا اضطر الی اکل جزء من المیت.[2]

اگر عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں میت کے ایک جز کو تلف کرکے زندہ کو باقی رکھنا ہے جس طرح اضطرار کی صورت میں میت کا عضو کھانا جائز ہے۔

جمہور فقہاء شافعیہ کا یہی قول ہے البتہ محاملی اور قاضی حسین نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے۔ لیکن جمہور فقہاء شافعیہ نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

ومختصر المسئلة ان رجی حیاة الجنین وجب شق جوفها.[3]

مسئلہ مختصر یہ ہے کہ اگر پیٹ میں بچہ کی زندگی متوقع ہو تو مردہ عورت کا پیٹ چاک کرنا واجب ہے۔

۱۔ فقیہہ ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ، فتاوی النوازل ص ۲۰۱، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ ۱۴۰۵ھ۔
۲۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۳۰۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۳۔ علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۳۰۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

WWW.FAIZEISLAM.COM

علامہ ابوالقاسم رافعی شافعی لکھتے ہیں:

ولو ابتلع في حياته مالا ثم مات وطلب صاحبه الرد شق جوفه ورد قال في العدة الا ان يضمن الورثة مثله او قيمته فلا يخرج ولا يرد في اصح الوجهين وفيه وجه آخر وهو اختيار القاضي ابي الطيب انه لا يخرج اصلا ويجب الغرم من تركته على الورثة ولو ابتلع شيئا من مال نفسه ومات فهل يخرج فيه وجهان۔ [1]

اگر کسی شخص نے زندگی میں کسی کا مال نگل لیا اور مر گیا، اور صاحب مال نے اس مال کا مطالبہ کیا تو اس کا پیٹ چاک کر کے مال واپس کیا جائے گا۔ صاحب عدہ نے کہا سوا اس صورت کے جب اس کے وارث اس مال کی مثل یا قیمت کے ضامن ہو جائیں پھر صحیح قول یہ ہے کہ مال واپس نہیں کیا جائے گا۔ اور قاضی ابو الطیب کا نظریہ یہ ہے کہ مال کا معاوضہ اس کے ترکہ میں اس کے وارثوں سے وصول کیا جائے گا اور پیٹ سے نہیں نکالا جائے گا، اور اگر کسی شخص نے اپنے مال کو نگل لیا اور مر گیا تو کیا اس مال کو نکالنے کے لیے پیٹ چاک کیا جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں

علامہ ابن قدامہ حنبلی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والمذهب انه لا يشق بطن الميتة لاخراج ولدها مسلمة كانت او ذمية وتخرجه القوابل ان علمت حياته بحركة وان لم يوجد نساء لم يسط الرجال عليه وتترك امه حتى يتيقن موته ثم تدفن، ومذهب مالك واسحق قريب من هذا ويحتمل ان يشق بطن الام ان غلب على الظن ان الجنين يحيا وهو مذهب الشافعي لانه اتلاف جزء من الميت لابقاء حي فجاز كما لو خرج بعضه حيا ولم يمكن خروج بقيته الا بشق ولانه يشق

حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ بچہ کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ چاک نہیں کیا جائے گا خواہ وہ عورت مسلمان ہو یا ذمی، اگر دائیوں کو اس کی زندگی کا پتا چل جائے تو وہ بچہ کو نکال لیں، اگر دائیاں نہ ملیں تو مرد بچہ کو نہ نکالیں اور ماں کو پڑا رہنے دیں حتیٰ کہ جب بچہ کی موت کا یقین ہو جائے تو ماں کو دفن کر دیں۔ امام مالک اور امام اسحاق کا مذہب بھی اس کے قریب ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر بچہ کی زندگی کا ظن غالب ہو تو ماں کے پیٹ کو چاک کر دیا جائے جس طرح شوافع کا مذہب ہے، کیونکہ اس صورت میں میت کا ایک جز تلف کر کے زندہ کو باقی رکھنا ہے، یہ اس لیے جائز ہے کہ اگر بچہ کے کچھ اعضاء باہر آ جائیں اور باقی بعض کا نکلنا پیٹ چاک کیے بغیر ممکن نہ ہو تو پیٹ چاک کر دیا جائے گا اور اس لیے بھی کہ مال نکالنے کے لیے مردے

[1] علامہ ابوالقاسم عبدالکریم رافعی شافعی متوفی ۶۲۳ھ، فتح العزیز، مع المجموع ج ۵ ص ۲۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

لا خواج المال منه فلا بقاء الحی اولی[1]

کا پیٹ چاک کر دیا جاتا ہے تو زندہ کو باقی رکھنے کے لیے بطریق اولیٰ مردہ کا پیٹ چاک کر دینا چاہیے۔

عارف ربانی امام شعرانی اس مسئلہ میں مذاہب ائمہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومن ذلک قول ابی حنیفۃ والشافعی ان الحامل اذا ماتت وفی بطنها جنین حی یشق بطنها مع قول مالک فی احدی روایتہ واحمد انہ لا یشق[2]

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ اگر حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو اس کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے گا، جب کہ امام مالک کا ایک قول اور امام احمد کا قول یہ ہے کہ پیٹ نہیں چاک کیا جائے گا۔

ہم نے سطور بالا میں جو عبارات نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زندہ بچہ کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا، امام مالک کا ایک قول بھی یہی ہے اور حنابلہ میں سے ابن قدامہ کا بھی یہی نظریہ ہے اور اس پر سب متفق ہیں کہ مال غیر نکالنے کے لیے مردے کا پیٹ چاک کر دیا جائیگا۔

مذاہب اربعہ کی ان تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ زندہ کی جان بچانے کے لیے مردہ کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔

الکوحل آمیز دواؤں اور خون چڑھانے کا شرعی حکم

جدید میڈیکل سائنس کی روز افزوں ترقی نے علاج معالجہ کے سلسلہ میں حیرت انگیز ابواب کا اضافہ کر دیا ہے اس طرح جہاں انسانیت کی عظیم خدمت ہوئی ہے وہاں علماء کے سامنے بھی نئے نئے مسائل کھڑے ہو گئے ہیں اس سے پہلے عنوان میں ہم پوسٹ مارٹم کا شرعی حکم بیان کر چکے ہیں پہلے تو صرف یہ سوال کیا جاتا تھا کہ جن مائع دواؤں میں الکوحل شامل ہوتی ہے ان کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کافی عرصہ پہلے ہم نے اس سلسلہ میں "علاج کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا جو ملک کے مشہور علمی جرائد میں شائع ہوا اور بعد میں اس کو مقالات سعیدی کی جلد اول میں شامل کر دیا گیا۔ خون کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے آیا ایک انسان کے جسم میں دوسرے انسان کا خون داخل کیا جا سکتا ہے یا نہیں جبکہ خون نجس اور حرام ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روایات میں ہے کہ حرام چیزوں میں شفا نہیں ہے ہم قرآن مجید اور فقہاء مذاہب اربعہ کے اقوال کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل بیان کریں گے، یہ درست ہے کہ بعض فقہاء نے اس مسئلہ میں تشدید کی ہے لیکن جمہور فقہاء کے بیان کردہ اصول کی روشنی میں یہ امر جائز ہے اور قرآن اور حدیث نے ہمیں احکام میں آسانی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ (الحج: ۷۸) "اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام میں تم پر تنگی نہیں رکھی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین۔[3] "تم آسان احکام بیان کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، مشکل احکام بیان کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے" پھر جن مسائل میں قرآن مجید، احادیث شریفہ اور فقہاء اسلام نے آسانی، سہولت اور وسعت دی ہو اس شرعی سہولت کو پس پشت ڈال کے ڈھونڈ ڈھونڈ کر دشواری

[1] علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المغنی ج ۲ ص ۲۱۶، ۲۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۲۴۰ مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی حلبی الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۹ھ

[3] امام ابوعبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۸۱ھ۔

اور شدت کو اختیار کر کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دینا دین کی خدمت نہیں ہے مزید بر آں یہ کہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ کی ایسی تعبیرات اور تشریحات بیان کرنا جن کی واقع اور مشاہدہ میں تکذیب ہوتی ہو جس کی وجہ سے لوگ دین سے بدگمان ہو جائیں اور دینی احکام پران کا اعتماد نہ رہے بدترین گناہ ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ حدیث شریف میں ہے کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا حالانکہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں[1] اور یہ حدیث میں ہے کہ حرام چیزوں میں شفاء نہیں ہے جبکہ الکوحل آمیز دواؤں اور خون کی بوتل لگنے سے شفاء حاصل ہونا آج کی دنیا کا روزمرہ ہے۔ اسی لیے علماء کرام کو قرآن اور حدیث کی ایسی تعبیرات اور تشریحات سے گریز کرنا چاہیے جو واقع اور مشاہدے کے خلاف ہوں!

خون چڑھانے اور دیگر حرام اشیاء سے علاج کا جواز قرآن مجید سے

اس میں کوئی شک نہیں کہ سیال خون حرام اور نجس ہے لیکن جب خون چڑھانے کے سوا کوئی اور طریقہ علاج نہ ہو مثلاً کسی حادثہ، گولی لگنے یا آپریشن کی وجہ سے اس قدر خون بہہ جائے کہ بغیر خون چڑھائے مریض کا جانبر ہونا مشکل ہو تو ایسی ضرورت اور اضطرار کے موقع پر مریض کو خون چڑھانا جائز ہے یا کسی کو بلڈ کینسر (خون کا سرطان) ہو جس میں ایک معین عرصہ کے بعد ہر مرتبہ جسم کا پورا خون تبدیل کرنا پڑتا ہے ورنہ مریض مر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن مجید میں خون کا حرام ہونا بیان کیا ہے وہاں ضرورت کے وقت اس کے استعمال کا جواز بھی بیان کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ۔ (بقرہ: ۱۷۳)

تم پر صرف مردار، خون، خنزیر کے گوشت اور اس جانور کو حرام کیا گیا جس پر (بوقت ذبح) غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو اور جس شخص کا قصد معصیت اور حد سے تجاوز نہ ہو اور ضرورت کی وجہ سے انکو استعمال کرے اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم۔ (انعام: ۱۴۵)

آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر جو وحی کی جاتی ہے اس میں کسی کھانے والے کے کھانے میں کوئی حرام چیز نہیں بیان کی گئی سوائے مردار، بہنے والے خون، اور خنزیر کے گوشت کے کیونکہ وہ نجس ہے اور سوا اس ذبیحہ کے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا، پھر جو شخص معصیت اور تجاوز کرنے والا نہ ہو اور ضرورت کی بنا پر (ان چیزوں کو استعمال کرے) تو آپ کا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

۳۔ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ۔ (انعام: ۱۱۹)

جو چیزیں تم پر حرام کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو تفصیل سے بیان کر دیا سوا اس کے کہ تم ضرورت کی وجہ سے انھیں استعمال کرو۔

خون چڑھانے کی ضرورت کئی وجوہ سے پیش آسکتی ہیں، ایک وجہ یہ ہے کہ کسی حادثہ کی بناء پر جسم سے بہت زیادہ خون نکل

---

[1] مقالات سعیدی میں زیر عنوان علاج کی شرعی حیثیت میں ہم نے اس مسئلہ کی وضاحت کر دی ہے۔ سعیدی غفرلہٗ۔

جائے جس کی وجہ سے فوری طور پر خون چڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جگر خون بنانا بند کر دے اس وقت انسان کو زندہ رکھنے کے لیے مسلسل خون چڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تیسری وجہ بلڈ کینسر (خون کا سرطان) ہے جس میں بعض اوقات ہر ماہ جسم کا پورا خون بدلنا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ کسی بڑے آپریشن کے بعد خون چڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے، البتہ محض طاقت اور توانائی حاصل کرنے کے لیے نہ عام طور پر خون چڑھایا جاتا ہے نہ اس کی شرعاً اجازت ہے۔ بہرحال جب ایک مسلمان ڈاکٹر یہ بتلائے کہ اس شخص کو اگر خون نہیں دیا گیا تو اس کی ہلاکت یا تکلیف شدید کا خطرہ ہے تو شرعاً خون چڑھانے کی اجازت ہے بلکہ کسی بھی ناجائز اور حرام چیز کے استعمال سے اس صورت میں علاج کی شرعاً اجازت ہے۔

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ ایک انسان کا خون جب دوسرے انسان کو چڑھا دیا جائے تو کیا وہ ایک دوسرے کے محرم ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے محرمیت کو صرف نسب، رضاعت اور مصاہرت میں منحصر کیا ہے خون چڑھانے سے محرمیت ثابت نہیں ہوتی، اور بیوی شوہر کو خون دے سکتی ہے اور اس کے برعکس بھی۔

حرام اشیاء سے علاج کا احادیث سے ثبوت

عن انس قال قدم اناس من عكل او عرينة فاجتووا المدينة فامرهم النبي صلى الله عليه وسلم بلقاح وان يشربوا من ابوالها والبانها فانطلقوا فلما صحوا قتلوا راعي النبي صلى الله عليه وسلم[1] (الحديث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل یا عرینہ سے کچھ لوگ آئے اور انھیں مدینہ راس نہیں آیا (یعنی بیمار ہو گئے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پئیں جب وہ تندرست ہو گئے تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کو قتل کر دیا

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

والاستشفاء بالحرام جائز عند التيقن بحصول الشفاء كتناول الميتة في المخمصة والخمر عند العطش واساغة اللقمة وانما لا يباح ما لا يستيقن حصول الشفاء به وقال ابن حزم صح يقينا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما امرهم بذلك على سبيل التداوي من السقم الذي كان اصابهم وانها صحت اجسامهم بذلك والتداوي منزلة ضرورة وقد قال عز وجل الا ما اضطررتم اليه فما اضطر

جب شفاء کے حصول کا یقین ہو تو حرام چیزوں سے شفاء حاصل کرنا جائز ہے، جیسے شدید بھوک کے وقت مردار کھانا، شدید پیاس کے وقت اور لقمہ حلق سے نیچے اتارنے کے لیے شراب پینا جائز ہے، اور جس کو شفاء کے حصول کا یقین نہ ہو اس کے لیے حرام چیزوں سے علاج جائز نہیں ہے۔ ابن حزم نے کہا یہ بات صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیماری میں بطور علاج کے اونٹنیوں کے پیشاب پینے کا حکم دیا اور وہ اس علاج سے تندرست ہو گئے۔ اور دوا بمنزلہ ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سوا اس کے جس کی تمہیں ضرورت ہو اور انسان کو کھانے

[1] امام ابو عبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ۔

المرء الیه فهو غیر محرم علیه من الماکل والمشارب (الی قوله) حتی اذا فرضنا ان احدا عرف مرض شخص بقوة العلم وعرف انه لایزیله الابتناول المحرم یباح له ان یتناوله کما یباح شرب الخمر عند العطش الشدید وتناول المیتة عند المخمصة [1]

پینے کی اشیاء سے جس چیز کی ضرورت ہو وہ حرام نہیں ہیں (علامہ عینی فرماتے ہیں) حتیٰ کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ کوئی شخص اپنے علم کی قوت سے کسی شخص کا مرض جان لیتا ہے اور یہ جان لیتا ہے کہ اس کا علاج کسی حرام چیز کے استعمال میں ہے تو اس کے لیے حرام چیز کا استعمال جائز ہو جاتا ہے جیسے شدید پیاس کے وقت شراب پینا جائز ہے اور شدید بھوک کے وقت مردار کھانا جائز ہے۔

عن قتادة ان انسا حدثهم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص لعبد الرحمن بن عوف والزبیر فی قمیص من حریر من حکة [2]

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دی۔

عن انس ان عبد الرحمن والزبیر شکوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی القمل فارخص لهما فی الحریر فرایت علیهما فی غزاة [3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے انہیں ریشم پہننے کی اجازت دی اور میں نے انہیں ایک غزوہ میں ریشم پہنے دیکھا۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال النووی هذا الحدیث صریح الدلالة لمذهب الشافعی وموافقیه انه یجوز لبس الحریر للرجل اذا کانت به حکة لما فیه من البرودة وکذلک القمل وما فی معناهما وقال مالک لایجوز وکذا یجوز لبسه عند الضرورة کمن فاجاته الحرب ولم یجد غیره وکمن خاف من حر او برد وقال الصحیح عند اصحابنا انه یجوز لبسه عند الحکة ونحوها فی السفر والحضر جمیعا وقال بعض اصحابنا یختص بالسفر وهو ضعیف حکاه الرافعی

علامہ نووی نے فرمایا کہ یہ حدیث امام شافعی اور ان کے موافقین کے مؤقف پر صراحتہً دلالت کرتی ہے کہ اگر مردوں کو خارش ہو تو ان کے لیے ریشم پہننا جائز ہے کیونکہ ریشم میں برودت ہے اسی طرح جوؤں اور ان جیسی چیزوں کی وجہ سے ریشم پہننا جائز ہے، امام مالک نے کہا ناجائز ہے، جیسے کسی شخص کا اچانک جنگ سے سابقہ ہو اور اس کی اور کوئی چیز نہ ملے، یا جس شخص کو سردی اور گرمی سے تکلیف ہوتی ہو، علامہ نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک خارش کی وجہ سے سفر اور غیر سفر میں ریشم پہننا جائز ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ سفر کی وجہ سے ریشم پہننا

[1] علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۵۵-۱۵۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔
[2] امام ابو عبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۰۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔
[3] ″ ″ ″ ″ ″

واستنکرہ وقال القرطبی یدل الحدیث علی جواز لبسہ للضرورۃ وبہ قال بعض اصحاب مالک واما مالک فمنعہ فی الوجہین والحدیث واضح الحجۃ علیہ الا ان یدعی الخصوصیۃ لہما ولا یصح ولعل الحدیث لم یبلغہ[1]

جائز ہے لیکن علامہ رافعی نے کہا یہ قول ضعیف ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا یہ حدیث ضرورت کی بناء پر ریشم پہننے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ بعض مالکی علماء کی یہی رائے ہے۔ امام مالک نے دونوں صورتوں میں منع کیا ہے۔ اور یہ حدیث ان کے مؤقف کے خلاف واضح دلیل ہے سوا اس کے کہ ان کے لیے خصوصیت کا قول کیا جائے لیکن یہ صحیح نہیں ہے غالب گمان یہ ہے کہ امام مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔

ملا علی قاری حنفی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

قال ابن الملک فیہ جواز لبس الحریر للجرب وقال غیرہ دل علی جواز لبس الحریر لعذر واما لبسہ للضرورۃ کما فی الحرب او لدفع القمل فلا نزاع فیہ[2]

ابن الملک کہتے ہیں کہ اس حدیث میں خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کا ثبوت ہے اور دوسرے علماء نے کہا کہ یہ حدیث عذر کی بناء پر ریشم پہننے کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور جوؤں کی وجہ سے یا خارش کی بناء پر ریشم پہننے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عن عبد الرحمن بن طرفۃ ان جدہ عرفجۃ بن اسعد قطع انفہ یوم الکلاب فاتخذ انفا من ورق فانتن علیہ فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتخذ انفا من ذہب رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی[3]

عبد الرحمن بن طرفہ کہتے ہیں کہ ان کے دادا عرفجہ بن اسعد کی جنگ کلاب میں ناک کٹ گئی انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگوا لی اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا۔

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وبہ اباح العلماء اتخاذ الانف ذہبا وکذا ربط الاسنان بالذہب[4]

اس حدیث کی بناء پر علماء نے سونے کی ناک لگانے اور سونے کے ساتھ دانتوں کے باندھنے کو جائز قرار دیا۔

امام ترمذی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وقد روی عن غیر واحد من اہل العلم انہم شدوا اسنانہم بالذہب وفی ہذا الحدیث حجۃ لہم[5]

متعدد اہل علم سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھا اور اس حدیث میں ان کی دلیل ہے۔

---

[1] علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۹۶ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ۔
[2] ملا علی قاری حنفی ہروی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۴۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ۔
[3] شیخ ولی الدین متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ ص ۳۷۹، مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔
[4] ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۸۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ۔
[5] امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

شیخ عبدالرحمن مبارکپوری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال الزيلعي في نصب الراية وفي الباب احاديث مرفوعة وموقوفة روى الطبراني في معجمه الوسط عن عبد الله بن عمر وسقطت ثنيته فامره النبي صلى الله عليه وسلم ان يشدها بالذهب. حديث آخر في معجم الصحابة عن عبد الله بن عبد الله بن ابي ابن سلول اندقت ثنيتي يوم احد فامرني النبي صلى الله عليه وسلم ان اتخذ ثنية من ذهب وروى الطبراني في معجمه عن محمد بن سعدان عن ابيه قال رايت انس بن مالك يطوف به بنوه حول الكعبة على سواعدهم وقد شدوا اسنانه بذهب اثر آخر في مسند احمد عن واقد بن عبد الله التميمي عن من راى عثمان انه ضبب اسنانه بذهب وروى النسائي في كتاب الكنى عن ابراهيم بن عبد الرحمن قال رايت موسى بن طلحة بن عبد الله قد شد اسنانه بذهب. اثر آخر روى ابن سعد في الطبقات في ترجمة عبد الملك بن مروان اخبرنا حجاج بن محمد عن ابن جريج ان ابن شهاب الزهري سئل عن شد الاسنان بالذهب فقال لا باس به[1]

حافظ زیلعی نصب الرایۃ میں فرماتے ہیں کہ اس باب میں احادیث مرفوعہ اور موقوفہ ہیں، طبرانی نے معجم وسط میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو کا سامنے کا دانت گر گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سونے کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا۔ معجم صحابہ میں ایک اور حدیث ہے۔ عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ کا جنگ احد میں سامنے کا دانت گر گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں اس کی جگہ سونے کا دانت لگوا لوں۔ معجم طبرانی میں سعدان سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت انس کے بیٹے انہیں اپنی کلائیوں پر اٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف کرا رہے تھے۔ اور ان کے دانت سونے کے ساتھ باندھے ہوئے تھے۔ مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ امام نسائی نے کتاب الکنیٰ میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ ابراہیم بن عبدالرحمان کہتے ہیں میں نے موسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ کو دیکھا انہوں نے اپنے دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھا ہوا تھا، علامہ ابن سعد نے طبقات میں عبدالملک بن مروان کی سوانح میں ذکر کیا کہ ابن شہاب زہری سے پوچھا گیا آیا دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھنا جائز ہے انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اونٹنیوں کا پیشاب نجس اور حرام ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب عرینہ کو اونٹنیوں کا پیشاب پلا کر علاج کیا اس حدیث کی شرح میں علماء نے لکھا کہ ضرورت کے وقت حرام اور نجس چیز سے علاج کرنا جائز ہے۔ ریشم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں پر حرام کر دیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو خارش اور جوؤں کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی اور اس حدیث کے تحت علماء نے لکھا کہ ضرورت کے وقت ریشم پہننا جائز ہے، سونے کا استعمال آپ نے مردوں پر حرام کر دیا اس کے باوجود حضرت عرفجہ کو سونے کی ناک لگوانے کا اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کو سونے کا دانت لگوانے کا حکم دیا۔ ان احادیث کی شرح میں بھی علماء نے لکھا کہ ضرورت

[1] شیخ عبدالرحمن مبارکپوری متوفی ۱۳۵۲ھ، تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۶۶۔۶۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

کے وقت سونے کا استعمال جائز ہے۔ ان احادیث، آثار اور علماء کی تشریحات سے ظاہر ہو گیا کہ حرام اور نجس اشیاء سے بوقت ضرورت علاج جائز ہے اور سونے کی ناک یا دانت اور ریشم پہننے کا حکم آپ نے ان تکلیفوں میں دیا ہے جن میں جان کا خطرہ نہیں تھا اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ اضطرار شرعی نہ ہو پھر بھی صرف علاج کی ضرورت سے حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حرام چیزوں سے علاج کی ممانعت کی حدیث

حرام چیزوں سے علاج کی ممانعت سے متعلق فقہاء نے یہ حدیث ذکر کی ہے:

عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالٰی لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیہا [1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی نے میری امت کی شفاء ان چیزوں میں نہیں رکھی جو ان پر حرام کر دی ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی توجیہ میں فرماتے ہیں:

واجیب بانہ محمول علی حالة الاختیار اما فی حالة الاضطرار فلا یکون حراما کالمیتة للمضطر۔ [2]

اس حدیث کا یہ جواب ہے کہ اس سے وہ صورت مراد ہے جب انسان کو حلال اور حرام دوا دونوں کے استعمال کا اختیار ہو لیکن جب حرام چیز کے سوا اور کوئی دوا نہ ہو تو پھر وہ دوا شرعاً حرام نہیں رہے گی جیسے ضرورت کے وقت مردار حرام نہیں رہتا۔

علامہ قاضی خاں اس حدیث کے جواب میں لکھتے ہیں:

وعن ابی نصر بن سلام رحمہ اللہ تعالٰی معنی قولہ علیہ السلام ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم انما قال ذلک فی الاشیاء التی لا یکون فیہ شفاء فاما اذا کان فیہ شفاء فلا بأس بہ قال الا تری ان العطشان یحل لہ شرب الخمر حال الاضطرار۔ [3]

ابو نصر بن سلام رحمہ اللہ تعالٰی بیان کرتے ہیں کہ حدیث "اللہ تعالٰی نے اس چیز میں تمہاری شفاء نہیں رکھی جس کو تم پر حرام کیا ہے" سے مراد وہ اشیاء ہیں جن میں شفاء نہیں ہے لیکن جب کسی چیز میں شفاء ہو تو کوئی حرج نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ پیاسے کے لیے حالت اضطرار میں شراب پینا حلال ہے۔

علامہ ابن بزاز کردری اس حدیث کے جواب میں لکھتے ہیں:

ومعنی قولہ علیہ الصلوٰة والسلام لم یجعل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "حرام چیزوں میں

---

[1] ۔ علامہ شامی نے اس حدیث کو بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ علامہ عینی نے اس کو سنن ابوداؤد کے حوالے سے نقل کیا ہے علامہ ابن حجر نے ایک جگہ ابوداؤد اور ایک جگہ طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ سنن ابوداؤد اور بخاری میں بہر حال یہ حدیث نہیں ہے اور طبرانی کا نسخہ ہمیں میسر نہیں۔ ____ (سعیدی)

[2] ۔ علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۵۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ۔

[3] ۔ علامہ حسن بن منصور قاضی خاں اوزجندی متوفی ۲۹۵ھ، فتاوی قاضی خاں علی ہامش الہندیہ ج ۳ ص ۴۰۴ طبع مصر ۱۳۱۰ھ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

شفاء کم فیما حرم علیکم نفی الحرمة عند العلم بالشفاء دل علیه جواز اساغة اللقمة بالخمر وجواز شربه للعطش [1]

تمہاری شفاء نہیں ہے کا معنی یہ ہے کہ جس چیز میں شفاء کا علم ہو وہ حرام نہیں ہے (یعنی جس میں علم ہو کر شفاء نہیں ہے وہ اپنی حرمت پر رہیگی) اسکی دلیل یہ ہے کہ جو لقمہ حلق میں پھنسا ہوا ہو اس کو شراب سے نیچے اتارنا جائز ہے اور (اضطراری) پیاس میں شراب پینا جائز ہے۔

علامہ شامی اس حدیث کے جواب میں لکھتے ہیں:

ان ما فیہ شفاء لا بأس به کما یحل الخمر للعطشان فی الضرورة وکذا اختاره صاحب الهدایة فی التجنیس۔ [2]

جس چیز میں شفاء ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جس طرح ضرورت کے وقت پیاسے کے لیے شراب حلال ہے، صاحب ہدایہ نے بھی تجنیس میں اسی توجیہ کو اختیار کیا ہے۔

ایک اور حدیث جس سے اس مسئلہ میں الجھن پیدا ہوتی ہے یہ ہے:

عن سوید بن طارق سال النبی صلی الله علیه وسلم عن الخمر فنهاه ثم سأله فنهاه فقال له یا نبی الله انها دواء قال النبی صلی الله علیه وسلم لا ولکنه داء۔ [3]

حضرت سوید بن طارق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے متعلق پوچھا۔ آپ نے منع فرمایا پھر پوچھا آپ نے پھر منع فرمایا۔ انھوں نے کہا اے اللہ کے نبی وہ دوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، بلکہ وہ بیماری ہے۔

علامہ عینی اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واجاب ابن حزم عن ذلك فقال لا حجة فیه لان فی سنده سماك بن حرب وهو یقبل التلقین شهد علیه بذالك شعبة وغیره ولو صح لم یکن فیه حجة لان فیه ان الخمر لیس بدواء ولا خلاف بیننا فی انها لیس بدواء فلا یحل تناوله وقد اجاب بعضهم بان ذلك خاص بالخمر ویلتحق بها غیرها من المسکرات قلت فیه نظر لان دعوی الخصوصیة بلا دلیل لا تسمع والجواب القاطع

ابن حزم نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس کی سند میں سماک بن حرب نام کا راوی ہے جو تلقین کو قبول کرتا ہے اس بات کی شعبہ وغیرہ نے گواہی دی ہے اور اگر بالفرض یہ حدیث صحیح ہو پھر بھی دلیل نہیں ہے کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ انگوروں کی شراب دوا نہیں ہے اور اس بات میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ دوا نہیں ہے لہٰذا اس کا پینا جائز نہیں ہے اور بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حکم انگوروں کی شراب کے ساتھ خاص ہے اور باقی نشہ آور مشروب اس کے ساتھ لاحق نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس جواب پر یہ اعتراض ہوگا

---

[1] علامہ محمد ابن محمد ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاویٰ بزازیہ علی هامش الہندیہ ج ۶ ص ۳۶۵ مطبوعہ مطبع بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

[2] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[3] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۸۵، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

ان ھذا محمول علی حالۃ الاختیار کما ذکرنا۔[1]

کہ بغیر دلیل کے خصوصیت کا دعویٰ غیر مقبول ہے اور صحیح جواب یہ ہے کہ یہ حکم حالت اختیار کا ہے یعنی اضطرار کے وقت شراب کو بطور دوا پینا جائز ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بتلایا ہے

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان دونوں حدیثوں کے جواب میں وہی تقریر کی ہے جو علامہ عینی نے کی ہے۔[2]

حرام اور نجس اشیاء سے علاج کے بارے میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب عرینہ کو اونٹنیوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا اس حدیث کی شرح میں علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

استدل اصحاب مالک و احمد بھذا الحدیث ان بول ما یوکل لحمہ وروثہ طاھر ان و اجاب اصحابنا وغیرھم من القائلین بنجاستھما بان شربھم الابوال کان للتداوی وھو جائز بکل النجاسات سوی الخمر والمسکرات[3]

امام مالک اور امام احمد کے اصحاب نے اس حدیث سے حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر کی طہارت پر استدلال کیا ہے اور ہمارے اصحاب شافعیہ اور دوسرے علماء جو ان کی نجاست کے قائل ہیں یہ جواب دیتے ہیں کہ انہیں جو اونٹنیوں کا پیشاب پلایا گیا تھا وہ دوا کے طور پر تھا اور شراب کے سوا ہر نجس چیز کو بطور دوا کے استعمال کرنا جائز ہے۔

علامہ احمد قسطلانی شافعی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وذھب الشافعی وابو حنیفۃ والجمھور الی ان الابوال کلھا نجسۃ الا ما عفی عنہ وحملوا ما فی الحدیث علی التداوی فلیس فیہ دلیل علی الاباحۃ فی غیر حال الضرورۃ وحدیث ام سلیم المروی عند ابی داؤد ان اللہ لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیھا محمول علی حالۃ الاختیار و اما حالۃ الاضطرار فلا حرمۃ کالمیتۃ للمضطر لا یقال یرد علیہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر انھا لیست بدواء وانھا داء فی جواب من سأل عن التداوی بھا

امام شافعی امام ابو حنیفہ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ہر قسم کا پیشاب نجس ہے سوا اس مقدار کے جو معاف ہے اور اصحاب عرینہ کا پیشاب پینا بطور دوا تھا لہٰذا اس حدیث سے بغیر ضرورت کے پیشاب پینے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ابوداؤد میں جو ام سلیم (ام سلمہ؟) کی حدیث ہے، "اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفاء حرام میں نہیں رکھی" یہ حالت اختیار پر محمول ہے اور حالت اضطرار میں حرام اشیاء سے علاج حرام نہیں ہے جیسے مضطر کے لیے مردار حلال ہے، حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے خمر سے علاج کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ دوا نہیں بیماری ہے،

---

[1] علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۵۶، ۱۵۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ
[2] علامہ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۳۳۹، ۳۳۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ۔
[3] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۵۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

كما رواه مسلم لانا نقول ذلك خاص بالخمر ويلتحق به غيرها من المسكر والفرق بين الخمر وغيره من النجاسات ان الحديث باستعماله فی حالة الاختيار دون غيره ولان شربه يجر الى مفاسد كثيرة واما الابوال فقد روى ابن المنذر عن ابن عباس مرفوعا ان فی ابوال الابل شفاء للذربة بطونهم والذرب فساد المعدة[1]

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ جواب شراب اور دیگر مسکرات کے ساتھ خاص ہے۔ شراب اور دیگر نجس اشیاء میں فرق یہ ہے کہ نجس اشیاء حالت اضطرار میں جائز ہیں بخلاف شراب کے کیونکہ شراب کا پینا بہت سے مفاسد کا موجب ہے اور پیشاب کے بارے میں حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ معدے کی خرابی میں اونٹ کے پیشاب سے علاج کیا جاتا ہے۔

شوافع کا ایک قول یہ ہے کہ حالت اضطرار میں بھی شراب سے علاج جائز نہیں ہے جیسا کہ علامہ نووی اور علامہ قسطلانی کی عبارات سے گذر چکا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حالت اضطرار میں پیاس کی وجہ سے شراب پینا جائز نہیں ہے البتہ علاج کے لیے پینا جائز ہے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں:

ان اضطر الی شربها للعطش لم يجز لانها تزيد فی الالهاب والعطش وان اضطر اليها للتداوی جاز[2]

اگر حالت اضطرار میں شراب پیاس کی وجہ سے پینی پڑے تو نہ پیے کیونکہ شراب پیاس کو اور بھڑکاتی ہے اور اگر دوا اور علاج کے لیے پینے کی ضرورت ہو تو جائز ہے۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

قال اصحابنا انما يجوز التداوی بالنجاسة اذا لم يجد طاهرا يقوم مقامها فان وجده حرمت النجاسات بلا خلاف وعليه يحمل حديث ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم فهو حرام عند وجود غيره وليس حراما اذا لم يجد غيره. قال اصحابنا وانما يجوز ذلك اذا كان المتداوی عارفا بالطب يعرف انه لا يقوم غير هذا مقامه او اخبره بذلك طبيب مسلم عدل ويكفی طبيب واحد صرح به البغوی وغيره.[3]

ہمارے اصحاب (شافعیہ) کہتے ہیں کہ نجاست کو بطور دوا استعمال کرنا اس وقت جائز ہے جب اس کے قائم مقام پاک چیز نہ مل سکے، اگر پاک چیز مل جائے تو بالاتفاق نجاست حرام ہے اور حدیث "اللہ تعالیٰ نے تمہارا شفاء حرام میں نہیں رکھی" کا یہی محمل ہے جب حرام چیز کے علاوہ حلال چیز موجود ہو تو وہ حرام ہے ورنہ نہیں، اور ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ نجاست کے ساتھ علاج اس وقت جائز ہے جب معالج طب کا عارف ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس دوا کا بدل پاک چیز نہیں ہے، یا کوئی مسلمان نیک طبیب اس بات کی خبر دے اور ایک طبیب کی خبر بھی کافی ہے، بغوی اور دوسرے علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔

---

[1] علامہ احمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ھ، ارشاد الساری ج ۱ ص ۲۹۴، مطبوعہ مطبعۃ المیمنہ مصر، ۱۳۰۶ھ۔
[2] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع، ج ۹ ص ۵۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت
[3] " " شرح المہذب ج ۹ ص ۵۱-۵۰، " "

شیخ شربینی شافعی لکھتے ہیں:

اما الترياق المعجون بها ونحوه مما تستهلك فيه فيجوز التداوي به عند فقد ما يقوم مقامه مما يحصل به التداوي من الطاهرات كالتداوي بنجس كلحم حية وبول ۔[1]

تریاق معجون کے ساتھ علاج جائز ہے جب اس کا قائم مقام پاک موجود نہ ہو جیسے سانپ کے گوشت یا پیشاب کے ساتھ علاج کیا جائے ۔

مالکیہ اور حنبلیہ کا نظریہ

ومن ذلك قول مالك واحمد والشافعي في اصح اقواله انه يجوز شرب الخمر للضرورة كالعطش والتداوي مع قول ابي حنيفة انه يجوز للعطش لا للتداوي ومع قول الشافعي في القول الثاني انه يجوز شرب القليل للتداوي ومع قوله في القول الثالث يجوز للعطش ما يقع به الري فقط ۔[2]

اور میزان میں امام مالک ، امام احمد اور امام شافعی کا صحیح قول یہ ہے کہ پیاس اور دوا کی ضرورت کی وجہ سے شراب پینا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ پیاس کی وجہ سے جائز ہے اور دوا کی وجہ سے نہیں امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ دوا کے لیے تھوڑا سا پینا جائز ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ پیاس کی وجہ سے سیر ہونے کی حد تک پینا جائز ہے ۔

فقہاء حنفیہ کا نظریہ

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

اختلف في التداوي بالمحرم وظاهر المذهب المنع كما في رضاع البحر لكن نقل المصنف ثمة وهنا عن الحاوي وقيل يرخص اذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر لما رخص الخمر للعطشان وعليه الفتوى[3]

حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں اختلاف ہے ظاہر مذہب میں ممنوع ہے جیسا کہ البحر الرائق کی کتاب الرضاع میں ہے ۔ لیکن مصنف نے وہاں اور یہاں حاوی سے نقل کیا ہے جب حرام چیز میں شفاء کا علم ہو اور کسی دوا کا علم نہ ہو تو پھر اجازت ہے جیسا کہ پیاسے کے لیے شراب پینے کی اجازت ہے ۔

علامہ شامی اس بحث میں علم کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قد علمت ان قول الاطباء لا يحصل به العلم والظاهر ان التجربة يحصل بها غلبة الظن دون اليقين الا ان يريدوا بالعلم غلبة الظن وهو شائع في كلامهم تامل ۔[4]

اطباء کے قول سے علم بمعنی یقین حاصل نہیں ہوتا ، اور ظاہر یہ ہے کہ تجربہ سے غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے نہ کہ یقین البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ فقہاء کی علم سے مراد غلبہ ظن ہو اور ان کے کلام میں اکثر ایسا ہوتا ہے ۔

[1] ۔ شیخ محمد شربینی شافعی من القرن السابع ، مغنی المحتاج ، ج ۴ ص ۱۸۸ ، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
[2] ۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ ھ ، میزان الشریعۃ الکبری ج ۲ ص ۲۱۵ ، مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی ۱۳۵۹ ھ ۔
[3] ۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ ھ ، در مختار علی ہامش الرد ج ۱ ص ۱۹۴ ، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ ھ
[4] ۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴ ، " "

اس بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اطباء جب کسی مرض کے علاج میں کوئی حرام چیز مثلاً الکوحل آمیز دوا یا خون لگانا تجویز کریں اور کہیں کہ اس کے سوا ہمارے علم میں کوئی اور علاج نہیں تو ان کا یہ علم اگرچہ غلبہ ظن کے معنی میں ہے لیکن فقہاء نے اس علم کا اعتبار کیا ہے اور اس صورت میں مثلاً الکوحل آمیز دوا یا خون لگانے کو جائز قرار دیا ہے اور فتویٰ اسی پر ہے۔

علامہ شامی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان صاحب الخانیۃ والنہایۃ اختار جوازہ ان علم ان فیہ شفاء ولم یجد دواء غیرہ قال فی النہایۃ وفی التہذیب یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتۃ للتداوی اذا اخبرہ طبیب مسلم ان فیہ شفاء ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ[1]

صاحب خانیہ اور نہایہ نے عورت کے دودھ سے علاج کو جائز قرار دیا ہے جبکہ یہ علم ہو کہ اسی میں شفاء ہے اور اس کے علاوہ کسی دوائی میں شفاء نہیں ہے، صاحب نہایہ نے کہا کہ تہذیب میں ہے کہ بیمار کے لیے پیشاب، خون اور مردار کو بطور دوا استعمال کرنا جائز ہے جبکہ کسی مسلمان طبیب نے یہ تبلایا ہو کہ اسی میں شفاء ہے اور دوسری جائز دوائی اس کے قائم مقام نہ ہو۔

یہ عبارت عالمگیری میں بھی ہے[2]

ولا باس بان یسعط الرجل بلبن المرأۃ ویشربہ للدواء[3]

دوا کے لیے اگر عورت کا دودھ مرد کی ناک کے راستہ سے جسم میں داخل کیا جائے یا مرد کو عورت کا دودھ بطور دوا پلایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حرام اور نجس اشیاء سے بوقت ضرورت علاج کے سلسلے میں ہم نے معتمد شروح کی روشنی میں احادیث شریفہ اور فقہاء اربعہ کے متفق بہ اقوال ذکر کیے ہیں جن سے موجودہ زمانہ میں الکوحل آمیز دواؤں اور خون لگانے کے جواز پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ آج کل دنیا کی اکثریت نے ایلوپیتھک طریقہ علاج کو قبول کر لیا ہے اور علاج کے معاملہ میں تقریباً سب ہی اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ حدیث اور فقہ کی روشنی میں اس کا شرعی حکم واضح کر دوں۔ یہ بھی واضح رہے کہ بوقت ضرورت خون لگانا جائز ہے لیکن اس مقصد کے لیے خون کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے جیسا کہ عنقریب دلائل سے واضح ہو گا۔

اس بات کا جواب کہ اطباء کا تجربہ ظنی ہے وہ حرام قطعی کے لیے ناسخ نہیں ہو سکتا

اس مسئلہ پر بعض علماء یہ اشکال وارد کرتے ہیں کہ خون کو قرآن مجید نے حرام کر دیا ہے اس لیے یہ حرام قطعی ہے اور خون چڑھانے سے اگر کسی کو شفاء حاصل ہو جائے (جیسے بلڈ کینسر میں خون تبدیل کرانے سے شفاء ہوتی ہے) تو یہ بات تجربہ سے ثابت ہے اور زیادہ سے زیادہ ظنی ہے اور ظنی چیز قطعی کے لیے ناسخ نہیں بن سکتی، اس کا جواب یہ ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جگر اور تلی خون ہونے کے باوجود

---

[1] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۴ ص ۲۹۸ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ ھ۔

[2] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۵، مطبوعہ مطبع بولاق مصر ۱۳۱۰ ھ۔

[3] " " " " " " "

حلال ہیں حالانکہ ان کی حلت بھی خبر واحد سے ثابت ہے اور وہ بھی زیادہ سے زیادہ ظنی ہے اسی طرح مردار (میتۃ) کی حرمت بھی قطعی ہے لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مچھلی اور ٹڈی حلال ہیں اور ان کی حلت بھی خبر واحد سے ثابت ہے جو ظنی ہے اور وہ خبر واحد یہ ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال احلت لنا میتتان و دمان فاما المیتتان فالحوت والجراد واما الدمان فالکبد والطحال۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے دو مردے حلال کیے گئے اور دو خون۔ رہے مردے تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں اور رہے خون تو وہ جگر اور تلی ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ خون چڑھانے کا جواز نہ ہم طبی تجربے کر رہے ہیں اور نہ اس سے قرآن مجید کے حرام کردہ کو العیاذ باللہ حلال یا جائز کر رہے ہیں بلکہ قرآن مجید نے جو اصول بتلایا ہے کہ اضطرار کے وقت حرام چیز کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے اور جب کسی حلال چیز کے ذریعہ علاج میسر نہ ہو اور صرف حرام چیز سے علاج میسر ہو تو اس کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ شامی نے خانیہ، نہایہ اور تہذیب سے نقل کیا ہے کہ خون اور مردار سے علاج کرنا اس وقت جائز ہے جب مسلمان طبیب یہ بتائے کہ اس سے شفاء ہو گی اور کوئی اور جائز چیز ان کے قائم مقام نہیں ہے[2] اور علامہ حصکفی نے ذکر کیا ہے کہ فتویٰ اسی قول پر ہے[3] اسی طرح عالمگیری میں ہے کہ مریض خون، مُردار، پیشاب اور خمر (شراب) سے علاج کر سکتا ہے بشرطیکہ مسلمان طبیب یہ بتلائے کہ اسی میں شفاء ہے اور کوئی جائز اور مباح چیز اس کے قائم مقام نہیں ہے[4]

اس بات کا جواب کہ حصول شفاء میں علم قطعی معتبر ہے

خون چڑھانے کے سلسلے میں میری ایک بزرگ فقیہ[5] سے گفتگو ہوئی جب میں نے ان کے سامنے شامی اور عالمگیری کے مذکور الصدر حوالے پیش کیے تو انھوں نے فرمایا کہ فقہاء یہ کہتے ہیں کہ جب طبیب یہ کہے کہ فلاں چیز میں شفاء ہے تو اس سے غلبہ ظن مراد ہوتا ہے لیکن میں اسے نہیں مانتا کیونکہ علم سے مراد یقین قطعی ہے اور وہ صرف وحی سے حاصل ہوتا ہے اور اسی سے حرام چیز کی حرمت اٹھ سکتی ہے میں نے عرض کیا وحی اور علم قطعی کا حصول تو طبیب کے لیے ممکن ہی نہیں ہے پھر تو یہ بحث بالکل بے کار اور عبث ہو گی لہٰذا اگر طبیب کو خواہ ظنی علم ہو کہ اس میں شفاء ہے اور اس کے غیر میں شفاء نہیں ہے تو حرام چیز سے علاج جائز ہو گا ورنہ نہیں انھوں نے فرمایا حرام چیز سے علاج تب جائز ہو گا جب یہ متعین ہو جائے کہ اس حرام چیز میں شفاء ہے اور اس کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی حلال چیز نہیں ہے جس سے اس مرض کا علاج ہو سکے۔ میں نے عرض کیا طبیب اپنے علم کے اعتبار سے دوا کی تجویز اور اس کا فیصلہ کرتا ہے اور دنیا میں کوئی طبیب بھی ایسا نہیں ہے جس کا علم پوری دنیا کے مفردات اور ان کے خواص کو محیط ہو اور نہ ہی اس علم کا کسی کو مکلف کیا جا سکتا ہے پھر انھوں نے یہ حدیث پیش کی:

---

[1] - امام محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۳۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] - علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۴ ص ۲۹۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ۔

[3] - علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ۔ در مختار علی ہامش الرد ج ۱ ص ۱۹۴ " "

[4] - ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالم گیری ج ۵ ص ۳۵۵، مطبوعہ مطبعہ کبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

[5] - مولانا وقار الدین شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی

"اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں میری امت کی شفا نہیں رکھی"۔ ہیں سے اس حدیث کے متعدد جوابات ذکر کیے، ہم چونکہ ان جوابات کو اس بحث کے شروع میں ذکر کر چکے ہیں اس لیے یہاں ان کا اعادہ نہیں کر رہے۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

ایلوپیتھک طریقۂ علاج میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری سے بھی علاج کیا جاتا ہے مثلاً کوئی شخص اپنی آنکھیں کسی نابینا کو دے دیتا ہے اور میڈیکل سائنس کی حیرت انگیز ترقی کے باعث دوسرے شخص کی آنکھوں سے نابینا شخص بینا ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ جس شخص کا دل ناکارہ ہو جائے اس کا دل بھی تبدیل کر دیا جاتا ہے اس مسئلہ پر بھی غور و فکر کی ضرورت ہے تاکہ اس کا شرعی حکم معلوم کیا جا سکے۔

دلائل شرعیہ سے اس مسئلہ کا حکم بیان کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں دیگر مفکرین کی آراء پیش کر دیں تاکہ یہ مسئلہ تمام پہلوؤں سے ظاہر ہو جائے۔

سید مودودی کی رائے

مظفر بیگ لکھتے ہیں:

ایک نوجوان نے کہا، کیا موت کی صورت میں آنکھوں، ہاتھوں، ٹانگوں یا دل وغیرہ کا عطیہ دیا جا سکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ اس کا مقصد انسانی خدمت ہو۔

مولانا نے فرمایا:

"سوال یہ ہے کہ اس چیز کا تعلق خود انسانیت سے بھی ہے؟ ادھر ایک شخص کی موت واقع ہوئی اور اس کے گھر میں کہرام مچا اور ادھر آنکھوں والے اس کی آنکھیں نکالنے آ گئے، ہاتھوں اور ٹانگوں کے شعبے سے اس کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ کر لے جانے والے آ گئے اور دل کے ڈیپارٹمنٹ سے آلات لیے اس کا سینہ چیر کر دل نکالنے والے آ گئے ـــــ کیا واقعی انسانیت یہی سکھاتی ہے؟ ایک مسلمان معاشرے میں یہ چیز چل نکلے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ عزیز و اقربا مرنے والے کا کیا بچا کچھا منہ دیکھنے آئیں گے، نماز جنازہ کیا چیز سامنے رکھ کر پڑھی جائے گی اور قبر میں کیا شے سے جا کر دفن کی جائے گی"۔

کچھ دیر مجلس میں خاموشی چھائی رہی پھر ایک صاحب نے کہا:

"مولانا! کچھ لوگ اپنی خوشی سے آنکھوں وغیرہ کا عطیہ دینے کا اعلان کرتے ہیں کیا اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی؟"

مولانا نے فرمایا:

"اصل سوال یہ ہے کہ آپ اپنے جسم کے مالک خود کب ہیں؟ مذہب ہی نہیں خود قانون بھی آپ کو اپنے جسم کا مالک قرار نہیں دیتا۔ اگر اپنے جسم کے مالک آپ خود ہیں تو پھر آپ کو خودکشی کی اجازت کیوں حاصل نہیں؟ آپ اپنے آپ کو بیچ کیوں نہیں سکتے؟ اب جس جسم پر جیتے جی آپ کے اختیارات کا یہ عالم ہے اسی جسم کے حصے بخرے کرنے کا آپ اس وقت کیا اختیار رکھتے ہیں جب آپ اسے چھوڑ کر جا چکے ہوتے ہیں ـــــ اس وقت اگر ایسی کوئی اجازت آپ کو قانون دیتا ہے تو یہ قانون کا سقم ہے مذہب کا نہیں[1]۔

(۳۰ ستمبر ۱۹۷۴ء)

---

[1] سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، ۵۔ اے ذیلدار پارک (اردو مجالس سید مودودی) ص ۱۳۲-۱۳۱ مطبوعہ البدر پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۰۸ھ۔

سید مودودی نے یہاں بھی زیادہ تر جذباتی انداز سے گفتگو کی ہے، البتہ ایک فقہی نکتہ وہ سامنے لائے ہیں کہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے اس لیے کوئی شخص کسی ضرورت مند انسان کو اپنے جسم کا کوئی عضو نہیں دے سکتا، لیکن یہ حکم تو عام حالات کا ہے۔ بحث اور گفتگو اس بات میں ہے کہ جب کسی شخص کو جان کا خطرہ در پیش ہو تو اس کی جان بچانے کے لیے انسان مرنے سے پہلے اپنے کسی عضو مثلاً دل کی وصیت کر سکتا ہے یا کسی کی جان بچانے کے لیے اپنی زندگی ہی میں کسی کو ایک گردہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ سید مودودی کی گفتگو سے اس مسئلہ پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔

علماء دیوبند کے ایک موقر عالم دین مفتی محمد شفیع نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ متعلقہ بحث سے اس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

مفتی محمد شفیع کی رائے

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

تبادلہ اعضاء انسانی کے زیر عنوان ابھی آپ کو قرآن کریم کے صریح نصوص سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخدوم کائنات بنایا ہے۔ یہ تمام مخلوقات کا استعمال کرنے والا ہے خود اس کے اعضاء و اجزاء کا استعمال اس کی اہانت اور تخلیق کائنات کے منشاء کا خلاف ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کے اعضاء و اجزاء انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرف کر سکے اسی لیے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء و جوارح کو نہ بیچ سکتا ہے نہ کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے اور نہ ان چیزوں کو اپنے اختیار سے ہلاک و ضائع کر سکتا ہے، شریعت اسلامیہ کے اصول میں تو خودکشی کرنا اور اپنی جان یا اعضاء رضا کارانہ طور پر یا بہ قیمت کسی کو دے دینا قطعی طور پر حرام ہی ہے جس پر قرآن و سنت کی نصوص صریحہ موجود ہیں، تقریباً دنیا کے ہر مذہب و ملت اور عام حکومتوں میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے کسی زندہ انسان کا کوئی عضو کاٹ کر دوسرے انسان میں لگا دینا اس کی رضامندی سے بھی جائز نہیں ہے (اس کے بعد لکھتے ہیں) اس وقت تک ڈاکٹروں اور سرجنوں نے بھی زندہ انسان کے اعضاء کا استعمال کہیں تجویز نہیں کیا اس لیے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے [1]، بحث طلب مسئلے دو ہیں جو آج کل ہسپتالوں میں پیش آ رہے ہیں اور جن کے لیے اپیلیں کی جا رہی ہیں وہ یہ کہ انسان دینا سے جا رہا ہے خواہ کسی عارضہ کے سبب یا کسی جرم میں قتل کیے جانے کی وجہ سے اس کی اجازت اس پر لی جائے کہ مرنے کے بعد اس کا فلاں عضو قطع کر لیا جائے اور کسی دوسرے انسان میں لگا یا جائے۔

یہ صورت بظاہر مفید ہی مفید ہے کہ مرنے والے کے تو سارے ہی اعضاء فنا ہونے والے ہیں ان میں سے کوئی عضو اگر کسی زندہ انسان کے کام آجائے اور اس کی مصیبت کا علاج بن جائے تو اس میں کیا حرج ہے یہ ایسا معاملہ ہے کہ عام لوگوں کی نظریں صرف اس کے مفید پہلو پر جم جاتی ہیں اور اس کے وہ مہلک نتائج نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں جن کا کچھ ذکر شروع بحث میں آ چکا ہے [2]۔ مگر شریعت اسلام جو انسان اور انسانیت کے ظاہری اور معنوی صلاح و فلاح

[1] جس زمانے میں مفتی صاحب نے یہ رسالہ لکھا تھا اس وقت ہو سکتا ہے زندہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری نہ کی جاتی ہو لیکن اب یہ سلسلہ عام ہو چکا ہے اور زندہ انسان کا گردہ اس شخص کے جسم میں لگا دیا جاتا ہے جس کے دونوں گردے ناکارہ ہو چکے ہوں ____ اور یہ علاج کامیاب ثابت ہو چکا ہے۔ ____ (سعیدی)

[2] لکھتے ہیں کہ اگر یہ طریق علاج رواج پا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ غریب انسان کی آنکھیں اور (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر)

کی ضامن ہے اس کے لیے مضر اور مہلک نتائج سے صرف نظر اور صرف ظاہری فائدہ کی بنا پر اس کی اجازت دے دینا ممکن نہیں۔ شریعت اسلام نے صرف زندہ انسان کے کار آمد اعضاء ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بے کار اعضاء و اجزاء کا استعمال بھی حرام قرار دیا ہے اور مُردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید کو بھی ناجائز کہا ہے اور اس معاملہ میں کسی کی اجازت و رضامندی سے بھی اس کے اعضاء و اجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں دی اور اس میں مسلم و کافر سب کا حکم یکساں ہے کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے تکریم انسانیت کو شریعت نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی وقت کسی حال کسی کو انسان کے اعضاء و اجزاء حاصل کرنے کی طمع دامن گیر نہ ہو اور اس طرح یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال ہونے والی چیزوں سے بالاتر رہیں جن کو کانٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں، دواؤں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے اس پر ائمہ اربعہ اور پوری امت کے فقہاء متفق ہیں اور نہ صرف شریعت اسلام بلکہ شرائع سابقہ اور تقریباً ہر مذہب و ملت میں یہی قانون ہے [1]

ایک فکر یہ ہے کہ جس عضو پر کسی مریض کی زندگی موقوف ہو اس کا پیوند کاری سے علاج جائز ہے مثلاً ایک شخص کا دل ناکارہ ہو گیا اب اگر کوئی مرنے والا شخص اپنا دل اس کو لگانے کی اجازت دیدے تو اس صورت میں اس مریض کا دل تبدیل کرنے کی اجازت ہے کیونکہ دل کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ حالت اضطرار ہے یا مثلاً کسی شخص کے دونوں گردے خراب اور ناکارہ ہو گئے جس کی وجہ سے اس کی زندگی خطرے میں ہے اب اگر کوئی شخص اپنا ایک گردہ اسے دیدے تو اس کی زندگی بچ سکتی ہے اس لیے انسانیت کی بقاء کی خاطر ایسی اضطراری صورت میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری جائز ہے ہمارے نزدیک یہ فکر صحیح نہیں ہے جیسا کہ عنقریب دلائل سے واضح ہو گا۔

شیخ خمینی کی رائے

شیخ خمینی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۲۸۷۸) ۔ اگر کسی مسلمان کی جان کی حفاظت اس پر موقوف ہو کہ کسی مسلمان میت کے عضو کا اسے پیوند لگایا جائے تو اس عضو کا قطع کرنا جائز ہے اور بعید نہیں کہ دیت دینا پڑے لیکن آیا دیت کاٹنے والے پر ہے یا مریض پر اس میں اشکال ہے۔ البتہ ڈاکٹر مریض سے قرارداد کر سکتا ہے کہ مریض دیت ادا کرے اور اگر کسی مسلمان کے کسی عضو کی حفاظت میت کے عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو اس صورت میں بعید نہیں کہ جائز نہ ہو اور اگر کاٹے تو دیت دینا پڑے گی،

(حاشیہ صفحہ سابقہ) گردے اور دوسرے اعضاء ایک بکاؤ مال کی طرح بازار میں بکا کریں گے۔ اگر یہ چیزیں بھی بکاؤ مال بن گئیں تو بہت سے غریب اپنے بچوں کی مصیبت دور کرنے کے لیے اپنی یہ چیزیں بھی داؤ پر لگا دیں گے پھر یہ بگاڑ صرف یہیں نہیں رکے گا کہ رضا کارانہ طور پر کسی انسان کے اعضاء و اجزاء لیے جائیں بلکہ بہت سے مُردے خصوصاً لاوارث مُردے بہت سے اعضاء سے محروم ہو کر اس دنیا سے جایا کریں گے پھر کسی انسانی میت کی خیر نہیں اور یہ غسل و کفن اور نماز جنازہ اور کفن دفن کے سارے قصے ہی بے باق ہو جائیں گے۔ اور خدانخواستہ یہ سلسلہ بڑھتا رہا تو صرف طبعی موت سے مرنے والوں تک نہیں رکے گا بلکہ اس کام کے لیے بازار قتل گرم ہو جانا بھی ممکن ہے۔ ——— (سعیدی غفرلہ)

[1] ۔ مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ، انسانی اعضاء کی پیوند کاری ص ۳۹-۳۷، مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی ۱۳۸۹ھ۔

لیکن اگر میت نے زندگی میں اجازت دیدی ہو تو ظاہراً دیت نہیں ہے، لیکن اس کا شرعاً جائز ہونا محل اشکال ہے اور اگر اس نے خود اجازت نہ دی ہو تو اس کے اولیاء مرنے کے بعد اجازت نہیں دے سکتے اور کاٹنے والے سے دیت ساقط نہیں ہوگی اور وہ گنہگار بھی ہوگا۔

(۲۸۷۹) غیر مسلمان مردہ کا عضو پیوند لگانے کے لیے کاٹنا حرام نہیں ہے اور اس کی دیت بھی نہیں ہے لیکن اگر پیوند لگایا تو اس کی نجاست اور مردار ہونے کی وجہ سے نماز میں اشکال ہوگا، اب اگر انسان کا مردہ نماز میں اشکال رکھتا ہو تو اس بناء پر مسلمان کے مردہ میں بھی اشکال آئے گا، اور اگر غسل سے پہلے مسلمان سے قطع کرلیں تو نجاست والا اشکال بھی آئیگا، لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ میت کا عضو اگر حیات پیدا کرلے تو وہ میت کا عضو ہونے سے خارج ہو جائے گا اور زندہ کا عضو بن جائے گا پھر وہ نجس اور مردار نہیں رہے گا بلکہ اگر نجس العین جانور کا عضو پیوند ہو جائے اور انسانی زندگی سے زندہ ہو جائے تو جانور کی عضویت سے نکل کر انسان کی عضویت میں داخل ہو جائیگا۔ [۱]

موجودہ مفکرین میں سے شیخ خمینی کی رائے ہم نے نقل کر دی ہے تاہم اس سلسلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ انسانی اعضاء کی پیوندکاری کسی صورت میں جائز نہیں ہے کیونکہ ہمارے فقہاء نے تکریم انسانیت کے پیش نظر انسانی اعضاء سے انتفاع کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ خواہ حالت اضطرار ہو، آئندہ سطور میں ہم اسکے ثبوت میں عبارات فقہاء پیش کریں گے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ اعضاء کی پیوندکاری شرعاً جائز نہیں ہے۔

مُردے کے اعضاء سے پیوندکاری کا حکم

علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

ان العظم لا یتنجس بالموت علی اصلنا لانہ لا حیاۃ فیہ الا ان یکون عظم الانسان او عظم خنزیر فانہ یکرہ التداوی بہ لان الخنزیر نجس العین، فعظمہ نجس کلحمہ لا یجوز الانتفاع بہ بحال ما۔ والآدمی محترم بعد موتہ علی ما کان علیہ فی حیاتہ فکما یحرم التداوی بشئی من الآدمی الحی اکراما لہ فکذلک لا یجوز التداوی بعظم المیت قال صلی اللہ علیہ وسلم کسر عظم المیت ککسر عظم الحی۔ [۲]

ہمارے قاعدہ کے مطابق موت سے ہڈی نجس نہیں ہوتی کیونکہ اس میں حیات نہیں ہے، سوا اس کے کہ وہ انسان یا خنزیر کی ہڈی ہو۔ اس کے ساتھ علاج مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ خنزیر نجس العین ہے اور اس کی ہڈی بھی اس کے گوشت کی طرح نجس ہے جس سے کسی حال میں بھی فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور آدمی موت کے بعد بھی اسی طرح محترم ہوتا ہے جس طرح زندگی میں محترم تھا لہٰذا جس طرح زندہ آدمی کی کسی چیز سے اسکی تکریم کی بناء پہ علاج نہیں کیا جا سکتا اسی طرح مردہ آدمی کی ہڈی سے بھی علاج نہیں کیا جا سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردے کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی کے توڑنے کی مثل ہے۔

۱۔ شیخ روح اللہ خمینی، توضیح المسائل ص ۴۵۲، ۴۵۳، مطبوعہ سازمان تبلیغات اسلامی ایران، ۱۴۰۲ھ

۲۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، شرح سیر کبیر ج ۱ ص ۱۲۸، مطبوعہ مکتبۃ الثورۃ الاسلامیہ، ۱۴۰۵ھ۔

www.nafseislam.com

نیز علامہ قاضی خاں فرماتے ہیں:

رجل برجله جراحة قالوا يكره له ان يعالجه بعظم الانسان والخنزير لانه محرم الانتفاع. [1]

کسی شخص کے پیر میں زخم ہو تو فقہاء نے کہا ہے کہ اس کا علاج انسان یا خنزیر کی ہڈی سے کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ انسان یا خنزیر کی ہڈی سے فائدہ حاصل کرنا حرام ہے۔

ويكره معالجة الجراحة بعظم الانسان اوخنزير لانهما محرم الانتفاع [2]

انسان یا خنزیر کی ہڈی سے علاج کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ان سے نفع حاصل کرنا حرام ہے۔

عالمگیری میں ہے:

قال محمد رحمه الله تعالى ولا باس بالتداوى بالعظم اذا كان عظم شاة اوبقرة اوبعير او فرس اوغيره من الدواب الاعظم الخنزير والأدمى فانه يكره التداوى بهما (الى قوله) الانتفاع باجزاء الأدمى لم يجز قيل للنجاسة وقيل للكرامة هو الصحيح كذا فى جواهر الاخلاطى [3]

امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا جانوروں میں سے بکری کی ہڈی یا گائے کی یا اونٹ کی یا گھوڑے کی یا کسی اور چوپائے کی ہڈی سے علاج کرنا جائز ہے ماسوا خنزیر اور آدمی کی ہڈی کے کیونکہ ان کے ساتھ علاج کرنا مکروہ تحریمی ہے ——— آدمی کے اعضاء اور اجزاء سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، کہا گیا ہے نجاست کی وجہ سے اور صحیح یہ ہے کہ کرامت کی وجہ سے اسی طرح جواہر اخلاطی میں ہے۔

نیز عالمگیری میں ہے:

ووصل الشعر بشعر الأدمى حرام سواء كان شعرها اوشعر غيرها كذا فى اختيار شرح المختار۔ [4]

آدمیوں کے بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنا حرام ہے خواہ وہ بال اسی عورت کے ہوں یا کسی اور عورت کے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

قال المصنف والأدمى مكرم شرعاً وان كان كافراً فايراد العقد عليه وابتذاله به والحاقه بالجمادات اذلال له اى وهو غير جائز وبعضه فى حكمه وصرح فى فتح

مصنف نے کہا ہے کہ آدمی شرعاً مکرم ہے خواہ کافر ہو اس وجہ سے آدمی کی خرید و فروخت کرنا اور اس کو جمادات کے ساتھ لاحق کرنا آدمی کی توہین ہے علامہ شامی فرماتے ہیں یعنی ناجائز ہے اور آدمی کے اجزاء

---

[1] علامہ حسن بن منصور اوز جندی قاضی خاں متوفی ٥٩٢ھ، فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج ٣ ص ٤٠٤ مطبوعہ مطبع بولاق مصر

[2] علامہ محمد بن شہاب ابن بزاز کردری متوفی ٨٢٧ھ، فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ٦ ص ٣٦٥، مطبوعہ مصر، ١٣١٠ھ

[3] ملا نظام الدین متوفی ١١٦١ھ، عالمگیری، ج ٥ ص ٣٥٤، مطبوعہ مطبع کبری امیریہ بولاق مصر، ١٣١٠ھ۔

[4] ″ ″ ج ٥ ص ٣٥٨ ″

القدیر ببطلانہ الی قولہ ولذا لم یجز کسر عظام میت کافر۔[۱]

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

ولو سقط سنہ یکرہ ان یاخذ من میت فیشدھا مکان الاول بالاجماع وکذا یکرہ ان یعید تلک السن الساقطۃ مکانھا عند ابی حنیفۃ ومحمد ولکن یاخذ سن شاۃ ذکیۃ فیشدھا مکانھا وقال ابو یوسف لا باس بسنہ ویکرہ من غیرہ۔[۲]

امام شافعی فرماتے ہیں:

واذا کسر للمرأۃ عظم فطار فلا یجوز ان ترقعہ الا بعظم ما یوکل لحمہ ذکیا وکذلک ان سقطت سنہ صارت میتۃ فلا یجوز لہ ان یعیدھا بعد ما بانت فلا یعید سن شیء غیر سن ذکی یوکل لحمہ وان رقع عظمہ بعظم میتۃ او ذکی لا یوکل لحمہ او عظم انسان فھو کالمیتۃ فعلیہ قلعہ واعادۃ کل صلوٰۃ صلاھا وھو علیہ فان لم یقلعہ اجبرہ السلطان علی قلعہ فان لم یقلع حتی مات لم یقلع بعد موتہ لانہ صار میتۃ کلہ واللہ حسیبہ وکذلک سنہ اذا ندرت فان اعتلت سنہ فربطھا قبل ان تندر فلا باس لانھا لا تصیر میتۃ حتی

بھی آدمی کے حکم میں ہیں اور فتح القدیر میں آدمی کے اعضاء کی خرید وفروخت کے بطلان کی تصریح ہے۔ اسی وجہ سے کافر میت کی ہڈی توڑنا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر کسی شخص کا دانت گر گیا تو یہ مکروہ ہے کہ وہ اس دانت کی جگہ کسی مردے کا دانت باندھ لے، اسی طرح امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے کہ وہ اس گرے ہوئے دانت کو دوبارہ باندھ لے، البتہ کسی مذبوحہ بکری کا دانت اس کی جگہ باندھ سکتا ہے، اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اپنا گرا ہوا دانت بھی باندھ سکتا ہے اور کسی اور کا دانت باندھنا مکروہ ہے۔

جب کسی عورت کی ہڈی ٹوٹ جائے تو وہ کھائے جانے والے کسی مذبوح جانور کی ہڈی کے سوا کسی اور جانور کی ہڈی نہیں لگا سکتی، اسی طرح جب کسی مرد کا دانت گر جائے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے اور اس کو دوبارہ لگانا جائز نہیں ہے البتہ کھائے جانے والے کسی مذبوح جانور کا دانت لگا سکتا ہے، اگر کسی شخص نے اپنی ہڈی کے ساتھ کسی مردے کی ہڈی یا کسی کھائے جانے والے مذبوح جانور کی ہڈی کا پیوند لگایا یا کسی انسان کی ہڈی کا پیوند لگایا تو اس ہڈی کا اکھاڑنا واجب ہے اور جتنی نمازیں اس کے ساتھ پڑھی گئی ہیں، ان کا دہرانا واجب ہے، اگر وہ نہ اکھاڑے تو حاکم اس کو اکھاڑنے پر مجبور کرے اور اگر اس ہڈی کو اکھاڑے بغیر وہ مر گیا تو موت کے بعد وہ ہڈی نہ اکھاڑی جائے کیونکہ وہ اب پورے کا پورا مردار ہو گیا اسی طرح اکھڑے ہوئے دانت کا حکم ہے اور اگر دانت ہل رہا ہو اور وہ اس کو

۱؎ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۴ ص ۱۴۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲؎ علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ، بدائع الصنائع ج ۵ ص ۱۳۲، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ۱۴۰۰ھ۔

تسقط۔ ؎۱

اگر ٹوٹنے سے پہلے باندھ دے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ گرنے سے پہلے مردہ نہیں ہوتا۔

حنفی اور شافعی فقہاء کی ان عبارات میں اس بات کی واضح تصریح ہے کہ انسانی اعضاء کے ساتھ پیوند کاری جائز نہیں، البتہ حلال اور مذبوح جانوروں کے اعضاء کے ساتھ پیوند لگایا جا سکتا ہے، جیسا کہ متعدد فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے، اسی طرح مصنوعی اعضاء کے ساتھ بھی پیوند کاری کی جا سکتی ہے، لکڑی، پلاسٹک یا کسی دھات کے بنے ہوئے اعضاء کے ساتھ پیوند لگایا جا سکتا ہے حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ناک لگوانے کی جو اجازت دی تھی اس میں اس امر پر واضح دلیل ہے

حالت اضطرار میں پیوند کاری کا حکم

یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقہاء کی ان عبارات میں اگرچہ مُردے کے اعضاء سے انتفاع کو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن یہ حکم عام حالات کا ہے اور ہم حالت اضطرار میں مردے کے اعضاء سے پیوند کاری کے جواز کے قائل ہیں، جب کوئی اور طریق علاج میسر نہ ہو یا جب کسی انسان کی جان بچانا مردے کے اعضاء کی پیوند کاری پر موقوف ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فقہاء نے حالت اضطرار میں بھی زندہ کے اعضاء سے علاج حرام قرار دیا ہے۔

علامہ قاضی خاں فرماتے ہیں:

مضطر لم یجد میتۃ وخاف الھلاک فقال لہ رجل اقطع یدی و کلھا او قال اقطع منی قطعۃ فکلھا لایسعہ ان یفعل ذلک ولا یصح امرہ بہ کما لا یصح للمضطر ان یقطع قطعۃ من لحم نفسہ فیاکل ؎۲

کسی شخص کو حالت اضطرار میں کھانے کے لیے مردار بھی نہیں ملا اور اسے اپنی جان کے ہلاک ہونے کا خوف ہو اور اس سے ایک شخص کہے میرے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر کھالو تو مضطر کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کا امر کرنا صحیح ہے جیسا کہ مضطر کے لیے یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ خود اپنا گوشت کاٹ کر کھالے۔

علامہ ابن بزاز کردری حنفی فرماتے ہیں

خاف الھلاک جوعا فقال لہ اخر اقطع یدی وکلہ لیس لہ ذلک لان لحم الانسان لایباح حال الاضطرار لکرامتہ ؎۳

کسی شخص کو بھوک کی بناء پر موت کا خوف ہو اس سے دوسرا شخص کہے کہ میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ انسان کا گوشت حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں ہے۔

اسی طرح عالمگیری میں ہے: ؎۴

علامہ نووی شافعی فرماتے ہیں:

؎۱۔ امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ کتاب الام ج ۱ ص ۵۲، مطبوعہ، دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۳ھ

؎۲۔ علامہ حسن بن منصور اوزجندی قاضی خاں متوفی ۲۹۵ھ، فتاوی قاضی خاں علی ہامش الہندیہ ج ۳ ص ۴۰۴، مطبوعہ مطبع بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

؎۳۔ علامہ محمد بن شہاب ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۶ ص ۳۶۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ۔

؎۴۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۰، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۳۳۸، مطبوعہ مطبع بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

لو اراد المضطر ان يقطع قطعة من نفسه من فخذه او غيره ليا كلها فان كان الخوف منه كالخوف في ترك الاكل اواشد حرم القطع بلا خلاف وصرح به امام الحرمين وغيره۔[1]

اگر مضطر اپنی یا کسی اور کی ران سے گوشت کاٹ کر کھانے کا ارادہ کرے تو اگر نہ کھانے کی صورت میں جان کا خطرہ ہو پھر بھی بالاتفاق گوشت کاٹنا حرام ہے امام الحرمین وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی مضطر کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وان لم يجد الا آدميا محقون الدم لم يبح له قتله اجماعا ولا اتلاف عضو منه مسلما كان او كافرا لانه مثله فلا يجوز ان يبقى نفسه باتلافه وهذا لا خلاف فيه، وان كان مباح الدم كالحربي والمرتد فذكر القاضي ان له قتله واكله لان قتله مباح وهكذا قال اصحاب الشافعي لانه لا حرمة له فهو بمنزلة السباع۔[2]

اور اگر مضطر کو ایسے آدمی کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے جس کی جان شرعاً محفوظ ہے (مثلاً مسلمان یا ذمی کافر) تو مضطر کے لیے اس آدمی کو قتل کرنا اجماعاً حرام ہے اور اس کے کسی عضو کو کاٹنا بھی حرام ہے خواہ وہ آدمی مسلمان ہو یا کافر کیونکہ اس آدمی کی زندگی مضطر کی زندگی کی مثل ہے پس یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کو تلف کر کے اپنی جان بچائے اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اگر اس آدمی کا خون مباح ہو جیسے حربی کافر اور مرتد اس کے بارے میں قاضی نے ذکر کیا ہے کہ مضطر اس کو قتل کر کے کھا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کو قتل کرنا مباح ہے۔ امام شافعی کے اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔ کیونکہ اس کی کوئی حرمت نہیں ہے اور وہ درندوں کے حکم میں ہے۔

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

واما الآدمي فلا يجوز تناوله۔[3]

مضطر کے لیے آدمی کو کھانا بہرحال جائز نہیں ہے۔

اس کی شرح میں علامہ دسوقی مالکی لکھتے ہیں:

اي سواء كان حيا او ميتا ولومات المضطر هذا هو المنصوص لاهل المذهب۔[4]

خواہ آدمی زندہ ہو یا مردہ، خواہ (اس کو نہ کھانے سے) مضطر مر جائے۔ اہل مذہب نے اسی کی تصریح کی ہے۔

علامہ صاوی مالکی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۹ ص ۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[3] علامہ ابو البرکات سیدی احمد الدردیر مالکی متوفی، الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۱۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت

[4] شیخ شمس الدین محمد عرفہ الدسوقی مالکی متوفی، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۱۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

لا یجوز تناول الآدمی سواء کان حیًا او میتًا ولو مات المضطر هذا هو المنصوص لاهل المذهب۔ [1]

مضطر کے لیے آدمی کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ اگرچہ مضطر مر جائے۔ اہل مذہب نے اسی کی تصریح کی ہے۔

ہم نے مذاہب اربعہ کی مستند کتب سے صاف تصریحات پیش کر دی ہیں کہ زندہ آدمی کی جان بچانے کے حالت اضطرار میں کسی دوسرے زندہ انسان کے اعضاء کو کاٹنا جائز نہیں ہے، بنا بریں حالتِ اضطرار میں کسی شخص کی جان بچانے کے لیے کسی دوسرے زندہ شخص کے اعضاء سے پیوند کاری کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ فقہاء شافعیہ اور بعض فقہاء حنبلیہ کے نزدیک کافر حربی کے اعضاء سے پیوند کاری جائز ہے لیکن جمہور فقہاء اسلام کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہے۔ باقی رہا مردہ انسان سے حالت اضطرار میں پیوند کاری کا مسئلہ تو اس کی تفصیل آرہی ہے۔

کیا حالت اضطرار میں مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری کی جاسکتی ہے؟

احادیث صحیحہ اور فقہاء اسلام کی تصریحات کی روشنی میں حالت اضطرار میں بھی مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری جائز نہیں ہے، کیونکہ اس مسئلہ میں زندہ اور مردہ میں فرق نہیں ہے امام عبدالرزاق اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال، کسر عظام المیت ککسرھا حیًا۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردہ آدمی کی ہڈیوں کو توڑنا، زندہ آدمی کی ہڈیاں توڑنے کے مانند ہے۔

یہ حدیث سنن ابوداؤد اور سنن بیہقی میں بھی ہے۔ پوسٹ مارٹم کی بحث میں ہم اس کے حوالے بیان کر چکے ہیں۔

پیوندکاری کے بعض مجوزین نے ایک مذاکرہ میں مجھ سے کہا کہ قرآن مجید نے حالت اضطرار میں میتۃ کو مباح قرار دیا ہے اس لیے حالت اضطرار میں مردہ انسان کے اعضاء سے پیوندکاری جائز ہونی چاہیے۔ میں نے کہا لغت، عرف اور شرع میں میتۃ اس جانور کو کہتے ہیں جو بغیر ذبح کے طبعی موت سے یا کسی کے قتل کرنے سے مر گیا ہو، مذبوح کو بھی میتۃ نہیں کہتے اور مردہ انسان کے لیے میّت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی [3]، علامہ ابن منظور [4] اور علامہ زبیدی [5] وغیرہم نے اپنی تصنیفات میں اس کی تصریح کی ہے، فلہذا قرآن مجید نے حالت اضطرار میں مردہ جانور کو کھانا مباح کیا ہے۔ مردہ انسان کا کھانا مباح نہیں کیا۔ انھوں نے کہا مردہ انسان کا کوئی مالک نہیں ہوتا، اس لیے اس کے اعضاء کو لینا مباح ہے۔ میں نے کہا مسجد کا بھی کوئی مالک نہیں ہوتا تو کیا مسجد کی چیزوں کو اٹھا کر لے جانا مباح ہے انھوں نے کہا مسجد تو وقف

۱۔ شیخ احمد بن محمد صادی مالکی متوفی، حاشیۃ الصادی علی الشرح الصغیر ج ۲ ص ۱۸۳ مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۹۲ھ۔

۲۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۴۴۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۲ھ۔

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، تہذیب الاسماء واللغات ج ۴ ص ۱۴۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۔ علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۲ ص ۹۲ مطبوعہ نشر ادب الحوذۃ قم ایران، ۱۴۰۵ھ

۵۔ السید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی مصری، تاج العروس القاموس ج ۱ ص ۵۸۷ مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ مصر، ۱۳۰۶ھ

ہے۔ مردہ انسان گھاس اور مٹی کی طرح مباح ہے جس طرح گھاس اور مٹی کا کوئی مالک نہیں اور ہر ضرورتمند کے لیے مباح ہے علیٰ ہذا القیاس مردہ انسان کا بھی کوئی مالک نہیں اور ہر ضرورت منداس کے اعضاء کاٹ کرلے جا سکتا ہے۔

میں نے کہا اوّل تو یہ اصول غلط ہے کہ جس کا کوئی مالک نہ ہو وہ مباح ہے۔ زندہ انسان کا بھی کوئی مالک نہیں لیکن وہ مباح نہیں ہے۔ ثانیاً اگر مردہ انسان گھاس اور مٹی کی طرح مباح ہو اور ہر ضرورت مند کے لیے اس کے اعضاء کو کاٹ کرلے جانا جائز ہو تو انسان کے مرتے ہی جس شخص کو آنکھوں کی ضرورت ہو وہ آنکھیں لے جائے، جس کو دل، جگر، گردوں یا پھیپھڑوں کی ضرورت ہو وہ ان کو نکال کرلے جائے۔ صابن بنانے والوں کو چربی کی ضرورت ہو تو وہ اس کی چربی نکال کرلے جائیں۔ جنھیں فاسفورس کی ضرورت ہو وہ اس کی ہڈیاں نکال کرلے جائیں۔ ڈھول بجانے والے اس کی انتڑیاں نکال کر لے جائیں، تو پھر کیا باقی بچے گا، جس پر غسل، کفن، نماز جنازہ اور تدفین کے اسلامی احکام جاری ہوں گے!

اسلام نے مردہ انسان کی بہت زیادہ تعظیم اور تکریم کا حکم دیا ہے۔ جنازے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے جب تک جنازہ کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک حاملین جنازہ کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دی، نماز جنازہ پڑھنے کو فرض قرار دیا ہے۔ قبر پر بیٹھنے سے منع کیا ہے اور میت کو ایذاء پہنچانے سے روکا ہے۔ ان اسلامی احکام کے پیش نظر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ مردہ انسان گھاس اور مٹی کی طرح مباح ہے اور علاج کی غرض سے اس کے اعضاء کو کاٹ پیٹ کر نکالا جا سکتا ہے!

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عامر بن ربیعة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رایتم الجنازة فقوموا حتی تخلفکم [1]

حضرت عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ جنازہ تم کو پیچھے چھوڑ جائے۔

عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی قال کان سھل بن حنیف وقیس بن سعد بالقادسیة فمروا علیھما بجنازة فقاما فقیل لھما انھا من اھل الارض ای من اھل الذمة فقالا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرت بہ جنازة فقام فقیل لہ انھا جنازة یھودی فقال الیست نفسا [2]

عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ میں تھے ان کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا وہ کھڑے ہو گئے ان سے کہا گیا کہ یہ ذمی کا جنازہ ہے! انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے! آپ نے فرمایا کیا یہ ذی روح نہیں ہے۔

عن سعید المقبری عن ابیہ قال کنا فی جنازة فاخذ ابو ھریرة بید مروان فجلسا قبل ان توضع فجاء ابو سعید فاخذ بید مروان فقال قم فو اللہ لقد علم ھذا ان النبی صلی اللہ

حضرت مقبری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازے میں تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور دونوں بیٹھ گئے پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آئے اور مروان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "کھڑے ہو!" بخدا ان کو (حضرت ابوہریرہ

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الاولی، ۱۳۸۱ھ

[2] صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۵

علیہ وسلم نہانا عن ذلک فقال ابو ہریرۃ صدق۔[1]

کو) بخوبی علم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے (جنازہ رکھنے سے پہلے) بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا انھوں نے سچ کہا ہے!

ہر چند کہ صحیح ابن حبان اور صحیح مسلم میں بیٹھنے کا بھی ذکر ہے لیکن صحیح بخاری کی روایت ان پر مقدم ہے ثانیاً زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ پہلے قیام واجب تھا اب قیام کا وجوب منسوخ ہو گیا تاہم اس کے استحباب کا حکم اب بھی باقی ہے، صحابہ میں سے حضرت حسن بن علی، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن الزبیر، حضرت ابن عمر، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کا یہی نظریہ ہے کہ یہ حکم منسوخ نہیں ہے اور فقہاء مجتہدین میں سے امام اوزاعی، امام اسحاق، امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن حسن شیبانی کا بھی یہی مؤقف ہے۔ بعض فقہاء تابعین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے لیکن یہ اس پر محمول ہے کہ اس کا حکم وجوب منسوخ ہے۔ علامہ نووی کی بھی یہی تحقیق ہے۔[2]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ انگارہ تمہارے کپڑوں کو جلا کر کھال تک پہنچ جائے تو یہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

حافظ الہیثمی، طبرانی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں:

عن عمارۃ بن حزم قال رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا علی القبر فقال یا صاحب القبر انزل من علی القبر لا توذی صاحب القبر ولا یوذیک۔[4]

حضرت عمارۃ بن حزم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا: اے قبر والے، قبر سے اتر جاؤ اور قبر والے کو ایذاء نہ دو، وہ تمہیں ایذاء نہیں دیتا۔

حافظ الہیثمی فرماتے ہیں اس کے ایک راوی ابن لہیعہ پر جرح کی گئی ہے۔ لیکن وہ ثقہ ہے۔

ان دونوں صحیح حدیثوں میں میت کو ایذاء پہنچانے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ کسی شخص کا انگارے سے جل جانا قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردہ انسان کا زندہ انسان سے زیادہ احترام ہے اور مردہ انسان کو ایذاء سے محفوظ رکھنا زندہ کی بہ نسبت مقدم ہے تو پھر زندہ کے علاج یا اس کی بقاء کے لیے مردہ انسان کے اعضاء نکالنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہاء اسلام نے حالت اضطرار میں بھی زندہ انسان کو مردہ انسان یا اس کے اعضاء کو کاٹ کر

---

[1] - امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

[2] - علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۷۵ھ۔

[3] - امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲، 〃 〃 〃 〃

[4] - حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۲ھ

کھانے کی اجازت نہیں دی۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی مضطر کے احکام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وان وجد ہ میتا ابیح اکلہ لان اکلہ مباح بعد قتلہ فکذلک بعد موتہ، وان وجد معصوما میتا لم یبح اکلہ فی قول اصحابنا۔[1]

اگر مضطر کافر حربی کو مردہ پائے تو اس کے لیے اس کا کھانا مباح ہے کیونکہ جب زندہ کافر کو قتل کر کے کھانا مباح ہے تو مردہ کو قتل کر کے کھانا بھی مباح ہوگا اور اگر مضطر کو مسلمان یا ذمی کافر کا مردہ جسم ملے تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

فقہاء شافعیہ نے مضطر کے لیے مردہ کو کھانے کی اجازت دی ہے لیکن ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ انھوں نے تو مضطر کے لیے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا بھی جائز قرار دیا ہے۔ العیاذ باللہ!

علامہ دردیر مالکی فرماتے ہیں:

والنص المعول علیہ عدم جواز اکل الادمی المیت ولو کافرا لمضطر ولو مسلما لم یجد غیرہ اذ لا تنتھک حرمۃ آدمی لآخر۔[2]

جس نص پر اعتماد ہے وہ یہ ہے کہ مضطر کے لیے مردہ آدمی کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ مضطر مسلمان ہو اور اسے کوئی اور چیز نہ ملے پھر بھی مردہ انسان کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ کافر ہو، کیونکہ ایک آدمی کی بقاء کی وجہ سے دوسرے آدمی کو بے عزت نہیں کیا جا سکتا۔

علامہ دسوقی مالکی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

ولو ادی عدم الاکل لموت ذلک المضطر۔[3]

خواہ مردہ کو نہ کھانے سے وہ مضطر آدمی مر جائے پھر بھی وہ مردہ انسان کو نہیں کھا سکتا!

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قال شیخنا لا یجوز بیع میتۃ الادمی مطلقاً سواء فیہ المسلم والکافر اما المسلم فلشرفہ وفضلہ حتی انہ لا یجوز الانتفاع بشیء من شعرہ وجلدہ وجمیع اجزائہ۔[4]

ہمارے شیخ نے کہا ہے کہ مردہ آدمی کو بیچنا قطعاً ناجائز ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، مردہ مسلمان کی بیع اس کی عزت اور کرامت کی وجہ سے ممنوع ہے، حتیٰ کہ مردہ مسلمان کے بال اس کی کھال اور اس کے اجزاء میں سے کسی جز کو بھی استعمال کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز

WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۳۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابو البرکات سیدی احمد دردیر مالکی، الشرح الکبیر ج ۱ ص ۴۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[3] شیخ شمس الدین محمد عرفہ الدسوقی مالکی، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۴۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[4] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۵۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

نہیں ہے۔

احادیث صحیحہ اور جمہور فقہاء اسلام کی ان عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ مردہ انسان کے اعضاء سے زندہ انسان کی پیوند کاری جائز نہیں ہے۔ خواہ حالت اضطرار ہو یا حالت اختیار۔

کیا انسان اپنے مرنے کے بعد اپنے کسی عضو کو دینے کی وصیت کر سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا للہ وانا الیہ راجعون "ہم اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں" اس لیے وہ زندگی میں اپنے اعضاء کسی کو دے سکتا ہے نہ مرنے کے بعد۔ کیا مردہ انسان کے ورثاء یا حاکم وقت کی اجازت سے اس کے اعضاء نکالے جا سکتے ہیں؟ اس کا بھی جواب ظاہر ہے، مردے کے ورثاء یا حاکم وقت اس کے اعضاء کے مالک نہیں ہیں۔ پھر اسلام نے میت کی عزت اور احترام کے جو احکام دیے ہیں اور اس کو ایذاء پہنچانے سے منع کیا ہے بلکہ میت کی عزت اور اس کو ایذاء سے بچانے کو زندہ کی عزت اور اس کو ایذاء سے بچانے پر مقدم رکھا ہے۔ ان احکام کے پیش نظر یہ وصیت جائز ہے اور نہ اجازت!

فقہاء حنبلیہ، فقہاء شافعیہ اور بعض احناف کے اقوال کی روشنی میں اگر کافر حربی کے اعضاء سے پیوند کاری کر لی جائے تو جائز ہے خواہ کافر حربی زندہ ہو یا مردہ۔ لیکن مسلمان یا ذمی کافر (مسلمان ملکوں میں رہنے والے کافر ذمیوں کے حکم میں ہیں) کے اعضاء سے پیوند کاری جائز نہیں ہے۔ خواہ زندہ ہو یا مردہ، حالتِ اختیار ہو یا حالتِ اضطرار۔

دودھ اور خون سے علاج پر پیوند کاری کے قیاس کا جواب

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فقہاء نے انسانی دودھ اور خون سے علاج کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ دودھ اور خون بھی انسان کے اجزاء ہیں جب ان اجزاء سے علاج جائز ہے تو باقی اجزاء سے علاج کیوں جائز نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دودھ اور خون اور انسانی اعضاء میں فرق بالکل واضح ہے۔ دودھ اور خون ایسے اجزاء نہیں ہیں جو ثابت اور قائم ہوں اور جن کا انسان کے تشخص اور تعین میں دخل ہو برخلاف انسانی اعضاء کے کیونکہ وہ ثابت اور قائم ہیں اور ان کا انسانی تشخص میں دخل ہے پھر انسان کے جسم میں خون روزانہ بنتا رہتا ہے اور دودھ پلانے کے ایام میں عورت کا دودھ بھی روزانہ بنتا رہتا ہے اور اس کے جسم سے جس قدر خون یا دودھ نکل جاتا ہے اس کے قائم مقام دوسرا خون اور دودھ پیدا ہو کر اس کی جگہ لے لیتا ہے اور دودھ یا خون کے نکل جانے سے انسان کی جسمانی ساخت میں کوئی فرق نہیں آتا نہ ان کے نکلنے سے انسان کے جسم کی کارکردگی یا اس کی نفع اندوزی میں کوئی معتد بہ فرق آتا ہے برخلاف انسانی اعضاء کے کیونکہ اگر انسان کی آنکھ، گردہ، یا ہاتھ کاٹ کر کسی کو لگا دیں تو خون یا دودھ کی طرح ایسا کوئی قدرتی نظام نہیں ہے کہ اس کی آنکھ، گردہ یا ہاتھ پھر پیدا ہو جائیں اور ان کے کاٹ دیے جانے سے اس کی جسمانی ساخت اور تشخص میں فرق

پیدا ہو جائیگا اور اس کی نفع اندوزی کم یا ختم ہو جائیگی۔ ایک اور فرق یہ ہے شریعت میں خون کو جسم سے نکالنے کا منشاء موجود ہے جس طرح احادیث میں فصد لگانے کا ذکر ہے انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ فصد لگوا کر اپنے جسم کا کچھ خون پھینک دے یا ضائع کر دے اسکے برخلاف کسی عضو کو کاٹ کر پھینک دینے کی شریعت میں مطلقاً اجازت نہیں ہے اسیطرح دودھ پلانے کا اور دودھ سے دوسرے انسان کو فائدہ پہنچانے کا اور اپنے جسم سے دودھ نکالنے کا شریعت میں ثبوت ہے لیکن عضو کاٹ کر کسی کو دینے کا یا عضو کاٹ کر پھینک دینے کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے اسلئے اعضا کو خون اور دودھ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اسلیے دودھ اور خون سے حالت اضطرار میں علاج جائز ہے اور اس پر قیاس کر کے اعضا کی پیوندکاری سے علاج جائز نہیں ہے خواہ زندہ کے اعضاء ہوں یا مردہ کے، حالت اضطرار ہو یا نہ ہو۔ اصول شریعت اور عبارات فقہاء سے ہم نے یہی سمجھا ہے لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

اضطرار کی بنیاد پر بھی انسانی اعضاء سے علاج جائز نہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسانی اعضاء سے پیوندکاری زیادہ سے زیادہ حرام ہوگی اور حالت اضطرار میں حرام چیز سے حرمت اٹھ جاتی ہے اس لیے جان بچانے کے لیے کسی مریض کو گردہ دینا یا مرنے کے بعد دل نکال لینے کی وصیت کرنا حرمت کے باوجود جائز ہونا چاہیے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اضطرار اگر ہے تو مریض کے لیے ہے جو شخص اپنے گردے دے رہا ہے یا دل اور آنکھوں کی وصیت کر رہا ہے جن کا وہ خود مالک نہیں ہے اور لقد کرمنا بنی آدم (اسراء: ۷۰) "ہم نے انسان کو مکرم بنایا ہے" کی مخالفت کر کے انسانیت کی تذلیل کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہاء نے اضطرار کی صورت میں بھی انسانی اعضاء سے علاج کی اجازت نہیں دی۔

اس بحث کو مکمل کرنے کے لیے ہم پیوندکاری کے مجوزین کے مزید فتاویٰ اور دلائل پیش کر رہے ہیں، اس کے بعد ہم ان کے دلائل کا جائزہ لیں گے اور اپنے نظریہ کو واضح کریں گے۔

اعضاء کی پیوندکاری کے سلسلے میں علماء اردن کا فتویٰ

مملکت اردنیہ ہاشمیہ کی مجلس افتاء کی رائے یہ ہے کہ اعضاء کا پوسٹ مارٹم، انتقال خون اور اعضاء کی پیوندکاری جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ انسانی جان کی حفاظت واجب ہے لہٰذا ایک مسلمان کی زندگی بچانے یا اس کے کسی عضو کو سلامت رکھنے کے لیے کسی زندہ یا مردہ انسان کے عضو کا منتقل کرنا اگر ضروری ہو جائے تو اس پیوندکاری کو ضرورۃً جائز تصور کیا جائے گا کیونکہ ضرورت ممنوع چیز کو جائز کر دیتی ہے نیز دو خرابیوں میں سے کم تر کو اختیار کر لینا چاہیے۔ پوسٹ مارٹم کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ اس پر فقہاء مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ زندہ بچے کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ چاک کرنا جائز ہے لیکن کوئی زندہ شخص کسی حرام شئے (دوسرے انسان کا خون یا اعضاء) کو استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جان بچانے کے لیے حرام چیز کا استعمال کرنا جائز ہے لیکن محض سلامتی اعضاء کے لیے تبدیلی کے جواز کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اعضاء کی پیوندکاری کے لیے یہ شرائط ہیں (ا) اگر زندہ شخص کے اعضاء سے پیوندکاری مقصود ہو تو اس سے اجازت لی جائے اور مردہ کے اعضاء میں اس کے والدین یا حاکم سے اجازت لی جائے۔ (ب) زندہ آدمی کا اس قدر خون یا ایسا عضو نہ لیا جائے جس سے اس کی جان خطرہ میں پڑ جائے (ج) جس کو عضو دیا جائے وہ مضطر ہو (د) پیوندکاری سے عضو دینے والے میں کوئی غیر معمولی بدنمائی نہ ہو (ہ) عضو کا یہ عطیہ محض رضا کارانہ ہو اس کے بدلہ میں کوئی مادی عوض نہ لیا جائے۔ [1]

---

[1] افتخار حسین (مرتب) (علماء اردن کا فتویٰ) اسلام اور قرینہ کی پیوندکاری محصلہ ۲۲-۲۵ مطبوعہ پاکستان ائی بینک سوسائٹی کراچی ۱۹۸۲ء

اعضاء کی پیوند کاری میں مصری علماء کی تحقیق

اعضاء کی پیوند کاری کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مصری علماء لکھتے ہیں:

اب ہم اس میں غور کرتے ہیں کہ کسی زندہ یا مردہ انسان کے جسم کا کوئی عضو کاٹ کر کسی دوسرے زندہ انسان کے جسم میں لگانا، اقوال فقہاء کی روشنی میں جائز ہے یا نہیں؟

فقہ مالکی کی شرح کبیر اور حاشیہ دسوقی میں ہے کہ جب کسی انسان کا دانت گر جائے تو اس کو واپس لگا کر سونے یا چاندی کے تار سے باندھ دینا جائز ہے، کیونکہ آدمی کا مردار عضو پاک ہوتا ہے، اسی طرح اس دانت کے بدلہ میں کسی حلال جانور کے دانت کو لگانا بھی جائز ہے۔ البتہ مردار جانور کے دانت لگانے میں دو قول ہیں، جواز اور منع، اور عدم جواز کے قول پر نماز کے وقت دانت نکال لیا جائے گا اور اگر اس میں کوئی دشواری ہوئی تو رہنے دیا جائے گا۔

فقہ حنفی میں علامہ ابن عابدین نے رد المحتار کی جلد اوّل کی مفسدات صلوٰۃ میں خزانۃ الفتاوی سے نقل کیا ہے کہ کسی شخص کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کو کتے کی ہڈی سے جوڑ لیا گیا اور بغیر ضرر کے وہ کتے کی ہڈی نکالی نہیں جا سکتی تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے۔ علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں کتاب الاستحسان کے آخر میں لکھا ہے اگر کسی آدمی کا دانت گر گیا تو اس کی جگہ مردہ کا دانت لگانا بالاجماع مکروہ ہے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اسی دانت کو دوبارہ لگانا بھی مکروہ ہے۔ البتہ ذبح شدہ بکری کا دانت اس کی جگہ لگا دیا جائے تو مکروہ نہیں ہے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اپنا دانت لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور دوسرے کا دانت لگانا مکروہ ہے، اور صاحب البحر الرائق نے کتاب الحظر والاباحت میں ذخیرہ سے نقل کیا ہے کہ کسی آدمی کا دانت گر گیا اور اس نے اس کی جگہ کتے کا دانت لگا لیا اور وہ قائم ہو گیا تو یہ جائز نہیں ہے اور اس کو نکالا نہیں جائے گا، اور اگر اس نے اپنے دانت کو دوبارہ لگا لیا اور وہ قائم ہو گیا تو دیکھا جائے گا اگر کتے کا دانت بغیر ضرر کے اکھاڑا جا سکتا ہے تو اکھاڑ لیا جائے گا ورنہ نہیں اکھاڑا جائے گا۔

فقہ حنبلی میں علامہ ابن قدامہ نے مغنی کی کتاب الجنائز میں لکھا ہے: اگر کسی انسان کی ہڈی دوسری ہڈی کے ساتھ جوڑ دی گئی پھر وہ انسان مر گیا تو اگر وہ ہڈی پاک تھی تو اس کو نہیں اکھاڑا جائے گا اور اگر وہ ناپاک تھی اور مثلہ کیے بغیر اس کو نکالنا ممکن ہے تو اس کو نکال دیا جائے گا کیونکہ یہ ایسی نجاست ہے جس کو بغیر ضرر کے زائل کرنا ممکن ہے۔

فقہ شافعی میں علامہ نووی نے مجموع شرح المہذب کے باب طہارت البدن میں لکھا ہے کہ جب ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کو پاک ہڈی کے ساتھ جوڑ دینا چاہیے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ جب ہڈی کو پاک ہڈی کے ساتھ جوڑنا ممکن ہو تو ناپاک ہڈی سے جوڑنا جائز نہیں ہے، اگر پاک چیز نہ ملے اور ناپاک سے جوڑنے کی ضرورت ہو تو یہ عذر ہے، اگر ناپاک ہڈی سے جوڑنے کی ضرورت نہ ہو یا اس کے قائم مقام پاک ہڈی دستیاب ہو اس کے باوجود ناپاک ہڈی سے جوڑے تو وہ گنہگار ہو گا اور اس ناپاک ہڈی کا نکالنا واجب ہے بشرطیکہ اس کے نکالنے سے جان یا کسی اور عضو کی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو اور وہ عذر نہ پائے جائیں جن کو تیمم میں بیان کیا گیا ہے، اگر وہ شخص اس ناپاک ہڈی کو نہ نکالے تو حاکم اس کو نکالنے پر مجبور کرے اور اس ہڈی کے ساتھ اس کی نماز جائز نہیں ہو گی، اگر ہڈی نکالنے سے اس کو درد ہوتا ہو تو اس درد کی وجہ سے اس کو معذور نہیں قرار دیا جائے گا، خواہ اس ہڈی پر گوشت چڑھ گیا ہو یا نہ، شوافع کا مذہب یہی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر ہڈی پر گوشت چڑھ گیا تو اس کو نہ نکالا جائے ہر چند کہ اس کی ہلاکت کا خوف نہ ہو، یہ علامہ رافعی کا قول ہے،

امام الحرمین اور امام غزالی کا بھی اسی طرف میلان ہے اور یہی امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا مذہب ہے اور اگر ہڈی نکال دینے سے جان یا عضو کی ہلاکت کا خطرہ یا عضو کی منفعت زائل ہونے کا خطرہ ہو تو صحیح قول یہ ہے کہ ہڈی کا نکالنا واجب نہیں ہے، پھر علامہ نووی نے کہا کہ زخموں کا ناپاک دواؤں سے علاج کرنا یا انھیں ناپاک دھاگوں سے باندھنے کا حکم بھی وہی ہے جو ناپاک ہڈی سے جوڑنے کا ہے اور اگر کسی شخص کا دانت اکھڑ گیا اور اس کو اسی جگہ لگا دیا گیا تو ہمارے علماء عراق کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نجس ہے اور یہ ان کے اس اصول کی بناء پر ہے کہ آدمی سے اس کی زندگی میں جو عضو علیحدہ ہو جائے وہ نجس ہوتا ہے، کتاب الام میں امام شافعی نے اس کی تصریح کی ہے لیکن انکا مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے، خراسان کے علماء کے نزدیک یہی صحیح ہے اور اگر اس کا دانت ہل رہا تھا اور اس نے اس کو سونے یا چاندی کے تار سے باندھ لیا تو یہ بالاتفاق پاک ہے۔

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کی ایک جنگ میں ناک کٹ گئی تھی انھوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگالی جس سے بدبو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا۔ اس حدیث سے مذاہب اربعہ کے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ انسان کے جسم کے کسی عضو کو سونے کے جز سے بدلنا جائز ہے۔

کیا ضرورت کے وقت انسان کے گوشت کو کھایا جا سکتا ہے؟ فقہاء حنفیہ نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار کی پانچویں جلد میں لکھا ہے کہ حالت اضطرار میں انسان کے گوشت کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ انسان مردہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولقد کرمنا بنی آدم (اسراء: ۷۰) "ہم نے بنی آدم کو تکریم دی ہے" اسی طرح حالت اضطرار میں کسی زندہ انسان کو قتل کر کے کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ انسان مباح الدم (جائز القتل) ہو جیسے حربی کافر، مرتد اور شادی شدہ زانی، کیونکہ بنی آدم کی تکریم تمام انسانوں کو شامل ہے خواہ وہ معصوم الدم ہوں یا مباح الدم۔ فقہاء احناف کے علاوہ ظاہریہ کا بھی یہی قول ہے لیکن ان کی دلیل مختلف ہے۔

فقہ مالکی میں ہے کہ حالت اضطرار میں آدمی کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے اور یہ امر تعبدی ہے، اور بعض مالکیہ نے حالت اضطرار میں مردہ آدمی کا گوشت کھانا جائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ امر تعبدی نہیں ہے شرف انسان سے متعلق ہے۔ علامہ صاوی نے شرح صغیر کے حاشیہ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فقہ شافعی اور فقہ زیدی میں حالت اضطرار میں مردہ انسان کا گوشت کھانے کو چند شروط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ بعض شرائط یہ ہیں: اس مردہ انسان کے علاوہ اس کو اور کچھ کھانے کو نہ ملے، جیسے حالت اضطرار میں انسان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے جسم کے کسی عضو کو کاٹ کر کھالے تاکہ ایک جزو کے زوال سے پورے جسم کو بچایا جا سکے اور یہ اس وقت ہے جب اس کو کوئی حرام چیز بھی کھانے کے لیے نہ ملے۔ اور یہ شرط ہے کہ اس جز کو کاٹنے سے جو ضرر ہو وہ اس کے نہ کھانے کے ضرر سے کم ہو اور اگر یہ ضرر اتنا ہی ہو یا اس سے زیادہ ہو تو پھر اس کو کاٹ کر کھانا جائز نہیں ہے اور حالت اضطرار میں یہ جائز نہیں ہے کہ کسی دوسرے ایسے آدمی کا عضو کاٹ کر کھایا جائے جو معصوم الدم ہو، اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ ایک آدمی اپنے جسم کا کوئی عضو کاٹ کر کسی دوسرے مضطر کو کھلائے۔

فقہ حنبلی میں ہے کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ حالت اضطرار میں کسی انسان معصوم الدم کو قتل کر کے کھائے یا کسی شخص کا عضو تلف کر دے خواہ وہ شخص مسلمان ہو یا غیر مسلمان، البتہ حالت اضطرار میں مردہ انسان کو کھانے میں دو قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا کھانا جائز نہیں ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ زندہ انسان کی حرمت مردہ انسان سے زیادہ ہے۔ علامہ ابن قدامہ نے مغنی میں لکھا ہے کہ یہ قول اولیٰ ہے۔

فقہاء مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے جو قول گزرے ہیں ان میں یہ تصریح ہے کہ جب انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کو پاک ہڈی کے ساتھ جوڑنا جائز ہے اور علامہ شیرازی نے مہذب میں یہ لکھا ہے کہ اضطرار کے سوا ہڈی کو نجس ہڈی کے ساتھ جوڑنا جائز نہیں ہے جب اس کے سوا دوسری ہڈی نہ پائی جائے، اور یہ کہ جو دانت گر جائے اس کو اپنی جگہ پر لگانا اور اس کو سونے اور چاندی کے تار سے باندھنا جائز ہے اسی طرح ذبح شدہ جانور کے دانت سے اسکو تبدیل کرنا بھی جائز ہے۔

فقہ حنفی میں یہ تصریح ہے کہ اگر انسان کی ہڈی کے ساتھ کتے کی ہڈی کو پیوند کیا جائے اور بغیر ضرر کے اس کو اکھاڑنا ممکن نہ ہو تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے۔ فروع احناف کی ان مثالوں سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت ٹوٹی ہوئی ہڈی کو نجس ہڈی کے ساتھ جوڑنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سابقہ تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ مردہ انسان کا جسم طاہر ہے اسی طرح اس کی زندگی میں جو عضو اس سے علیحدہ ہو گیا وہ بھی طاہر ہے یہ بھی گزر چکا ہے کہ پیٹ میں اگر زندہ بچہ ہو تو اس کو نکالنے کے لیے مردہ آدمی کا پیٹ چیرنا جائز ہے بلکہ مال نکالنے کے لیے بھی اس کا پیٹ چیرنا جائز ہے اور فقہاء شافعیہ اور زیدیہ کے قول میں مردہ انسان کو حالت اضطرار میں کھایا جا سکتا ہے، مالکیہ اور حنابلہ کے مذہب میں بھی ایک قول یہ ہے اور فقہاء شافعیہ اور زیدیہ کے قول میں یہ جائز ہے کہ انسان اضطرار کی حالت میں اپنے جسم کا کوئی عضو کاٹ کر کھائے اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کو پاک ہڈی سے جوڑنا بھی جائز ہے۔

ان تصریحات کی بناء پر ہم یہ کہتے ہیں کہ مردہ انسان کا پیٹ چاک کرنا جائز ہے اور اس میں سے کوئی عضو یا عضو کا کوئی جز لے کر اس کو کسی زندہ انسان کے جسم میں لگانا جائز ہے جب کہ طبیب کا ظن غالب یہ ہو کہ اس کے عضو سے زندہ کے جسم کو فائدہ پہنچے گا، جس طرح فقہاء مردہ حاملہ عورت کا پیٹ پھاڑ کر اس میں سے زندہ بچہ نکالنے کی اجازت دیتے ہیں، اور اس قاعدہ پر عمل کرتے ہوئے کہ ضروریات حرام چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں اور زیادہ ضرر کو کم ضرر سے زائل کر دیا جاتا ہے اور یہ قواعد کتاب اور سنت سے ثابت ہیں اور جو زندہ انسان بھوک سے مر رہا ہو تو اس کی زندگی بچانے کی ضرورت کے سبب مردہ انسان کو کھانا جائز ہے کیونکہ یہ دو خرابیوں میں سے کم درجہ کی خرابی ہے (یعنی مردہ انسان کی تکریم نہ کرنا اور زندہ انسان کو مرنے دینا ان میں سے کم درجہ کی خرابی مردہ انسان کی تکریم نہ کرنا ہے) اور جب دو خرابیوں میں تعارض ہو تو کم درجہ کی خرابی کا ارتکاب کر کے بڑی خرابی سے اجتناب کیا جاتا ہے اور جب اضطرار میں مردہ انسان کو کھانا جائز ہے تو ضرورت کی وجہ سے ان کے جسم کے بعض اعضاء کو نقل کر کے زندہ انسان کی جان بچانے کے لیے اس میں لگانا جائز ہے جبکہ ان اعضاء اور اجزاء کا فائدہ پہنچانا یقینی ہو۔

یہ تو مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری کا حکم تھا۔ باقی رہا زندہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری کا حکم تو اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے کہ فقہ شافعیہ اور فقہ زیدیہ میں اس کی اجازت ہے کہ ایک زندہ انسان حالت اضطرار میں اپنے جسم کا کوئی عضو کاٹ کر کھا سکتا ہے بشرطیکہ اس کی بھوک مٹانے کے لیے کوئی اور حلال یا حرام چیز اس کو نہ مل سکے، اور اس کے عضو کاٹنے کا ضرر نہ کھانے کے ضرر سے کم ہو۔

اس قول کی بنیاد پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک زندہ انسان اپنے جسم کا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو تبرع اور احسان کے طور پر دے سکتا ہے، جبکہ اس عضو کے کاٹنے سے اس کو کوئی ضرر نہ ہو اور جس کو پیوند لگانے کے لیے وہ عضو دے رہا ہو ڈاکٹر کے غالب ظن میں اس کو فائدہ پہنچے اور تبرع کرنے والے کو اپنے جسم پر ایک گونہ ولایت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تقتلوا انفسکم (نساء: ۲۹) "اپنے آپ کو قتل مت کرو"۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (بقرہ: ۱۹۵) "اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں مت ڈالو"۔ تبرع کرنے والے کے لیے اپنے جسم کے ہر جز یا ہر عضو کو دینا جائز نہیں ہے تاکہ کسی عضو کو کاٹنے کی وجہ سے وہ عاجز یا بدشکل نہ ہو جائے ایک انسان کا خون دوسرے انسان میں داخل کرنے کی بھی یہی دلیل ہے۔

زندہ انسان اپنا عضو یا خون صرف تبرع یا احسان کے طور پر دے سکتا ہے اس کو بیچ نہیں سکتا، کیونکہ زندہ انسان کو بیچنا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ نص قرآن سے انسان کی تکریم ثابت ہے اسی طرح مردہ انسان کے اعضاء کو بھی بیچنا شرعاً جائز نہیں ہے، زندہ انسان کے اعضاء کی طرح مردہ انسان کے اعضاء بھی زندہ انسان میں لگانا جائز ہیں جبکہ ڈاکٹر کی غالب رائے یہ ہو کہ ان اعضاء سے فائدہ ہو سکتا ہے۔

جب زندہ انسان اپنے مرنے کے بعد اپنے جسم کے کسی عضو کو کاٹنے کی وصیت کرے یا اس کے ورثاء اس کی اجازت دیں تو اس کے وہ اعضاء کاٹ لیے جائیں گے، اور اگر کوئی شخص مجہول اور نامعلوم ہو یا وہ شخص تو معلوم ہو لیکن اس کے ورثاء نامعلوم ہوں تو اس کے جسم کے کسی حصہ کو نکال کر کسی زندہ انسان میں لگا دینا جائز ہے جس سے زندہ انسان کے علاج میں استفادہ ہو سکے، یا اس کے مردہ جسم کو میڈیکل کالج کے طلباء کے لیے چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اس کا مطالعہ اور تجزیہ کر سکیں کیونکہ ان تمام چیزوں میں ایسی مصلحت اور منفعت ہے جو مردہ کے احترام پر راجح ہے اور یہ عام لوگوں کی اجازت سے ہے جو ان نامعلوم مردوں کو نائب کے حکم میں ہیں یا ان کے ورثاء کی اجازت سے ہے یا خود اس شخص کی زندگی میں وصیت کی وجہ سے ہے اور جب تک میت کی موت متحقق نہ ہو جائے اس کے کسی عضو کو نہیں نکالا جائے گا۔[1]

مصری علماء کی اس تحقیق کے اعتبار سے مرنے کے بعد عطیہ چشم کی وصیت جائز ہے اور زندہ آدمی کے لیے اپنا گردہ یا کوئی اور عضو کسی ضرورت مند کو تبرعاً بلا قیمت دینا جائز ہے اور لاوارث مردے کے اعضاء کو ضرورت مند لوگوں کو لگانا جائز ہے، البتہ ان اعضاء کو بیچنا اور ان کی قیمت وصول کرنا حرام اور ناجائز ہے کیونکہ یہ تکریم انسانیت کے خلاف ہے

اعضاء کی پیوند کاری پر بعض پاکستانی علماء کے دلائل

پاکستان آئی بینک کے صدر جناب افتخار حسین صاحب نے اپنا مرتب کردہ رسالہ "اسلام اور قرنیہ کی پیوند کاری" مجھے لا کر دیا۔ اس رسالہ میں بعض ملکی اور غیر ملکی علماء نے قرنیہ کی پیوند کاری کے ثبوت میں مقالے سپرد قلم کیے ہیں۔ اس مجموعہ میں مولانا محمد طاسین صاحب کا مقالہ نسبتاً زیادہ فکر انگیز تھا اس لیے قارئین کی علمی ضیافت کی خاطر میں اس مقالہ کی تلخیص پیش کر رہا ہوں تاکہ جن لوگوں کو اس موضوع سے دل چسپی ہے وہ جانبین کے دلائل کا تجزیہ

[1] المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیہ، الفتاویٰ الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۱۰ ص ۳۷۱۴-۳۷۰۹ مطبوعہ مصر ۱۴۰۰ھ

کر سکیں۔ مولانا محمد طاسین لکھتے ہیں:

جو علماء قرنیہ کی پیوند کاری کو ناجائز اور حرام کہتے ہیں ان حضرات کی پہلی اور بڑی دلیل یہ ہے کہ چونکہ قرنیہ کی پیوند کاری میں مردہ آدمی کی لاش سے آنکھیں نکالنی پڑتی ہیں اور مردہ آدمی کی لاش میں قطع و برید تکریم آدمیت کے منافی ہے آدمی زندہ ہو یا مردہ اس کی تکریم واجب اور توہین حرام ہے، لہٰذا جو عمل تکریم آدمیت کے منافی ہوگا وہ حرام ہے لہٰذا قرنیہ کی پیوند کاری بھی حرام ہے۔ تکریم آدمیت سے متعلق یہ حضرات قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں: ولقد کرمنا بنی ادم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من الطیبات وفضلنٰھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا (اسراء: ۷۰)

"بیشک ہم نے بنی آدم کو قابل تکریم بنایا اور انھیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور پاکیزہ چیزوں سے ان کو رزق دیا اور اپنی مخلوق میں سے بہتوں پر انھیں فضیلت اور برتری دی"۔

توہین آدمیت کی ممانعت میں دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں ایک وہ جس میں مثلہ سے منع فرمایا گیا ہے اور مثلہ کے معنی ہیں دشمن کو ہلاک کرنے کے بعد اس کی لاش کو مسخ کرنے کے لیے ناک، کان وغیرہ کاٹ دینا تاکہ وہ پہچانا نہ جا سکے اور اس کی مزید تذلیل ہو اور دوسری وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی توڑنا گناہ اور حرام ہے لہٰذا مردہ انسان کی ہڈی وغیرہ توڑنا بھی گناہ اور حرام ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں میت کی جو آنکھیں لی جاتی ہیں وہ نفرت وعداوت کے جذبہ سے اور میت کو بگاڑنے اور رسوا کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ میت کے احترام کے ساتھ اس غرض سے لی جاتی ہیں کہ اندھے آدمی کی ضرورت پوری ہو اور وہ بینائی پاکر عزت نفس اور خودداری کے ساتھ زندگی گزارے اور دوسروں کا محتاج نہ رہے، لہٰذا یہ چیز تکریم آدمیت کے منافی ہے اور نہ توہین انسانیت بلکہ تکریم آدمیت کی خاطر ہوتی ہے۔

جو حضرات قرنیہ کی پیوند کاری کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں ان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ چونکہ کوئی آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہوتا لہٰذا وہ اپنے جسم کے متعلق وصیت نہیں کر سکتا، کیونکہ وصیت کے لیے ضروری ہے کہ جس چیز کے متعلق وصیت کی جائے وہ آدمی کی اپنی ملکیت میں ہو، آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہے اس کے ثبوت میں صرف وہ حدیث نبوی پیش کی جاتی ہے جس میں خودکشی کی ممانعت ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس دلیل کا عقلی تجزیہ کرنے اور بغور جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دلیل سے یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرما دیا ہوتا کہ خودکشی اس وجہ سے حرام ہے کہ انسان اپنے جسم وجان کا مالک نہیں ہے پھر ایک مسلمان کے لیے کسی قیل وقال اور چون وچرا کی گنجائش نہ تھی لیکن آپ نے کہیں ایسا نہیں فرمایا لہٰذا یہ توجیہہ محض ہمارے ذہن کی اختراع ہے۔ خودکشی حرام ہونے کی صحیح توجیہہ یہ ہے کہ خودکشی کرنے والا اپنے اختیار سے ایک طرف ان لوگوں کو دکھ اور اذیت پہنچاتا ہے جن کے ساتھ اس کا باپ، بیٹے، بھائی، شوہر، چچا، بھتیجے، دوست اور پڑوسی وغیرہ کا رشتہ ہوتا ہے جن کو اس کی موت سے رنج پہنچتا ہے اور دوسری طرف وہ بے شمار لوگوں کے حقوق تلف کرتا ہے جو مختلف حیثیات سے اس کے ذمہ عائد ہوتے ہیں اور پھر اس کی موت کے ساتھ تلف ہو جاتے ہیں۔ جن کے تلف ہو جانے سے حقداروں کو نقصان پہنچتا ہے اور معاشرے کا توازن بگڑ جاتا ہے ظاہر ہے طبعی موت میں بھی ایسا ہوتا ہے لیکن چونکہ اس میں اس کا اختیار نہیں لہٰذا اس کا وہ ذمہ دار نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے مال اور اپنے جسم سے فائدہ اٹھائے اور ان کے اندر ہر وہ تصرف کرے جو اس کی ذات اور دوسروں کے لیے مفید اور نفع بخش ہو، مضر اور نقصان دہ نہ ہو اور ہر شخص کو اپنے مال اور جسم کا مالک قرار دیا ہے یعنی ان سے فائدہ اٹھانے کے حق میں اسے دوسروں پر ترجیح دی ہے جس کی وجہ سے دوسرا کوئی اس کی رضامندانہ اجازت کے بغیر فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔ "بیشک اللہ تعالیٰ نے خرید لیا مؤمنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو بعوض اس کے کہ ان کے لیے جنت ہے۔" چونکہ خریدی وہی چیز جاتی ہے جو بیچنے والے کی ملکیت میں ہوتی ہے لہٰذا اس آیت سے مالوں اور جانوں دونوں کے متعلق مؤمنوں کی ملکیت ثابت ہوتی ہے۔

پھر اگر ان حضرات کے نزدیک آنکھوں کی وصیت کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ تھی کہ انسان اپنے جسم اور اعضائے جسم کا مالک نہیں ہے تو پھر یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ انسان اپنے جسم اور اعضائے جسم کا مالک ہے ان حضرات کے نزدیک آنکھوں کی وصیت جائز ہونی چاہیے۔

جب ہم قرآن و حدیث اور کتب فقہ و فتاویٰ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں جزوی تفصیل طور پر کوئی واضح ہدایت نہیں ملتی۔ البتہ کتب فقہ میں قرآن و حدیث سے ماخوذ کچھ ایسے قواعد کلیہ اور اصول عامہ ضرور ملتے ہیں جن کی روشنی میں اس جزوی مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ان قواعد کلیہ میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ: ضرورت محظور و ممنوع چیز کو مباح کر دیتی ہے۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ دو برائیاں پیش آئیں تو بڑی برائی سے بچنے کے لیے چھوٹی برائی کو اختیار کرنا جائز ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ بڑے فائدہ کی خاطر چھوٹے فائدے کو چھوڑنا جائز ہے۔ چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں ایک پہلو مضرت کا اور دوسرا پہلو منفعت کا ہو تو اگر مضرت کا پہلو غالب یا برابر ہو تو اس چیز سے اجتناب کیا جائے اور اگر منفعت کا پہلو غالب ہو تو اسے اختیار کیا جائے۔ غور سے دیکھا جائے تو ان چاروں قواعد کلیہ کی رو سے مسئلہ مذکور کا حل یہ نکلتا ہے کہ اندھے آدمی کی بینائی کے لیے مردہ آدمی کی آنکھیں حاصل کرنا جائز ہے۔[۱]

اعضاء کی پیوند کاری میں مصنف کا موقف اور بحث و نظر

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جرم کی تفتیش کے لیے مردہ انسان کا پوسٹ مارٹم جائز ہے اور میڈیکل کالج کے طلبہ کے مطالعہ اور تجربہ کے لیے پلاسٹک ماڈلز آگئے ہیں اس کے لیے اب انسانی لاشوں کی ضرورت نہیں رہی اور جان بچانے اور شدید مرض کی صورت میں خون لگانا جائز ہے البتہ اس مقصد کے لیے خون کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ اوّل تو خون نجس ہے اور ثانیاً اس لیے کہ انسان اور اس کے اجزاء کی خرید و فروخت ناجائز ہے اور آزاد انسان کی بیع سخت گناہ ہے اور تکریم آدمیت کے بھی خلاف ہے۔

اعضاء کی پیوند کاری میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سونے چاندی کی دھات اور پاک جانوروں کے اعضاء اور ہڈیوں سے پیوند کاری جائز ہے البتہ کسی زندہ یا مردہ انسان کے اجزاء کو دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں ہے۔

---

[۱] افتخار حسین (مرتب) صدر پاکستان آئی بنک سوسائٹی اسلام اور قرنیہ کی پیوند کاری ص ۸۴-۶۱ ملخصاً مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء

اور ہم اس کی وجہ میں یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ہر چند کہ اعضاء کا ضرورت مند، محتاج اور مضطر ہے لیکن اعضاء دینے والے کو کونسا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے وہ یہ حرام کام کر رہا ہے اور اپنے اعضاء کو جسم سے نکلوا کر یا بعد از مرگ نکلوانے کی وصیت کر کے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر رہا ہے، جبکہ ائمہ اربعہ نے تصریح کی ہے کہ کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بھوک سے مرنے والے انسان کو یہ کہے کہ تم مثلاً میرا ہاتھ کاٹ کر کھا لو اور اپنی زندگی بچا لو۔

مصری علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ شافعیہ اور زیدیہ کا ایک قول یہ ہے کہ جب کوئی انسان بھوک کی وجہ سے مضطر ہو اور اسے اور کوئی چیز کھانے کو نہ ملے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنا کوئی عضو کاٹ کر کھا لے، مصری علماء نے اس پر یہ قیاس کیا ہے کہ جب انسان اضطرار کے عالم میں خود اپنا عضو کھا سکتا ہے تو کسی دوسرے مضطر انسان کو بھی اپنا عضو کھلا سکتا ہے بنا بریں علاج کی ضرورت سے اپنے اعضاء بھی دوسرے انسان کو دے سکتا ہے۔

مصری علماء نے اس پر غور نہیں کیا کہ اولاً تو یہ صرف بعض شافعیہ اور زیدیہ کا قول ہے جمہور شافعیہ یا ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء اہل سنت کا قول نہیں ہے اور اتنے اہم مسئلہ کے لیے صرف بعض شافعیہ اور زیدیہ کے قول کو بنیاد نہیں بنایا جا سکتا، جبکہ اس کی تائید میں قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ ثانیاً شافعیہ اور زیدیہ کے قول پر بھی یہ قیاس صحیح نہیں ہے کہ ایک انسان کسی بھوکے مضطر کو اپنا عضو کاٹ کر کھلا دے کیونکہ شافعیہ اور زیدیہ بھوک میں مبتلا شخص کو اپنا عضو کاٹ کر کھانے کی اجازت دے رہے ہیں اس لیے ان کے قول کی بناء پر وہ بھوکا شخص خود اپنا عضو کاٹ کر کھا لے کسی اور کا عضو کاٹ کر کھانے کی نہ انھوں نے اجازت دی ہے نہ اس کی ضرورت ہے اور ثالثاً اصولی بات یہ ہے کہ جو شخص مضطر ہے بحالتِ اضطرار میں ارتکاب جرم کی اجازت دی جاتی ہے اسلیے جو بھوک سے مر رہا ہے وہ تو مضطر ہے کہ اپنا عضو کاٹ کر کھائے کسی دوسرے انسان کو کونسا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے اس کو حرام کام کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنا ہاتھ کاٹ کر دوسرے کو کھلا دے!

مصری علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک انسان اپنے اعضاء بلاقیمت تبرع اور احسان کے طور پر کسی ضرورت مند انسان کو دے سکتا ہے اسے اعضاء بیچنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ انسانی اعضاء کو بیچنا تکریم آدمیت کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولقد کرمنا بنی آدم۔ "ہم نے بنو آدم کو عزت اور تکریم دی" اور انسانی اعضاء کو بیچنا اس عزت اور تکریم کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بغیر کسی اضطرار اور شرعی مطالبہ کے اپنے اعضاء کو کٹوا دینا اس سے بھی زیادہ تکریم آدمیت کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعضاء ہم کو اپنے استعمال کے لیے دیے ہیں۔ یہ اعضاء ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں ان اعضاء کو کاٹ کر کسی اور کو دینا اس امانت میں خیانت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اجازت کے بغیر ان اعضاء میں تصرف ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک رکن[1] جو اعضاء کی پیوند کاری کے مجوز ہیں ان سے جب میں نے یہ کہا کہ اعضاء دینے والے کو کونسا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے وہ خلاف شرع اپنے اعضاء کٹوا رہا ہے، انھوں نے کہا جب ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کو ایک گردے کی ضرورت ہے اور میرے گردہ دینے سے اس کی جان بچ جائے گی تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنا گردہ کٹوا کر اس کو دے دے اور چونکہ علاج کی یہی صورت ہے اس لیے وہ مضطر

---

[1] علامہ مفتی محمد حسین نعیمی لاہور

ہے، میں نے کہا اس ایک شخص پر کیا موقوف ہے کراچی شہر کے اسّی لاکھ انسانوں میں سے اکثر وبیشتر انسانوں کا گردہ اسکے کام آسکتا ہے تو کیا ان سب لوگوں پر اس کو گردہ دینا واجب ہوگا! اور اگر کسی نے گردہ نہ دیا تو کیا پورا شہر گنہگار ہو گا؟ بلکہ اس کی موت کا ذمہ دار ہوگا، پھر اللہ اور رسول نے کب ہم پر واجب کیا ہے کہ ہم اعضاء کے ضرورت مند لوگوں کو اپنے اعضاء کاٹ کر دیا کریں۔ انھوں نے کہا اگر سمندر میں کوئی شخص ڈوب رہا ہو اور کنارے پر کھڑے لوگ اس کو نہ بچائیں تو وہ گنہگار ہوں گے۔ میں نے جواب دیا ان پر اس ڈوبتے شخص کو بچانا اس وقت فرض ہے جب بچانے کے سلسلے میں ان کو خود کسی جانی نقصان کا خطرہ نہ ہو اور اگر سمندر میں شارک مچھلیاں ہوں اور اس کا خطرہ ہو کہ وہ اس کا ہاتھ پیر کاٹ لیں گی یا اس کے خود اپنے ڈوب جانے کا خطرہ ہو تو پھر اس پر اس کو بچانا فرض نہیں ہے بلکہ خود اپنی جان کی حفاظت کی خاطر اس پر فرض ہے کہ وہ سمندر میں نہ اترے۔

مولانا طاسین صاحب نے اعضاء کی پیوندکاری کے جواز میں لکھا ہے کہ کسی شخص کا اپنے اعضاء کاٹ کر دینا، یا کسی مردہ کے اعضاء کاٹنا تکریم آدمیت کے خلاف نہیں اور نہ یہ مثلہ ہے کیونکہ مثلہ کا معنی یہ ہے "دشمن کو ہلاک کرنے کے بعد اس کی لاش کو مسخ کرنے کے لیے ناک، کان وغیرہ کاٹ دینا تاکہ وہ پہچانا نہ جا سکے اور اس کی مزید تذلیل ہو"۔ مولانا نے مثلہ کا جو یہ معنی بیان کیا ہے یہ لغت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ علامہ ابن منظور افریقی مثلہ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وفی الحدیث: نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یمثل بالدواب وان تؤکل الممثول بھا وھو ان تنصب فترمی او تقطع اطرافھا وھی حیۃ وفی الحدیث: انہ نھی عن المثلۃ یقال مثلت بالحیوان امثل بہ مثلا اذا قطعت اطرافہ وشوھت بہ ومثلت بالقتیل اذا جدعت انفہ واذنہ او مذاکیرہ او شیئا من اطرافہ والاسم المثلۃ۔[1]

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور مثلہ زدہ جانوروں کے کھانے سے بھی منع فرمایا ہے اور مثلہ یہ ہے کہ جانور کو کھڑا کر کے اس پر تیر اندازی کی جائے یا زندہ جانوروں کے اعضاء کاٹ دیے جائیں۔ حدیث میں ہے آپ نے مثلہ سے منع فرمایا کہا جاتا ہے میں نے حیوان کو مثلہ کیا جبکہ اس کے اعضاء کاٹ ڈالے جائیں اور وہ بدہیئت ہو جائے اور کہا جاتا ہے میں نے مقتول کو مثلہ کر دیا جبکہ مقتول کے ناک کان اور دوسرے اعضاء کاٹ دیے جائیں اور اس کا اسم مثلہ ہے۔

علامہ ابن اثیر[2] اور علامہ زبیدی[3] نے بھی مثلہ کا یہی معنی بیان کیا ہے، اور اس میں دشمن کو ہلاک کرنے یا اس کی تذلیل کی قید نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زندہ یا مردہ کے اعضاء کاٹ ڈالنا یہ مثلہ ہے اور اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۱۔ علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۱۱ ص ۶۱۵ مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم، ایران، ۱۴۰۵ھ،

۲۔ علامہ محمد بن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۴ ص ۲۹۴ مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعات ایران، ۱۳۶۴ھ۔

۳۔ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی نزیل مصر، تاج العروس شرح القاموس ج ۸ ص ۱۱ مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۰۶ھ،

وسلم نے منع فرمایا ہے اور پیوند کاری کے لیے جس زندہ یا مردہ کے اعضاء کاٹ دیے جاتے ہیں اس عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی صریح مخالفت ہوتی ہے اور یہ عمل تکریم آدمیت کے بھی خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولقد کرمنا بنی آدم "اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کو تکریم دی ہے اس کو احسن تقویم میں بنایا ہے اور اعضاء کٹوانے سے انسان کی احسن تقویم کو بگاڑ دیا جاتا ہے اور اس کی تکریم کی مخالفت ہوتی ہے، رہا یہ کہنا کہ دوسرے اندھے آدمی کو بینائی دینا یا جو گردوں سے محروم ہو اس کو گردہ دینا یہ بھی آدمیت کی تکریم ہے محض مغالطہ آفرینی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اختیار نہیں دیا کہ ہم اپنے اعضاء بانٹتے پھریں، اپنی آنکھیں نکلوا کر خود کو مثلہ کرا کر اور تکریم بنو آدم اور احسن تقویم کو بگاڑ کر دوسرے شخص کے لیے بینائی یا دوسرے اعضاء کے حصول کا موقع فراہم کرنے کے ہم مکلف ہیں نہ مجاز، یہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ مولانا طاسین صاحب کے استدلال کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص ڈاکہ زنی اور قتل و غارت گری سے لاکھوں روپے کمائے اور ان پیسوں سے یتیم خانے اور دار الامان کھول لے اور کہے کہ میں انسانیت کی خدمت کر رہا ہوں اور اگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ وہ جن ذرائع سے انسانیت کی یہ خدمت انجام دے رہا ہے وہ ناجائز ہیں تو بعینہٖ جو شخص اپنے اعضاء سے کسی کو بینائی اور گردے فراہم کر رہا ہے اور انسانیت کی خدمت کر رہا ہے اس کی اس خدمت کا ذریعہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو اپنے اعضاء کٹوانے کی اجازت دی ہے نہ دوسروں کے مال لوٹنے اور قتل و غارت گری کی۔

مولانا طاسین صاحب اعضاء کی پیوندکاری پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔" چونکہ خریدی وہی چیز جاتی ہے جو بیچنے والے کی ملکیت میں ہوتی ہے لہٰذا اس آیت سے مالوں اور جانوں دونوں کے متعلق مؤمنوں کی ملکیت ثابت ہوتی ہے اور جب انسان اپنے اعضاء کا مالک ہے تو جس کو چاہے کٹوا کر دے سکتا ہے اور جس کے لیے چاہے بعد از مرگ اپنے اعضاء کو کٹوانے کی وصیت کر سکتا ہے۔"

نہ جانے مولانا طاسین صاحب نے اس آیت سے کیسے یہ سمجھ لیا کہ مسلمان اپنی جان کا مالک ہے! اس آیت میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ چکے ہیں اور جب انھوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دیا تو اب وہ جان اور مال کے مالک نہیں رہے اور ان کا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ مالک ہے! درحقیقت ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

للہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض (بقرہ: ۲۸۴) "آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔" انسانوں کو ظاہری اور صوری طور پر اللہ تعالیٰ نے جو ان کے اعضاء اور اموال میں تصرف کا حق دیا ہے مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلہ میں وہ حق بھی خرید لیا۔ اب مسلمانوں کو اپنی جانوں اور مالوں پر مطلقاً کوئی حق ہے نہ ملکیت۔ اب وہ اپنے مال کی ایک ایک چیز اور اپنے جسم کے ہر ہر عضو میں اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی اجازت سے تصرف کے پابند ہیں اور جب مسلمان کے جسم اور اس کے سارے اعضاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں تو مسلمان اپنے کسی عضو کو نہ زندگی میں کسی کو ہبہ کر سکتا ہے اور نہ مرنے کے بعد کسی کے لیے اپنے کسی عضو کی وصیت کر سکتا ہے۔

مال میں وصیت کی اجازت ہے اور اس میں وراثت کی تقسیم کا حکم بھی ہے۔ جسم کے اعضاء میں نہ وراثت ہے نہ وصیت، اس لیے مال پر جسم کا قیاس صحیح نہیں ہے نہ اس میں بعد میں کسی اور کے مالک ہونے کا کوئی تصور ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت طفیل بن عمرو دوسی بھی اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے، حضرت طفیل کا ساتھی بیمار ہو گیا اور جب بیماری اس کی قوت برداشت سے باہر ہو گئی تو اس نے ایک لمبے تیر کے پھل سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے جس کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھوں سے خون بہنے لگا اور اسی سبب سے اس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت طفیل نے خواب میں اسے اچھی حالت میں دیکھا لیکن اس نے اپنے دونوں ہاتھ لپیٹے ہوئے تھے۔ حضرت طفیل نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کے سبب بخش دیا حضرت طفیل نے پوچھا ہاتھوں کو کیوں لپیٹے ہو؟ اس نے کہا مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ جس چیز کو تم نے خود بگاڑا ہے ہم اس کو درست نہیں کریں گے، حضرت طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب بیان کیا۔ خواب سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے![1]

اس حدیث سے واضح ہوا کہ انسان اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے اور ان کو کاٹ نہیں سکتا، پورا عضو کاٹنا تو کجا صرف انگلیوں کے جوڑ کاٹنے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوا اور فرمایا: لن نصلح منك ما أفسدت "جس عضو کو تم نے بگاڑا ہے ہم اس کو درست نہیں کریں گے"۔ جو لوگ زندگی میں اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے اعضاء کو کٹوا دیتے ہیں یا مرنے کے بعد کاٹ دیے جانے کی وصیت کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ آخرت میں ان اعضاء سے محروم کر دیے جائیں اور ان کا حشر آنکھوں یا دیگر اعضاء کے بغیر ہو۔ جب صحابی رسول نے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ دیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کٹے ہوئے جوڑوں کو ٹھیک نہیں کیا تو مادشما اگر اپنے پورے اعضاء کٹوا دیں تو کیا وہ اس خطرہ میں نہیں ہیں کہ آخرت میں ان کا ان اعضاء کی محرومی کے ساتھ حشر ہو؟ اللہ تعالیٰ بصیرت عطا فرمائے اور قبول حق کی توفیق دے۔

باقی یہ جو کہا گیا ہے کہ ضرورت سے ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے اس سے پیوند کاری کا جواز لازم نہیں آتا کیونکہ جو شخص اعضاء کٹوا رہا ہے اسے کوئی ضرورت ہے نہ اضطرار، تو کس بناء پر ایک ممنوع چیز اس کے لیے مباح ہو گی دوسری دلیل یہ ہے کہ دو برائیوں میں سے کم برائی کو اختیار کر لینا چاہیے۔ گذارش ہے کہ اعضاء کو کٹوانا تو برائی ہے لیکن کسی ضرورت مند کو یہ اعضاء کاٹ کر نہ دینا سرے سے کوئی برائی ہی نہیں ہے کیونکہ اس کا کسی انسان کو مکلف نہیں کیا گیا کہ وہ ضرورت مندوں میں اپنے اعضاء تقسیم کرے بلکہ اعضاء کاٹ کر دینے سے روکا گیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث مذکور سے ظاہر ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ بڑے فائدہ کی خاطر چھوٹے فائدہ کو چھوڑ دینا چاہیے لیکن یہاں اپنے اعضاء کو کٹوا دینا یا ان کی وصیت کرنا چھوٹا فائدہ نہیں بھاری نقصان ہے۔ چوتھا قاعدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک چیز میں نفع اور ضرر کے دو پہلو ہوں اور ضرر کم اور نفع زیادہ ہو تو نفع کو اختیار کر لینا چاہیے۔ اس

[1] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۵ھ

قاعدہ کا اطلاق بھی یہاں صحیح نہیں ہے کیونکہ اس قاعدہ کے مطابق اول تو نفع اور ضرر ایک شخص کے لحاظ سے ہے اور جس معاملہ میں ہم گفتگو کر رہے ہیں وہاں وہ الگ الگ شخص ہیں۔ ثانیاً یہاں اعضاء کٹوانے میں اس شخص کو نفع بالکل نہیں ہے سراسر نقصان ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے دلائل سے واضح کر چکے ہیں۔

پوسٹ مارٹم، خون چڑھانے، حرام اشیاء سے علاج اور اعضاء کی پیوند کاری پر ہم نے بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے، اس سلسلے میں پاکستان، لندن، مصر اور ایران کے علماء اور دانش وروں کے افکار اور تحقیقات کو پیش کیا ہے اور ان موضوعات پر قرآن، حدیث اور مذاہب اربعہ کے فقہاء کے اقوال اور تصریحات کی روشنی میں ہمیں جو بات سمجھ آئی ہے اور ہم نے جو موقف طے کیا ہے اس کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور جن علماء اور دانشوروں سے ہم نے اختلاف کیا ہے نہایت ادب کے ساتھ ان کے دلائل پر بحث و نظر کی ہے، ان موضوعات پر اگر ہمارا موقف حق و صواب ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اگر ہمارا موقف غلط ہے تو یہ ہمارے قصور علم اور سوء فہم کا نتیجہ ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ اس موضوع پر میں نے جو کاوش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس کو تشنگان علم کی سیرابی کا سبب بنائے اور جو لوگ ان مسائل میں تحقیق کے طالب تھے یا ان مسائل میں کسی غلط موقف کا شکار تھے ان کی ہدایت کا ذریعہ بنائے، اے اللہ! اس کتاب کے مصنف کو اور اس کے معاونین اور قارئین کو بخش دے۔ بے شک مصنف سر تا پا گناہوں میں غرقاب ہے تو اپنی رحمت سے اسے توبہ اور اعمال صالحہ کے ساحل کی طرف لے آ، اس کا ایمان اور نیکیوں پر خاتمہ کر، اور اسے اپنی رحمتوں سے نواز، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور شفاعت سے بہرہ مند فرما، امین یا رب العلمین بجاہ حبیبک محمد سید المرسلین والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین وعلی اٰلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

حضور کے والدین کا ایمان

حدیث نمبر ۲۱۵۴ میں ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو مجھے اجازت دیدی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپکی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی اس سے ثابت ہوا کہ آپکی والدہ ماجدہ مومن تھیں، کیونکہ کفار کی قبر پر کھڑے ہونے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔ (التوبہ: ۸۴)۔

"آپ کفار میں سے کسی کی نماز جنازہ پڑھیں نہ ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں"۔ اگر آپ کی والدہ ماجدہ مومن نہ ہوتیں تو آپ کو ان کی قبر کی زیارت کی اجازت نہ دی جاتی کیونکہ کفار کی قبروں پر کھڑے ہونے سے آپ کو منع کر دیا گیا تھا۔

رہا یہ امر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو والدہ کے لیے استغفار کی اجازت کیوں نہیں دی، اس کا جواب یہ ہے کہ غیر معصوم کے حق میں استغفار کرنا اس کے گنہگار ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے یعنی اگر آپ اپنی والدہ کے لیے استغفار کرتے تو کسی شخص کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ کی والدہ نے کوئی گناہ کیا ہوگا جس کے لیے آپ استغفار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے

آپ کو استغفار سے روک دیا تاکہ آپ کی والدہ کے متعلق کوئی شخص یہ وہم نہ کر سکے۔

یہ سوال نہ کیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی والدہ شرک پر فوت ہوئی ہوں اور آپ اس کے لیے استغفار کی اجازت چاہتے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی آپ کو مشرکین کے لیے استغفار سے منع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین۔ (توبہ: ۱۱۳) "نبی اور مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں۔" یہ آیت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی اور والدہ کی زیارت آپ نے صلح حدیبیہ یا فتح مکہ کے بعد کی ہے۔

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباد اور امہات مومن ہیں اور ان میں سے کسی کا خاتمہ کفر، شرک پر ہوا نہ ان میں سے کوئی کسی بدکاری میں ملوث رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہمیشہ اصلاب طاہرین سے ارحام طاہرات کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

علامہ سیوطی نے مسالک حنفاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں اہل اسلام کے تین نظریات پیش کیے ہیں ایک یہ کہ آپ کے والدین اہل فترت میں سے تھے۔ اور تمام اہل فترت نجات یافتہ ہیں اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ پہلے آپ کی والدہ مکلف نہ تھیں اور غیر مکلف کے لیے استغفار نہیں کیا جاتا۔ دوسرا یہ کہ آپ کے سلسلہ نسب کے تمام آباد اور امہات مومن ہیں۔ اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ یہ تھی تاکہ معصیت کا وہم پیدا نہ ہو۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا گیا اور وہ قبر میں آپ پر ایمان لاکر دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ واضح ہے۔ اہل اسلام کے تینوں نظریات کا خلاصہ ہم سطور ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

آپ کے والدین اہل فترت سے تھے

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا اس بناء پر اس نبی کی ذریت اور اس قوم کے سوا سب لوگ اہل فترت سے ہوں گے اور والدین کریمین عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے تھے نہ ان کی قوم سے اس لیے یہ بات ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اہل فترت سے تھے اور اہل فترت کے نجات یافتہ ہونے پر درج ذیل آیات دلالت کرتی ہیں۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ (اسراء: ۱۵)

ہم اس وقت تک عذاب نہیں دینے والے جب تک کہ رسول کو نہ بھیج دیں۔

ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک من قبل ان نذل ونخزی۔ (طٰہٰ - ۱۳۴)

اور اگر ہم ان کو اس سے پہلے عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیری آیات کی پیروی کر لیتے۔

وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون ٥ ذکری وما کنا ظلمین ٥

ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا تو پہلے اس بستی میں اپنے عذاب سے ڈرانے والوں کو بھیجا اور ہم ظالم نہیں

(شعراء : ۲۰۹ : ۲۰۸) ہیں اگر بغیر تنبیہ کے عذاب نازل کر دیں)

قرآن مجید کی ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں نبی نہ بھیجے اس وقت تک ان کو مکلف قرار دیتا ہے نہ ان کو مستحق عذاب قرار دیتا ہے اور یہی لوگ اہل فترت ہیں اور از روئے قرآن نجات یافتہ ہیں اس اصول کے اعتبار سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نجات یافتہ قرار پائے [1]۔

آپ کے تمام آباء اور امہات اہل ایمان سے ہیں

دوسرا مسلک یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباء اور امہات مومن تھے اس پر علامہ سیوطی نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین۔ (شعراء : ۲۱۹) وہ جو تمہیں دیکھتا رہتا ہے خواہ تم قیام میں ہو خواہ ساجدین میں منقلب ہو رہے ہو۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں: امام رازی نے اپنی کتاب اسرار التنزیل میں یہ تقریر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ساجدین میں سے ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے یعنی آپ کے تمام آباء اور امہات اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والے اور مومن تھے اور اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے: لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات۔ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ آپ کے تمام آباء اور امہات سجدہ گزار، طیب و طاہر اور مومن تھے۔

اس نظریہ پر دوسری دلیل یہ ہے کہ روئے زمین کبھی اہل ایمان سے خالی نہیں رہا اور آپ کا نور ہر دور کے بہترین بنو آدم میں رہا از روئے قرآن اہل ایمان سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولعبد مؤمن خیر من مشرک۔ (البقرۃ: ۲۲۱) "بندہ مومن مشرک سے بہتر ہے۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا نور ہر دور کے مومنوں میں گردش کرتا رہا جس سے ثابت ہوا کہ ہر دور میں آپ کے والدین کریمین مومن تھے۔

زمین کبھی اہل ایمان سے خالی نہیں رہی اس پر دلیل یہ ہے کہ امام عبدالرزاق نے مصنف میں ابن مسیب سے روایت کیا کہ قال علی بن ابی طالب لم یزل علی وجہ الدھر فی الارض سبعۃ مسلمون فصاعدًا فلولا ذلک ھلکت الارض ومن علیھا۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا "ہمیشہ روئے زمین پر کم از کم سات مسلمان رہے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور زمین والے سب ہلاک ہو جاتے۔" علامہ سیوطی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور یہ بات اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن چونکہ محض عقل سے یہ بات نہیں کہی جا سکتی اس لیے یہ حدیث حکم مرفوع میں ہے۔

رہا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بنو آدم کے بہترین افراد سے مبعوث ہوئے ہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ۔ "میں ہر زمانہ میں بہترین لوگوں میں مبعوث ہوتا

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔ الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۱۰ تا ۲۰۲، ملخصا، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

رہا حتیٰ کہ ان لوگوں میں مبعوث ہوا جن میں ہوں۔" اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: ما افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللّٰہ فی خیرھما فاخرجت من بین ابوی فلم یصبنی شئ من عھد الجاھلیۃ وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن اٰدم حتی انتھیت الی ابی وامی فانا خیرکم نفسا وخیرکم ابا۔ "جب بھی لوگ دو گروہوں میں منقسم ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے (یا میرے بزرگوں) ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا پھر میں اپنے ماں باپ سے ظاہر ہوا در آں حالیکہ کبھی بھی زمانہ جاہلیت کی چیزوں نے مجھے نہیں چھوا، اور آدم سے لے کر میرے باپ تک میں ہمیشہ نکاح سے پیدا ہوا اور کبھی بھی بدکاری سے پیدا نہیں ہوا۔ میں اپنی شخصیت اور نسب کے اعتبار سے تم سے افضل ہوں۔" اور امام ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یزل اللّٰہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاھرۃ مصفی مھذبا لا ینشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا در آں حالیکہ میں طیب و طاہر تھا اور جب بھی دو شاخیں ملی ہوئی ہیں بہترین شاخوں میں تھا۔" اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں واثلہ بن اسقع سے روایت کیا: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ اصطفی من ولد ابراھیم اسماعیل واصطفی من ولد اسمٰعیل بنی کنانۃ واصطفی من بنی کنانۃ قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے حضرت اسماعیل کو پسند فرمایا اور اولاد اسماعیل سے بنو کنانہ کو پسند فرمایا اور بنو کنانہ سے قریش کو پسند فرمایا اور قریش سے بنو ہاشم کو پسند فرمایا اور بنو ہاشم سے مجھے پسند فرمالیا۔"

امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ حین خلقنی جعلنی من خیر خلقہ ثم حین خلق القبائل جعلنی من خیرھم قبیلۃ وحین خلق الانفس جعلنی من خیر انفسھم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتھم فانا خیرھم بیتا وخیرھم نفسا۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تو بہترین مخلوق سے پیدا فرمایا پھر جب اللہ تعالیٰ نے قبیلوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا، پھر جب لوگوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین لوگوں میں رکھا اور جب گھروں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا پس میں بحیثیت شخص کے بھی تم سب سے بہتر ہوں اور بحیثیت گھر کے بھی تم سب سے بہتر ہوں۔"[1]

ان تمام صحیح، مستند اور معتمد احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک خیر البوین میں رکھا ہے اور خیر بہرحال مومن ہے اس لیے آپ کے سلسلہ نسب کے تمام والدین مومن تھے۔

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۱۲ تا ۲۱۰ ملخصاً مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

آزر حضرت ابراہیم کے چچا تھے

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ آپ کے سلسلہ نسب کے تمام والدین مومن تھے تو حضرت ابراہیم جو آپ کے آباء سے ہیں ان کے والد کو بھی مومن ہونا چاہیے حالانکہ حضرت ابراہیم کے والد آزر نص قرآن سے کافر ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ لغت عرب اور قرآن و حدیث میں "اب" کا اطلاق چچا پر ہوتا ہے اور اہل تاریخ کی تصریحات سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد تارخ تھے اور آزر آپ کے چچا تھے اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم اپنے چچا آزر کے لیے استغفار کرتے رہے لیکن جب وہ کفر پر فوت ہو گئے تو حضرت ابراہیم ان سے بیزار ہو گئے اور پھر ان کے لیے استغفار نہیں کیا، قرآن مجید میں ہے:

وما کان استغفار ابراهیم لابیه الا عن موعدة وعدها ایاه فلما تبین له انه عدو لله تبرأ منه۔ (توبہ ۱۱۴)

ابراہیم کا اپنے چچا کے لیے استغفار کرنا صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو چچا نے ان سے کیا تھا، جب انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کا چچا اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن کعب، قتادہ، مجاہد اور حسن وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر کی حیات میں اس کے ایمان کی توقع رکھتے تھے اور جب وہ شرک پر فوت ہو گیا تو حضرت ابراہیم اس سے بیزار ہو گئے اس کے بعد نار نمرود کا واقعہ پیش آیا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی اور وہاں حضرت سارہ کی وجہ سے ظالم بادشاہ کا واقعہ پیش آیا جس کے نتیجہ میں حضرت ہاجرہ آپ کو بطور باندی ملیں پھر آپ شام کو لوٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور ان کے فرزند حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی وادی غیر ذی زرع میں ٹھہرایا جہاں حسب قرآن آپ نے یہ دعا کی: ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع "اے اللہ! میں نے اپنی اولاد کو ایک بنجر وادی میں ٹھہرا دیا ہے"۔ اور اس کے بعد یہ دعا مانگی:

ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

اے ہمارے رب! میری مغفرت کر اور میرے والدین کی اور قیامت کے دن تمام مسلمانوں کی۔

اس طرح حضرت ابراہیم نے اپنے چچا کے ہلاک ہونے کے کافی عرصہ بعد اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کی جس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں جس کے کفر اور جس کے استغفار سے بیزاری کا ذکر کیا گیا ہے وہ حضرت ابراہیم کے چچا تھے والد نہ تھے کیونکہ اگر والد ہوتے تو بعد میں ان کے لیے استغفار نہ کرتے، اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں جس کا آزر کے نام اور "اب" کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے وہ آپ کے چچا ہیں۔[1]

ایک اشکال کا جواب

ایک اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ این ابی؟ "میرا باپ کہاں ہے؟" آپ نے فرمایا فی النار "جہنم میں" جب وہ چلا گیا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ ان ابی وا باک فی النار۔ "تیرا باپ اور میرا باپ جہنم میں ہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی باپ سے مراد چچا ہے۔

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۱۵ - ۲۱۳ ملخصاً مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

علامہ سیوطی نے ایک جامع اور کلی جواب یہ دیا ہے کہ جو احادیث بظاہر والدین کریمین کے ایمان اور ان کی مغفرت کے خلاف ہیں ان سب کا حکم قرآن مجید کی اس آیت سے منسوخ ہے "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" (اسراء: ۱۵)

تیسرا مسلک

علماء اہلسنت میں سے ابن شاہین، حافظ ابو بکر خطیب بغدادی، سہیلی، قرطبی، محب طبری اور ناصر الدین ابن منیر وغیرہم کا نظریہ یہ ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ پر ایمان لائے، علامہ سہیلی نے الروض الانف میں سند ضعیف کے ساتھ یہ روایت ذکر کی ہے:

عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سأل ربه ان یحیی ابویه فاحیاهما له فامنا به ثم اماتهما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا وہ آپ پر ایمان لائے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر موت طاری کر دی۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ علامہ سہیلی نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے حضرت ابراہیم اور حضرت عزیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن بے اندازہ اور کثیر خصوصیات کے ساتھ نوازا ہے ان کے پیش نظر کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دل جوئی کے لیے آپ کے ابوین کو زندہ کر کے شرف اسلام سے مشرف فرمایا ہو۔[1]

علامہ سیوطی نے اس مضمون کی بہت سی احادیث پیش کی ہیں ہم نے اختصار کے پیش نظر ایک حدیث کو ذکر کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین شریفین کے ایمان کا مسئلہ ہر چند کہ اصولی اور اعتقادی نہیں ہے تاہم حسن عقیدت اور آپ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے ایمان کا قول کیا جائے کیونکہ ہمارے آباء اور امہات مومن ہوں اور سرکار کے ابوین مومن نہ ہوں اور ہمیں اپنے اباء کے ایمان اور اسلام کا شرف حاصل ہو اور آپ کو یہ شرف حاصل نہ ہو اس بات کو ایک مومن کی محبت اور غیرت ایمان گوارہ نہیں کرتی۔ اس باب میں کم سے کم بات یہ ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور ابوین کریمین کے بارے میں کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو ابوین کریمین کے استخفاف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا موجب ہو اللہ تعالیٰ ملا علی قاری کی مغفرت فرمائے انھوں نے اس باب میں محبت اور ادب کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا۔

عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا

حدیث نمبر ۲۱۵۶ میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو زیارت قبور سے منع کرتا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی ناسخ ہوتی ہے اور حدیث میں نسخ جاری تھا۔ اس حدیث میں زیارت قبور کے جواز کا ثبوت ہے۔ مردوں کے لیے زیارت بالاتفاق جائز ہے۔ عورتوں کے لیے زیارت قبور میں اختلاف ہے، علامہ شامی نے لکھا کہ بزرگان دین کی قبروں پر بوڑھی عورتیں ان اوقات میں جا سکتی ہیں جن اوقات میں انھیں نماز پڑھنے کیلئے

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ - الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۳۰، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر فیصل آباد

مسجد میں جانے کی اجازت ہے [1] فاضل بریلوی نے عورتوں کے جانے کو مطلقاً منع کیا ہے صرف سرکار کے روضۂ مطہرہ کی اجازت دی ہے لکھتے ہیں:

علماء کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد النہی میں عورات (عورتیں) بھی داخل ہوئیں یا نہیں، اصح یہ ہے کہ داخل ہیں کما فی البحر الرائق مگر جوانیں (جوان عورتیں) ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حزن مقصود ہو تو مطلقاً حرام اقول قبور اقرباء پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نساء ہے اور مزارات اولیاء کرام پر حاضری میں احد الشناعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے لہٰذا غنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا: البتہ حاضری وخاک بوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے، اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے [2]۔

ایک اور فتوی کے جواب میں لکھتے ہیں:

اصح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں [3]۔

خودکشی کرنیوالے اور شہید کی نماز جنازہ

حدیث نمبر ۲۱۵۸ میں ہے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا جنازہ لایا گیا جس نے اپنے آپ کو تیر سے ہلاک کر لیا تھا، آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں: عمر بن عبد العزیز اور امام اوزاعی کا نظریہ یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور ان کی دلیل حدیث مذکور ہے اس کے برخلاف حسن، نخعی، قتادہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس حدیث کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر وتوبیخ کے لیے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تاکہ لوگ خودکشی سے باز رہیں اور صحابہ کرام نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی تھی اس کی مثال ایسے ہے کہ آپ نے ایک بار ایک مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور صحابہ کو اس کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ لوگ قرض کی ادائیگی میں سستی سے باز رہیں،

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی خواہ اس پر حد جاری ہوئی، رجم کیا گیا ہو، خودکشی کرنیوالا ہو یا ولد الزنا ہو، امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ فساق فجار اور جو حد یافتہ ہو ان پر امام نماز جنازہ نہ پڑھے تاکہ لوگ برے کاموں میں ہاتھ ڈالنے سے ڈریں اور عام لوگوں میں سے کوئی شخص ان پر نماز پڑھ لے، جو بچہ ناتمام پیدا ہوتا ہے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، پیدا ہونے کے بعد جس بچہ کی آواز سنی گئی اس کی نماز پڑھی جائے گی یا جس بچہ کی کسی اور طریقہ سے زندگی کا پتا چل گیا ہو، شہید یعنی جو شخص میدان جنگ میں کفار کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اس کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام مالک، شافعی اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کو غسل دیا جائے گا نہ اس کی نماز پڑھی جائے گی، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں غسل نہیں دیا جائے گا لیکن نماز پڑھی جائے گی [4]۔

---

[1] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۳ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

[2] اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۶۵ مطبوعہ سُنّی دار الاشاعت فیصل آباد ۱۳۹۴ھ۔

[3] " " "

[4] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

امام ابوحنیفہ شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو مشروع قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

عن عقبة ابن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوما فصلی علی اهل احد صلوته علی المیت [1]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گئے اور شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی۔

[1] امام ابوعبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الزکوٰۃ

قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں نماز کے بعد جس عبادت کا ذکر کیا گیا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کی وجہ سے سرمایہ داروں اور غریبوں کے درمیان توازن پیدا ہوتا ہے، دولت گردش میں رہتی ہے اور مسلمانوں کے درمیان ہمدردی، باہمی امداد اور یگانگت پیدا ہوتی ہے اور اس کا اہم فائدہ نظام جماعت کے قیام کے لیے مالی سرمایہ بہم پہنچاتا ہے

زکوٰۃ کا لغوی اور شرعی معنی

علامہ ابن اثیر جزری زکوٰۃ کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصل الزكاة فی اللغة الطهارة والنماء والبركة والمدح وكل ذلك قد استعمل فی القرآن والحديث[۱]

لغت میں زکوٰۃ کا معنی، پاکیزگی، بڑھنا، برکت اور مدح ہے اور ان میں سے ہر معنی قرآن اور حدیث میں استعمال ہوا ہے۔

علامہ عینی زکوٰۃ کا شرعی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایتاء جزء من النصاب الحولی الی فقیر غیر هاشمی۔[۲] سال گزرنے کے بعد نصاب معین سے ایک حصہ غیر ہاشمی فقیر کو نیت زکوٰۃ سے دینا۔

زکوٰۃ کا رکن اخلاص ہے اور اس کا سبب مال بمقدار نصاب ہے اس کی شرائط میں اسلام، نصاب مملوک پر سال گزرنا، عقل، بلوغ، حریت اور قرض سے فراغت ہے اس کا حکم فرضیت ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مسلمان کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اور وہ دنیا میں ستائش اور آخرت میں اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔

زکوٰۃ کی حکمتیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض کی تاکہ مسلمان اس بات کو جان لیں کہ سعادت اُخروی محض مال و دولت میں مشغول رہنے سے حاصل نہیں ہو سکتی، سعادت اُخروی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں مال خرچ کرنے سے حاصل ہو گی اور دل سے حب دنیا کے مرض کا علاج صرف زکوٰۃ کی فرضیت سے ہو سکتا ہے اس لیے فرمایا: خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها۔ (توبہ: ۱۰۳) ان کے اموال سے زکوٰۃ وصول کر کے ان کو پاکیزہ کر دیں۔

(۲) مال سے چونکہ دنیاوی لذتوں اور آسائشوں کا حصول ہوتا ہے اس لیے انسان فطری طور پر مال کی طرف مائل اور مال کو جمع کرنے پر حریص ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرے اور اس حرص کا خاتمہ ہو یا کم از کم اس

---

[۱] علامہ مجد الدین محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۳۰۷، مطبوعہ موسسۃ اسماعیلیان ایران ۱۳۶۴ھ۔

[۲] علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۲۳، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ۔

میں کمی پیدا ہو۔

(۳) مال کی زیادتی اور کثرت کی وجہ سے انسان میں غرور، تکبر، سرکشی اور فسق و فجور پیدا ہو جاتا ہے۔ پیسہ کی طاقت سے وہ اپنی ہر خواہش کو پورا کر لیتا ہے ان الانسان لیطغی ان راٰہ استغنی - (علق : ۹) بےشک! انسان بہت سرکش ہے!! وہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی کی پروا نہیں ہے!!!۔

زکوٰۃ کی فرضیت اس کی سرکشی اور فسق و فجور کو کم کرتی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے حصول کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

(۴) زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ مسلمان دوسرے مسلمانوں پر شفقت کرتا ہے اور ان کی ضروریات پوری کر کے ان کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کرتا ہے اور جس طرح نماز پڑھ کر بندہ خالق کی تعظیم کا فریضہ ادا کرتا ہے زکوٰۃ ادا کر کے وہ خلق پر شفقت کے ذمہ سے عہدہ برآ ہوتا ہے اور اس طرح حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی رعایت بھی ہو جاتی ہے۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تخلقوا باخلاق اللہ - اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ بھوکوں کو کھلاتا ہے ناداروں کی ضروریات پوری کرتا ہے اور مصیبت زدہ لوگوں کی مصیبتیں دور کرتا ہے، مسلمان فریضۂ زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے متصف ہو جاتا ہے اور وصف رزاقی کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لیتا ہے صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ (بقرہ : ۱۳۸) اللہ کا رنگ! اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ اچھا ہو سکتا ہے!

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت خدیجہ کے سامنے دعویٰ نبوت کا ذکر کیا تو حضرت خدیجہ نے تائید کرتے ہوئے کہا: "آپ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے لیے کماتے ہیں، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مشکلات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں"[1] یہ کہا اور آپ کو نبی مان لیا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ مسلمان نبی کی ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے! اس سے بڑھ کر زکوٰۃ کا اور کیا فائدہ ہو گا!! کہ زکوٰۃ کی وجہ سے بندہ اللہ اور رسول کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔

(۷) فقراء اور مساکین جب دیکھتے ہیں کہ فلاں شخص زکوٰۃ اور صدقات سے ان کی مدد کرتا ہے، مشکلات اور مصائب میں ان کے کام آتا ہے تو وہ فطری طور پر اس شخص کا بھلا چاہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا و بغض من اساء الیھا - "فطری طور پر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں جو ان سے حسن سلوک کرے اور اس سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے بدسلوکی کرے"، اس لیے جب فقراء اور مساکین کو علم ہو گا کہ فلاں شخص اپنے مال سے ان کی امداد کرتا ہے تو وہ اس کے مال کی بقاء اور زیادتی کی دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (رعد : ۱۷) "جو چیز لوگوں کو نفع دیتی ہے وہ زمین پر برقرار رہتی ہے" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ "اپنے اموال کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو"

(۸) استغناء کے دو مراتب ہیں استغناء بالشیٔ اور استغناء عن الشیٔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعے انسان استغناء کا اعلیٰ درجہ استغنیٰ عن الشیٔ - حاصل کر لیتا ہے اور یہ حق تعالیٰ کی صفت ہے۔

(۹) ایک بار کاشانۂ اقدس میں بکری ذبح کی گئی اور ایک ران کے سوا باقی سب تقسیم کر دیا گیا، جب آپ تشریف لائے تو

[1] امام ابوعبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی بار دوم ۱۳۸۱ھ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پوچھا کچھ گوشت باقی ہے عرض کیا کیا ایک ران باقی ہے، فرمایا نہیں! اس ایک ران کے سوا وہ تمام گوشت باقی ہے جو تم نے خدا کی راہ میں دیدیا! انسان نے جو کچھ دنیا میں خرچ کر دیا وہ فانی ہے وہی باقی رہتا ہے جو راہ خدا میں دے دیتا ہے زکوٰۃ کے ذریعے انسان اپنے اموال کے کچھ حصہ کو باقی اور محفوظ کر لیتا ہے۔ امام رازی سے کسی دولت مند شخص نے پوچھا کیا یہ ممکن ہے کہ میں اپنے سب مال و دولت کو قبر میں لے جاؤں، فرمایا ہاں! تم یہ مال و دولت اللہ کی راہ میں دے دو تم کو یہ مال قبر میں مل جائے گا۔

(۱۰) مال خرچ نہ کرنے سے انسان بخلاء کے مشابہ ہوتا اور زکوٰۃ کے ذریعہ مال خرچ کے انبیاء کے مشابہ ہوتا ہے۔

(۱۱) زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ انسان مصدر افاضۂ خیر اور معدن افادہ رحمت ہوجاتا ہے اور یہ بعینہٖ مظہر صفات الٰہیہ ہونا ہے۔

(۱۲) انسان کے دو کمال ہیں، نظریاتی اور عملی، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور عقائد اسلام کے ساتھ وابستگی سے اسے نظریاتی کمال حاصل ہوتا ہے اور زکوٰۃ اور باقی ارکان کی ادائیگی سے اسے عملی کمال حاصل ہوتا ہے یعنی کمال عملی کے حصول میں زکوٰۃ کا ایک بڑا حصہ ہے۔

(۱۳) انسان کے پاس تین چیزیں ہیں روح، بدن اور مال، روح کی سعادت اللہ تعالیٰ کے عرفان سے حاصل ہوتی ہے، بدن کی سعادت نماز سے حاصل ہوتی ہے اور مال کی سعادت زکوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے۔

(۱۴) کسی نعمت کا شکر اس طرح ادا ہوتا ہے کہ اس نعمت کو منعم کی مرضی سے خرچ کیا جائے لہٰذا زکوٰۃ ادا کرنے سے نعمت مال کا شکر ادا ہو جاتا ہے۔

(۱۵) ادائیگی زکوٰۃ کے ذریعہ امیروں اور غریبوں کے درمیان رشتۂ الفت قائم رہتا ہے اور وہ طبقاتی منافرت پیدا نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اشتراکیت اپنے برگ و بار پھیلاتی ہے اور نہ ہی سفید سامراج کو اپنے پیر پسارنے کا موقع ملتا ہے اور معاشرے کے دو طبقوں کے درمیان توازن قائم رہتا ہے۔

(۱۶) ادائیگی زکوٰۃ کے سبب بیت المال مضبوط رہتا ہے اور یہ ملک اور قوم کی سلامتی کا ایک بڑا سبب ہے۔

(۱۷) مال کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے نفع بخش چیزوں کو حاصل کیا جائے اور ضرر رساں چیزوں کو دور کیا جائے۔ جب انسان کے پاس بقدر ضرورت مال ہو تو وہ اس کے پاس رہنا چاہیے تاکہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کر سکے لیکن بعض لوگوں کے پاس مال ان کی ضرورت سے بہت زیادہ ہوتا ہے اور بعض دوسرے لوگوں کے پاس مال بہت کم ہوتا ہے جس سے ان کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اغنیاء پر واجب کیا کہ وہ اپنے زائد مال میں سے ایک حصہ غرباء کو دیں تاکہ وہ اپنی ضروریات پوری کر لیں اور معاشرے میں بے اطمینانی اور انارکی نہ پھیلے اور عدل وانصاف کے تقاضے پورے ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا: وفی اموالھم حق للسائل والمحروم (ذاریات: ۱۹) یعنی امراء غریبوں اور ناداروں کو جو زکوٰۃ کی شکل میں مال دیتے ہیں وہ ان پر احسان نہیں کرتے کوئی منت نہیں رکھتے بلکہ ان کا حق ادا کرتے ہیں ان کے فالتو اور ضرورت سے زائد مال میں اللہ تعالیٰ نے ضرورت مندوں کا حق رکھا ہے اور ادائیگی زکوٰۃ کی صورت میں مال دار یہ حق ادا کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فقراء پر لینا واجب نہیں کیا، امراء پر دینا واجب کیا ہے۔ اگر امراء اپنی معیشت میں زکوٰۃ کی رقم کے محتاج ہیں تو امراء بھی اپنے فرض کی ادائیگی اور اخروی عذاب سے نجات پانے میں غرباء کے محتاج ہیں وہ زکوٰۃ لیں گے تو ان کا فرض ادا ہوگا اور ان کی آخرت محفوظ ہوگی۔!

(۱۸) ادائیگی زکوٰۃ کے ذریعہ دولت گردش میں رہتی ہے، سرمایہ منجمد ہوتا ہے نہ سود کا ذریعہ بنتا ہے۔

(۱۹) ایک طرف ایک شخص کے پاس اس کی ضرورت سے کہیں زیادہ مال پڑا رہے دوسری طرف ایک شخص نانِ جویں کو ترستا رہے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف تھا اس لیے اس نے زکوٰۃ فرض کر دی۔

(۲۰) اگر اغنیاء فقراء کی زکوٰۃ اور صدقات سے مدد نہ کریں تو بسا اوقات یہ خطرہ پیش آسکتا ہے کہ فقراء بھوک، افلاس اور اپنی ضروریات سے تنگ آکر جرائم کے راستہ پر چل پڑیں یا دشمن ممالک کے آلۂ کار بن جائیں یا اجتماعی طور پر سرمایہ داروں کے خلاف بغاوت کر کے اشتراکی انقلاب لے آئیں اور کمیونسٹ ممالک مثلاً روس اور چین میں ایسا ہی ہوا ہے اور ۱۹۷۰ء میں پاکستان میں بھی غریبوں، کارکنوں، محنت کشوں، کسانوں اور مزدوروں نے روٹی، کپڑے اور مکان کے نعرے پر اسلام کے اقتصادی نظام کے خلاف سوشلزم کے حمایت میں ووٹ دیئے درحقیقت یہ ردعمل تھا اسلام کے اقتصادی نظام کو مسلسل نظر انداز کرنے کا۔ پاکستان کے جسقدر کاروباری اور تجارتی ادارے ہیں، دکانیں، کارخانے اور ملیں ہیں اگر یہ سب ہر سال اپنے سرمایہ کا چالیسواں حصہ نکالیں اور تمام زمیندار اور وڈیرے اپنے باغات اور زمینوں سے ہر فصل کا عُشر نکالیں اور تمام قدرتی گھاس چرنے والے مویشیوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور تمام زیورات اور سونے چاندی کی زکوٰۃ لی جائے، بینکوں اور دوسرے قومی اداروں سے مضاربت کی بنیاد پر قومی مفاد میں نفع حاصل کیا جائے اور باقاعدہ منصوبہ بندی سے زکوٰۃ اور قومی آمدنی کی یہ تمام رقومات وصول کی جائیں اور اس رقم سے فیکٹریاں اور کارخانے قائم کر کے نوجوانوں کو روزگار فراہم کیا جائے۔ بے روزگار لوگوں کو الاؤنسز دیئے جائیں، بیواؤں اور یتیموں کے لیے وظائف جاری کیے جائیں، ہسپتال، سکولز، دینی مدارس، لائبریریاں، مساجد اور دیگر فلاحی ادارے قائم کیے جائیں تو اسلامی اصولوں پر مبنی ایک ایسا فلاحی نظام قائم ہو جائے گا جس میں کسی طبقہ کو دوسرے طبقے سے شکایت نہیں ہو گی۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکے گا جب زکوٰۃ اور صدقات کے نظام کو بھرپور طور پر عمل میں لایا جائے۔

(۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے دو حصے ہیں نصف صبر ہے نصف شکر ہے۔ جب غنی کو مال حاصل ہوتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور زکوٰۃ اور صدقات سے جو مال میں کمی ہوتی ہے اس پر صبر کرتا ہے اس طرح ادائیگی زکوٰۃ کے ذریعے اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے، اسی طرح فقیر پہلے مال نہ ہونے پر صبر کرتا ہے اور جب زکوٰۃ کی صورت میں مال مل جاتا ہے تو شکر کرتا ہے اور یوں فقیر کا ایمان بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ فریضۂ زکوٰۃ کی وجہ سے غنی اور فقیر دونوں کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔

(۲۲) زکوٰۃ کی ادائیگی سے دینے والے کا بخل زائل ہوتا ہے، گناہ معاف ہوتے ہیں درجات میں ترقی ہوتی ہے اور اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی زکوٰۃ میں بے اندازہ فوائد اور حکمتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہی اپنے حکم کی تمام حکمتوں کو جانتا ہے۔

فرضیت زکوٰۃ کی تاریخ

ملا علی قاری فرماتے ہیں صدقہ فطر ۲ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں فرض ہوا اور زکوٰۃ کی باقی مدات بھی اس سال فرض ہوئیں لیکن معتمد یہ ہے کہ اجمالاً زکوٰۃ مکہ مکرمہ میں فرض ہو گئی تھی۔[۱]

---

[۱] ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۴ ص ۱۱۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۲ھ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

جس طرح عام نماز وں کا آغاز اسلام کے ساتھ ساتھ ہوا اسی طرح زکوٰۃ یعنی عام مالی خیرات کا حکم بھی ابتداء اسلام سے دیا گیا لیکن اس کا پورا نظام آہستہ آہستہ فتح مکہ کے بعد قائم ہوا۔ شروع اسلام میں زکوٰۃ کا لفظ صرف خیرات کا مترادف تھا، اس کی مقدار، نصاب پر سال گزرنے کی قید اور باقی خصوصیات جو زکوٰۃ کی حقیقت میں داخل ہیں وہ بعد میں رفتہ رفتہ تدریجاً تکمیل کو پہنچیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مشتمل ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کا مظہر اعظم نماز ہے اور حقوق العباد کی جامع دلیل زکوٰۃ ہے۔ بعثت سے پہلے آپ جس طرح تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اسی طرح خاموشی سے غریبوں کی چارہ گری، مسکینوں اور یتیموں کی دستگیری اور بیواؤں کی خبر گیری بھی کرتے تھے، سورۂ مزمل ہر چند کہ وحی کی ابتدائی سورت ہے لیکن اس سورت کی سرزمین میں وہ تمام بنیادیں موجود ہیں جن پر آگے چل کر اسلام کی پوری عمارت تیار ہوئی۔ اس سورت میں یہ تصریح ہے:-

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واقرضوا اللہ قرضا حسنا وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ھو خیرا واعظم اجرا۔ (مزمل: ۲۰)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو اور جو تم اپنے واسطے آخرت میں بھیجو گے اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر اور زیادہ ثواب کی شکل میں پاؤ گے۔

احکام زکوٰۃ کی اصل یہی آیت ہے جس سے بعد میں مسائل زکوٰۃ کے تمام برگ و بار ظاہر ہوئے۔ بعثت کے پانچویں سال جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئے اور نجاشی نے انہیں اپنے دربار میں بلا کر اسلام کی حقیقت اور اسکی تعلیمات دریافت کیں تو انہوں نے کہا امرنا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصیام [1] "پیغمبر اسلام ہمیں نماز پڑھنے زکوٰۃ ادا کرنے اور روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں"۔ اس سے معلوم ہوا کہ عام زکوٰۃ اور مالی خیرات کا آغاز اسلام کی ابتداء ہی میں ہو چکا تھا، ۶ ہجری میں جب ہرقل کے پاس نامہ مبارک پہنچا تو اس نے ابو سفیان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور آپکی تعلیمات کے بارے میں دریافت کیا، ہر چند کہ ابو سفیان اس وقت تک شرف اسلام سے مشرف نہیں ہوئے تھے اس کے باوجود انہیں یہ کہنا پڑا کہ یامرنا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصلۃ والعفاف۔ [2] "وہ ہم کو نماز پڑھنے زکوٰۃ ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے اور پاک دامن رہنے کا حکم دیتے ہیں"۔ ان واقعات سے اچھی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ اجمالی طور پر زکوٰۃ آغاز اسلام سے ہی مشروع ہو گئی تھی۔

شرح زکوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکیمانہ طریقہ سے پیداوار کی مختلف قسموں پر مختلف شرح زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے سب سے پہلے پیداوار کی ان اقسام پر زکوٰۃ مقرر فرمائی جو کچھ عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں تاکہ ان سے حسب منشاء نجی اور کاروباری فائدہ اٹھایا جا سکے۔ جیسے زرعی پیداوار، اور جن چیزوں میں ترقی اور نشو و نما کی صلاحیت نہیں ہے ان پر زکوٰۃ مقرر نہیں فرمائی جیسے مصنوعات بنانے کے آلات، (Production Machinery ...) مکان، لباس، استعمال میں آنے والا ساز و سامان اور اسباب، سواریاں اور قیمتی پتھر ان چیزوں پر کسی قسم کی زکوٰۃ مقرر نہیں فرمائی۔

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ، مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۰۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، طبع ثانی ۱۳۱۸ ھ۔
[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱، صحیح مسلم ج ۲ ص ۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ۔

کچھ عرصہ باقی رہنے اور نشو ونما پانے والی پانچ چیزیں ہیں، معدنیات، زرعی پیداوار، جانور، سونا، چاندی اور کرنسی نوٹ (جو چاندی کے حکم میں ہیں) اور مال تجارت ان پانچوں چیزوں پر آپ نے زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے۔ معدنیات جیسے سونا چاندی تیل، قدرتی گیس، نمک، کوئلہ، تانبا اور لوہا وغیرہ چونکہ ان کے حصول میں زمین کے مالک کا کوئی دخل اور خاص محنت نہیں ہوتی بلکہ یہ محض عطیہ الٰہی ہیں، اس لیے ان پر شرح زکوٰۃ سب سے زیادہ رکھی اور خمس مقرر فرمایا یعنی حاصل شدہ معدنی دولت کا پانچواں حصہ ($\frac{1}{5}$) (آج کل ملک میں جو تیل اور قدرتی گیس کے ذخائر مل رہے ہیں ان سے خمس کے حصول اور اس کے شرعی طریقہ کار پر انشاء اللہ العزیز اس کے متعلق باب میں بحث کریں گے)

زمین کی آپ نے دو قسمیں کیں، ایک وہ جس میں موسمی اور علاقائی خصوصیت کی وجہ سے زمین کو سیراب کرنے کے لیے کاشتکار کی کسی بڑی محنت کا دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ بارش کے قدرتی پانی کیوجہ سے از خود سیراب ہوتی رہتی ہے اس بلا مشقت اور بلا خرچ سیرابی کی وجہ سے اس پر اس کی پیداوار کا عشر ($\frac{1}{10}$) یعنی دسواں حصہ ادا کرنا فرض کیا گیا، اور زمین کی دوسری قسم جس کو سیراب کرنے کے لیے کاشتکار کو مشقت کرنا پڑتی ہے مثلاً رہٹ یا ٹیوب ویل کے ذریعہ کنویں سے پانی حاصل کرتا ہے یا پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے مثلاً کرائے پر ٹیوب ویل حاصل کرتا ہے یا نہری پانی کا ٹیکس یا آبیانہ دیتا ہے اس پر آدھا عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ($\frac{1}{20}$) مقرر فرمایا۔ نقد سرمایہ، سونا چاندی، کرنسی نوٹ اور مال تجارت جس کی ترقی، حفاظت، نشوونما اور افزائش کے لیے انسان کو دن رات سخت محنت کرنی پڑتی ہے اور جس کو وسیع پیمانے پر چلانے کے لیے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے اور جس میں قدم قدم پر چوری، ڈاکے، گم شدگی، لوٹ مار اور نقصان کا اندیشہ رہتا ہے اس میں زمین کی اس دوسری قسم سے بھی آدھی زکوٰۃ مقرر کی گئی، یعنی تمام کاروباری سرمایہ پر سال گزرنے کے بعد صرف چالیسواں حصہ ($\frac{1}{40}$) مقرر فرمایا۔

زکوٰۃ کی شرح مقدار میں اختلاف نہایت حکمت پر مبنی ہے۔ معدنیات سے حاصل شدہ زکوٰۃ میں جو نکہ حکومت کے ذاتی اور قومی مصارف شامل ہیں اس لیے اس کی شرح سب سے زیادہ یعنی خمس ($\frac{1}{5}$) رکھی گئی اور باقی زکوٰۃ بالعموم فقراء اور مساکین پر خرچ کی جاتی ہے اس لیے محنت اور مشقت کی کمی اور زیادتی کے اعتبار سے اس کی شرح $\frac{1}{5}$ سے بتدریج کم ہو کر $\frac{1}{10}$، $\frac{1}{20}$ اور $\frac{1}{40}$ ہوتی گئی۔

تمام جانوروں میں افزائش نسل کی صلاحیت اور مدت حمل یکساں نہیں ہوتی اس لیے تمام جانوروں کی زکوٰۃ کا ایک قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا تھا لہٰذا جانوروں کی مالیت اور قوت افزائش کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کی زکوٰۃ کی حسب ذیل شرح مقرر فرمائی:

خیال رہے کہ یہ زکوٰۃ ان جانوروں پر ہے جو قدرتی اور خود رو گھاس چر کر گزارہ کرتے ہیں سال کے بعد ان کی یہ زکوٰۃ ہے:

WWW.NAFSEISLAM.COM

جانور کا نام اور تعداد	شرح زکوٰۃ	جانور کا نام اور تعداد	شرح زکوٰۃ
۵ سے ۹ اونٹ	ایک بکری	۶۰ سے ۶۹ "	دو، دوسالہ بچھڑیاں
۱۰ سے ۱۴ اونٹ	دو بکریاں	۷۰ سے ۷۹ "	ایک دوسالہ بچھڑی اور ایک ایک سالہ بچھڑی۔
۱۵ سے ۱۹ "	تین بکریاں	۸۰ سے ۸۹ "	دو، دوسالہ بچھڑیاں
۲۰ سے ۲۴ "	چار بکریاں	۹۰ سے ۹۹ "	تین ایک سالہ بچھڑیاں
۲۵ سے ۳۵ "	ایک سالہ اونٹ کی بچی	۱۰۰ سے	دو ایک سالہ اور ایک دوسالہ "
۳۶ سے ۴۵ تک اونٹ	دوسالہ اونٹنی	۴۰ سے ۱۱۹ بکریاں	ایک بکری
۴۶ سے ۶۰ تک اونٹ	تین سالہ اونٹنی	۱۲۰ سے ۲۰۰	دو بکریاں
۶۱ سے ۷۵ تک "	چار سالہ "	۲۰۱ سے ۳۹۹	تین بکریاں
۷۶ سے ۹۰ تک "	دو، دوسالہ اونٹنیاں	۴۰۰ سے ۴۹۹	چار "
۹۱ سے ۱۲۰ تک "	دو، تین سالہ "	پھر ہر سو پر	ایک بکری کا اضافہ
۳۰ سے ۳۹ گائے	ایک سالہ بچھڑی		
۴۰ سے ۵۹ گائے	دوسالہ بچھڑی یا بچھڑا		

WWW.NAFSEISLAM.COM

زکوٰۃ کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعلیم میں نماز کے ساتھ ساتھ جو فریضہ سب سے اہم معلوم ہوتا ہے وہ زکوٰۃ ہے، نماز اور زکوٰۃ کا باہم مربوط ہونا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی یکساں خیال رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بتیس[۳۲] مرتبہ صراحۃً لفظ زکوٰۃ آیا ہے اور زکوٰۃ دینے والوں کی تعریف و توصیف اور نہ دینے والوں کی مذمت اور انھیں عذاب کی وعید اس کے علاوہ ہے، احادیث میں بھی نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ ۵ ہجری میں وفد عبد القیس نے آستانہ نبوت پر حاضر ہو کر جب اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو آپ نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا[ا]۔

ا۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ا ص ۱۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، طبع ثانی ۱۳۸۱ ھ۔

۹ ہجری میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا: فلیکن اول ما تدعوھم الی ان یوحدوا اللہ فاذا عرفوا ذلک فاخبرھم ان اللہ فرض علیھم خمس صلوات فی یومھم ولیلتھم فاذا صلوا فاخبرھم ان اللہ افترض علیھم زکوٰۃ فی اموالھم توخذ من غنیھم فترد علی فقیرھم۔ [1] "سب سے پہلے تم انہیں توحید کی دعوت دینا جب وہ توحید کو جان لیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور جب وہ نماز پڑھ لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کر کے ان کے غریبوں میں لوٹا دی جائے گی"۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب بعض لوگوں نے بغاوت کی اور زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف تلوار اٹھائی۔ حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "جب تک لوگ اللہ کو ایک نہ مان لیں مجھے ان سے قتال کا حکم دیا گیا ہے اور جو اللہ کو مان لے اس کی جان اور خون محفوظ ہے۔ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے حضرت ابوبکر نے فرمایا: بخدا! جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ بخدا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک بھیڑ کا بچہ بھی دیتا تھا وہ اسے دینا پڑے گا۔[2]

نظام زکوٰۃ کی مرکزیت

نماز اور زکوٰۃ کے باہمی ربط کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام، دین اور دنیا، عبادات اور معاملات، روحانی اور مادی دونوں چیزوں کا نظم وضبط اور انتظام وانصرام قائم کرتا ہے اور دونوں امور کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ عبادات کے نظام کے لیے مساجد میں باجماعت نماز کا نظام مقرر کیا اور معاملات کے نظام کے لیے بیت المال میں زکوٰۃ کی رقوم جمع کرنے کا نظام بنایا، تاکہ یہ مال مسلمانوں کی اجتماعی فلاح وبہبود پر خرچ کیا جا سکے جس طرح گھروں میں علیحدہ نماز پڑھ لینے سے نماز کا فرض تو ساقط ہو جاتا ہے لیکن نماز کی روح اور اس کی مرکزیت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کرنے سے فرض زکوٰۃ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن زکوٰۃ کا مقصد اور اس کی مرکزیت ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں جب بعض قبیلوں نے یہ کہا کہ وہ زکوٰۃ بیت المال میں داخل نہیں کریں گے بلکہ بطور خود زکوٰۃ کو اس کے مصارف میں خرچ کریں گے تو شناسائے مزاج رسول اور محرم اسرار شریعت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے اس موقف کو تسلیم نہیں کیا اور ان کو بیت المال میں زکوٰۃ داخل کرنے کے لیے بزور مجبور کیا، اگر اس وقت ان کی یہ بات تسلیم کر لی جاتی تو وحدت اسلام کا سر رشتہ اسی وقت پارہ پارہ ہو جاتا اور مسلمانوں کا اجتماعی نظام اسی وقت درہم برہم ہو جاتا۔

۲۱۵۹۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ وسق (بتیس من[32]) سے کم (زرعی پیداوار) میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے، نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ ہی پانچ اوقیہ (دو سو درہم

---

[1] امام ابوعبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، طبع ثانی ۱۳۸۱ھ۔

[2] صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۸

فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ ۔

یا ساڑھے باون (٦١٢.٣٦ گرام) تولہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے۔

٢١٦٠ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ ابْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

٢١٦١ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفِّهِ بِخَمْسِ أَصَابِعِهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کی پانچ انگلیوں سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٢١٦٢ - وَحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ قَالَ نَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق (بتیس من) سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے، پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے اور نہ پانچ اوقیہ (ساڑھے باون تولہ چاندی ٦١٢.٣٦ گرام) سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

٢١٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ تَمْرٍ وَلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ وسق (بتیس من) کھجوروں سے کم میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے اور نہ اس سے کم (مقدار) غلہ میں زکوٰۃ (واجب) ہے۔

٢١٦٤ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلہ اور کھجور جب تک پانچ وسق (بتیس من) نہ ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ (ساڑھے باون تولہ ۶۱۲.۳۶ گرام) چاندی سے کم میں زکوٰۃ واجب ہے۔

۲۱۶۵۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۱۶۶۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى ابْنِ آدَمَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بَدَلَ التَّمْرِ ثَمَرٍ۔

ایک اور سند سے بھی حسب سابق روایت ہے مگر اس میں کھجوروں کی بجائے پھلوں کا لفظ ہے۔

۲۱۶۷۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ اوقیہ (ساڑھے باون تولہ ۶۱۲.۳۶ گرام) چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ وسق (بتیس من) کھجوروں سے کم میں زکوٰۃ (واجب) ہے۔

۲۱۶۸۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن زمینوں کو دریا اور بارش سیراب کریں ان میں عشر (دسواں $\frac{1}{10}$ حصہ دینا واجب) ہے اور جو زمینیں اونٹ کے ذریعہ سیراب کی جائیں ان میں نصف عشر (بیسواں $\frac{1}{20}$ حصہ) ہے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ

۲۱۶۹ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِىْ عَبْدِهٖ وَلَا فِىْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲۱۷۰ - وَحَدَّثَنِىْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ عَمْرٌو عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زُهَيْرٌ يَبْلُغُ بِهٖ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِىْ عَبْدِهٖ وَلَا فِىْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲۱۷۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ نَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ كُلُّهُمْ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی حدیث مروی ہے۔

۲۱۷۲ - وَحَدَّثَنِىْ اَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِىُّ اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالُوْا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِى الْعَبْدِ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام پر زکوٰۃ (ادا کرنا واجب) نہیں ہے مگر صدقہ فطر (ادا کرنا واجب) ہے۔

۲۱۷۳ - وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

WWW.NAFSEISLAM.COM

عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ نَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا پھر آپ کو بتایا گیا کہ ابن جمیل حضرت خالد بن ولید اور عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہم نے زکوٰۃ نہیں دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن جمیل کو تو صرف یہ چیز ناگوار ہوئی کہ وہ محتاج تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو غنی کر دیا، رہے خالد بن ولید تو تم ان کے ساتھ زیادتی کرتے ہو کیونکہ انھوں نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار تک اللہ کی راہ میں وقف کیے ہوئے ہیں باقی رہے عباس تو جتنی زکوٰۃ ان پہ واجب ہے اس سے دگنی میں ادا کر دوں گا۔ پھر فرمایا اے عمر کیا تم نہیں جانتے کہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔

زرعی پیداوار کے نصاب زکوٰۃ میں فقہاء کے نظریات

اس باب کی پہلی حدیث (۲۱۵۹) میں ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق (بتیس من) سے کم (زرعی پیداوار) میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے۔

غلہ اور پھلوں کی زکوٰۃ (عشر) کے نصاب میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل حدیث مذکور کی روشنی میں غلہ اور پھلوں کے لیے پانچ وسق (بتیس من) کو نصاب قرار دیتے ہیں۔ جس شخص کے کھیتوں اور باغات سے پانچ وسق یا اس سے زائد پیداوار حاصل ہو جائے اس پر عشر واجب ہوگا اور جس شخص کی پیداوار پانچ وسق سے کم ہو اس پر عشر واجب نہیں ہوگا۔ اس کے برخلاف امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمین کی پیداوار کے لیے کوئی نصاب مقرر نہیں ہے۔ غلہ، پھل اور سبزیوں کی زمین سے جس قدر پیداوار بھی حاصل ہو اس پر عشر یا نصف عشر دینا واجب ہوگا۔

ائمہ ثلاثہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں، امام مالک، امام ثوری، امام اوزاعی، امام ابن ابی لیلیٰ، امام شافعی، امام ابو یوسف، امام محمد اور تمام اہل علم کا قول یہ ہے کہ پھلوں اور غلہ میں زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب ان کی مقدار پانچ وسق کو پہنچ جائے۔ البتہ امام ابو حنیفہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ قلیل اور کثیر سب میں زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالعموم فرمایا ہے: "فیما سقت السماء العشر" "جس زمین کو بارش سیراب کرے اس میں عشر ہے" اور چونکہ زمین کی پیداوار میں سال گزرنے کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے، اس لیے اس کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة" "پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے" یہ حدیث خاص ہے اور امام ابو حنیفہ کی پیش کردہ حدیث عام ہے جس کی اس حدیث سے تخصیص کرنا واجب ہے۔ [1]

---

[1] علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۲۹۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔

امام ابوحنیفہ کا نظریہ

امام ابوحنیفہ کا نظریہ یہ ہے کہ زرعی پیداوار کا کوئی نصاب نہیں ہے اور زمین سے جس قدر بھی پیداوار حاصل ہو اسی پر عشر یا نصف عشر واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض (بقرہ: ۲۶۷)

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائی سے جو کچھ حاصل کرو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور جو کچھ زمین سے ہم نے تمہارے لیے نکالا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں خرچ کرو)۔

امام ابوحنیفہ کا استدلال یوں ہے کہ اس آیت میں "ما" عام ہے جس کا تقاضا ہے "زمین سے ہم نے جو بھی تمہارے لیے نکالا ہے اس میں سے خرچ کرو"، اور پانچ وسق والی حدیث خبر واحد ہے اور خبر واحد سے قرآن مجید کے عام کو خاص نہیں کیا جا سکتا کیونکہ خبر واحد ظنی ہے اور قرآن مجید کا عموم قطعی ہے اور ظنی دلیل سے قطعی کی تخصیص کرنا صحیح نہیں ہے۔

خبر واحد سے قرآن مجید کے عام کو خاص نہ کرنا، امام ابوحنیفہ کا مشہور قاعدہ ہے اور یہ انتہائی دقت نظری اور باریک بینی پر مبنی ہے۔ اس قاعدہ میں فرق مراتب کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور قرآن مجید سے ثابت شدہ چیز کو حدیث شریف سے ثابت شدہ چیز پر ترجیح اور فوقیت دی گئی ہے فقہ حنفی کے متعدد احکام اس قاعدہ پر موقوف ہیں اور یہ صرف فقہ حنفی کی خصوصیت ہے جبکہ دیگر ائمہ ثلاثہ اس اصول کو پیش نظر نہیں رکھتے اور قرآن مجید کے عموم قطعی کی احادیث غیر متواترہ سے تخصیص کر کے قرآن کو حدیث کے تابع کر دیتے ہیں اسی وجہ سے وہ آیت کریمہ اخرجنا لکم من الارض۔ کی پانچ وسق والی زیر بحث حدیث سے تخصیص کر دیتے ہیں۔

علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں:

ولنا فی مقابلۃ عموم الآیۃ حدیث الاوسق وفی تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد خلاف۔ لہ

ہم آیت کریمہ کے عموم کے مقابلہ میں پانچ وسق والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور قرآن کریم کے عموم کی خبر واحد سے تخصیص کرنے میں اختلاف ہے۔

قرآن مجید کے علاوہ احادیث صحیحہ میں بھی زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم عام ہے

عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر۔ لہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو یا دریائی پانی سے سیراب ہو اس پر عشر (دسواں) ہے اور جس زمین کو کنوئیں کے پانی سے اونٹوں کے ذریعہ سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر ہے (بیسواں)۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیل اور کثیر کا فرق کیے بغیر مطلقاً زمین سے حاصل شدہ پیداوار پر عشر یا

لہ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

لہ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ ھ۔

نصف عشر کا حکم عائد فرمایا اور یہ حدیث عموم قرآن کے مطابق ہے

عن جابر بن عبد اللہ یذکر انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت الانہار والغیم العشور وفیما سقی بالسانیۃ نصف العشر۔ [1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو دریا یا بارش سیراب کرے اس پر عشر (۱/۱۰) ہے اور جس زمین کو کنوئیں کے پانی سے اونٹوں کے ذریعہ سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر (۱/۲۰ بیسواں حصہ) ہے۔

امام ابو داؤد نے بھی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی ان دونوں روایات کو ذکر فرمایا ہے [2]۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت السماء والعیون العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر۔ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو بارش یا چشمے سیراب کریں اس میں عشر ہے اور جس کو اونٹوں کے ذریعہ کنوئیں سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے۔

اس حدیث کے بعد امام ابن ماجہ نے حضرت جابر کی حدیث کو بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق بن ہمام نے اپنی مصنف میں اس مضمون کی انیس احادیث روایت کی ہیں ہم ان میں سے چند کا ذکر کر رہے ہیں

عن قتادۃ قال معمر: وقراءتہ فی کتاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند کل رجل کتبہ لھم فیما سقی بالنضح والارشیۃ نصف العشر قال معمر ولا اعلم فیہ اختلافا وفیما کان بعلا وفیما کان بالکظائم وفیما کان بخلا العشر قال معمر ولم اسمع فیہ اختلافا۔ [4]

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ معمر نے کہا میں نے تمام (معتبر) لوگوں کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا فرمان دیکھا کہ جس زمین کو رسیوں اور ڈولوں کے ذریعہ کنوئیں کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے (معمر کہتے ہیں کہ میرے علم میں اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے) اور جس زمین کو بارش یا دریائی پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر ہے، معمر کہتے ہیں کہ میرے علم میں اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے [5]۔

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ

[2] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد، ج ۱ ص ۲۲۵ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۵ھ

[3] امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۳۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[4] امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۴ ص ۱۳۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعۃ الاولی ۱۳۹۰ھ

[5] امام ابوبکر بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۴ ص ۱۳۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

عن ابن عمر عن عمر بن الخطاب قال ما سقت الانهار والسماء والعیون فالعشر وما سقی بالرشاء فنصف العشر ۔[۱]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس زمین کو دریائی پانی بارش اور چشمے سیراب کریں اس میں عشر ہے اور جس کو رسیوں کے ذریعہ کنویں کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے۔

عن عاصم بن ضمرۃ عن علی قال ما سقی فتحا او سقتہ السماء ففیہ العشر وما سقی بالغرب فنصف العشر ۔[۲]

عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس زمین کو بارش سیراب کرے اس میں عشر ہے اور جس زمین کو ڈول کے ذریعہ کنوئیں سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے۔

عن مجاھد قال فیما اخرجت الارض فیما قل منہ او کثر العشر او نصف العشر ۔[۳]

مجاہد بیان کرتے ہیں زمین جس چیز کو بھی نکالے خواہ قلیل ہو یا کثیر اس میں عشر یا نصف عشر ہے۔

عن حماد قال فی کل شیٔ اخرجت الارض العشر او نصف العشر ۔[۴]

حماد کہتے ہیں ہر وہ چیز جس کو زمین نکالے اس میں عشر ہے یا نصف عشر ہے۔

عن ابراھیم قال فی کل شیٔ اخرجت الارض زکوٰۃ ۔[۵]

ابراہیم کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کو زمین نکالے اس میں زکوٰۃ ہے۔

ائمہ ثلاثہ جو پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ کو واجب نہیں قرار دیتے قرآن کریم کی عمومی آیت اور ان تمام احادیث اور آثار کے تارک ہیں اور ان عمومی دلائل کے پیش نظر ان کا نظریہ صحیح نہیں ہے۔

پانچ وسق والی احادیث کی احناف یہ توجیہ کرتے ہیں کہ یہ احادیث اموال تجارت پر محمول ہیں کیونکہ اس وقت پانچ وسق دو سو درہم کے برابر ہوتے تھے اس لیے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

امام ابوحنیفہ کے نظریہ پر ایک خدشہ

امام ابوحنیفہ کے نظریہ پر ایک یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ جس طرح "مما اخرجنا لکم من الارض" میں 'ما' عام ہے اسی طرح "من طیبٰت ما کسبتم" میں بھی 'ما' عام ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اموال تجارت، نقد مال اور سونا چاندی کے ساتھ بھی نصاب کی تخصیص صحیح نہ ہو، کیونکہ اموال تجارت، نقد رقم اور سونا چاندی خواہ قلیل مقدار میں حاصل ہوں یا کثیر مقدار

---

[۱] امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۴ ص ۱۳۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۰ھ۔
[۲] " " " المصنف ج ۴ ص ۱۳۳،
[۳] حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۱۳۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۰۶ھ،
[۴] " " " " "
[۵] " " " " "

بس وہ من طیبات ما کسبتم کے عموم میں داخل ہیں لہٰذا جس طرح مما اخرجنا لکم من الارض ۔
کے عموم سے زمین کی قلیل اور کثیر پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے اور پانچ وسق کے ساتھ تخصیص صحیح نہیں اسی طرح کسب کے ذریعہ قلیل یا کثیر جتنا مال بھی حاصل ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہونا چاہیے اور دو سو درہم چالیس اوقیہ (ساڑھے باون تولہ) چاندی اور بیس مثقال (۷½ تولہ ۴۸،۸۷ گرام) سونے کا نصاب بہرحال ان احادیث سے ثابت ہے جو اصطلاحاً خبر واحد کہلاتی ہیں بالخصوص سونے کے نصاب کی احادیث تو ضعیف بھی ہیں اور حولان حول کی احادیث بھی ضعیف ہیں اور اصول حنفیہ سے ان عموم قرآنی اور قطعی کو اخبار آحاد کے ساتھ مقید نہیں کیا جا سکتا میری نظر سے کہیں نہیں گزرا کہ متقدمین یا متاخرین میں سے کسی نے یہ اشکال قائم کیا ہو اور اس کے جواب کے درپے ہوا ہو۔

سونے اور چاندی کا نصاب

فقہاء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چاندی کا نصاب دو سو درہم یا پانچ اوقیہ چاندی ہے جو ساڑھے باون تولے ۶۱۲،۳۶ گرام کے برابر ہے اور سونے کا نصاب چالیس دینار یا بیس مثقال سونا ہے جو ساڑھے سات تولے (۸۷،۴۸ گرام) سونے کے برابر ہے اس سے کم مقدار میں زکوٰۃ فرض نہیں اور جب اس مقدار پر سال گزر جائے تو چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ دو سو درہم پر اگر زیادتی ہو تو پھر کیا نصاب ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں اگر دو سو درہم پر چالیس درہم زیادہ ہوں تو چالیس درہم پر ایک درہم زکوٰۃ ہو گی۔ اسی طرح چالیس دینار پر چار دینار زائد ہوں تو ایک درہم زکوٰۃ ہو گی اور باقی فقہاء کا یہ نظریہ نہیں ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں سونے اور چاندی میں اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام ابویوسف، امام محمد، اکثر اصحاب ابوحنیفہ اور عام محدثین یہ کہتے ہیں کہ سونے چاندی کے نصاب پر جس قدر مقدار بھی زیادہ ہو اس پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہو گی خواہ زیادتی قلیل ہو یا کثیر یہ نظریہ حضرت علی اور حضرت ابن عمر سے منقول ہے اور امام ابوحنیفہ اور بعض اسلاف یہ کہتے ہیں کہ دو سو درہم پر جو مقدار زائد ہو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ زیادتی چالیس درہم کے برابر نہ ہو اور نہ بیس دینار پر زیادتی اس وقت تک معتبر ہے جب تک چار دینار نہ ہو اور جب اس مقدار کے برابر زیادتی ہو تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم ہے اور ہر چار دینار کے بعد ایک درہم ہے۔ جمہور کا استدلال صحیح بخاری کی اس روایت سے ہے: فی الرقۃ ربع العشر "چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے"۔ اور یہ حدیث نصاب اور اس سے زائد دونوں کو عام ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ ضعیف ہیں [1]۔

امام ابوحنیفہ کا نظریہ ان احادیث سے ثابت ہے:

عن علی رضی اللہ عنہ قال زهیر احسبه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال هاتوا ربع العشور من کل اربعین درهما درهم ولیس علیکم شیٔ حتی تتم مائتی درهم فاذا کانت مائتی درهم ففیها خمسة

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیسواں حصہ ادا کرو۔ ہر چالیس درہم پر ایک درہم اور تم پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک دو سو درہم نہ ہو جائیں جب دو سو درہم ہو جائیں تو اس میں سے پانچ درہم ادا کرو اور جو مقدار زائد ہو اس کو

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الثانیہ، ۱۳۷۵ھ

دراھم فمازاد فعلی حساب ذٰلک [1] اس حساب سے ادا کرو۔

سنن دار قطنی میں اس حدیث کو جزم سے روایت کیا گیا ہے اور اس میں احسبہ کا لفظ نہیں ہے [2]۔ حافظ زیلعی لکھتے ہیں کہ ابن قطان نے کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہے [3]۔

عن علی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فاذا کانت لک مائتا درھم وحال علیھا الحول ففیھا خمسۃ دراھم ولیس علیک شیٔ یعنی فی الذھب حتی تکون لک عشرون دینارا فاذا کانت لک عشرون دینارا وحال علیھا الحول ففیھا نصف دینار فمازاد فبحساب ذٰلک [4]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم زکوٰۃ ہے اور سونے پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ وہ بیس دینار نہ ہو جب بیس دینار سونا ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس پر نصف دینار ہے اس کے بعد اسی حساب سے۔

عن معاذان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امرہ حین وجھہ الی الیمن ان لا تاخذ من الکسر شیئا اذا کانت الورق مائتی درھم فخذ منھا خمسۃ دراھم ولا تاخذ مما زاد شیئا حتی تبلغ اربعین درھما فاذا بلغ اربعین درھما فخذ منہ درھما الحدیث [5]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کسر سے زکوٰۃ وصول نہ کرنا جب چاندی دو سو درہم ہو تو اس سے پانچ درہم وصول کرنا پھر اس سے زائد پر وصول نہ کرنا حتی کہ چالیس درہم ہو جائیں اور جب چالیس درہم ہوں تو ان سے ایک درہم وصول کر لینا۔

عن الشعبی قال کان لا یری فیما زاد علی المائتین شیٔ حتی یبلغ اربعین [6]

شعبی دو سو درہم سے زائد پر اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں کرتے تھے جب تک چالیس درہم نہ ہو جائے۔

مذکور الصدر حوالوں کے علاوہ سنن نسائی، صحیح ابن خزیمہ، حاکم اور مستدرک میں بھی اس مضمون کی احادیث مذکور ہیں۔

اس موضوع پر احادیث صحیحہ کے سامنے آنے کے بعد ظاہر ہو گیا کہ علامہ نووی کا یہ لکھنا کہ "ابو حنیفہ اپنے موقف پر احادیث ضعیفہ سے استدلال کرتے ہیں" قطعاً غلط ہے اور فی الرقۃ ربع العشر ______ کو مذکور الصدر احادیث کے مطابق محمول کیا جائے گا یعنی چاندی میں نصاب کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جائے گی علاوہ ازیں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ سونے کے نصاب کے بارے میں جس قدر احادیث مروی ہیں سب ضعیف الاسناد ہیں، علامہ

---

[1]۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۲۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

[2]۔ امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ سنن دار قطنی ج ۲ ص ۹۲ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

[3]۔ حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۶۶، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۵۷ھ۔

[4]۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

[5]۔ امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۹۳ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

[6]۔ امام ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۱۱۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ۔

نووی لکھتے ہیں:

ولم یات فی الصحیح بیان نصاب الذھب وقد جاءت فیہ احادیث بتحدید نصابہ بعشرین مثقالا وھی ضعاف ولکن اجمع من یعتد بہ فی الاجماع [1]

احادیث صحیحہ میں سونے کے نصاب کا ذکر نہیں ہے۔ بعض احادیث میں سونے کا نصاب بیس مثقال سونا بیان کیا گیا ہے لیکن یہ سب ضعیف ہیں البتہ معتبر فقہاء اسلام کا اس امر پر اجماع ہے

اسی طرح نقد رقم، سونے چاندی، مال تجارت اور مویشیوں پر زکوٰۃ کے لیے حولان حول (سال گزرنے) کی شرط بھی فقہاء کے اتفاق سے ثابت ہے اور بعض احادیث جو ضعیف الاسناد ہیں ان میں بھی حولان حول کا ذکر ہے جن میں سے کچھ کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

نوٹ پر زکوٰۃ

سونے چاندی کا نصاب تو ہر دور میں اتفاقی اور واضح رہا ہے، جس زمانہ میں سونے چاندی کے سکے چلتے تھے اس وقت بھی صورت حال میں کوئی پیچیدگی نہ تھی پھر انگریزوں کے دور میں سونے کی اشرفیوں اور چاندی کے ڈھلے ہوئے سکوں کا رواج ہوا، اس کے بعد سونے کی اشرفیوں کی جگہ کاغذی نوٹوں نے لے لی اور چاندی کا ڈھلا ہوا روپیہ جو ایک تولے کا ہوتا تھا، چلتا رہا، جس کی بناء پر اس دور کے علماء نے باون روپوں کی نقد رقم کا نصاب قرار دیا کیونکہ باون روپے باون تولے چاندی کے برابر تھے۔ اس کے بعد چاندی کے ڈھلے ہوئے روپوں کا رواج بھی ختم ہو گیا، اور صرف کرنسی نوٹ باقی رہ گئے یا چاندی سونے کے علاوہ مختلف دھاتوں کے بنے ہوئے چھوٹے سکے، سوال یہ ہے کہ اب کتنی نقد رقم کو نصاب زکوٰۃ قرار دیا جائے؟ آیا کسی شخص کے پاس اتنے روپے ہوں جو سونے کے نصاب کو پہنچ جائیں، تب زکوٰۃ واجب ہو گی یا چاندی کے نصاب کو روپے پہنچ جائیں پھر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے؟ عام فکر یہ ہے کہ چاندی کا نصاب سونے سے کم ہے کیونکہ مثلاً آج کل چاندی چالیس روپے تولہ ہے اور سونا تین ہزار روپے تولہ ہے اس لیے چاندی کے نصاب سے دو ہزار ایک سو پچاس روپے پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور سونے کے نصاب سے بائیس ہزار پانچ سو روپے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور فقراء کے لیے زیادہ نفع بخش بات یہ ہے کہ روپوں کا نصاب زکوٰۃ چاندی کو قرار دیا جائے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ کرنسی نوٹ پر حکومت وقت کی جو ضمانت درج ہوتی ہے وہ سونے کے عوض ہوتی ہے۔ اور بین الاقوامی طور پر کرنسی نوٹ ثمنیت کے اعتبار سے سونے کا بدل اور اس کے قائم مقام ہیں۔ ان نوٹوں کی فی نفسہ اپنی ذات میں کوئی قیمت نہیں قیمت اس ضمانت اور گارنٹی کی ہے جو حکومت ان نوٹوں کے بدلے میں مہیا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب حکومت کرنسی نوٹ کو منسوخ کر دے تو اس کی قیمت ایک

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۷۶ھ

پیسے کے برابر بھی نہیں رہتی خواہ وہ پانچ صد روپے کا نوٹ ہو؟ بین الاقوامی لین دین بھی عملاً سونے کی بجائے مسلّمہ اور مروجہ بین الاقوامی کرنسیوں میں ہوتا ہے جن کے پیچھے سونے کی ضمانت کارفرما ہوتی ہے اس لیے نوٹ سونے کے قائم مقام ہیں اور نوٹوں پر زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوگی جب وہ سونے کے نصاب کو پہنچ جائیں اور انفع للفقراء کا اعتبار اس چیز میں کیا جاتا ہے جو سونے اور چاندی دونوں میں تبدیل ہو سکے جیسے تجارتی اشیاء برخلاف نوٹوں کے کیونکہ ان کے متعلق یہ ایک یقینی بات ہے کہ وہ سونے کا بدل اور اس کے قائم مقام ہیں۔ اس اعتراض کے جواب کے لیے شرح صحیح مسلم جلد رابع میں سود کی بحث ملاحظہ کریں۔

ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمینیں

حدیث شریف میں نصف عشر یعنی ۱/۲۰ حصہ زکوٰۃ ان زمینوں پر واجب ہے جن کو اونٹوں کے ذریعہ کنوؤں سے سیراب کیا جاتا ہو جن زمینوں کو ٹیوب ویل کے ذریعہ سیراب کیا جاتا ہے یا جن زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے نہری پانی کا مالیہ یا لگان دینا پڑتا ہے چونکہ ان کی کاشت پر مشقت ہوتی ہے اس لیے یہ زمینیں بھی کنوؤں سے سیراب کی جانے والی زمینوں کے حکم میں ہیں اور ان پر بھی نصف عشر یعنی (۱/۲۰) بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

زیورات پر زکوٰۃ امام مالک، امام احمد بن حنبل اور ایک قول میں امام شافعی کے نزدیک زیورات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک زیورات پر زکوٰۃ ہے اور امام شافعی کا راجح قول بھی یہی ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ظاہر مذہب یہ ہے کہ عورت کے زیورات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام مالک اور امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے اور حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، عطاء، مجاہد، عبداللہ بن شداد، جابر بن زید، ابن سیرین، میمون بن مہران، زہری، ثوری اور اصحاب رائے کا نظریہ یہ ہے کہ زیورات میں زکوٰۃ ہے۔[1]

علامہ شیرازی شافعی لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے اس مسئلہ میں استخارہ کیا اور یہ اختیار کیا کہ عورت کے زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔ علامہ شیرازی یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام شافعی کا یہ نظریہ احادیث پر مبنی ہے۔[2]

زیورات پر زکوٰۃ کے وجوب پر اولاً تو وہ عمومی احادیث ہیں جن سے سونے و چاندی میں زکوٰۃ ثابت ہے اور خصوصی احادیث حسب ذیل ہیں:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان   عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا

---

[1] علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۳۲۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔

[2] شیخ ابواسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۶ ص ۳۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

امرأة اتت رسول الله صلی الله علیه وسلم و معها ابنة لها و فی ید ابنتها مسکتان غلیظتان من ذهب فقال لها اتعطین زکوٰة هذا قالت لا قال ایسرك ان یسورك الله بهما یوم القیٰمة سوارین من نار فالقتهما الی النبی صلی الله علیه وسلم و قالت هما لله و لرسوله [1]

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے آپ نے اس عورت سے کہا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو اس عورت نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلہ میں آگ کے کنگن پہنا دے، اس نے وہ کنگن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈال دیے اور کہا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہیں -

امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے [2]۔
حافظ زیلعی لکھتے ہیں کہ ابن قطان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ [3]

عن ام سلمة قالت کنت البس اوضاحا من ذهب فقلت یا رسول الله اکنز هو فقال ما بلغ ان تودی زکوته فزکی فلیس بکنز [4]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے زیور پہنتی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ بھی کنز (خزانہ) ہے۔ آپ نے فرمایا جو چیز مقدار زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں ہے۔

عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم فقال دخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فرای فی یدی فتخات من ورق فقال ما هذا یا عائشة فقلت صنعتهن اتزین لك یا رسول الله قال اتودین زکاتهن قلت لا او ما شاء الله قال هو حسبك من النار [5]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے میرے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھیاں دیکھ کر فرمایا: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے انہیں آپ کے لیے بطور سنگھار پہنا ہے! آپ نے فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا نہیں! یا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا! آپ نے فرمایا: تمہیں جہنم کے لیے یہ انگوٹھیاں کافی ہیں۔

---

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۱۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔
[2] امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔
[3] حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۷۰، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۷ھ۔
[4] امام ابو داؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۱۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، طبع دوم ۱۴۰۵ھ۔
[5] " " "

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس موضوع پر بکثرت آثار اور اقوال تابعین ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کی طرف سے اس مسئلہ پر دلیل پیش کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

قال احمد خمسة من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یقولان لیس فی الحلی زکوٰۃ ویقولون زکاته عاریة ووجه الاول ما روی عافیة بن ایوب عن اللیث بن سعد عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لیس فی الحلی زکاة ولانه مرصد لاستعمال مباح فلم تجب فیه الزکاة کالعوامل وثیاب القنیة۔[له]

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ صحابہ کہتے تھے کہ زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے اور زیورات کو عاریتاً دینا ہی ان کی زکوٰۃ ہے، نیز عافیہ بن ایوب لیث بن سعد سے وہ ابو الزبیر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے علاوہ ازیں زیورات کو مباح استعمال کے لیے رکھا جاتا ہے اس لیے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جس طرح کام کاج کی چیزوں میں اور استعمال کے کپڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

علامہ ابن قدامہ نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ہماری پیش کردہ صحیح السند ابوداؤد کی روایت بھی ذکر کی ہے لیکن اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اگر پانچ صحابہ اس مسئلہ میں زکوٰۃ کے قائل نہیں تو پانچ سے زیادہ صحابہ اس مسئلہ میں وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں مثلاً حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت عمرو بن عاص، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت زینب زوجہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور ان کی فقاہت ان صحابہ سے زیادہ مسلم ہے جو زکوٰۃ کے قائل نہیں ہیں۔ علامہ ابن قدامہ نے اس سلسلے میں جن صحابہ کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں: حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہم، نیز یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب حلت اور حرمت میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کو ہوتی ہے ائمہ ثلاثہ کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے اس پر بحث کرتے ہوئے حافظ زیلعی لکھتے ہیں:

قال البیهقی فی المعرفة وما یروی عافیة بن ایوب عن اللیث عن ابی الزبیر عن جابر مرفوعا لیس فی الحلی زکوٰۃ فباطل لا اصل له۔[ٹ]

امام بیہقی نے اپنی کتاب معرفت میں کہا عافیہ بن ایوب از لیث از ابی الزبیر از جابر جو حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی وہ باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

علامہ ابن قدامہ نے اس مسئلہ میں جو کام کاج کی چیزوں پر قیاس کیا ہے وہ ظاہر ہے کہ احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں متروک ہے۔

یتیم کے مال پر زکوٰۃ میں مذاہب

احناف کے نزدیک نابالغ کی زمین پر عشر واجب ہے اور اس کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ عشر کا تعلق زمین کی پیداوار سے ہے، اور

له علامہ ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۳۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔
ٹ حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۷۴، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۷ھ۔

اس میں عبادت کی ثانوی حیثیت ہے اور زکوٰۃ اصالۃً عبادت ہے اور نابالغ عبادت کا مکلف نہیں ہے، قاضی ابوالولید مالکی لکھتے ہیں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک یتیم کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یتیم کی زمین پر عشر اور خراج ہے اور مال پر زکوٰۃ نہیں ہے[1] کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے قلم تکلیف اٹھا لیا گیا سونے والے سے حتیٰ کہ بیدار ہو جائے، بچہ سے حتیٰ کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے حتیٰ کہ اس کی عقل صحیح ہو جائے[2]۔

قرض کے زکوٰۃ سے مانع ہونے میں مذاہب

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں جب قرض تمام نصاب یا بعض نصاب کو شامل ہو تو جس قدر نصاب کو قرض محیط ہو گا اس مقدار سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، نیز قرض کی وجہ سے صرف اموال باطنہ (سونا، چاندی، نقد رقوم اور اموال تجارت) سے زکوٰۃ ساقط ہو گی اگرچہ امام احمد سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ قرض کی وجہ سے اموال ظاہرہ (خود رو گھاس چرنے والے مویشی اور زرعی پیداوار) سے بھی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

علامہ ابن قدامہ اس مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا کان لرجل الف درهم وعلیه الف درهم فلا زکوٰة علیه ---
"جب کسی شخص کے پاس ہزار درہم ہوں اور اس پر ہزار درہم قرض ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے" نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا صدقة الا عن ظهر غنیً "صدقہ صرف غنی پر واجب ہے" اور مقروض شخص غنی نہیں ہے لہٰذا اس پر صدقہ واجب نہیں ہے اور سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان فرماتے تھے "هذا شهر زکاتکم فمن کان علیه دین فلیؤده حتی تخرجوا زکاة اموالکم وفی روایة فمن کان علیه دین فلیقض دینه ولیزك بقیة ماله ---"
"یہ تمہاری زکوٰۃ کی ادائیگی کا مہینہ ہے جس شخص پر قرض ہو وہ اس قرض کو ادا کرے تاکہ باقی مال کی زکوٰۃ دے سکے" اور ایک روایت میں ہے جس پر قرض ہے وہ اس قرض کو ادا کرے اور باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے" اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یہ بات جماعت صحابہ کے سامنے کہی اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا، اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا اس پر اتفاق تھا، نیز علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ مقروض خود اس بات کا محتاج ہے کہ اسے اس کا قرض ادا کرنے کے لیے زکوٰۃ دی جائے بلکہ مقروض کی حاجت فقیر سے زیادہ شدید ہے (قرآن مجید میں بھی مقروض کو مصارف زکوٰۃ میں شمار کیا گیا ہے (والغارمین توبہ: ۶۰ — از سعیدی) اور جو خود زکوٰۃ لینے کا محتاج ہے اس پر زکوٰۃ کا دینا کس طرح واجب ہو سکتا ہے؟[3]

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: شوافع کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں (۱) مقروض پر مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے

---

[1] قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد، ج ۱ ص ۱۷۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] امام ابوداؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۸ مطبع مجتبائی پاکستان طبع ثانی ۱۴۰۵ھ۔

[3] علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۳۴۴، ۳۴۲، ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

(۲) مطلقاً زکوٰۃ واجب نہیں ہے (۳) اموال باطنہ (نقد رقم سونا، چاندی اور اموال تجارت) میں واجب نہیں ہے اور اموال ظاہرہ خود رو گھاس کھانے والے مویشی اور زرعی پیداوار) میں واجب ہے۔

علامہ نووی اس مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اکثر و بیشتر علماء کہتے ہیں کہ مقروض کی اپنے مال پر ملک ضعیف ہے کیونکہ اس کے مال پر ایک مستحق کا حق مسلط ہے ثانیاً لکھتے ہیں: مقروض کے جس مال کا قرض خواہ مستحق ہے اس مال پر پہلے ہی زکوٰۃ فرض ہے جو قرض خواہ نے ادا کرنی ہے اگر ہم مقروض پر بھی زکوٰۃ لازم کر دیں تو ایک مال پر دو دفعہ زکوٰۃ ادا کرنا لازم آئے گی۔[1]

قاضی ابوالولید مالکی لکھتے ہیں کہ اگر مال تجارت سے قرض ادا نہ ہو سکے تو نقد رقم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔[2]

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص کے مال پر قرض محیط ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔[3]

میعادی قرض

علامہ بابرتی حنفی لکھتے ہیں: قرض عام ہے خواہ اللہ تعالیٰ کا ہو جیسے زکوٰۃ یا بندوں کا ہو جیسے قرض خریدی ہوئی چیز کی قیمت، تلف شدہ چیز کا تاوان، زخموں کی دیت، عورت کا مہر عام ازیں کہ نقود سے ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ قرض میعادی ہو یا غیر میعادی۔[4] علامہ خوارزمی لکھتے ہیں کہ میعادی قرض کے زکوٰۃ سے مانع ہونے کے بارے میں امام ابوحنیفہ سے کوئی روایت نہیں ہے اور امام تمرتاشی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ میعادی قرض کے زکوٰۃ سے مانع ہونے یا نہ ہونے کے دونوں قول صحیح ہیں۔[5] محیط سرخسی میں ہے کہ میعادی قرض زکوٰۃ سے مانع ہے۔ عالمگیری میں ہے کہ ظاہر مذہب پر یہی بات صحیح ہے۔[6] بہار شریعت میں مانع نہ ہونے کو شامی کے حوالے سے صحیح لکھا ہے۔[7] ہم نے اس مقام پر شامی کو دیکھا علامہ شامی نے اس مسئلہ میں اپنی کوئی رائے نہیں لکھی البتہ قہستانی کا قول نقل کیا ہے کہ مانع نہ ہونا صحیح ہے۔[8] اہل علم اور فقہ سے دل چسپی رکھنے والے حضرات سے مخفی نہیں ہے کہ قہستانی جب منفرد ہوں تو ان کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور فقہاء میں ان کا درجہ بہت ضعیف ہے۔ پھر علامہ سرخسی اور فتاویٰ عالمگیری کے مقابلہ میں قہستانی کے قول کا اعتبار کون کر سکتا ہے!

خیال رہے کہ یہ بحث اس قرض کے بارے میں ہے جو وجوب زکوٰۃ سے پہلے ہو اور جو قرض وجوب زکوٰۃ کے بعد ہو وہ بالاتفاق زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے اور جو قرض درمیان سال میں ہو امام محمد کے نزدیک مانع ہے اور

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۳۴۶، ۳۴۴ ملخصاً مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

[2] قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۷۹، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

[3] علامہ ابوالحسن علی بن عبدالجلیل مرغینانی حنفی ۵۹۳ھ، ہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۱۱۸، ۱۱۷، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

[4] علامہ محمد بن محمد بابرتی متوفی ۷۸۶ھ، العنایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۱۱۷، " "

[5] علامہ شمس الدین خوارزمی، کفایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۱۱۸، " "

[6] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۳، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

[7] مولانا امجد علی، بہار شریعت ج ۵ ص ۲۳، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

[8] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۷، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

امام ابو یوسف کے نزدیک مانع نہیں ہے۔ [1]

صنعتی اور کاروباری قرض

قرض کے متعلق اب تک فقہاء کرام کی جس قدر آراء اور ابحاث ہم نے ذکر کی ہیں ان سب کا تعلق نجی اور شخصی قرضوں سے ہے کاروباری قرضوں کا یہ حکم نہیں ہے۔ کاروباری ادارے حکومت اور بینکوں سے قرض لے کر صنعت یا کوئی منصوبہ قائم کرتے ہیں لیکن ان کی مصنوعات اور خام مال پر جو زکوٰۃ عائد ہوتی ہے وہ ان کے اس قرض کی وجہ سے ممنوع نہیں ہوگی جو ان کی صنعت یا ان کے منصوبہ پر محیط ہے کیونکہ اس صنعت اور منصوبہ کے علاوہ بھی ان کے پاس اتنا سرمایہ ہوتا ہے جو اس قرض کی ادائیگی کے لیے کافی ہے اور بالفرض اگر نہ ہو تو وہ صنعت اور منصوبہ خود اس قرض کی ادائیگی کی ضمانت ہے۔ ڈھائی فی صد زکوٰۃ سے بچنے کے لیے سرمایہ داروں کو غارمین کی صف میں داخل ہونے کے مکروہ حیلے سے گریز کرنا چاہیے۔

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے قرض

مکان تعمیر کرنے والے مکان کی ساکھ پر ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض لے کر مکانات تعمیر کرتے ہیں جس کی بناء پر انہیں ماہانہ کچھ رقم ادا کرنی پڑتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک شخصی اور نجی قرض ہے لیکن کیا اس قرض کی وجہ سے زکوٰۃ میں چھوٹ مل سکتی ہے؟ بالفرض ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے اور ایک لاکھ روپیہ اس پر ہاؤس بلڈنگ فنانس کا قرض ہے اور وہ اس سال یکمشت قرض ادا کرنا چاہتا ہے۔ اس صورت میں بلاشبہ اس سال اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی لیکن اگر وہ یکمشت قرض ادا نہیں کر رہا اور مثلاً ہر ماہ پانچ سو روپیہ کٹا رہا ہے اور ہر بار سال پورا ہونے پر اپنے ایک لاکھ روپیہ پر یہ کہہ کر زکوٰۃ بچا لیتا ہے کہ وہ تو ایک لاکھ روپیہ کا مقروض ہے تو یہ زکوٰۃ سے گریز کے مترادف ہے اور اس صورت میں قرض ادائیگی زکوٰۃ سے شرعاً مانع نہیں ہے۔ کیونکہ قرض زکوٰۃ سے اس وقت مانع ہوتا ہے جب کوئی شخص قرض ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تب کہا جائے گا کہ پہلے قرض ادا کرو پھر زکوٰۃ کی سوچنا جیسے حضرت عثمان نے فرمایا "جس شخص پر قرض ہے وہ پہلے قرض ادا کرے پھر باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے" اور جو شخص مال ہونے کے باوجود قرض ادا نہیں کر رہا اس کو زکوٰۃ بچانے کی بھی اجازت نہیں ہے عالمگیری میں ہے:

وذكر البزدوي في شرح الجامع الكبير قال مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ في رجل عليه مهر مؤجل لامرأته وهو لا يريد اداءه لا يجعل مانعا من الزكوٰة لعدم المطالبة في العادة وانه حسن ايضًا كذا في جواهر الفتاوى۔ [2]

علامہ بزدوی نے جامع کبیر کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا جس شخص پر اس کی عورت کا مہر میعادی قرض ہو اور وہ قرض کو ادا کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو یہ قرض زکوٰۃ سے مانع نہیں ہوگا کیونکہ عادتاً عورت مہر کا مطالبہ نہیں کرتی یہ قول حسن ہے۔ اسی طرح جواہر الفتاوی میں ہے۔

---

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۳، مطبوعہ مطبع کبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔
[2] ۔۔ ۔۔ ۔۔

عالمگیری کی یہ عبارت اگرچہ عورت کے مہر سے متعلق ہے لیکن اس کی علت یہ ہے کہ شوہر فی الفور مہر کی ادائیگی کا ارادہ نہیں کرتا اسی طرح جو شخص ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کو قرض کی ماہانہ اقساط ادا کر رہا ہے وہ بھی فی الفور قرض کی یکمشت رقم ادا کرنے کا ارادہ نہیں کر رہا، البتہ جتنے قرض کی رقم وہ ایک سال میں ادا کرتا ہے اتنی رقم اس سال میں زکوٰۃ سے مانع ہوگی دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح عادۃً عورت مہر کا مطالبہ نہیں کرتی اسی طرح فنانس کارپوریشن قرضدار سے رقم کا عادۃً مطالبہ نہیں کرتی۔ مطالبہ صرف اس قدر رقم کا ہوتا ہے جو معاہدہ کے مطابق اسے ماہ بماہ ادا کرنی ہے۔ اس لیے مکمل رقم زکوٰۃ سے مانع نہیں ہوگی، لہٰذا جن صورتوں میں فنانس کارپوریشن کے قرض کو یکمشت ادا کرنے کا ارادہ نہیں کیا جاتا ان صورتوں میں وہ یکمشت رقم قرض سے مانع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو مقدار نصاب کے برابر رقم قرض دی اور اس پر سال گزر گیا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس مال پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور قرض خواہ پر لازم ہے کہ اس مال کی زکوٰۃ ادا کرے خواہ اس کو رقم وصول ہو یا نہ ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آتی جب تک قرض کی رقم وصول کر کے اس پر قبضہ نہ کرے۔

علامہ سرخسی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قرض کی تین قسمیں ہیں، قوی، متوسط اور ضعیف۔ قوی اس قرض کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کو ایسا مال قرض دے جو اگر اس کے پاس رہتا تو وہ اس سے تجارت کر سکتا تھا، متوسط یہ ہے کہ کسی کو ایسی چیز قرض دے جس پر زکوٰۃ نہ ہو جیسے استعمال کے کپڑے۔ اور ضعیف وہ ہے جو کسی مال کا بدل نہ ہو جیسے مہر اور بدل خلع۔ قرض ضعیف میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آتی جب تک رقم پر قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے[1]۔

پراویڈنٹ فنڈ ماہ بماہ مدت ملازمت میں لازمی طور پر کٹتا رہتا ہے اور اختتام ملازمت پر حکومت اس میں ایک مقررہ اضافہ کر کے دے دیتی ہے۔ صرف فنڈ کی رقم درحقیقت خدمت کا معاوضہ اور اجرت ہے اور یہ اصطلاح میں قرض ضعیف ہے۔ اس لیے اس پر اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آئے گی جب تک کہ اس پر ملازم کے قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے

پراویڈنٹ فنڈ پر اضافے کے سود ہونے یا نہ ہونے کا حکم

پراویڈنٹ فنڈ پر جو اضافہ کیا جاتا ہے بعض کمپنیاں اپنے طور پر بغیر کسی پیشگی معاہدہ کے مدت ملازمت ختم ہونے پر کل رقم کو دگنا کر کے دے دیتی ہیں ایسی صورت میں یہ اضافہ بلاشبہ جائز ہے اور اس کو حق خدمت ہی تصور کیا جائے گا۔ حکومت کے ہاں یہ طریق کار ہے کہ حکومت ملازمین سے معلوم کرتی ہے کہ وہ پراویڈنٹ فنڈ پر سود (Interest) لیں گے یا نہیں، اگر وہ سود لیں تو حکومت بھی ہاؤس بلڈنگ فنانس اور دیگر مدات کے قرضوں میں ملازمین سے سود لیتی ہے اور اگر وہ سود نہ لیں تو حکومت بھی ان سے سود نہیں لیتی۔ ہم نے متعلقہ محکمہ سے ذاتی طور پر تحقیق کر لی ہے کہ تادم تحریر یہی صورت حال جاری ہے، اس لیے اس صورت میں پراویڈنٹ فنڈ پر جو سود (Interest) دیا جاتا ہے اس کو حق خدمت نہیں قرار دیا جا سکتا، پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جو ملازم

[1] علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ۔ المبسوط ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی تنخواہ سے کاٹی جاتی ہے، ہر چند کہ اس پر ملازم کا قبضہ نہیں ہوتا لیکن وہ رقم چونکہ اس کی طے شدہ اجرت کا ایک حصہ ہے اور اس کے کٹنے سے ہی اس پر سود لگتا ہے اور اس کے کٹنے سے وہ رقم انشورنس میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہ چاہے تو اس رقم کو بذریعہ عدالت جبراً حکومت سے وصول کر سکتا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ رقم اس کی ملکیت ہے اور اس پر جو رقم سود کے عنوان سے زائد دی جائیگی وہ شرعاً سود ہو گی لیکن چونکہ قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے پراویڈنٹ فنڈ پر ملازم کی بالفعل ملکیت مشکوک ہے اس وجہ سے سود کے عنوان سے اضافی طور پر دی جانی والی رقم سود کے مشابہ ہے اس لیے اس کا لینا مکروہ ہے۔ مفتی محمد شفیع کی زیر قیادت علمائے دیوبند نے پراویڈنٹ فنڈ کے سلسلہ میں فتویٰ مرتب کیا ہے اور اس میں پراویڈنٹ فنڈ پر سود (Intrest) کو حق خدمت ٹھہرا کر بلا کراہت جائز قرار دیا ہے [1]۔

بَابُ ۲۷۶ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقہ فطر

۲۱۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا نَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سبب سے مسلمانوں پر ایک صاع (ساڑھے چار سیر) کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر کیا، خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔

۲۱۷۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ حُرٍّ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر کیا، خواہ آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا۔

۲۱۷۶ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آزاد اور غلام اور ہر مرد اور عورت پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر فرمایا تھا اور لوگوں نے اس کے قائم مقام نصف صاع (سوا دو سیر) گندم کو کر لیا۔

[1] مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ، پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ ص ۱۰۹ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

۲۱۷۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٍ مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهٗ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو صدقۂ فطر دیا جائے لوگوں نے دو مد (سوا دو سیر) گندم کو اس کے قائم مقام کر لیا۔

۲۱۷۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ قَالَ اَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ اَوْ رَجُلٍ اَوِ امْرَاَةٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۂ فطر مقرر کیا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔

۲۱۷۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک صاع طعام یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش صدقۂ فطر ادا کیا کرتے تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۱۸۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا دَاوٗدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهٗ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے اس وقت ہم ہر چھوٹے اور بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع طعام یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش صدقۂ فطر ادا کیا کرتے تھے۔ ہم یہ صدقہ فطر اسی طرح ادا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان حج یا عمرہ کے لیے آئے انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ شام کی گندم کا نصف صاع

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ إِنِّي أَرَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ زَكٰوتِهَا مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ۔

ایک صاع کھجوروں کے برابر ہوگا پھر لوگوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابو سعید خدری نے کہا میں اپنی پوری زندگی اسی طرح صدقہ فطر ادا کرتا رہوں گا جس طرح پہلے ادا کیا کرتا تھا۔

۲۱۸۱ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ مُعَاوِيَةُ فَرَأَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ بُرٍّ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذَلِكَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے اس وقت ہم ہر چھوٹے بڑے اور آزاد اور غلام کی طرف سے تین طرح صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جو، ہم یونہی صدقہ فطر ادا کیا کرتے رہے حتیٰ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو مد (سوا دو سیر) گندم ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری نے کہا رہا میں تو میں اسی طرح صدقہ فطر دیا کروں گا جیسے پہلے دیتا رہا تھا۔

۲۱۸۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ عِيَاضِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ الْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالشَّعِيرِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تین قسم سے صدقہ فطر دیا کرتے تھے پنیر، کھجور اور جو۔

۲۱۸۳ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا جَعَلَ نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ عَدْلَ صَاعٍ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ نے نصف صاع گندم کو ایک صاع کھجور کے برابر قرار دیا تھا تو میں نے اس کا انکار کیا اور کہا میں اسی طرح صدقہ فطر ادا کرتا رہوں گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ

مِنْ تَمْرٍ اَنْكَرَ ذٰلِكَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَقَالَ لَا اُخْرِجُ فِيْهَا اِلَّا الَّذِىْ كُنْتُ اُخْرِجُ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ۔

علیہ وسلم کے عہد میں کیا کرتا تھا یعنی ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش یا ایک صاع جو یا ایک صاع پنیر۔

۲۱۸۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ صدقہ فطر نماز عید کیلئے جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

۲۱۸۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ قَالَ نَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِخْرَاجِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ فطر نماز عید کے لیے جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

صدقہ فطر کے حکم میں مذاہب

جمہور شافعیہ، جمہور مالکیہ[1] اور حنابلہ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے، بعض شوافع اور بعض مالکیہ کے نزدیک صدقہ فطر سنت ہے۔ داؤد ظاہری کا بھی یہی آخری قول ہے[3] اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے[4] ائمہ ثلاثہ چونکہ فرض اور واجب میں فرق نہیں کرتے اس لیے وہ صدقہ فطر پر فرض اور واجب دونوں کا اطلاق کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ کی نظر دقیق ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس چیز کا لزوم قرآن مجید سے دلالت قطعیہ کے ساتھ ثابت ہو وہ فرض ہے اور جس چیز کا لزوم احادیث اور اخبار آحاد سے ثابت ہو وہ واجب ہے اور صدقہ فطر کا لزوم چونکہ احادیث سے ثابت ہے اس لیے وہ واجب ہے۔

امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر کے وجوب کا سبب رمضان ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کے وجوب کا سبب عید کا دن ہے حتیٰ کہ جو شخص عید کی صبح کو پیدا ہوا اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے، بعض علماء نے کہا چونکہ روزے میں کچھ کمی رہ جاتی ہے اور بحیثیت کمال روزہ نہیں رکھا جا سکتا اس کی تلافی کے لیے صدقہ فطر واجب ہے

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۱۴۶ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت۔
۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۳۵۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔
۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔
۴۔ علامہ ابو الحسن مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۲۱۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

لیکن یہ وجہ جامع نہیں ہے کیونکہ صدقہ فطر بچوں کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے حالانکہ وہ روزے کے مکلف نہیں ہیں، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت کی طرف سے اس کے خاوند پر صدقہ فطر واجب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خود عورت پر واجب ہے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ احادیث میں امام ابوحنیفہ کی تائید ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہر مرد اور عورت پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک صدقہ فطر ادا کرنا اس شخص پر واجب ہے جو عید کے دن صاحب نصاب ہو، امام شافعی کے نزدیک اس شخص پر واجب ہے جو عید کے دن کے علاوہ دوسرے دن بھی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے کھانے پینے کی وسعت رکھتا ہو، امام احمد اور امام مالک کے نزدیک ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے۔

گندم کے نصاب میں مذاہب

مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک صدقہ فطر میں دوسری اجناس کی طرح گندم سے بھی ایک صاع (ساڑھے چار سیر) صدقہ کرنا واجب ہے اور احناف کے نزدیک گندم سے صرف نصف صاع دینا واجب ہے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں:

صدقہ فطر میں ہر شخص کی طرف سے گندم اور انگوروں کے علاوہ ایک صاع ادا کرنا بالاجماع واجب ہے۔ امام شافعی، امام مالک اور جمہور کے نزدیک گندم اور انگوروں میں بھی ایک صاع صدقہ کرنا واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک حضرت معاویہ کی روایت کی وجہ سے نصف صاع گندم دینا واجب ہے جمہور کی دلیل حضرت ابوسعید کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ: صاعًا من طعام او صاعًا من شعیر او صاعًا من اقط او صاعًا من زبیب "ایک صاع طعام، ایک صاع جو ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش"۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ عرف حجاز میں طعام کا لفظ گندم کے ساتھ خاص ہے خاص طور پر جب طعام کا ذکر باقی اجناس کے ساتھ کیا گیا ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تمام اجناس کے ساتھ صاع کو واجب کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ صدقہ فطر میں معتبر صاع ہے۔[۲]

حضرت معاویہ کی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ نووی لکھتے ہیں:

یہ وہ حدیث ہے جس پر امام ابوحنیفہ اور ان کے موافقین اعتماد کرتے ہیں اور جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ ایک صحابی کا قول ہے اور حضرت ابوسعید خدری نے ان کی مخالفت کی ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں زیادہ زمانہ گزارا ہے اور وہ آپ کے احوال سے زیادہ واقف ہیں، اور خود حضرت معاویہ نے یہ تصریح کی ہے کہ انہوں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی نہیں ہے، صرف ان کی رائے ہے اس لیے حضرت ابوسعید خدری کی روایت پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔[۳]

نظریۂ احناف پر دلائل

علامہ نووی کا یہ کہنا کہ عرف حجاز میں طعام صرف گندم کے ساتھ خاص ہے محض ایک دعویٰ ہے جو بلادلیل ہونے کی وجہ سے غیر مسموع ہے جبکہ بخاری کی صحیح روایت

---

[۱] قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۲۰۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[۲] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۷۵ھ۔

[۳] " " شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۸ " "

میں حضرت ابوسعید خدری نے طعام کی خود یہ تفسیر کی ہے:

عن ابی سعید قال کنا نخرج فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الفطر صاعا من طعام قال ابو سعید وکان طعامنا الشعیر والزبیب والاقط والتمر[۱]

حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک صاع طعام صدقہ کرتے تھے، ابو سعید کہتے ہیں ہمارا طعام جو، کشمش، پنیر اور کھجور تھے۔

یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ جب باقی اجناس میں صاع ہے تو گندم میں بھی صاع ہوگا کیونکہ مقدار مفروضہ میں قیاس کا دخل نہیں ہے نہ یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ حضرت معاویہ کی رائے سے ثابت ہے۔ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے نصف صاع گندم کی مقدار ثابت ہے:

امام ابوداؤد سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن ابی صعیر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صاع من بر او قمح علی کل اثنین صغیر او کبیر حر او عبد ذکر او انثی۔[۲]

حضرت عبد اللہ بن ابی صعیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک صاع گندم دو آدمیوں کی طرف سے دیا جائے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت۔

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد نے ایک اور سند کے ساتھ بھی عبد اللہ بن ابی صعیر سے ایسی ہی روایت ذکر کی ہے۔

عن الحسن قال خطب ابن عباس فی اٰخر رمضان علی منبر البصرة فقال اخرجوا صدقة صومکم فکان الناس لم یعلموا فقال من ههنا من اهل المدینة قوموا الی اخوانکم فعلموهم فانهم لا یعلمون فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم هذه الصدقة صاعا من تمر او شعیر او نصف صاع من قمح علی کل حر او مملوک ذکر او انثی صغیر او کبیر[۳]

حسن بصری کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے بصرہ میں آخر رمضان میں منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا اپنے روزوں کا صدقہ دو لوگ اس بات کو نہیں سمجھے آپ نے فرمایا یہاں شہر والوں میں ایک قوم ہے ان کو تعلیم دو کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے ایک صاع کھجور، یا صاع جو یا نصف صاع گندم ہر آزاد یا غلام پر ہر مرد اور عورت پر اور ہر چھوٹے اور بڑے پر۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وسلم بعث منادیا ینادی فی فجاج مکة: الا ان زکوٰة الفطر واجبة علی کل مسلم علی کل ذکر و انثی، حر و عبد، و صغیر و کبیر

عمرو بن شعیب از والد خود اور وہ از جد خود روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں ایک منادی والا بھیجا کہ سنو! ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے۔ ہر مرد اور عورت پر، آزاد اور غلام پر، اور چھوٹے اور بڑے

---

[۱] امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۵-۲۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۸۱ ھ

[۲] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ ھ

[۳] " " " ج ۱ ص ۲۲۹

مدان من قمح او صاع مما سواہ من الطعام۔ [1] پر گندم کا نصف صاع اور باقی چیزوں سے صاع۔

امام دارقطنی نے ایک اور سند سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے [2]۔

عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر بزکاۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر او مدین من قمح علی کل حاضر وباد صغیر وکبیر، حر وعبد۔ [3]

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو یا نصف صاع گندم ہر شہری اور دیہاتی پر، ہر چھوٹے اور بڑے پر اور ہر آزاد اور غلام پر۔

عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: صدقۃ الفطر صاع من تمر وصاع من شعیر او مدان من حنطۃ عن کل صغیر وکبیر حر وعبد۔ [4]

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو یا نصف صاع گندم ہے۔ جو ہر چھوٹے اور بڑے اور ہر آزاد اور غلام کی طرف سے ہے۔

عن ثعلبۃ بن صعیر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ادوا صدقۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر او نصف صاع من بر، عن کل صغیر او کبیر ذکر او انثی حر او عبد۔ [5]

حضرت ثعلبہ بن صعیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر، کھجور سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع یا گندم سے نصف صاع ادا کرو ہر چھوٹے یا بڑے، ہر مرد یا عورت، ہر آزاد یا غلام کی طرف سے۔

ان احادیث کثیرہ کے ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ صرف حضرت امیر معاویہ کی رائے کی بات نہیں ہے۔ ثانیاً بخاری شریف میں ہے جب حضرت امیر معاویہ نے نصف صاع گندم کا مسئلہ بیان کیا تو لوگوں نے اس پر عمل کیا اور وہ "لوگ" صحابہ کرام اور اخیار تابعین تھے۔

علامہ عینی نے لکھا ہے کہ نصف صاع گندم دینا حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود، حضرت جابر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن الزبیر، حضرت ابن عباس، حضرت معاویہ، حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق کا مذہب تھا اور تابعین میں سے سعید بن مسیب، عطا، مجاہد، سعید بن جبیر، عمر بن عبدالعزیز، طاؤس، نخعی، شعبی، علقمہ، اسود، عروہ، ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابو قلابہ، عبدالملک بن محمد

---

[1] - امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۲ ص ۱۴۱، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] - " " " ج ۲ ص ۱۴۲ "

[3] - " " " ج ۲ ص ۱۴۳ "

[4] - " " " " "

[5] - " " " ج ۲ ص ۱۴۷ "

وغیرہم کا مسلک تھا۔[1]

بَابٌ ۲۷ اِثْمِ مَانِعِ الزَّكٰوةِ

۲۱۸۶ - حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ الصَّنْعَانِيَّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ اَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُولٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ

زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سونا چاندی رکھتا ہو اور اس کا حق (زکوٰۃ) نہ ادا کرے قیامت کے دن اس کیلئے آگ کی چٹانوں کے پرت بنائے جائینگے اور جہنم کی آگ سے اس کو تپایا جائیگا اور اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو اس کے ساتھ داغا جائیگا، ایک بار یہ عمل کرنے کے بعد دوبارہ لوٹایا جائے گا، جو دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے اس دن یہ عمل مسلسل ہوتا رہے گا، بالآخر جب تمام لوگوں کے فیصلے ہو جائیں گے تو اسے جنت یا جہنم کا راستہ دکھا دیا جائے گا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اونٹ والوں کا کیا ہوگا؟ فرمایا جو اونٹ والا اونٹوں کا حق ادا نہیں کریگا اور اونٹوں کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کے دن اونٹنیوں کا دودھ دوہ کر غریبوں کو پلایا جائے (ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو) قیامت کے دن ایک چٹیل زمین پر اوندھا لٹا دیا جائیگا اس وقت وہ اونٹ آئیں گے دراں حالیکہ وہ بہت فربہ ہوں گے اور ان میں سے کوئی بچہ تک گم نہیں ہوگا وہ اس شخص کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے ان کا ایک ریوڑ گزر جائیگا تو دوسرا آجائیگا پچاس ہزار سال کے برابر دن میں یہ سلسلہ یونہی جاری رہیگا، حتیٰ کہ جب لوگوں کے فیصلے ہو جائیں گے تو اسے جنت یا جہنم کا راستہ دکھا دیا جائیگا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! گائے اور بکریوں والوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا جو گائے اور بکریوں والا ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں

---

[1] علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۹ ص ۱۱۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ۔

بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهٗ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ اٰثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

کرے گا قیامت کے دن چٹیل میدان میں اسے منہ کے بل گرایا جائے گا۔ تمام گائے ....

اور بکریاں اس کو اپنے کھروں سے روندیں گی اور اس کو سینگوں سے ماریں گی، اس روز ان میں کوئی ٹیڑھے سینگوں والی ہو گی نہ بغیر سینگوں والی نہ ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ایک ریوڑ گزرنے کے بعد فوراً دوسرا ریوڑ آ جائیگا اور پچاس ہزار سال کے برابر دن میں یونہی ہوتا رہے گا، حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائیگا پھر اسے جنت یا دوزخ کا راستہ دکھا دیا جائیگا، عرض کیا گیا یارسول اللہ! گھوڑوں والوں کا کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا گھوڑوں کی تین قسمیں ہیں، گھوڑے مالک کے لیے بوجھ ہوتے ہیں، مالک کے لیے ستر ہوتے ہیں اور مالک کے لیے اجر ہوتے ہیں۔ بوجھ وہ گھوڑے ہوتے ہیں جس کو مالک نے دکھلاوے، فخر اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کے لیے رکھا ہو، یہ گھوڑے مالک کے لیے بوجھ کا باعث ہیں اور مالک کے لیے ستر وہ گھوڑے ہیں جنھیں مالک نے راہ خدا میں باندھا ہو پھر وہ ان حقوق کو نہ بھولا ہو جو گھوڑوں کی پیٹھوں اور گردنوں سے وابستہ ہیں، یہ گھوڑے مالک کے لیے ستر کا باعث ہیں اور جو گھوڑے مالک کے لیے اجر ہیں یہ وہ ہیں جن کو مالک نے راہ خدا میں مسلمانوں کے لیے باندھا ہو، کسی چراگاہ یا باغ میں، یہ گھوڑے چراگاہ یا باغ سے جو کچھ کھائیں گے یا پیشاب اور لید کریں گے اس کے برابر مالک کی نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اگر گھوڑے رسی تڑا کر ایک یا دو ٹیلوں کا چکر لگائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قدموں کے نشانات اور لید کے برابر مالک کے لیے نیکیاں لکھ دے گا، اور اگر مالک گھوڑوں کو لیکر نہر پر سے گزرے اور بغیر ارادہ کے بھی گھوڑے پانی پی لیں تو اس پانی کے برابر اللہ تعالیٰ مالک کی

نیکیاں لکھ دیگا عرض کیا گیا یارسول اللہ گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا البتہ یہ جامع آیت ہے: (ترجمہ) جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کی جزا دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بُرائی کی اس کی سزا پائے گا۔

۲۱۸۷ - وَحَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ ابْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا حَقَّهَا وَذَكَرَ فِيهِ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا وَقَالَ يُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ وَظَهْرُهُ۔

روایت سابقہ کی طرح زید بن اسلم سے روایت ہے لیکن الفاظ حدیث میں فرق ہے اس روایت میں مامن صاحب ابل لایؤدی حقھا ہے منھا حقھا نہیں ہے اور اس میں ہے لایفقد منھا فصیلا واحدا اور یکوی بھا جنباہ وجبھتہ وظھرہ ہے۔

۲۱۸۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ نَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهُ إِلَّا أُحْمِيَ عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُجْعَلُ صَفَائِحَ فَتُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبِينُهُ حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرٰى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَضَتْ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرٰى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صاحب خزانہ اپنے خزانہ کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کے خزانہ کو نار جہنم میں گرم کر کے صاحب خزانہ کے پہلوؤں اور پیشانی کو داغا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے بندوں کا فیصلہ فرمائے جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا پھر وہ شخص اپنا راستہ دیکھ لیگا جو یا جنت کی طرف ہوگا یا جہنم کی طرف، اور جو اونٹ والا اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کو چٹیل میدان میں گرا دیا جائیگا اور انتہائی فربہ جسم میں اس کے اونٹ ظاہر ہوکر اس کو روندتے ہوئے گزر جائیں گے۔ ایک ریوڑ کے بعد دوسرا ریوڑ روندتا ہوا گزر جائیگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے بندوں کا فیصلہ فرمائے جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا پھر وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا جو یا جنت کی طرف ہوگا یا جہنم کی طرف، اور جو بکریوں والا بکریوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کو چٹیل میدان میں گرا دیا جائیگا اور انتہائی

كَاَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَتَطَؤُهُ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطِحُهُ
بِقُرُوْنِهَا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَآءُ وَلَا جَلْحَآءُ
كُلَّمَا مَضٰى عَلَيْهِ اُخْرٰهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ
اُوْلٰهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهٖ فِيْ يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ
ثُمَّ يُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ
قَالَ سُهَيْلٌ وَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَ الْبَقَرَ اَمْ لَا قَالُوْا
فَالْخَيْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا
الْخَيْرُ اَوْ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا
قَالَ سُهَيْلٌ اَنَا اَشُكُّ الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّلِرَجُلٍ وِزْرٌ
فَاَمَّا الَّذِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيُعِدُّهَا لَهٗ فَلَا تُغَيِّبُ شَيْئًا
فِيْ بُطُوْنِهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرًا وَّلَوْ
رَعَاهَا فِيْ مَرْجٍ مَّا اَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كَتَبَ
اللّٰهُ لَهٗ بِهَا اَجْرًا وَّلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَّهْرٍ
كَانَ لَهٗ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِيْ بُطُوْنِهَا
اَجْرٌ حَتّٰى ذَكَرَ الْاَجْرَ فِيْ اَبْوَالِهَا وَاَرْوَاثِهَا
وَلَوِ اسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ
خُطْوَةٍ تَخْطُوْهَا اَجْرٌ وَاَمَّا الَّذِيْ هِيَ لَهٗ
سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَّتَجَمُّلًا
وَلَا يَنْسٰى حَقَّ ظُهُوْرِهَا وَبُطُوْنِهَا فِيْ عُسْرِهَا
وَيُسْرِهَا وَاَمَّا الَّذِيْ هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِيْ
يَتَّخِذُهَا اَشَرًا وَّبَطَرًا وَّبَذَخًا وَّرِيَآءَ
النَّاسِ فَذَاكَ الَّذِيْ هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ قَالُوْا
فَالْحُمُرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ
فِيْهَا شَيْئًا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةَ الْجَامِعَةَ الْفَاذَّةَ
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا
يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

فربہ جسم میں اس کی بکریاں ظاہر ہو کر اس کو اپنے کھروں
سے روندتی ہوئی چلی جائیں گی اور سینگوں سے اس کو
ماریں گی جب بکریوں کا ایک ریوڑ اس کو روندتے ہوئے
گزر جائیگا تو دوسرا ریوڑ آجائیگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس دن
اپنے بندوں کا فیصلہ کرلے جو پچاس ہزار سال کے برابر
ہوگا، پھر وہ شخص اپنا راستہ دیکھ لیگا یا جنت کی طرف یا جہنم
کی طرف۔ سہیل (راوی) کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ گائیوں
کا ذکر کیا یا نہیں؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اور
گھوڑوں کے بارے میں؟ آپ نے فرمایا گھوڑوں کی
پیشانی سے قیامت تک خیر وابستہ رہے گی اور فرمایا
گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں وہ کسی شخص کے لیے
اجر ہوتے ہیں کسی شخص کے لیے ستر ہوتے ہیں اور
کسی شخص کے لیے بوجھ ہوتے ہیں، جو گھوڑے اجر
ہوتے ہیں یہ وہ ہیں جن کو آدمی راہ خدا کے لیے تیار
رکھتا ہے ان گھوڑوں کے پیٹ میں جو کچھ بھی جاتا
ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اجر لکھ دیتا ہے وہ اس
کو جس چراگاہ میں چراتا ہے اور وہ اس میں جو کچھ چرتا ہے
اللہ تعالیٰ اسکا اجر لکھ دیتا ہے اگر وہ اسکو کسی دریا سے پانی پلائے تو اس کے
پیٹ میں پانی کا جو قطرہ بھی جاتا ہے اس کا اجر ملتا ہے حتیٰ
کہ فرمایا اس کے پیشاب اور لید کی وجہ سے بھی اجر
ملتا ہے اگر یہ گھوڑے ایک یا دو ٹیلوں کا چکر لگائیں
تو ان کے ہر قدم سے اجر ملتا ہے، رہے وہ گھوڑے
جو ستر ہیں وہ یہ ہیں جنھیں کوئی شخص اپنے ٹھاٹھ باٹھ
اور رعب داب کے لیے رکھتا ہے مگر وہ شخص تنگی
اور فراخی میں ان حقوق کو نہیں بھولتا جو گھوڑوں کی پیٹھوں
اور پیٹوں کے ساتھ وابستہ ہیں رہے وہ گھوڑے جو
بوجھ ہیں وہ یہ ہیں جن کو مالک نے غرور تکبر دکھلانے
اور اتراہٹ کے لیے رکھا ہو، یہ وہ گھوڑے ہیں جو
مالک کے لیے سبب وبال ہوتے ہیں، صحابہ نے

تَشُرُّا يَرَهٗ ۔

پوچھا: یا رسول اللہ گدھوں کے بارے میں؟ آپ نے فرمایا ان کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا مگر یہ آیت جو سب کو شامل ہے (ترجمہ) جس شخص نے ایک ذرہ کے برابر نیکی کی وہ اس کی جزا پائے گا اور جس شخص نے ایک ذرہ کے برابر برائی کی وہ اس کی سزا پائے گا۔

۲۱۸۹ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی روایت منقول ہے۔

۲۱۹۰ - وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِي صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ بَدَلَ عَقْصَاءَ عَضْبَاءَ وَقَالَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَظَهْرُهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ جَبِينَهٗ ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے لیکن اس میں خمیدہ سینگوں کے بجائے شکستہ سینگوں والی بکری کا ذکر ہے اور پیشانی کا ذکر نہیں ہے۔ اور پہلو اور پشت کے داغے جانے کا ذکر ہے۔

۲۱۹۱ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْمَرْءُ حَقَّ اللّٰهِ اَوِ الصَّدَقَةَ فِي اِبِلِهٖ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر آدمی اللہ تعالیٰ کے اس حق کو ادا نہ کرے جو اونٹوں میں واجب ہے یا اونٹوں کا صدقہ نہ دے۔ باقی روایت حسب سابق ہے۔

۲۱۹۲ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَاَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹوں والا اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن اس کے اونٹ اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گے اور ان کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور اونٹ اس کو اپنی ٹانگوں اور کھروں سے روندتے ہوئے گزریں گے۔ اور جو گائے والا گائے کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ گائیں اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گی چٹیل میدان میں ان کے سامنے مالک کو بٹھایا جائیگا اور وہ اس کو سینگوں

بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيهَا جَمَّاءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ هٰذَا الْقَوْلَ ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدٍ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ ابْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْإِبِلِ قَالَ حَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۱۹۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطِحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا

سے مارتی ہوئی اور پیروں سے کچلتی ہوئی گزر جائیں گی۔ اور جو بکریوں والا بکریوں کا حق ادا نہیں کریگا وہ بکریاں قیامت کے دن اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گی چٹیل میدان میں مالک کو بٹھایا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور کھروں سے روندتی ہوئی چلی جائیں گی اس روز ان میں نہ کوئی بغیر سینگ کے ہوگی نہ سینگ ٹوٹی ہوئی اور جو صاحب خزانہ خزانے میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کریگا تو قیامت کے دن اس کا خزانہ گنجے سانپ کی شکل میں منہ کھولے اس کے پیچھے دوڑے گا مالک خزانہ بھاگے گا تو ایک منادی آواز دیکر کہے گا اپنا خزانہ لے لو! ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جب مالک خزانہ کو کوئی چارۂ کار نظر نہیں آئیگا تو وہ سانپ نما خزانے کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور سانپ اونٹ کی طرح اس کو چبائے گا ابوالزبیر (راوی) کہتے ہیں کہ ہم نے عبید بن عمیر سے سنا وہ اسی طرح بیان کرتے تھے پھر ہم نے حضرت جابر سے پوچھا تو انھوں نے عبید بن عمیر کی طرح بیان کیا، ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبید بن عمیر سے سنا ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! اونٹ کا کیا حق ہے؟ فرمایا پانی (پلانے کے موقع) پر اس کا دودھ، دوہ لینا (تاکہ لوگ پئیں) اور ڈول (کے ذریعہ پانی نکالنے کے واسطے اونٹ) کو دینا اور نر اونٹ کو جفتی کے لیے عاریۃً دینا اور اونٹنی کو دودھ پینے کے لیے دینا اور راہ خدا میں اس پر لوگوں کا مال لادنا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹوں یا گائیوں یا بکریوں والا ان کا حق ادا نہیں کریگا قیامت کے دن اسے ہموار چٹیل میدان میں بٹھایا جائیگا کھروں والے جانور اسے اپنے کھروں سے پامال کریں گے اور سینگوں والے جانور اسے سینگوں سے ماریں گے، اس دن ان جانوروں میں کوئی بے سینگ ہوگا نہ شکستہ سینگ۔ ہم نے عرض کیا:

لَیْسَ فِیْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا مَکْسُوْرَةُ الْقَرْنِ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ اِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِیْحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَیْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَّا یُؤَدِّیْ زَکٰوتَهٗ اِلَّا تَحَوَّلَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ یَتْبَعُ صَاحِبَهٗ حَیْثُ مَا ذَهَبَ وَهُوَ یَفِرُّ مِنْهُ یُقَالُ هٰذَا مَالُكَ الَّذِیْ کُنْتَ تَبْخَلُ بِهٖ فَاِذَا رَاٰی اَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ اَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْ فِیْهِ فَجَعَلَ یَقْضَمُهَا کَمَا یَقْضَمُ الْفَحْلُ۔

یا رسول اللہ! ان کا حق کیا ہے؟ فرمایا نروں کو عاریۃً دینا اور ڈول دے (پانی نکالنے کے لیے ان کو) دینا اور پانی پلاتے وقت ان کا دودھ دوہنا (تاکہ کچھ دودھ غربا کو مل جائے) اور راہ خدا میں ان پر کسی کو سوار کرنا اور جو مالدار مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی صورت میں آکر اپنے مالک کا تعاقب کرے گا، مالک بھاگے گا مگر وہ جہاں جائیگا سانپ اس کے پیچھے جائے گا اور اس سے کہا جائیگا کہ یہ تیرا وہی مال ہے جس پر تو بخل کیا کرتا تھا بالآخر جب صاحب مال کوئی چارۂ کار نہ دیکھے گا تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ اور وہ سانپ اس کے ہاتھ کو اس طرح چبائے گا جیسے نر اونٹ چباتا ہے۔

گھوڑوں پر زکوٰۃ میں مذاہب

اس باب کی حدیث نمبر ۲۱۸۷ میں ذکر ہے کہ گھوڑوں پر جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کو ادا نہ کرنے کی بناء پر گناہ ہو گا، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ: اس حدیث سے امام ابو حنیفہ نے گھوڑوں پر زکوٰۃ کو واجب قرار دیا ہے اور ان کا مذہب یہ ہے کہ اگر گھوڑے صرف نر ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر نر مادہ دونوں ہوں تو مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار ادا کرے اور اگر چاہے تو ان کی قیمت کا چالیسواں حصہ ادا کرے اور امام مالک، امام شافعی اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ گھوڑوں پر مطلقاً زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے حدیث میں آیا ہے: لیس علی المسلم فی فرسہ صدقۃ "مسلمانوں پر ان کے گھوڑوں میں صدقہ واجب نہیں ہے" اور اس حدیث کی "تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد جہاد کرنا، لوگوں کے کام آنا یا اس پر مال غنیمت اور خمس کو لاد کر لے جانا ہے"۔

امام ابو حنیفہ کا نظریہ صحیح ہے اور تاویل ہی کرنی ہے تو احتیاط کا تقاضا ہے کہ پہلی حدیث میں تاویل کی جائے بایں طور کہ ان گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے جو جہاد کے لیے رکھے ہوں۔ علامہ زیلعی لکھتے ہیں جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنی کہ "گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے" تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا اور اس حدیث سے آپ کی مراد غازی کا گھوڑا ہے[1]

حسب ذیل حدیث سے امام ابو حنیفہ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخیل السائمۃ فی کل فرس

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خود رو گھاس چرنے

---

[1] علامہ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۵۷، مجلس علمی سورت ہند الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۷ھ۔

دینار [1] والے گھوڑوں میں سے ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار دیا جائے۔

علامہ ابو الحسن مرغینانی نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کا نظریہ یہ ہے کہ ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار یا دس درہم دیے جائیں بعض روایات میں دس درہم کا بھی تذکرہ ہے واضح رہے کہ دس درہم تقریباً ڈھائی تولے چاندی کے برابر ہے۔

باب ۲۷۸ اِرْضَاءِ السُّعَاةِ

عاملین زکوٰۃ کو راضی رکھنا

۲۱۹۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ کَامِلٍ فُضَیْلُ بْنُ حُسَیْنٍ الْجَحْدَرِیُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ اِسْمَاعِیْلَ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِیُّ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْمُصَدِّقِیْنَ یَاْتُوْنَنَا فَیَظْلِمُوْنَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِیْکُمْ قَالَ جَرِیْرٌ مَا صَدَرَ عَنِّیْ مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ عَنِّیْ رَاضٍ۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دیہات کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! زکوٰۃ وصول کرنے والے اکثر ہم پر ظلم (زیادتی) کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زکوٰۃ وصول کرنیوالوں کو راضی کیا کرو، حضرت جریر کہتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے مجھ سے کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا ناراض ہو کر نہیں گیا۔

۲۱۹۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحِیْمِ بْنُ سُلَیْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ کُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ اِسْمَاعِیْلَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

عاملین کو راضی کرنے کی وضاحت

بظاہر اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کرنے والے عاملین کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے حالانکہ ظلم کرنے والا عامل اپنے ظلم کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہوتا ہے کہ اس کو معزول کر دیا جائے کیونکہ ظلم کرنا حرام، فسق اور گناہ کبیرہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں عاملین کے ظلم سے زکوٰۃ وصول کرنے میں ان کی شدت اور سختی مراد ہے کیونکہ عام طور پر جب تک سختی نہ کی جائے لوگ آسانی سے مال نہیں نکالتے اور یہ شروع شروع کی بات ہے جب لوگ ادائیگی

[1] حافظ ابو بکر حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۴ ص ۱۱۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

زکوٰۃ کے خوگر نہ تھے خاص طور پر اعرابی اور دیہاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاملین کو راضی کرنے کا جو حکم دیا اس سے یہ مراد نہیں تھی کہ عاملین کے غلط مطالبہ کو مان کر انھیں راضی کیا جائے بلکہ آپ کی مراد یہ تھی کہ عاملین کے ساتھ خوش اخلاقی، نرمی اور محبت سے بات چیت کی جائے اور حسن سلوک سے معاملہ کیا جائے۔

بَاب ۲۴۹ تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ لَا يُؤَدِّي الزَّكٰوةَ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر عذاب شدید

۲۱۹۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيْعٌ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِيْ قَالَ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا در آں حالیکہ آپ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم وہ لوگ خسارے والے ہیں، میں آکر بیٹھ گیا پھر بے چینی سے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں ماسوا ان کے جو ادھر اُدھر آگے پیچھے دائیں بائیں خرچ کرتے ہیں اور ایسے سرمایہ دار بہت کم ہیں، اور جو شخص اونٹ یا گائے یا بکریاں رکھتا ہو اور ان کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن وہ جانور پچھلے تمام دنوں سے زیادہ فربہ اور چربیلے ہو کر آئیں گے اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گے، اور کھروں سے روندیں گے جب آخری روند کر گزر جائیگا تو پھر پہلا روندنے کے لیے آجائے گا اور لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۱۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَمُوْتُ فَيَدَعُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا أَوْ غَنَمًا لَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا در آں حالیکہ آپ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے باقی روایت حسب سابق ہے البتہ یہ زیادتی ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص اونٹ گائے یا بکریاں چھوڑ کر مر جائے حالانکہ اس نے ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو تو اس کو.....

۲۱۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيْعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے یہ بات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ اُحُدًا ذَهَبًا تَاْتِیْ عَلَیَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِیْ مِنْهُ دِیْنَارٌ اِلَّا دِیْنَارًا اُرْصِدُهٗ لِدَیْنٍ عَلَیَّ۔

۲۱۹۹۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

۲۲۰۰۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَیَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَابْنُ نُمَیْرٍ وَاَبُوْکُرَیْبٍ کُلُّهُمْ عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ قَالَ یَحْیٰی اَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَرَّةِ الْمَدِیْنَةِ عِشَاءً وَنَحْنُ نَنْظُرُ اِلٰی اُحُدٍ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنَّ اُحُدًا ذَاکَ عِنْدِیْ ذَهَبًا اُمْسِیْ ثَالِثَةً وَعِنْدِیْ مِنْهُ دِیْنَارٌ اِلَّا دِیْنَارًا اُرْصِدُهٗ لِدَیْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِیْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰکَذَا حَثَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَهٰکَذَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَهٰکَذَا عَنْ شِمَالِهٖ قَالَ ثُمَّ مَشَیْنَا فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا مِثْلَ مَا صَنَعَ فِی الْمَرَّةِ الْاُوْلٰی قَالَ ثُمَّ مَشَیْنَا قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ کَمَا اَنْتَ حَتّٰی اٰتِیَکَ قَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰی تَوَارٰی عَنِّیْ قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَ لَهٗ قَالَ فَهَمَمْتُ اَنْ اَتَّبِعَهٗ قَالَ ثُمَّ ذَکَرْتُ قَوْلَهٗ لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اٰتِیَکَ قَالَ فَانْتَظَرْتُهٗ فَلَمَّا جَاءَ

خوشی کا باعث نہیں کہ یہ احد پہاڑ میرے لیے سونے کا بن جائے اور تین دن سے زائد میرے پاس ایک دینار بھی باقی رہے سوا اس دینار کے جس کو میں ادائیگی قرض کے لیے باقی رکھ لوں۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی پتھریلی زمین میں پیدل چل رہا تھا درآں حالیکہ ہم اُحد پہاڑ کو دیکھ رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ابوذر!! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اگر یہ احد پہاڑ میرے لیے سونے کا بن جائے تب بھی میں یہ نہیں چاہتا کہ تیسری رات اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہے، سوا اس دینار کے جس کو میں قرض کی ادائیگی کے لیے باقی رکھوں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میں مٹھی بھر بھر کے اللہ کے بندوں میں وہ مال تقسیم کر دوں دائیں بائیں اور آگے دیتا رہوں۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں ہم پھر چلتے رہے۔ آپ نے پھر فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا مالدار لوگ قیامت کے دن مفلس ہوں گے! سوا ان لوگوں کے جو مال (خدا کی راہ میں) دیتے رہے ہیں۔ پھر کچھ چلنے کے بعد آپ نے فرمایا ابوذر میرے آنے تک تم یہیں ٹھہرنا پھر آپ چلے گئے حتیٰ کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے، پھر میں نے کچھ آوازیں سنیں اور مجھے خدشہ ہوا کہیں آپ کو کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو یہ سوچ کر میں نے آپ کے پیچھے جانے کا ارادہ کیا پھر فوراً ہی آپ کا یہ فرمانا یاد آگیا "جب تک میں نہ آؤں یہاں سے نہ جانا" پھر میں وہیں ٹھہر کر انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ آپ تشریف

ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي سَمِعْتُ فَقَالَ ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ۔

۲۲۰۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ اجْلِسْ هَاهُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَاهُنَا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذَاكَ جِبْرِيلُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ

لے آئے میں نے ان آوازوں کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے انھوں نے مجھ سے آکر کہا آپ کی امت میں سے جو شخص بھی اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے شرک نہ کیا ہو وہ جنت میں چلا جائے گا میں نے کہا خواہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو، آپ نے فرمایا خواہ چوری کی ہو یا زنا کیا ہو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک رات نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے جارہے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید کسی کا ساتھ جانا آپ کو ناگوار گزرے، اس وجہ سے میں چاند کے سایہ میں چلنے لگا (تاکہ مجھ پر آپ کی نظر نہ پڑے) آپ نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا ابوذر! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر آؤ میں کچھ دیر آپ کے ساتھ چلا آپ نے فرمایا مالدار لوگ قیامت کے دن نادار ہوں گے سوا ان لوگوں کے جنھیں اللہ تعالیٰ خیر عطا کرے اور وہ اپنے مال کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیں اور اس میں نیکی کے کام کریں میں کچھ دیر آپ کے ساتھ چلا آپ نے فرمایا میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو! آپ نے مجھے ایک صاف زمین پر بٹھا دیا جس کے ارد گرد سیاہ پتھر تھے اور آپ ان پتھروں میں چلے گئے حتیٰ کہ آپ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے، میں کافی دیر بیٹھا رہا، پھر میں نے ایک آہٹ سنی آپ میری طرف آرہے تھے درآں حالیکہ آپ فرمارہے تھے خواہ چوری کرے یا زنا کرے۔ جب آپ آگئے تو میں صبر نہ کر سکا اور میں نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ پر فدا کر دے آپ ان پتھروں میں کس سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تو کسی کو آپ کے ساتھ باتیں کرتے نہیں دیکھا! آپ نے فرمایا وہ جبرائیل تھے جو ان پتھروں میں میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ اپنی امت کو بشارت دو کہ جو شخص

نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ۔

٢٢٠٢۔ **وَحَدَّثَنِيْ** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنِ الْأَحْنَفِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَبَيْنَا أَنَا فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مَلَأٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ أَخْشَنُ الثِّيَابِ أَخْشَنُ الْجَسَدِ أَخْشَنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمٰى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُوضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفَيْهِ وَيُوضَعُ عَلٰى نُغْضِ كَتِفَيْهِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيَيْهِ يَتَزَلْزَلُ قَالَ فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُءُوسَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ رَجَعَ إِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَدْبَرَ وَاتَّبَعْتُهُ حَتّٰى جَلَسَ إِلٰى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ إِلَّا كَرِهُوا مَا قُلْتَ لَهُمْ فَقَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا إِنَّ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانِي فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَتَرٰى أُحُدًا فَنَظَرْتُ مَا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَبْعَثُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَقُلْتُ أَرَاهُ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ ثُمَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَلِإِخْوَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَعْتَرِيهِمْ وَتُصِيبُ مِنْهُمْ قَالَ لَا وَرَبِّكَ لَا أَسْأَلُهُمْ عَنْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ

فوت ہو جائے دراں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا میں نے کہا: اے جبرائیل خواہ وہ چوری یا زنا کرے، انھوں نے کہا خواہ چوری کرے یا زنا کرے۔ میں نے پھر کہا اگرچہ وہ چوری یا زنا کرے انھوں نے کہا ہاں خواہ وہ شراب بھی پیئے۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا، میں ایک ایسے حلقہ میں جا بیٹھا جس میں قریش کے سردار بھی تھے، ناگاہ ایک شخص آیا جس نے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس کا جسم باوقار اور چہرہ بارعب تھا اس نے ان لوگوں کے پاس کھڑے ہو کر کہا، مال جمع کر کے خزانہ اکٹھے کرنے والوں کو اس پتھر کی بشارت ہو جس کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائیگا اور وہ پتھر ان کی چھاتی کی نوک پر رکھا جائے گا حتیٰ کہ وہ شانہ کی ہڈی سے پھوٹ نکلے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو چھاتیوں کی نوک سے پھوٹ نکلے گا اور وہ پتھر یونہی آرپار ہوتا رہے گا۔ راوی کہتے ہیں ان لوگوں نے اپنے سر جھکا لیے اور میں نے ان میں سے کسی کو انھیں جواب دیتے ہوئے نہیں دیکھا پھر وہ لوگ لوٹ گئے اور میں اس شخص کے پیچھے گیا حتیٰ کہ وہ ایک ستون کے پاس بیٹھ گئے اور کہا میرا خیال ہے ان لوگوں نے آپ کی بات ناپسند کی ہے۔ اس شخص نے کہا یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے میرے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں ان کے پاس گیا۔ انھوں نے فرمایا کیا تم احد کو دیکھتے ہو، میں نے دھوپ کو دیکھا اور یہ سمجھا کہ شاید آپ کسی کام کے لیے مجھے وہاں بھیجنا چاہتے ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں میں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس بات سے خوشی نہیں ہو گی کہ میرے پاس اس پہاڑ جتنا سونا ہو اور اگر ہو تو میں قرض ادا کرنے کے لیے تین دینار کے سوا باقی سب خیرات کر دوں گا۔ پھر یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے۔ میں نے ان سے کہا آپ کا ان قریشی بھائیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہے کیونکہ آپ کسی ضرورت کی بناء پر

دِيْنٍ حَتّٰى اَلْحَقَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔

ان کے پاس جاتے ہیں نہ ان سے کوئی سوال کرتے ہیں انھوں نے کہا قسم ہے تمہارے پروردگار کی میں ان سے دنیا کا کوئی سوال کروں گا نہ دین کا کوئی مسئلہ دریافت کروں گا حتیٰ کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں۔

۲۲۰۳ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ قَالَ نَا اَبُو الْاَشْهَبِ قَالَ نَا خُلَيْدٌ الْعَصَرِيُّ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَمَرَّ اَبُوْ ذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِكَيٍّ فِيْ ظُهُوْرِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوْبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِّنْ قِبَلِ اَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ قَالَ ثُمَّ تَنَحّٰى فَقَعَدَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا اَبُوْ ذَرٍّ قَالَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ قُبَيْلُ قَالَ مَا قُلْتُ اِلَّا شَيْئًا قَدْ سَمِعْتُهٗ مِنْ نَّبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْعَطَاءِ قَالَ خُذْهُ فَاِنَّ فِيْهِ الْيَوْمَ مَعُوْنَةً فَاِذَا كَانَ ثَمَنًا لِّدِيْنِكَ فَدَعْهُ ۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قریش کے چند لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اچانک حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے خزانہ جمع کرنے والوں کو ان داغوں کی بشارت دو جو ان کی پیٹھوں پر لگائے جائیں گے اور ان کے پہلوؤں سے نکل جائیں گے اور ان کی گدیوں میں لگائے جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے نکل جائیں گے۔ پھر وہ ایک جانب رخ کر کے بیٹھ گئے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حاضرین نے جواب دیا ابوذر ہیں، میں نے ان کے سامنے جا کر کہا آپ جو کچھ بیان کر رہے تھے وہ سب کیا تھا انھوں نے کہا میں نے وہی کچھ کہا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا حکومت سے وظائف لینے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہا لے لیا کرو، کیونکہ اس سے تم کو آج کل مدد حاصل ہوگی، ہاں اجب یہ مال تمہارے دین کا معاوضہ ہو جائے تو چھوڑ دینا۔

حضرت ابوذر کے نظریہ سے سوشلزم پر استدلال

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ مسلمان اپنے مال میں سے صرف اپنی ضرورت کی اشیاء اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور جو چیزیں اس کے کھانے اور پہننے سے زائد ہوں ان کا صدقہ کرنا اس پر واجب ہے اور جس شخص نے اپنی ضرورت سے زائد چیزوں کو صدقہ نہیں کیا اس کی چیزیں اور مال "کنز" (خزانہ) ہے جس پر قرآن مجید نے عذاب کی وعید سنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها فی سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم ۔ يوم يحمى عليها فی نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون (توبہ: ۳۵-۳۴) "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جس دن (ان کا جمع کردہ مال) جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا جس سے ان کی

پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائیگا۔ (اور کہا جائیگا) یہ وہ مال ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا اب اپنے جمع کردہ (مال) کا مزہ چکھو!" جو لوگ اپنی ضرورت سے زائد اشیاء کو صدقہ نہیں کرتے تھے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ اس آیت کے مصداق تھے، ایک اور آیت سے بھی اس نظریہ پر استدلال کیا جاتا ہے:

یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو (بقرہ: ۲۱۹) "یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (راہ خدا میں) کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے کہ جو چیز تمہاری ضرورت سے زائد ہو"[ل] بعض لوگ ابوذر کے نظریہ سے سوشلزم کے جواز پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ضرورت سے زائد اشیاء کو قومی ملک میں لینا عین اسلامی نظریہ ہے یہ بات قطعاً باطل ہے کیونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد سے مستحب چیزوں کو واجب قرار دیتے تھے ان کا یہ نظریہ ان کی اجتہادی خطاء تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے ان کی موافقت نہیں کی۔ ان کے نظریہ کے بطلان پر قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں واضح دلائل ہیں اگر انسان پر زائد اشیاء کا صدقہ کرنا واجب ہو تو زکوٰۃ عشر اور خراج بے معنی ہو گئے حج اور قربانی کے احکام لغو ہو جائیں گے کیونکہ جب کسی کے پاس ضرورت سے زائد مال نہیں ہو گا اور اس کو شرعاً رکھنا جائز نہیں ہو گا تو زکوٰۃ کس چیز کی دے گا عشر اور خراج اور خمس کس مال سے نکالے گا، حج اور عمرہ کیسے ادا کرے گا اور کس چیز کی قربانی دے گا نیز چوری اور ڈاکے پر قرآن مجید نے ہاتھ پاؤں کاٹنے کے جو احکام بیان کیے ہیں ان کا کوئی محل نہیں رہیگا کیونکہ جب کسی شخص کو ضرورت سے زائد اشیاء رکھنے کی شرعاً اجازت ہی نہیں ہے تو پھر کسی شخص کے پاس مال کہاں ہو گا جس کی وہ حفاظت کرے گا اور اس کو چوری اور ڈاکہ کا کب خوف ہو گا؟ قرآن مجید نے قتل خطاء، قسم اور ظہار کے کفارے میں جو غلام آزاد کرنے، اور مسکینوں کو کھلانے کا حکم دیا ہے ان حالات میں اس کی مشروعیت بے معنی رہے گی، قتل خطاء میں قرآن مجید نے دیت واجب کی ہے اور حدیث شریف میں دیت کی مقدار سو اونٹ بیان کی ہے سوال یہ ہے کہ جب کسی شخص کو دو جوڑے کپڑے اور دو وقت کی روٹی سے زیادہ مال جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے تو ایسے لوگوں پر سو اونٹوں کی ادائیگی کا حکم نازل کرنا کس طرح صحیح ہو گا۔ قرآن مجید نے مسجد تعمیر کرنے کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاخر (توبہ ۱۸) "اللہ کی مساجد صرف وہ لوگ تعمیر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے پر جنت کی بشارت دی ہے تو کیا خدا اور رسول نے ان لوگوں کو جنت بنانے کا مکلف کیا ہے جن کو دو جوڑے کپڑے اور دو وقت روٹی کے انتظام سے زیادہ مال جمع کرنے کی اجازت نہیں دی کیا یہ لوگ مسجدیں بنا سکتے ہیں۔ مجاہدوں کو سامان حرب خرید کر دے سکتے ہیں اور جن صدقات جاریہ کی احادیث میں ترغیب ہے وہ یہ لوگ کر سکتے ہیں؟

جو لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نظریہ سے اشتراکیت کے جواز پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیداوار کے اجتماعی ماخذ کو قومی تحویل میں لینا واجب ہے وہ مغالطہ آفرینی کرتے ہیں۔ اس نظریہ کو قبول کر لینے سے آدھے سے زیادہ اسلام کے احکام ختم ہو جاتے ہیں نیز اشتراکیت انسانوں کو انسان کا غلام بناتی ہے جبکہ اسلام انسانوں پر انسان کا تسلط ختم کر کے سب انسانوں پر اللہ تعالیٰ کا تسلط قائم کرتا ہے۔ یہ خوب صورت فریب دیا جاتا ہے کہ اشتراکیت کے ذریعہ زمینداری

ل۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا فرضیت زکوٰۃ کے بعد اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ (سعیدی غفرلہ)۔

اور کارخانہ داری ختم ہو جائے گی اور کوئی مزدور اور کسان نہیں رہے گا سب مالک ہو جائیں گے حالانکہ اشتراکیت میں مزدور پہلے سے زیادہ مزدور اور کسان پہلے سے زیادہ کسان ہو جاتا ہے پہلے جائز مالکین کے لیے مزدوری کرتا تھا اور اب ناجائز قابضین کے لیے مزدوری کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے ضرورت کے وقت مالداروں سے دولت مانگ لی تھی چھینی نہیں تھی سوادِ عراق سے مغالطہ دینا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عمر نے عراق کی مفتوحہ زمین مجاہدین کی ملک میں نہیں دی تھی یہ نہیں کیا تھا کہ کسی کو مملوکہ چیز کو قومی تحویل میں لے لیا ہو۔!

۲۸۰ بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ

خرچ کرنیوالے کی فضیلت اور بشارت

۲۲۰۴ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَمِينُ اللَّهِ مَلْأَى وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلْآنُ سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کے خرچ سے اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

۲۲۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ نَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِي أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينُ اللَّهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: تم خرچ کرو، میں تم پر خرچ کروں گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے رات دن کے خرچ سے اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی، بھلا بتلاؤ تو سہی جب سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے کس قدر خرچ کر چکا ہے، (اس کے باوجود) اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوتی اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں صفت قبض ہے، وہ جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے پست کر دیتا ہے۔

باب[۲۸۱] فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ

اہل وعیال پر خرچ کی فضیلت اور ان کے حقوق ضائع کرنے کا گناہ

۲۲۰۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ أَوْ يَنْفَعُهُمُ اللَّهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمْ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے، بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ ابوقلابہ نے کہا آپ نے گھر والوں پر خرچ سے شروع کیا تھا۔ ابوقلابہ نے کہا اس شخص سے زیادہ اور کس کا اجر ہوگا جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کے سبب سے بچوں کو نفع دیتا ہے اور غنی کرتا ہے۔

۲۲۰۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُزَاحِمِ بْنِ زُفَرَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک دینار وہ ہے جسے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جس کو تم غلام پر خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جس کو تم مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو۔

۲۲۰۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ الْكِنَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ

خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ان کا منشی آیا حضرت ابن عمر نے پوچھا کیا تم نے خادموں کو ان کا خرچ دے دیا؟ اس نے کہا نہیں! حضرت ابن عمر نے کہا جاؤ دیدو!

لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوتَهُمْ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَى إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ ۔

اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے گناہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جس کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے اس کا خرچ روک لے ۔

بَابُ ۲۸۲ الِابْتِدَاءِ فِي النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ

خرچ میں پہلے اپنی ذات سے ابتداء کرنا پھر اہل اور قرابت سے

۲۲۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ قَالَ لَا قَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهَكَذَا وَهَكَذَا يَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ کے ایک شخص نے ایک غلام کو مدبر کیا (یعنی یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچ گئی، آپ نے اس سے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے علاوہ بھی مال ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا؟ حضرت نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ درہم لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیے۔ آپ نے وہ دراہم اس غلام کے مالک کو دیے اور فرمایا: پہلے اپنی ذات پر خرچ کر، پھر اگر کچھ بچے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کر و پھر اگر اپنے اہل وعیال سے کچھ بچے تو قرابت داروں پر اور اگر قرابت سے کچھ بچ جائے تو ادھر ادھر اپنے سامنے، دائیں اور بائیں۔

۲۲۱۰ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری نے جس کا نام ابو مذکور تھا ایک غلام کو مُدبّر کر دیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

مدبر کی بیع میں مذاہب امام شافعی کے نزدیک مدبر کی بیع جائز ہے اور بظاہر یہ حدیث ان کی دلیل ہے، امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مدبر کی بیع جائز نہیں۔ مالکیہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ غلام قرض میں مستغرق تھا لیکن یہ تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو قرض داروں کو غلام دیدیا جاتا اور احناف اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ چونکہ اس شخص کا اور کوئی مال نہیں تھا اس لیے اس غلام کو اس کا مدبر کرنا صحیح نہ تھا کیونکہ انسان صرف ثلث مال (۱/۳) میں وصیت کر سکتا ہے اس مسئلہ کی مزید وضاحت اور احناف کے موقف پر دلائل ان شاء اللہ ہم کتاب البیوع میں ذکر کریں گے۔

بَابُ ٢٨٣ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِيْنَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوْا مُشْرِكِيْنَ

٢٢١١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ

٢٢١٢ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا

اقربا، خاوند، اولاد اور والدین پر خرچ کی فضیلت خواہ وہ مشرک ہوں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار میں مدینہ منورہ میں زیادہ مالدار شخص تھے اور ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحاء کا باغ تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے جاتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے، حضرت انس کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔۔ (ترجمہ) تم نیکی کو حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اپنی پسندیدہ چیز راہ خدا میں دیدو۔" تو حضرت ابوطلحہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "تم نیکی کو حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اپنی پسندیدہ چیز راہ خدا میں دیدو!" اور میرا سب سے پسندیدہ مال بیرحاء ہے وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے میں اس کے ثواب اور آخرت میں ذخیرہ ہونے کا طالب ہوں، یا رسول اللہ آپ اس کو جہاں چاہیں لگا دیں آپ نے فرمایا خوب! یہ نفع آور مال ہے یہ نفع آور مال ہے تم نے جو کچھ اس کے متعلق کہا وہ میں نے سن لیا ہے میرا مشورہ ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو! پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور عم زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ

بَهْزٌ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ نَا ثَابِتٌ عَنْ
أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا
الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ
اَرٰى رَبَّنَا يَسْاَلُنَا مِنْ اَمْوَالِنَا فَاُشْهِدُكَ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ اَرْضِيْ بَيْرَحَاءَ
لِلّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اجْعَلْهَا فِيْ قَرَابَتِكَ قَالَ فَجَعَلَهَا فِيْ
حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

آیت نازل ہوئی (ترجمہ) تم نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں دے دو، تو حضرت ابوطلحہ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ ہمارا رب ہم سے ہمارا مال طلب کر رہا ہے۔ یارسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیرحاء کی زمین اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے رشتہ داروں کو دیدو۔ حضرت ابوطلحہ نے وہ باغ حضرت حسان بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دیدیا۔

۲۲۱۳ - وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ
الْاَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ
بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ
اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ
كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ۔

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک باندی آزاد کی اور اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا اگر تم وہ باندی اپنے ماموں کو دے دیتیں تو زیادہ اجر ملتا۔

۲۲۱۴ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ نَا
اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو
بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ
يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ
اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ
الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهِ فَاسْاَلْهُ فَاِنْ كَانَ
ذٰلِكَ يُجْزِيْ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ
قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ
فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِيْ
حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو، خواہ زیورات سے کیا کرو، حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ تم خالی ہاتھ اور مفلس ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا ہے تم جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرو اگر (تمہیں دینا) ادائیگی صدقہ سے کافی ہو تو فبہا ورنہ میں تمہارے سوا کسی اور کو دے دیتی ہوں۔ حضرت زینب کہتی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا تم خود جاؤ! حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں گئی تو دیکھا کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑی ہے اور اسے بھی یہی مسئلہ درپیش تھا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مرعوب رہتے تھے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے تو ہم نے کہا تم جاکر رسول اللہ صلی

تخرج علینا بلال فقلنا له ائت رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخبره ان امراتین بالباب تسألانك اتجزی الصدقة عنهما علی ازواجهما وعلی ایتام فی حجورهما ولا تخبره من نحن قالت فدخل بلال علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فسأله فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم من هما فقال امراة من الانصار وزینب فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الزیانب قال امراة عبد الله فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم لهما اجران اجر القرابة واجر الصدقة۔

اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ دو عورتیں دروازے پر یہ معلوم کرنے کے لیے کھڑی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہروں اور جوان کی گود میں یتیم بچے ہیں ان کو صدقہ دیں تو ادا ہو جائے گا؟ اور یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے یہ مسئلہ معلوم کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے پوچھا وہ عورتیں کون ہیں؟ انھوں نے بتایا ایک انصار کی عورت ہے دوسری زینب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سی زینب؟ انھوں نے کہا عبد اللہ بن مسعود کی بیوی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں دو اجر ملیں گے ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا۔

(ف) صدقہ نفلی اپنے شوہر اور اپنے بچوں کو دینا جائز ہے صدقہ واجبہ مثلاً زکوٰۃ انھیں دینا جائز نہیں ہے (ہدایہ و شامی)

۲۲۱۵- وحدثنی احمد بن یوسف الازدی قال نا عمر بن حفص بن غیاث قال نا ابی قال نا الاعمش قال حدثنی شقیق عن عمرو بن الحارث عن زینب امراة عبد الله قال فذکرت لابراهیم فحدثنی عن ابی عبیدة عن عمرو بن الحارث عن زینب امراة عبد الله بمثله سواء قالت کنت فی المسجد فرآنی النبی صلی الله علیه وسلم فقال تصدقن ولو من حلیکن وساق الحدیث بنحو حدیث ابی الاحوص۔

عمرو بن حارث، حضرت زینب سے مثل سابق روایت کرتے ہیں اور اس میں یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی، مجھے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کیا کرو خواہ زیورات سے۔

۲۲۱۶- حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء قال نا ابو اسامة قال نا هشام بن عروة عن ابیه عن زینب بنت ابی سلمة عن ام سلمة قالت قلت یا رسول الله هل لی اجر فی بنی ابی سلمة انفق علیهم ولست بتارکتهم هکذا وهکذا انما هم بنی فقال نعم لک

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ابو سلمہ کی اولاد پر صرف کرنے سے مجھے اجر ملے گا جبکہ میں انھیں چھوڑنے والی نہیں کیونکہ وہ ادھر ادھر بکھر جائیں گے اور آخر وہ میری اولاد ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! تم جو ان پر خرچ کرو گی تم کو اس کا اجر ملے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فِيهِمْ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ۔

۲۲۱۷ - وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۲۱۸ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً۔

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب اپنے اہل وعیال پر ثواب کی امید سے خرچ کرتا ہے تو یہ بھی اس کا صدقہ ہے۔

۲۲۱۹ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

۲۲۲۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَوْ رَاهِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ۔

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں!

۲۲۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میری ماں آئی ہے، اور وہ مشرک ہے، یہ اس دور کی بات ہے جب آپ نے قریش سے عہد کیا ہوا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور کہا میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے کیا میں اس سے حسن سلوک کروں؟ فرمایا ہاں! اپنی ماں سے حسن سلوک کرو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَاب ۲۸۴ وُصُوْلِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ إِلَيْهِ

میت کے لیے ایصالِ ثواب

۲۲۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے وصیت نہیں کر سکیں میرا گمان ہے کہ اگر وہ بولتیں تو صدقہ کرتیں! اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انھیں اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں!۔

۲۲۲۳ - وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ نَا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَلَمْ تُوْصِ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ وَلَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ الْبَاقُوْنَ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

ایصالِ ثواب فوت شدہ لوگوں کے لیے عبادات کا ثواب پہنچانا جائز ہے، عبادات مالیہ کے ایصال ثواب میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے البتہ عبادات بدنیہ کے ایصالِ ثواب میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب پہنچانا جائز ہے اور امام شافعی اور امام مالک کے عبادات بدنیہ میں دو قول ہیں اور معتزلہ کسی چیز کے ایصالِ ثواب کے قائل نہیں ہیں، ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے: ان لیس للانسان الا ما سعی (نجم: ۳۹) "انسان کو صرف اسی کی کوشش کا اجر ملتا ہے"۔ یعنی ایک انسان کے عمل کا اجر دوسرے انسان کو نہیں ملتا۔

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى سے معارضہ کے جوابات

علامہ سید طحطاوی لکھتے ہیں اس آیت کے آٹھ جواب ہیں:

ایک یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت کا حکم قرآن مجید کی دوسری اس آیت سے منسوخ ہے: والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم (طور: ۲۱) "اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی۔" اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کی نیکیوں کے سبب اولاد جنت میں چلی جائے گی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ اس آیت سے پہلے صحف ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کا ذکر ہے اس لیے یہ حکم ان کی امتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

رہی یہ امت تو اس کو اپنی سعی کا اجر بھی ملے گا اور جو اس کے لیے سعی کریں گے اس کا اجر بھی ملے گا تیسرا جواب یہ ہے علامہ ربیع بن انس اور علامہ ثعلبی نے فرمایا اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہیں اور کافروں کو صرف ان کی سعی کا اجر ملتا ہے اور وہ بھی صرف دنیا میں آخرت میں ان کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ حسین بن فضل نے کہا اس آیت میں دوسروں کی سعی سے جس اجر کی نفی ہے وہ بطریق عدل ہے اور جس اجر کا ثبوت ہے وہ فضل کا تقاضا ہے پانچواں جواب یہ ہے کہ علامہ ابوبکر وراق نے کہا اس آیت میں سعی، نیت کے معنی میں ہے یعنی انسان کو صرف اپنی نیت کا اجر ملتا ہے۔ چھٹا جواب یہ ہے کہ آیت میں لام بمعنی علی ہے یعنی انسان کو صرف اس کے عمل سے گناہ ہوتا ہے دوسروں کے عمل کا بار اس پر نہیں۔ ساتواں جواب یہ ہے کہ علامہ زعفرانی نے کہا اس آیت میں سعی سے مراد عام ہے انسان نے بنفسہٖ سعی کی ہو یا سعی کا سبب فراہم کیا ہو مثلاً جس انسان کی اولاد، دوست احباب اور ملنے والے اس کے لیے دعا کرتے اور استغفار کرتے ہیں تو یہ بھی اس کی سعی کا سبب ہے کیونکہ وہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرتا ہے اور قرابت داروں اور ملنے جلنے والوں سے ایسا حسن سلوک کرتا ہے جس کی بناء پر وہ اس کیلئے دعا اور استغفار کرتے ہیں گویا کہ اس دعا اور استغفار کا سبب اس شخص کی سعی سے قائم ہوا، آٹھواں جواب یہ کہ علامہ علیمی نے فرمایا یہ حصر اصل مقصود کے اعتبار سے ہے کل کے اعتبار سے نہیں ہے [1]۔

مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے عمل سے نفع ہوتا ہے وہ اجماع کا مخالف ہے اور یہ متعدد وجوہ سے باطل ہے ایک وجہ یہ ہے کہ انسان کو دوسرے شخص کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے اور یہ عمل غیر سے فائدہ پہنچا دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میدان محشر میں پہلے حساب کے لیے شفاعت فرمائیں گے پھر جنت میں دخول کے لیے سفارش کریں گے اور آپ کے عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچے گا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ (گنہگار) شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور یہ نفع عمل غیر سے ہوگا چوتھی وجہ یہ ہے کہ فرشتے زمین والوں کے لیے دعا اور استغفار کرتے ہیں پانچویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے نکالے گا جن کا کوئی عمل صالح نہیں ہوگا اور یہ نفع بغیر عمل اور سعی کے حاصل ہوا، چھٹی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اپنے آباء کے عمل سے جنت میں جائیگی اور یہ عمل غیر سے نفع ہے ساتویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو یتیم لڑکوں کے قصہ میں بیان فرمایا: وکان ابوھما صالحا. ان لڑکوں کو اپنے باپ کی نیکی سے فائدہ پہنچا۔ آٹھویں وجہ یہ ہے کہ سنت اور اجماع سے ثابت ہے کہ میت کو دوسروں کے کیے ہوئے صدقات سے فائدہ پہنچتا ہے۔ نویں وجہ یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ میت کے ولی کی طرف سے حج کرنے سے میت سے حج مفروض ساقط ہو جاتا ہے اور یہ فائدہ بھی عمل غیر سے ہے۔ دسویں وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ نذر مانا ہوا حج اور نذر مانا ہوا روزہ بھی غیر کے کرنے سے ادا ہو جاتا ہے گیارہویں وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی حتیٰ کہ ابوقتادہ نے اس کا قرض ادا کر دیا اس طرح غیر کے عمل سے قرض ادا ہوا۔ بارھویں وجہ یہ ہے کہ ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اس پر صدقہ کیوں نہیں کرتا تاکہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے اور اس کو جماعت کا ثواب مل جائے۔

---

[1] علامہ سید احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیہ مراقی الفلاح ص ۳۷۷، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر الطبعۃ الثالثہ ۱۳۵۶ھ۔

تیرھویں وجہ یہ ہے کہ اگر کسی میت کی طرف سے لوگ قاضی کے حکم سے قرض ادا کریں تو میت کا قرض ادا ہو جاتا ہے چودھویں وجہ یہ ہے کہ جس شخص پر لوگوں کے حقوق ہیں اگر لوگ وہ حقوق معاف کر دیں تو وہ بری ہو جاتا ہے۔ پندرھویں وجہ یہ ہے کہ نیک پڑوسی سے زندگی میں اور موت کے بعد بھی نفع حاصل ہوتا ہے، سولھویں وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے ذکر کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک ایسا شخص بخشا گیا جس نے ذکر نہیں کیا تھا صرف ان کی مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے بخشا گیا۔ سترھویں وجہ یہ ہے کہ میت پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسکے لیے استغفار کرنا عمل غیر کا نفع ہے اٹھارھویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم "جب تک آپ ان میں ہیں ان کو عذاب نہیں ہوگا" اور فرمایا لولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنات۔ اور فرمایا: لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض۔ "اگر بعض لوگوں کی نیکیوں کے سبب اللہ تعالیٰ بعض بُروں سے عذاب نہ ٹالے تو زمین تباہ و برباد ہو جاتے" اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔ بیسویں وجہ یہ ہے کہ نابالغ کی طرف سے بالغ صدقہ فطر ادا کرتا ہے۔ اکیسویں وجہ یہ ہے کہ (ائمہ ثلاثہ کے نظریہ کے مطابق) نابالغ کی طرف سے اس کا ولی زکوٰۃ ادا کرے تو ہو جائیگی اور یہ عمل غیر سے نفع حاصل کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کتاب، سنت اور اجماع کی روشنی میں عمل غیر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ [1]

ایصال ثواب کے متعلق علماء مذاہب کی تصریحات

اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک عبادات مالیہ اور عبادات بدنیہ کا ثواب فوت شدہ لوگوں کو پہنچانا جائز ہے اور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک عبادات مالیہ کا ثواب پہنچانا جائز ہے اور عبادات بدنیہ میں ان کے دو قول ہیں اس سلسلے میں ہم بعض علماء کی آراء پیش کر رہے ہیں۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں :

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس کو فائدہ ہوتا ہے اسی طرح علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ میت کو دعا کا فائدہ پہنچتا ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ میت کی طرف سے قرض ادا کیا جائے تو اس سے قرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے میت کی طرف سے فرض حج کرنا بھی صحیح ہے اور جبکہ اس نے نفلی حج کی وصیت کی ہو تو اس کی طرف سے نفلی حج کرنا بھی صحیح ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اگر میت سے کچھ روزے رہ گئے ہوں تو آیا اس کی طرف سے روزے رکھنا صحیح ہے یا نہیں ؛ ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ اس کی طرف سے روزے رکھنا جائز ہے کیونکہ اس بارے میں احادیث ہیں۔ ہمارے مذہب میں مشہور یہ ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ ثواب پہنچتا ہے، امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے، نماز اور باقی عبادات کا ثواب ہمارے نزدیک نہیں پہنچتا اور یہی جمہور کا مذہب ہے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حج کی طرح تمام عبادات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے [2]

---

[1] نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ ھ، فتح البیان ج ۹ ص ۱۴۴-۱۴۳، مطبوعہ مطبع بولاق مصر، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۰۱ھ
[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۲۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۷۵ ھ۔

علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں: اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے، البتہ عبادات بدنیہ مثلاً قرآن مجید کی تلاوت اور نماز میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے جس طرح مالی صدقات کا ثواب پہنچتا ہے نیز حدیث شریف میں ہے: من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے روزے رہ گئے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔“ اور بعض علماء نے کہا کہ عبادات بدنیہ کا ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ قرآن مجید میں ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ اس قول پر حج کے ثواب پہنچنے سے معارضہ کیا جاتا ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ حج میں عبادات بدنیہ اور عبادات مالیہ دونوں کا دخل ہے اور مالی عبادت کے غلبہ کی وجہ سے وہ عبادت مالیہ کے حکم میں ہے اور روزے والی حدیث ظاہر قرآن کے خلاف ہے پس جو شخص ظاہر قرآن ان لیس للانسان الا ما سعیٰ کی رعایت کرتا ہے وہ عبادات بدنیہ کے ثواب کا انکار کرتا ہے اور جو شخص ظاہر حدیث کا لحاظ کرتا ہے وہ عبادات بدنیہ کے ثواب کو جائز قرار دیتا ہے [1]

قارئین کرام پر یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ ظاہر قرآن (لیس للانسان الا ما سعیٰ) کی وجہ سے عبادات مالیہ اور بدنیہ میں فرق کرنا باطل ہے کیونکہ اس آیت کو اپنے ظاہر اور عموم و اطلاق پر رکھا جائے تو عبادات بدنیہ اور مالیہ دونوں کا ثواب ناجائز ہو گا اور اگر اس آیت کی تاویل کی جائے جیسا کہ ہم علامہ طحطاوی اور شیخ ابن تیمیہ سے نقل کر چکے ہیں تو دونوں میں ایصال ثواب جائز قرار پائے گا۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب عالمگیری میں ہے:

قاعدہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ ہو یا کوئی اور نیک عمل جیسے حج اور قرآن مجید کی تلاوت اور اذکار اور انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت اور شہداء اور اولیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت اور مردوں کو کفن دینا اور تمام نیکی کے کام اسی طرح غایۃ سروجی شرح ہدایہ میں ہے [2]

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں میت کی طرف سے بلا اذن واجب یا نفل ادا کرنا جائز ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی طرف سے حج کا حکم دیا اور یہ بات معروف تھی کہ اس کا اذن نہیں ہے اور صدقہ کی طرح جب فرض جائز ہے تو نفل بھی جائز ہے۔ [3]

WWW.NAFSEISLAM.COM

شیخ عثمانی لکھتے ہیں: البحر الرائق میں ہے جس شخص نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب زندوں اور مردوں میں سے کسی کو پہنچا دیا تو جائز ہے اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کو یہ ثواب پہنچ جائے گا اسی طرح بدائع میں ہے علامہ شامی نے کہا اس سے معلوم ہوا کہ جس کو ثواب پہنچایا وہ عام ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ اور عبادت کرتے وقت خواہ اپنی نیت کرے یا غیر کی اور عبادت بھی عام ہے فرض ہو یا نفل ______ اس کے بعد لکھتے ہیں ______

علامہ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ فقہیہ میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن تیمیہ کا زعم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن مجید کا ثواب پہنچانا ممنوع

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۱۴۳-۱۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

[2] علامہ نظام الدین برہانپوری، ۱۱۵۷ھ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مطبع کبریٰ بولاق مصر، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۱۰ھ۔

[3] علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۳ ص ۹۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم بارگاہ میں اسی چیز کا ثواب پہنچانا چاہیے جس کی آپ نے اجازت دی ہو اور وہ صرف درود شریف اور آپ کے لیے وسیلہ کی دعا ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ علامہ سبکی وغیرہ نے ابن تیمیہ کا رد کیا ہے کہ آپ کو ثواب پہنچانے کے لیے اذن کی ضرورت نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابن عمر ایک عرصہ تک آپ کی طرف سے عمرہ کرتے رہے اور اس کا کوئی اذن نہیں تھا اور ابن موفق نے جو جنید کے طبقہ سے ہیں آپ کی طرف سے ستر حج کیے اور ابن السراج نے آپ کی طرف سے دس ہزار بار قرآن شریف پڑھ کر ختم کیا اور متعدد بار آپ کی طرف سے قربانی کی۔ شیخ عثمانی لکھتے ہیں میں نے مفتی حنفیہ الشہاب احمد بن شبلی صاحب البحر کے شیخ کی کتاب میں پڑھا کہ حنبلیوں کے نزدیک بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنا جائز ہے شیخ عثمانی لکھتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ جب ہمارے علماء یہ فرماتے ہیں کہ انسان اپنی عبادات کا ثواب غیر کو پہنچا سکتا ہے تو اس کے عموم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں بلکہ آپ زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ ہمیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے ہیں اور اس اہداء ثواب میں آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے اور کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اور بعض مانعین کا یہ غلط خیال ہے کہ آپ کو عبادات کا ثواب اس لیے نہیں پہنچانا چاہیے کہ تمام اعمال امت تو آپ کے میزان عمل میں پہلے ہی موجود ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیتا لے۔

شیخ عثمانی کی اس عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کے لیے کسی خاص دلیل یا اجازت کی ضرورت نہیں ہے اس طرح جو افعال آپ کی تعظیم کے لیے کیے جائیں ان کے لیے بھی کسی خاص اجازت کی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ وہ افعال کسی دلیل شرعی سے ممنوع نہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے وقت مسلمان جو تعظیماً قیام کرتے ہیں وہ بھی اسی دلیل سے جائز ہے دوسری اہم بات شیخ عثمانی نے یہ لکھی ہے کہ کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اس لیے کوئی شخص آپ کے لیے ایصال ثواب کو اس وجہ سے نہ منع کرے کہ آپ تو خود کامل ہیں آپ کو ثواب کے اہداء کی کیا ضرورت ہے کیونکہ کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اور سچ پوچھئے تو آپ کو اہداء ثواب کرنے کی ہمیں ضرورت ہے تاکہ آپ کے ساتھ نسبت قائم رہے اور ہم پر آپ کی نظر التفات ہوتی رہے۔ کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے: تھادوا تحابوا۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دو اور ایک دوسرے سے محبت کرو۔ ہم آپ کی خدمت میں عبادات کا ہدیہ محبت سے پیش کرتے ہیں کسی ضرورت کے خیال سے نہیں کرتے۔

باب ۲۸۵ بَيَانِ اَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلٰى كُلِّ نَوْعٍ مِّنَ الْمَعْرُوْفِ

ہر نیکی صدقہ ہے۔

۲۲۲۴- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ عَوَّامٍ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ فِيْ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ

ابن ابی شیبہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیکی صدقہ ہے۔

لے۔ شیخ شبیر احمد عثمانی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۳ ص ۴۰، ۳۹ مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ۔

۲۲۲۵- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَ نَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ نَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ بِهِ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ۔

۲۲۲۶- حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ فَرُّوخَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللهَ وَحَمِدَ اللهَ وَهَلَّلَ اللهَ وَسَبَّحَ اللهَ وَاسْتَغْفَرَ اللهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ نے آپ سے کہا: یارسول اللہ! مال والے تو ثواب لوٹ کر لے گئے وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں ہماری طرح روزے رکھتے ہیں، اور اپنے زائد مال سے صدقہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے صدقہ کا سبب نہیں بنایا!! ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر بار الحمد للہ کہنا صدقہ ہے ہر بار لا الٰہ الا اللہ صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ عمل تزویج کرنا صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم سے کوئی شخص شہوت کی غرض سے عمل تزویج کرے پھر بھی صدقہ ہے؟ فرمایا کیوں نہیں! بھلا بتلاؤ اگر کوئی حرام طریقہ سے اپنی شہوت پوری کرتا تو کیا اسے گناہ نہ ہوتا! اسی طرح سے جب وہ حلال طریقہ سے اپنی شہوت پوری کرے گا تو اس کو اجر ملے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان تین سو ساٹھ جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، جس شخص نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا، لا الٰہ الا اللہ کہا سبحان اللہ کہا، استغفر اللہ کہا، لوگوں کے راستہ سے کوئی پتھر ہٹایا، کوئی کانٹا یا کوئی ہڈی راستہ سے ہٹائی نیکی کا حکم دیا یا برائی سے روکا تو یہ تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد (کے برابر شکر) ہے اور اس دن وہ اس حال میں چل رہا ہوگا کہ جہنم سے آزاد ہوگا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ وَاَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ السُّلَامٰى فَاِنَّهٗ يَمْشِىْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ قَالَ اَبُوْ تَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَ يُمْسِىْ۔

٢٢٢٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِىُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَخِىْ زَيْدٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ وَقَالَ فَاِنَّهٗ يُمْسِىْ يَوْمَئِذٍ۔

ایک اور سند کے ساتھ کچھ لفظی فرق سے یہ روایت منقول ہے۔

٢٢٢٨۔ وَحَدَّثَنِىْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِىُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ نَا عَلِىٌّ يَعْنِى ابْنَ الْمُبَارَكِ نَا يَحْيٰى عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ جَدِّهٖ اَبِىْ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ فَرُّوْخَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ نَحْوَ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ فَاِنَّهٗ يَمْشِىْ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان پیدا کیا گیا...... اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

٢٢٢٩۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالَ قِيْلَ لَهٗ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ بِالْخَيْرِ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ۔

حضرت ابوبردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ ہے آپ سے پوچھا گیا یہ بتلائیں اگر وہ (صدقہ کو) نہ پا سکے، آپ نے فرمایا اپنے ہاتھوں سے کمائے اور اپنے آپکو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے فرمایا کسی مجبور اور پریشان آدمی کی مدد کرے، پوچھا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے فرمایا نیکی کا حکم دے کہا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے فرمایا برائی سے باز رہے یہ بھی صدقہ ہے۔

٢٢٣٠۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِىٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

۲۲۳۱۔ حدثنا محمد بن رافع قال نا عبد الرزاق بن همام قال نا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر احاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس قال تعدل بين الاثنين صدقة وتعين الرجل في دابته فتحمله عليها او ترفع له عليها متاعه صدقة قال والكلمة الطيبة صدقة وبكل خطوة يمشيها الى الصلوة صدقة وتميط الاذى عن الطريق صدقة۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز طلوع آفتاب کے بعد انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے، کسی کو سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے، سواری پر کسی کا مال لادنا بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، نماز کو جانے کے لیے ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

۲۲۳۲۔ وحدثني القاسم بن زكرياء قال نا خالد بن مخلد قال نا سليمان وهو ابن بلال قال حدثني معاوية بن ابي مزرد عن سعيد بن يسار عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من يوم يصبح العباد فيه الا ملكان ينزلان فيقول احدهما اللهم اعط منفقا خلفا ويقول الاخر اللهم اعط ممسكا تلفا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو اور مال عطا کر اور دوسرا کہتا ہے الٰہی بخیل کا مال تباہ کر دے۔

۲۲۳۳۔ حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة وابن نمير قالا نا وكيع قال نا شعبة ح وحدثنا محمد بن المثنى واللفظ له قال نا محمد بن جعفر قال نا شعبة عن معبد بن خالد قال سمعت حارثة بن وهب رضي الله تعالى عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول تصدقوا فيوشك الرجل يمشي بصدقته فيقول الذي اعطيها لو جئتني بها بالامس قبلتها واما الان فلا حاجة لي بها فلا يجد

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کیا کرو کیونکہ عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے جب آدمی اپنے صدقہ کا مال لیے لیے پھرے گا اور جس کو دے گا وہ کہے گا کل لے آتے تو میں لے لیتا آج مجھے ضرورت نہیں ہے غرضیکہ کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملے گا۔

مَنْ يَقْبَلُهَا۔

٢٢٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوْفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ اَحَدًا يَاْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ بَرَّادٍ وَتَرَى الرَّجُلَ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ انسان صدقہ کرنے کے لیے سونا لیے گھومتا پھرے گا اور کوئی لینے والا نہیں ملے گا، اور مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت سے یہ حال ہوگا کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس عورتیں دکھائی دیں گی۔

٢٢٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يَخْرُجَ الرَّجُلُ بِزَكٰوةِ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰى تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّاَنْهَارًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مال بکثرت ہوکر بہہ نہ جائے حتیٰ کہ ایک آدمی اپنا زکوٰۃ کا مال نکالے گا اور اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا اور جب تک سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں والی نہ ہو جائے۔

٢٢٣٦۔ وَحَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ يُوْنُسَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُهٗ مِنْهُ صَدَقَةً وَيُدْعٰى اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ لَا اَرَبَ لِيْ فِيْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مال کثرت کے سبب بہہ نہ جائے اور حتیٰ کہ مال والا سوچ میں پڑ جائے کہ اس کا مال کون قبول کرے گا اور کسی شخص کو صدقہ قبول کرنے کے لیے بلایا جائے گا اور وہ کہے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

٢٢٣٧۔ وَحَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الرِّفَاعِيُّ وَاللَّفْظُ لِوَاصِلٍ قَالُوْا نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے چاندی کے ستونوں کی مثل زمین اپنے جگر پارے اگل دے گی، قاتل دیکھ کر کہے گا اسی (مال) کی وجہ سے تو میں نے قتل کیا تھا، قاطع رحم

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَقِیْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ کَبِدِھَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ فَیَجِیْءُ الْقَاتِلُ فَیَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا قَتَلْتُ وَیَجِیْءُ الْقَاطِعُ فَیَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِیْ وَیَجِیْءُ السَّارِقُ فَیَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا قُطِعَتْ یَدِیْ ثُمَّ یَدَعُوْنَہٗ فَلَا یَاْخُذُوْنَ مِنْہُ شَیْئًا۔

کہے گا اسی وجہ سے تو میں نے رشتہ داری توڑی تھی، چور دیکھ کر کہے گا اسی مال کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا پھر سب اس مال کو چھوڑ دیں گے اور کوئی کچھ نہیں لے گا۔

٢٢٣٨- حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ نَا لَیْثٌ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ اَحَدٌ بِصَدَقَۃٍ مِّنْ طَیِّبٍ وَلَا یَقْبَلُ اللّٰہُ اِلَّا الطَّیِّبَ اِلَّا اَخَذَھَا الرَّحْمٰنُ بِیَمِیْنِہٖ وَاِنْ کَانَتْ تَمْرَۃً فَتَرْبُوْ فِیْ کَفِّ الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَہٗ حَتّٰی تَکُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ اَوْ فَصِیْلَہٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پاکیزہ مال سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال کے سوا قبول نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے خواہ وہ ایک کھجور ہو، پھر وہ صدقہ رحمٰن کے ہاتھ میں بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ پہاڑ سے زیادہ ہو جاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی شخص گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے۔

٢٢٣٩- حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ نَا یَعْقُوْبُ یَعْنِی ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِیَّ عَنْ سُھَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَصَدَّقُ اَحَدٌ بِتَمْرَۃٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ اِلَّا اَخَذَھَا اللّٰہُ بِیَمِیْنِہٖ فَیُرَبِّیْھَا کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ اَوْ قَلُوْصَہٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ اَوْ اَعْظَمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی کمائی سے ایک کھجور بھی صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر اس کو بڑھاتا رہتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے۔

٢٢٤٠- وَحَدَّثَنِیْ اُمَیَّۃُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ نَا یَزِیْدُ یَعْنِی ابْنَ زُرَیْعٍ قَالَ نَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنِیْہِ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْاَوْدِیُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ یَعْنِی ابْنَ بِلَالٍ کِلَاھُمَا عَنْ سُھَیْلٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ فِیْ حَدِیْثِ رَوْحٍ مِّنَ الْکَسْبِ الطَّیِّبِ فَیَضَعُھَا فِیْ حَقِّھَا وَفِیْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ فَیَضَعُھَا فِیْ مَوْضِعِھَا۔

دو اور سندوں سے ایسی ہی روایت منقول ہے

۲۲۴۱- وَحَدَّثَنِیْہِ اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ يَعْقُوْبَ عَنْ سُهَيْلٍ۔

ایک اور سند سے حسب سابق روایت ہے۔

۲۲۴۲- وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ نَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ وَقَالَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیز کے سوا اور کسی چیز کو قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا تھا اور فرمایا: اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو، میں تمہارے کاموں سے باخبر ہوں، اور فرمایا اے مسلمانو! ہماری دی ہوئی چیزوں سے پاک چیزیں کھاؤ پھر آپ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال غبار آلود ہیں وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے یارب! یارب! اور اس کا کھانا پینا حرام ہو، اس کا لباس حرام ہو، اس کی غذا حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی!

مال حرام سے صدقہ کا حکم

اس باب کی احادیث سے حسب ذیل مسائل مستفاد ہوتے ہیں:

(۱) تسبیح اور تہلیل کی طرح نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے یاد رہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا فرض کفایہ ہے اور اگر مسئلہ جاننے والا منفرد ہو تو پھر فرض عین ہے اور فرض کا ثواب ہر حال میں نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل تزویج کو بھی صدقہ قرار دیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مباح کام بھی حسن نیت سے مستحب ہو جاتا ہے جب مسلمان عمل تزویج کرتے وقت عورت کا حق ادا کرنے کی نیت کرے یا ولد صالح کی طلب کی نیت کرے یا خود کو اور بیوی کو گناہ سے محفوظ رکھنے کی نیت کرے یا اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت کرے تو یہ فعل بھی عبادت بن جاتا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ تقضا شہوت کی نیت سے بھی عمل تزویج ثواب ہے کیونکہ ناجائز طریقہ سے تقضاء شہوت جب گناہ ہے تو جائز طریقہ سے یہ کام ثواب ہوگا۔ آپ نے اس ارشاد میں قیاس فرمایا اور یہ حدیث

قیاس کے حجت ہونے کی واضح دلیل ہے حدیث شریف میں جس قیاس کا ذکر ہے اس کو فقہ کی اصطلاح میں قیاس عکس کہتے ہیں۔

(۴) قیامت کے قریب جب مال کی کثرت ہو جائے گی جب کوئی زکوٰۃ نہیں لیگا تو زکوٰۃ کا فرض کس طرح ساقط ہوگا؟ میں نے بعض علماء کو اس مسئلہ میں پریشان دیکھا۔ میں نے ان سے کہا کہ جب کسی فرض کی ادائیگی کا محل نہ ہو تو وہ فرض ساقط ہو جاتا ہے جیسے بلغاریہ میں عشاء کا وقت نہیں ہے تو ان سے عشاء ساقط ہو گئی اور جیسے کسی شخص کا ایک ہاتھ کٹ جائے تو اس سے وضو میں اس ہاتھ دھونے کی فرضیت ساقط ہو جائے گی بالفرض اگر عرب کی حکومت کسی مسلمان ملک کے باشندوں کے داخلہ پر پابندی لگا دے تو اس ملک کے لوگوں سے فرضیت حج ساقط ہو جائے گی علی ہذا القیاس جب زکوٰۃ لینے والا نہیں ہوگا تو زکوٰۃ بھی ساقط ہو جائے گی۔

(۵) ان احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف پاک چیزوں کو قبول کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مال حرام سے صدقہ کرنا ناجائز ہے اور جس مال حرام کی حرمت قطعی ہو جیسے سود یا مال غصب اس کے ساتھ صدقہ کرنا کفر ہے اور ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر فقیر کو معلوم ہو جائے کہ یہ مال حرام ہے اس کے باوجود فقیر اس مال کو دینے والے کے حق میں دعا کرے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (شامی، مرقات وغیرہ) اسی طرح جیسے بینک سے سود لینا ناجائز ہے۔ اس سود کو فقراء پر صدقہ کرنا بھی ناجائز ہے اگر کسی شخص نے کسی سے ناجائز مال لیا ہے اور اس مال سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس مال کے مالک یا اس کے ورثاء کو تلاش کر کے وہ مال پہنچا دے اور اگر مالک یا اس کے ورثاء نہ ملیں تو مالک کی طرف سے اس مال کو فقراء پر صدقہ کر دے اور اپنے ذمہ سے برأت کی نیت کرے اس نیت کا ثواب ہوگا۔

(۶) اس باب کی آخری حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام مال کھانا بھی دعا نہ قبول ہونے کا ایک سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین)۔

باب ۲۸۶ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِّنَ النَّارِ — صدقہ اور خیرات کی ترغیب

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۲۴۳ - حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ نَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص کھجور کے ایک ٹکڑے کے سبب دوزخ سے بچ سکتا ہے تو وہ ایسا کرے۔

۲۲۴۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص

نا وقال الاخران انا عیسی بن یونس قال نا الاعمش عن خیثمۃ عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا سیکلمہ اللہ لیس بینہ وبینہ ترجمان فینظر ایمن منہ فلا یری الا ما قدم وینظر بین یدیہ فلا یری الا ما قدم وینظر اشأم منہ فلا یری الا ما قدم وینظر بین یدیہ فلا یری الا النار تلقاء وجہہ فاتقوا النار ولو بشق تمرۃ زاد ابن حجر قال الاعمش وحدثنی عمرو بن مرۃ عن خیثمۃ مثلہ وزاد فیہ ولو بکلمۃ طیبۃ وقال اسحق قال الاعمش عن عمرو بن مرۃ عن خیثمۃ

عنقریب اللہ تعالیٰ سے اس طرح کلام کرے گا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، جب انسان اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اسے صرف اپنے بھیجے ہوئے اعمال نظر آئیں گے اور بائیں طرف دیکھے گا تب بھی اپنے فرستادہ اعمال نظر آئیں گے، سامنے دیکھے گا تو دوزخ نظر آئے گی، پس تم آگ سے بچو، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے، ایک اور سند میں ہے خواہ اچھی بات سے۔

۲۲۴۵ - حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ وابو کریب قالا نا ابو معاویۃ عن الاعمش عن عمرو بن مرۃ عن خیثمۃ عن عدی بن حاتم قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النار فاعرض واشاح ثم قال اتقوا النار ثم اعرض واشاح حتی ظننا انہ کانما ینظر الیہا ثم قال اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فمن لم یجد فبکلمۃ طیبۃ لم یذکر ابو کریب کانما وقال حدثنا ابو معاویۃ قال حدثنا الاعمش۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا تذکرہ کیا اور ناپسندیدگی سے منہ پھیر لیا پھر فرمایا دوزخ سے ڈرو، اور پھر ناپسندیدگی سے منہ پھیر لیا جس سے ہم نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ دوزخ کو دیکھ رہے ہیں، پھر فرمایا دوزخ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے، اور جس کو کھجور کا ٹکڑا نہ مل سکے تو وہ اچھی بات کہہ دے۔

۲۲۴۶ - وحدثنا محمد بن المثنی وابن بشار قالا نا محمد بن جعفر قال نا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن خیثمۃ عن عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر النار فتعوذ منہا واشاح بوجہہ ثلاث مرات ثم قال اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فان لم تجدوا

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور تین مرتبہ منہ پھیرا پھر فرمایا دوزخ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے اگر وہ بھی نہ مل سکے تو اچھی بات سے۔

فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

۲۲۴۷- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا وَالْآيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ناگاہ آپ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت آئی جن کے پیر ننگے، بدن ننگے، گلے میں چمڑے کی کفنیاں یا عبائیں پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکاتے ہوئے تھے ان میں اکثر بلکہ سب قبیلہ مضر سے متعلق تھے۔ ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو گیا، آپ اندر گئے پھر باہر آئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلال نے اذان دی پھر اقامت کہی، آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا، (یہ پوری آیت پڑھی) اور سورۂ حشر کی یہ آیت پڑھی (ترجمہ) انسان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کل آخرت کے لیے کیا بھیج رہا ہے، لوگ درہم، دینار، اپنے کپڑے، گیہوں اور جو بااندازہ صاع (ساڑھے چار سیر کا پیمانہ) صدقہ کریں خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ راوی کہتے ہیں انصار میں سے ایک شخص تھیلی لے کر آئے جس کو اٹھانے سے ان کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا، اس کے بعد لوگوں کا تانتا بندھ گیا یہاں تک کہ میں نے کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ (خوشی سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمتما رہا تھا یوں لگتا تھا جیسے آپ کا چہرہ سونے کا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام میں کسی نیک کام کی ابتداء کرے اس کو اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا اور ان عاملین کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے اسلام میں کسی برے عمل کی ابتداء کی اسے اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور ان عاملین کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

۲۲۴۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا اَبِىْ قَالَا جَمِيْعًا نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَوْنُ بْنُ اَبِىْ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرَ ابْنَ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَ النَّهَارِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَفِىْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ خَطَبَ ۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔ اور معاذ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر خطبہ دیا۔

۲۲۴۹ - حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِىُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْاُمَوِىُّ قَالُوْا نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ قَوْمٌ مُجْتَابِى النِّمَارِ وَسَاقُوا الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ وَفِيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ مِنْبَرًا صَغِيْرًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ فِىْ كِتَابِهٖ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ ۔ الْاٰيَةَ ۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جنہوں نے چمڑے کی کفنیاں پہنی ہوئی تھیں اس کے بعد حسب سابق روایت ہے اور اس میں ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر چھوٹے منبر پر رونق افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: یاایھا الناس اتقوا ربکم ...

۲۲۵۰ - وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِى الضُّحٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِىِّ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ الصُّوْفُ فَرَاٰى سُوْءَ حَالِهِمْ قَدْ اَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمْ ۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جنہوں نے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاج کی بناء پر ان کا برا حال دیکھا .... اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

مسجد میں چندہ کرنا اس باب کی حدیث نمبر ۲۲۴۷ میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورتمند مسلمانوں کے لیے اہل مدینہ کو صدقہ خیرات کی ترغیب دی اور یہ حدیث چندہ کرنے کے جواز کی اصل ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں سوال کرنا جائز ہے ہر چند کہ اس حدیث میں دوسروں کے لیے سوال کا ذکر ہے

لیکن علامہ شامی نے ذکر کیا ہے حضرت علی نے ایک سائل کو حالت رکوع میں انگوٹھی دیدی تو قرآن مجید میں ان کی مدح میں آیت نازل ہوئی: الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (مائدہ، ۵۵) اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت مند کو اپنے لیے بھی مسجد میں سوال کرنا جائز ہے اور اس کو دینا بھی جائز ہے۔

بدعت حسنہ پر استدلال

علامہ نووی لکھتے ہیں کل محدث بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ میں عموم مراد نہیں ہے اور تخصیص کی دلیل یہ حدیث ہے: "من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ" الحدیث۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل بدعۃ ضلالۃ میں بدعت سے مراد محدثات باطلہ اور بدعات مذمومہ ہیں اور اس سے پہلے ہم کتاب الجمعۃ میں بیان کر چکے ہیں کہ بدعات کی پانچ قسمیں ہیں: واجبہ، مندوبہ، محرمہ، مکروہہ اور مباحہ [1]

نواب صدیق حسن بھوپالی نے اس جگہ علامہ نووی سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس حدیث میں بدعت کی تخصیص کی دلیل نہیں ہے کیونکہ اہل مدینہ نے کوئی نیا کام نہیں کیا تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کیا تھا لہٰذا یہ حدیث بدعت کی پانچ قسموں پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کل بدعۃ ضلالۃ اپنے مفہوم میں علی حالہا کلیہ ہے اس کی تخصیص کے لیے کوئی چیز عارض نہیں ہوئی اور جس شخص نے بدعت کی تقسیم کی ہے اس نے کوئی لائق ذکر بات نہیں کی اور "من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ" سے مراد ہے ما وردت بہ السنۃ "جس کام کے ساتھ سنت وارد ہوئی ہو" اور سنۃ سیئۃ سے مراد ہے "مالم یرد بہ السنۃ" جس کام کا سنت میں ذکر نہیں ہے "اس مقام کو یونہی سمجھنا چاہیے [2]۔

نواب صاحب نے یہ جو کچھ لکھا ہے اس حدیث کے بنیادی مفہوم کے بالکل خلاف ہے حدیث شریف میں ہے جس نے کسی کام کو پہلی بار کیا یا کوئی نیا کام کیا اس کو اپنے کام کا بھی اجر ملے گا اور بعد والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا اگر اس کام سے پہلا اور نیا کام مراد نہ ہو بلکہ سنت کے مطابق کوئی کام مراد ہو جیسا کہ نواب صاحب نے لکھا ہے تو پھر اس سنت پر عمل کرنے والے کو بعد والوں کے عمل کا اجر کس وجہ سے ملے گا۔ اس سنت کی مشروعیت میں اس شخص کا کیا دخل اور کیا حصہ ہے جو بعد والوں کے عمل کا کریڈٹ اس کو دیا جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ بعد والوں کے عمل کا اجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا چاہیے پھر آپ نے عامل بالسنۃ کو بعد والوں کے اجر کا مستحق کیوں قرار دیا؟ اس لیے اس حدیث کا صحیح مفہوم وہی ہے جو علامہ نووی نے بیان کیا ہے جس نے کسی اچھے کام کی اسلام میں ابتداء کی اس کو اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا اور یہ کل بدعۃ کے عموم کی واضح تخصیص ہے اسی طرح "جس شخص نے اسلام میں کسی برے کام کی ابتداء کی اس کو اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور بعد والوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا۔ نواب صاحب حدیث کے اس دوسرے جملے کا معنی یہ کرتے ہیں کہ جس نے ایسا کام کیا مالم یرد بہ السنۃ" جس کا سنت میں ذکر نہیں ہے اول تو یہ بات ہی باطل ہے کہ جو چیز آپ کی سنت نہ ہو اس کو کرنا قابل مذمت اور گناہ ہو اور گناہ بھی ایسا کہ بعد میں اس کام کے کرنے والوں کا وبال بھی اس کے سر پر ہو۔ دیکھئے نواب صاحب نے السراج الوہاج شرح مسلم لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تو نہیں ہے کیونکہ آپ نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی

---

[1] ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ا ص ۳۲۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] ۔ نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ، السراج الوہاج ا ص ۳۴۴ مطبوعہ مطبع صدیقی ۱۳۰۲ھ۔

نہ کتاب لکھنے کا حکم دیا ہے تو نواب صاحب کے قاعدہ کے مطابق ان کی یہ کتاب بہرحال مالم یرد بہ السنۃ کا فرد اور سنت سیئہ ہے اور ایسا گناہ ہے جس کا عذاب قیامت تک بڑھتا رہے گا۔ ثانیاً ہر وہ کام جس کے ساتھ سنت وارد نہ ہو اگر وہ مذموم اور گناہ ہے تو بتلائیں کہ مباحات کس کھاتے میں جائیں گے اور اس طرح عمل کا دائرہ بہت تنگ ہو جائے گا۔ ثالثاً جس کام کا سنت میں ذکر نہیں اگر وہ بالفرض گناہ ہو بھی تو کرنے والے کو صرف اپنے کام کا گناہ ہونا چاہیے۔ بعد میں کرنے والوں کا وبال اس کے ذمہ کیوں ہوگا؟ اس سوال کا کوئی معقول جواب اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا جب تک علامہ نووی اور دیگر شارحین کی طرح اس حدیث کا یہ معنی نہ کیا جائے "جس شخص نے اسلام میں برے کام کی ابتداء کی" اب اس شخص کو اپنا گناہ بھی ہوگا اور بعد میں عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہوگا کیونکہ اس برائی کی طرف اس نے ان کی راہنمائی کی ہے اور بعد کے لوگوں کے لیے اس برائی میں مبتلا اور ملوث ہونے کا سبب، باعث اور داعی وہی شخص ہے۔ علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں، من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کے عموم میں بدعات حسنہ داخل ہیں جیسے کتابوں کی تالیف[1] اور یہی بات علامہ سنوسی مالکی نے لکھی ہے۔[2] شیخ عثمانی نے بھی اس جگہ علامہ نووی اور علامہ وشتانی کی شرح کی تائید کی ہے[3]

کتاب الجمعہ کے شروع میں ہم نے اس موضوع پر بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔

بَابٌ ۲۸۷ الْحَمْلِ بِأُجْرَةٍ يَتَصَدَّقُ بِهَا وَالنَّهْيِ الشَّدِيْدِ عَنْ تَنْقِيْصِ الْمُتَصَدِّقِ بِقَلِيْلٍ!

کم صدقہ دینے والے کی مذمت کرنے سے ممانعت

۲۲۵۱ - حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ نَا غُنْدَرٌ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ قَالَ فَتَصَدَّقَ اَبُوْ عُقَيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ قَالَ وَجَاءَ اِنْسَانٌ بِشَيْءٍ اَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتِ الَّذِيْنَ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں صدقہ کا حکم دیا گیا، ہم اس وقت بوجھ ڈھویا کرتے تھے۔ حضرت ابو عقیل نے آدھا صاع (سوا دو سیر) صدقہ دیا ایک اور شخص ان سے زیادہ لے کر آیا۔ منافقوں نے کہا اس صدقہ کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے اور دوسرے نے تو محض دکھلاوے کے لیے صدقہ دیا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) جو لوگ بانوشی صدقہ دینے والوں اور ان لوگوں پر طنز کرتے ہیں جو صرف اپنی محنت و مزدوری کے تناسب

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۱۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ ابو عبد اللہ السنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ مکمل اکمال الاکمال ج ۳ ص ۱۵۳ 〃 〃 〃

[3] شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ فتح الملہم ج ۳ ص ۴۸ مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی۔

يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ وَلَمْ يَلْفِظْ بِشْرٌ بِالْمُطَّوِّعِينَ.

سے صدقہ دے پاتے ہیں۔

٢٢٥٢ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ ح وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے اس میں ہے ہم اپنی پیٹھ پر بوجھ لادتے تھے۔

بَابُ ۲۸۸ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ

دودھ دینے والے جانور کو عاریۃً دینے کی فضیلت

٢٢٥٣ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ نَاقَةً تَغْدُو بِعُسٍّ وَتَرُوحُ بِعُسٍّ إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی صاحب خانہ کو ایسی اونٹنی (عاریتاً) دیتا ہے جو صبح وشام ایک گھڑا بھر کر دودھ نکالتی ہے تو اس کا بہت زیادہ اجر ہے۔

٢٢٥٤ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ قَالَ نَا زَكَرِيَّا ابْنُ عَدِيٍّ قَالَ أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى فَذَكَرَ خِصَالًا وَقَالَ مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً غَدَتْ بِصَدَقَةٍ وَرَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوحِهَا وَغَبُوقِهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے کاموں سے منع فرمایا، آپ نے فرمایا جس نے کسی شخص کو دودھ کا جانور دیا تو صبح دودھ کے وقت اسے ایک صدقہ کا ثواب ہوگا اور شام کو دودھ کے وقت اسے ایک صدقہ کا ثواب ہوگا۔

(ف) منیحہ کا معنی ہے عطیہ، دودھ دینے والے جانور یا پھلدار درخت کو اس کے منافع کے ساتھ کسی کو عاریتاً دینا منیحہ کہلاتا ہے۔ کبھی یہ عطیہ عارضی ہوتا ہے اور کبھی مستقل ہبہ کرنے کو بھی منیحہ کہتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمن کو کھجور کا درخت عطا فرمایا تھا۔

بَابُ ۲۸۹ مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ!

سخی اور بخیل کی مثال

٢٢٥٥ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کرنے اور صدقہ دینے

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ قَالَ وَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَیْهِ جُنَّتَانِ اَوْ جُبَّتَانِ مِنْ لَدُنْ ثُدِیِّهِمَا اِلٰی تَرَاقِیْهِمَا فَاِذَا اَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْاٰخَرُ فَاِذَا اَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ اَنْ یَّتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَیْهِ اَوْ مُرَّتْ وَاِذَا اَرَادَ الْبَخِیْلُ اَنْ یُّنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَیْهِ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتّٰی تُجِنَّ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ یُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ

والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے چھاتی سے گلے تک دو کرتے یا دو زرہیں پہنی ہوں جب خرچ کرنے والا یا صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہو کر اس کے سارے بدن پر پھیل جاتی ہے اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ جم جاتا ہے اس کی پوروں کو چھپا لیتا ہے اور اس کے نشانات کو مٹا دیتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بخیل اس زرہ کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

۲۲۵۶- حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ اَبُوْ اَیُّوْبَ الْغَیْلَانِیُّ قَالَ نَا اَبُوْ عَامِرٍ یَعْنِی الْعَقَدِیَّ قَالَ نَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَیْدِیْهِمَا اِلٰی ثُدِیِّهِمَا وَتَرَاقِیْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰی تُغَشِّیَ اَنَامِلَهٗ وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ وَجَعَلَ الْبَخِیْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا قَالَ فَاَنَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِاِصْبَعِهٖ فِیْ جَیْبِهٖ فَلَوْ رَاَیْتَهٗ یُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح بیان کی جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں اور ان کے ہاتھ ان کے سینوں اور گردنوں سے جکڑے ہوئے ہوں، صدقہ دینے والا جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس قدر کشادہ ہو جاتی ہے کہ اس کے پورے بدن حتیٰ کہ پوروں تک پھیل جاتی ہے اور اس کے نشانات مٹا دیتی ہے اور جب بخیل صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ فرما رہے تھے اگر تم دیکھتے تو کہتے کہ کشادہ کرنا چاہتے ہیں اور کشادہ نہیں ہوتی۔

۲۲۵۷ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْحَضْرَمِیُّ عَنْ وُهَیْبٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاؤسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَ الْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ اِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَیْهِ حَتّٰی تُعْفِیَ اَثَرَهٗ وَاِذَا هَمَّ الْبَخِیْلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَیْهِ فَانْضَمَّتْ یَدَاهُ اِلٰی تَرَاقِیْهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ اِلٰی صَاحِبَتِهَا قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فَیَجْهَدُ اَنْ یُوَسِّعَهَا فَلَا یَسْتَطِیْعُ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں جب صدقہ دینے والا صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے نشان مٹا دیتی ہے اور جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے، اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس جاتے ہیں اور ہر حلقہ دوسرے میں گھس جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا بخیل اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

(ف) اس مثال کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ دینے والا جب صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا دل کشادہ ہوتا ہے اور ہاتھ کھل جاتے ہیں اور اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور بخیل کا دل تنگ ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ سکڑ جاتے ہیں۔

بَابُ ۲۹۰ ثُبُوْتِ اَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ وَاِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِیْ یَدِ فَاسِقٍ وَنَحْوِهٖ

فاسق کو صدقہ دینے سے بھی ثواب مل جاتا ہے۔

۲۲۵۸ - وَحَدَّثَنِیْ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ مَیْسَرَةَ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ اللَّیْلَةَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِ زَانِیَةٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی زَانِیَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی زَانِیَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِ غَنِیٍّ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی غَنِیٍّ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے کہا میں آج کی رات صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور صدقہ ایک زناکار عورت کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک شخص نے ایک زانیہ کو صدقہ دے دیا۔ وہ کہنے لگا اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں (یعنی اگر میرے صدقہ کرنے کی کوئی تعریف نہیں کرتا تو کوئی بات نہیں) میرا صدقہ زانیہ کو ملا، میں ضرور صدقہ کروں گا پھر وہ صدقہ لے کر نکلا اور ایک غنی کے ہاتھ میں صدقہ رکھ دیا، صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ رات کو ایک غنی کو صدقہ دیا گیا اس نے کہا اے اللہ! حمد

اَلْحَمْدُ عَلٰى غَنِيٍّ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى غَنِيٍّ وَّعَلٰى سَارِقٍ فَأُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ أَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ قُبِلَتْ أَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ يَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ سَرِقَتِهٖ۔

تیرے ہی لیے ہے میرا صدقہ غنی کو ملا البتہ میں ضرور صدقہ کروں گا وہ پھر اپنے صدقہ کرنے کو نکلا اور ایک چور کے ہاتھ پر صدقہ رکھ دیا، صبح کو لوگ پھر باتیں کرنے لگے کہ ایک چور کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تیرے ہی لیے حمد وستائش ہے میرا صدقہ زانیہ، غنی اور چور کو ملا پھر اس کے پاس ایک آنے والا آیا اور اسے بتایا گیا کہ تیرا صدقہ قبول ہو گیا جو صدقہ تم نے زانیہ کو دیا تھا تو شاید وہ زنا کاری سے باز آجائے! اور جو صدقہ تم نے غنی کو دیا تھا تو شاید وہ عبرت پکڑے اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے مال دیا اس سے صدقہ کرنے لگے اور جو صدقہ تم نے چور کو دیا تھا شاید اس کی وجہ سے وہ چوری سے باز آجائے۔!

کسی کو بُرا جان کر اس کی مدد سے ہاتھ نہ روکیے

(ف) صدقہ فرضیہ یعنی زکوٰۃ غنی کو دینا جائز نہیں اس حدیث میں جس صدقہ کا ذکر ہے اس سے مراد نافلہ ہے۔ کسی آدمی کو گنہگار سمجھ کر اس کے ساتھ نیکی اور صدقہ خیرات سے منہ نہیں موڑنا چاہیے کیونکہ ہم خود کتنے گنہگار ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے جود وکرم کا ہاتھ ہم سے نہیں کھینچتا اگر کسی شخص کو بُرا جان کر ہم اس کی مدد سے اپنا ہاتھ روک لیں اور اپنی داد و دہش کا دروازہ اس پہ بند کر دیں تو اس کی ضرورت تو کسی اور دروازے سے پوری ہو جائے گی لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات بُری لگ گئی اور اس نے اپنی دین کا دروازہ ہم پر بند کر دیا تو ہمارے لیے تو پھر کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔!

بَابُ ۲۹۱ أَجْرِ الْخَازِنِ الْأَمِيْنِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ بِإِذْنِهِ الصَّرِيْحِ أَوِ الْعُرْفِيِّ

مالک اور شوہر کے مال سے صدقہ دینا

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۲۵۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَأَبُوْ عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ قَالَ أَبُوْ عَامِرٍ نَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُرَيْدٌ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِيْنَ الَّذِيْ يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِيْ مَا أُمِرَ بِهٖ فَيُعْطِيْهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خازن جو مسلمان اور امین ہو اور وہ حکم کے مطابق خوشی سے پورا پورا مال اس شخص کو دے جسے دینے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا شمار بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ہے۔

طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ۔

۲۲۶۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے گھر کے طعام سے اس کو خراب کیے بغیر خرچ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا اجر ملے گا اور اس کے شوہر کو کمانے کا اور خازن کو اتنا ہی اجر ملے گا اور کسی کو اجر ملنے سے دوسرے کا اجر کم نہیں ہو گا۔

۲۲۶۱ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے اس میں ہے "خاوند کے طعام سے"۔

۲۲۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے خراب کیے بغیر (مال) خرچ کرے تو اس کو اجر ملے گا اس کے خاوند کو کمائی کا اجر ملے گا اور عورت کو خرچ کرنے کی وجہ سے اجر ملے گا اور خازن کو بھی اتنا اجر ملے گا اور کسی کے اجر میں کمی نہیں ہو گی۔

۲۲۶۳ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۲۶۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

ابی اللحم کے غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں غلام تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا میں اپنے مالکوں کے اموال سے کچھ صدقہ و خیرات کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اور تم دونوں کو آدھا آدھا اجر ملے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِیَّ بِشَیْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْاَجْرُ بَیْنَکُمَا نِصْفَانِ ۔

غیر اللہ کے ساتھ نامزد جانوروں کا حکم

ابی اللحم کے معنی ہیں گوشت سے انکار کرنے والا۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ تھا انھوں نے زمانہ جاہلیت میں ان جانوروں کا گوشت کھانے سے انکار کر دیا تھا جن جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا۔ ایسے جانور ما اھل بہ لغیر اللہ میں آتے ہیں البتہ جن جانوروں کو کسی زندہ یا فوت شدہ شخص کے ساتھ منسوب کر دیا جائے کہ مثلاً یہ فلاں کا بکرا ہے اور بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے تو وہ حلال اور طیب ہیں قرآن مجید میں ذکر ہے کہ بحائر وغیرہ (وہ اونٹ جنھیں بتوں کے ساتھ نامزد کر دیا جائے) کا کھانا مشرکین نے حرام قرار دے لیا تو اللہ تعالی نے ان کی مذمت کی اور ان جانوروں کو حلال قرار دیا۔

اس حدیث شریف میں مالک کے مال سے صدقہ کا جواز مالک کی اجازت پر محمول ہے خواہ اس کی طرف سے عام اجازت ہو یا کسی مخصوص حالت میں اجازت ہو۔

۲۲۶۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ نَا حَاتِمٌ یَعْنِی ابْنَ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَیْرًا مَوْلٰی اَبِی اللَّحْمِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَمَرَنِیْ مَوْلَایَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَآءَنِیْ مِسْکِیْنٌ فَاَطْعَمْتُہٗ مِنْہُ فَعَلِمَ بِذٰلِکَ مَوْلَایَ فَضَرَبَنِیْ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَدَعَاہُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَہٗ فَقَالَ یُعْطِیْ طَعَامِیْ بِغَیْرِ اَنْ اٰمُرَہٗ قَالَ الْاَجْرُ بَیْنَکُمَا ۔

ابی اللحم کے غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے مالک نے حکم دیا کہ میں گوشت سکھاؤں اتنے میں میرے پاس مسکین آگیا میں نے اس گوشت میں سے اس کو کھلا دیا، میرے مالک کو جب اس چیز کا پتہ چلا تو اس نے مجھ کو پیٹا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے مالک کو بلا کر پوچھا تم نے اس کو کیوں مارا؟ اس نے کہا یہ میرے طعام میں سے میرے حکم کے بغیر لوگوں کو دیتا ہے آپ نے فرمایا تم دونوں کو اجر ملیگا۔

۲۲۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ ھَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ قَالَ ھٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْھَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَصُمِ الْمَرْاَۃُ وَبَعْلُھَا شَاھِدٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَلَا تَاْذَنْ فِیْ بَیْتِہٖ وَھُوَ شَاھِدٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَمَا اَنْفَقَتْ مِنْ کَسْبِہٖ مِنْ غَیْرِ اَمْرِہٖ فَاِنَّ نِصْفَ اَجْرِہٖ لَہٗ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاوند کی موجودگی میں کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے اور اس کی موجودگی میں (اپنے کسی محرم کو) بغیر اس کی اجازت کے نہ آنے دے اور اس کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر جو کچھ خرچ کرے گی اس میں سے آدھا اجر عورت کو ملیگا۔

شوہر کے مال سے بغیر اجازت صدقہ کرنے کا مسئلہ

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ خادم اور بیوی مالک اور شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ نہیں کر سکتے۔

اجازت کی دو قسمیں ہیں ایک صریح مثلاً یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کو اتنی چیز دید و اور ایک اجازت عرفی مثلاً خادم یا بیوی کو معلوم ہو کہ معمولی مقدار مثلاً ایک روٹی یا اس کے برابر کسی فقیر کو دے دینے سے مالک یا شوہر کو ناراضگی نہیں ہوتی تو اتنی مقدار دینا جائز ہے اور ان احادیث میں جو ذکر ہے کہ شوہر یا مالک کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے سے آدھا اجر مل جاتا ہے اس سے مراد ہے کہ صریح اجازت اگرچہ نہ ہو لیکن عرفی اجازت حاصل ہو ——— اور اگر مطلقاً اجازت نہ ہو تو پھر صدقہ کرنا جائز نہیں ہے۔

بَابُ ۲۶۲ فَضْلِ مَنْ ضَمَّ إِلَى الصَّدَقَةِ غَيْرَهَا مِنَ الْبِرِّ!

۲۲۶۷ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التَّجِيبِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلَى أَحَدٍ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

۲۲۶۸ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا

صدقہ کے ساتھ دیگر نیکیوں کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مال میں سے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو جنت میں اس کے لیے ندا کی جائیگی اے اللہ کے بندے یہ نیکی ہے۔ پس جو شخص نمازیوں میں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو مجاہدوں میں سے ہوگا اس کو باب جہاد سے پکارا جائے گا اور جو صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا، حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارے جانے کی ضرورت تو نہیں ہے پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہوگے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِاِسْنَادِ يُونُسَ وَ مَعْنَى حَدِيثِهِ.

۲۲۶۹- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ نَا شَيْبَانُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنِي شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ اَيْ فُلُ هَلُمَّ قَالَ اَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَاَرْجُو اَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے ہر دروازے کے پہرہ دار بلائیں گے "اے فلاں ادھر آؤ"! حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ایسے شخص پر کوئی حرج تو نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے تم ان میں سے ہو گے!

۲۲۷۰- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ قَالَ نَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُو بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ اَبُو بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ اَبُو بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ اَبُو بَكْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا میں! آپ نے فرمایا آج تم میں سے جنازے کے ساتھ کون گیا تھا؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں! آپ نے فرمایا آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے، آپ نے پوچھا آج تم میں سے کس نے مریض کی عبادت کی ہے حضرت ابوبکر نے کہا میں نے! آپ نے فرمایا جس شخص میں یہ تمام کام جمع ہوں گے وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

حضرت ابوبکر کی فضیلت

حدیث نمبر ۲۲۶۷ میں ہے کہ نمازیوں کو باب الصلوٰۃ سے، مجاہدوں کو باب الجہاد سے، صدقہ دینے والوں کو باب الصدقہ سے اور روزہ داروں کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف نمازیں پڑھے اور باقی عبادات نہ کرے تو یہ اس کے جنت میں جانے کے لیے کافی ہے اور اگر کوئی صدقہ ادا کرے اور باقی عبادات نہ کرے تو یہ اس کے جنتی ہونے کے لیے کافی ہے اور اگر کوئی صرف روزے رکھے تو وہ اس کے لیے کافی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے ہر شخص

کے لیے تمام فرائض کو ادا کرنا اور تمام ممنوعات سے مجتنب رہنا ضروری ہے اس کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی الا ماشاء اللہ، اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر فرائض ادا کرنے اور ممنوعات سے بچنے کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو خصوصیت کے ساتھ نفلی نمازیں زیادہ پڑھنے والے ہوں گے۔ کوئی نفلی صدقات میں خصوصیت رکھتا ہو گا اور کوئی نفلی روزے زیادہ رکھتا ہو گا اس اعتبار سے کسی کو باب الصلوٰۃ سے، کسی کو باب الصدقہ سے اور کسی کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ اس حدیث میں حضرت ابوبکر کی واضح فضیلت ہے کہ امت کے باقی لوگ عبادت کے کسی ایک شعبہ میں فائق ہوں گے اور حضرت ابوبکر ان میں سے ہوں گے جو عبادات کے تمام شعبوں میں سب سے بڑھ کر اور سب پر فائق ہوں گے!

حدیث نمبر ٢٢٧٠ میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ظاہر فضیلت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نیکی کے بارے میں بھی سوال کیا وہ نیکی صرف حضرت ابوبکر میں ملی اور سرکار حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعتبار سے ایک مسلمان میں جس قدر نیکیاں مجتمع دیکھنا چاہتے تھے وہ سب نیکیاں حضرت ابوبکر میں موجود تھیں!

بَابُ ٢٩٣ الْحَثِّ عَلَى الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْإِحْصَاءِ

خرچ کرنے کی فضیلت اور جمع کرنے کی ناپسندیدگی

٢٢٧١ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِقِيْ أَوِ انْفَحِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ کرو اور گن گن کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر دیگا۔

٢٢٧٢ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ أَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِحِيْ أَوِ انْضَحِيْ أَوْ أَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کرو اور گن گن کر مت رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر دے گا اور جمع مت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے معاملے میں جمع کر کے رکھے گا۔

٢٢٧٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ نَا هِشَامٌ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا نَحْوَ

ایک اور سند سے بھی حضرت اسماء سے ایسی روایت منقول ہے۔

حَدِيْثِهِمْ.

٢٢٧٤ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهَا جَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا مَا اَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اِنْ اَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ ارْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس تو سوا اس مال کے کچھ نہیں ہے جو زبیر مجھے دیتے ہیں اگر میں اس مال سے کچھ خرچ کروں تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جس قدر دے سکو دو اور جمع نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے معاملے میں جمع کر کے رکھے گا۔

(ف) شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا جائز نہیں ہے یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ حضرت زبیر نے جو مال حضرت اسماء کو ذاتی خرچ کے لیے دیا تھا اس میں سے خرچ کریں یا حضرت زبیر کے مال میں سے اتنا خرچ کریں جو معمولی ہو جس پر وہ ناخوش نہ ہوں۔

بَابُ (٢٩٤) الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِالْقَلِيْلِ وَلَا تَمْتَنِعُ مِنَ الْقَلِيْلِ لِاحْتِقَارِهٖ

تھوڑا صدقہ دینے کی ترغیب

٢٢٧٥ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی عورت اپنی ہمسایہ کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ لے بکری کا ایک کھر دے۔

(ف) حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ معمولی مقدار کا صدقہ بھی جائز ہے اور چیز کی کمی کے باعث صدقہ کرنے سے نہ رکے اور یہ کہ کسی کی دی ہوئی چیز خواہ کم ہو اس کو حقیر نہ جانے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو ایک ذرہ کے برابر نیکی بھی مقبول ہو جاتی ہے۔ "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ"

بَابُ (٢٩٥) فَضْلِ اِخْفَآءِ الصَّدَقَةِ

پوشیدگی کے ساتھ صدقہ دینے کی فضیلت

٢٢٧٦ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى جَمِيْعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ زُهَيْرٌ نَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات لوگ اس دن اللہ تعالیٰ کے

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ تَعَالَى خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

سائے تلے ہوں گے جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا، امام عادل، وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو، وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے، وہ دو شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ملیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں جدا ہوں، وہ شخص جسے کوئی مقتدر اور حسین عورت (گناہ کی) دعوت دے اور وہ شخص کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جو چھپا کر صدقہ دے حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو نہ پتہ چلے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے اور وہ شخص جو تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

۲۲۷۷۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ وَقَالَ رَجُلٌ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ۔

ایک اور سند سے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت منقول ہے اور اس میں ہے جو شخص مسجد سے نکلے اور مسجد میں لوٹنے تک اس کا دل مسجد ہی میں لگا رہے۔

(ف) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے سایہ سے مراد عرش الٰہی کا سایہ ہے۔ اور صدقہ نفلی چھپا کر دینا افضل ہے اور صدقہ فرضیہ یعنی زکوٰۃ علی الاعلان دینی چاہیے، امام عادل سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کے پاس مسلمانوں کے امور اور معاملات ہوں اور وہ ان کو اصول اور قانون کی روشنی میں انجام دے اور کسی کی رو رعایت نہ کرے۔

باب ۲۹۶ بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الصَّحِيحِ الشَّحِيحِ!

تندرست اور حریص انسان کا صدقہ زیادہ افضل ہے۔

۲۲۷۸۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اور عرض کیا یا رسول اللہ! کون سے صدقہ کا اجر زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا تم اس حال میں صدقہ دو کہ تم تندرست ہو

الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا اَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

حریص ہو، تم کو فقر کا خوف ہو، اور مالداری کی امید ہو اور صدقہ دینے کو اس وقت تک نہ موخر کرتے رہو حتیٰ کہ تمہاری جان حلق تک جا پہنچے اور پھر تم کہو اتنا فلاں کا ہے اور اتنا فلاں کا (اب تم کہو یا نہ کہو) وہ تو فلاں کا ہو چکا۔

۲۲۷۹- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَمَا وَاَبِيْكَ لَتُنَبَّاَنَّهٗ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْبَقَآءَ وَلَا تُمْهِلَ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کون سے صدقہ کا اجر زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے باپ کی قسم تم کو ضرور خبر دی جائیگی! تم اس حال میں صدقہ دو کہ تم تندرست ہو، حریص ہو، فقر کا خوف کرتے ہو اور تونگری کی امید رکھتے ہو اور صدقہ دینے میں اتنی تاخیر نہ کرنا کہ تمہاری جان حلقوم تک پہنچ جائے اور پھر تم کہو اتنا فلاں کا اور اتنا فلاں کا حالانکہ (اب تم کہو نہ کہو) فلاں کا اتنا ہو چکا۔

۲۲۸۰- حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلِ الْجُحْدَرِىُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ نَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

(ف) اس حدیث میں آپ نے فرمایا تیرے باپ کی قسم حالانکہ غیر اللہ کی قسم کھانا ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا اس لحاظ سے ممنوع ہے کہ اگر قسم پوری نہ کی تو حانث ہو جائے گا یا قصداً ممنوع ہے بلا قصد زبان پر جاری ہو تو ممنوع نہیں ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَاب ۲۹۷ بَيَانِ اَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَاَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِىَ الْمُنْفِقَةُ وَاَنَّ الْيَدَ السُّفْلٰى هِىَ الْاٰخِذَةُ

اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے

۲۲۸۱- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر صدقہ کا وعظ فرما رہے تھے اور سوال نہ کرنے کی نصیحت کر رہے تھے اس وقت آپ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے

هُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ۔

بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نچلا ہاتھ سوال کرنے والا ہے۔

۲۲۸۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل ترین صدقہ وہ ہے جس میں صدقہ کرنے کے بعد بھی آدمی غنی رہے اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور جو تمہارے زیر کفالت ہیں ان سے (صدقہ دینے کی) ابتداء کرو۔

۲۲۸۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَسَعِيدٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى۔

حضرت حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ مانگا آپ نے مجھے تین مرتبہ عطا کیا پھر آپ نے فرمایا یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے جس نے اس کو نفس کی سربلندی (یعنی بن مانگے یا دینے والے کی خوشی) سے لیا اس کے مال میں برکت ہوگی اور جس نے نفس کو ذلیل کر کے (یعنی مانگ کر) لیا اس کے مال میں برکت نہیں ہوگی اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

۲۲۸۴ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ نَا شَدَّادٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم! تیرے لیے ضرورت سے زائد چیز کا خرچ کرنا بہتر ہے اور اگر تو اس کو روکے رکھے تو یہ برا ہے، اور ضرورت کے مطابق خرچ رکھنے پر تجھے ملامت نہیں ہے اور جو تیری زیر پرورش ہیں ان سے ابتداء کر اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے

وَاَنْ تُمْسِكَهٗ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى۔

بہتر ہے۔

(ف) آپ نے فرمایا کہ افضل ترین صدقہ وہ ہے جس میں صدقہ کے بعد بھی آدمی غنی رہے کیونکہ انسان اگر اپنا سارا مال صدقہ کر کے خود فقیر بن جائے اور اپنی ضروریات کے لیے دوسروں کا دست نگر ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے اور مذموم ہے۔

بَابُ ۲۹۸ النَّهْيِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ

سوال کرنے کی ممانعت

۲۲۸۵۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ الْيَحْصُبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ اِيَّاكُمْ وَاَحَادِيْثَ اِلَّا حَدِيْثًا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاِنَّ عُمَرَ كَانَ يُخِيْفُ النَّاسَ فِي اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا اَنَا خَازِنٌ فَمَنْ اَعْطَيْتُهٗ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ فَيُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَعْطَيْتُهٗ عَنْ مَسْئَلَةٍ وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ان احادیث کے سوا احادیث بیان کرنے سے بچو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں روایت کی گئی ہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں لوگوں کو اللہ سے ڈرایا کرتے تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا میں صرف خازن ہوں جس کو میں نے خوشی سے دیا اس کو برکت ہو گی اور جس کو میں نے اس کے مانگنے یا اس کی حرص کی وجہ سے دیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۲۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ هَمَّامٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُلْحِفُوْا فِي الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْاَلُنِيْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُ لَهٗ مَسْئَلَتُهٗ مِنِّيْ شَيْئًا وَاَنَا لَهٗ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتُهٗ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گڑگڑا کر سوال مت کیا کرو۔ بخدا جو شخص مجھ سے سوال کرے اور میں ناخوشی سے اس کو دوں تو میری دی ہوئی چیز میں کیسے برکت ہو گی۔

۲۲۸۷ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي دَارِهِ بِصَنْعَاءَ فَأَطْعَمَنِي مِنْ جَوْزَةٍ فِي دَارِهِ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

ایک اور سند کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت منقول ہے۔

۲۲۸۸ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ.

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیتا ہے اس کو دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرما دیتا ہے اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا اللہ ہے۔

۲۲۸۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں میں گھومتا رہتا ہے اور ایک لقمہ یا دو لقمے اور ایک کھجور یا دو کھجوریں لے کر چلا جاتا ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی ضروریات سے اس کو مستغنی کر دے اور نہ اس کے آثار سے مسکینی اور فقر کا پتا چلے تاکہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے سوال کرتا ہو۔

۲۲۹۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص مسکین نہیں ہے جو ایک کھجور یا دو کھجوریں یا ایک لقمہ یا دو لقمے لے کر چلا جاتا ہے مسکین وہ ہے جو سوال سے رکتا ہو اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو: (ترجمہ) وہ جو لوگوں سے گڑگڑا

قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالَّذِيْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ لَا يَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔

کر نہیں مانگتے۔

۲۲۹۱- وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ اَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ شَرِيْكٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اِسْمٰعِيْلَ۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مثل سابق روایت ہے۔

۲۲۹۲- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ الْمَسْئَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص سوال کرتا رہے گا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے جسم پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔

۲۲۹۳- وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَخِي الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ مُزْعَةٌ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے مگر اس میں گوشت کے ٹکڑے کا ذکر نہیں ہے۔

۲۲۹۴- وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان سوال کرتا رہے گا حتیٰ کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۲۹۵ - وحدثنا ابو كريب وواصل بن عبد الاعلى قالا نا ابن فضيل عن عمارة بن القعقاع عن ابي زرعة عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سال الناس اموالهم تكثرا فانما يسال جمرا فليستقل او ليستكثر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے مانگتا رہے وہ انگاروں کا سوال کرتا ہے خواہ کم کرے یا زیادہ۔

۲۲۹۶ - حدثني هناد بن السري قال نا ابو الاحوص عن بيان ابي بشر عن قيس بن ابي حازم عن ابي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لان يغدو احدكم فيحطب على ظهره فيتصدق به ويستغني به من الناس خير من ان يسال رجلا اعطاه او منعه ذلك فان اليد العليا افضل من اليد السفلى وابدا بمن تعول.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص صبح جا کر اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لاد کر لائے اور ان سے صدقہ کرے اور اس کے سبب لوگوں سے مانگنے سے بچا رہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے سوال کرے وہ اس کو دے یا منع کرے، کیونکہ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور جو تمہارے زیر کفالت ہیں ان سے ابتدا کرو۔

۲۲۹۷ - وحدثني محمد بن حاتم قال حدثني يحيى بن سعيد عن اسماعيل قال حدثني قيس بن ابي حازم رضي الله تعالى عنه قال اتينا ابا هريرة رضي الله تعالى عنه فقال قال النبي صلى الله عليه وسلم والله لان يغدو احدكم فيحطب على ظهره فيبيعه ثم ذكر بمثل حديث بيان.

حضرت قیس بن ابوحازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضرت ابوہریرہ کے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص صبح کو اپنی پیٹھ کر لکڑیاں لاد کر لائے اور ان کو بیچے اس کے بعد حدیث مثل سابق ہے۔

۲۲۹۸ - وحدثني ابو الطاهر ويونس بن عبد الاعلى قالا انا ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث عن ابن شهاب عن ابي عبيد مولى عبد الرحمن بن عوف انه سمع ابا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لان يحتزم احدكم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اس کو فروخت کرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے سوال کرے وہ اس کو دے یا منع کر دے۔

www.nafseislam.com

حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيَحْمِلَهَا عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلًا يُّعْطِيْهِ اَوْ يَمْنَعُهٗ۔

۲۲۹۹- وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ قَالَ سَلَمَةُ نَا وَقَالَ الدَّارِمِيُّ اَنَا مَرْوَانُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا سَعِيْدٌ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ رَبِيْعَةَ ابْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَبِيْبُ الْاَمِيْنُ اَمَّا هُوَ فَحَبِيْبٌ اِلَيَّ وَاَمَّا هُوَ عِنْدِيْ هُوَ فَاَمِيْنٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً فَقَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ قَالَ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُّنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم نو، آٹھ یا سات آدمی تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت نہیں کرتے! اور ہم نے انھی دنوں آپ سے بیعت کی تھی، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں، آپ نے پھر فرمایا: تم اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت نہیں کرتے! ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ، ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت نہیں کرتے! عوف کہتے ہیں، ہم نے ہاتھ بڑھا دیے اور عرض کیا! یا رسول اللہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں، اب کس چیز کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا اس بات کی کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے اور پانچ نمازیں پڑھو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے میں نے اس جماعت کے بعض ساتھیوں کو دیکھا ان کا (سواری سے) چابک گر جاتا تھا اور وہ کسی سے اس کے اٹھا کر دینے کا سوال نہیں کرتے تھے

سوال کرنے کے جواز اور عدم جواز کا محمل

اس باب کی اکثر احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے کی مذمت فرمائی ہے اور مسلمانوں کو اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ سوال کرنے سے حتی الامکان گریز کریں۔ علامہ نووی لکھتے ہیں: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بلا ضرورت سوال کرنا حرام ہے اور جو شخص کمانے پر قادر ہو اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس کا سوال کرنا حرام

ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا سوال کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ اس میں تین شرطیں پائی جائیں، سوال کرتے وقت اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے گڑ گڑا کر سوال نہ کرے اور مسئول کو ایذاء نہ دے اور اگر یہ شرطیں نہ پائی جائیں تو سوال کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

بعض روایات میں ہے: "وللسائل علیك حق وان جاء علی فرس" "سائل کا تم پر حق ہے خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہو"۔ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوش حال شخص بھی سوال کر سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ محض گھوڑے پر سوار ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص خوش حال بھی ہو کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس شخص پر اتنا قرض ہو کہ وہ گھوڑا بھی اس قرض میں ڈوبا ہوا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس وہ گھوڑا اپنا نہ ہو عاریۃً ہو یا وہ کسی عذر کی وجہ سے گھوڑے پر سوار ہو، اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ دینے والے کو سائل کا حال نہیں دیکھنا چاہیے کہ وہ اہل ہے یا نہیں ہے بلکہ جو بھی اس سے سوال کرے وہ اس کو اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ دیدے اور اگر اس کے پاس کچھ دینے کے لیے نہ ہو تو اچھے طریقہ سے معذرت کرے اگر لوگ یہ معمول بنا لیں کہ اسی سائل کو دیں گے جو سوال کا اہل ہو گا اور تحقیق کر کے خیرات دیں گے اور اللہ بھی بندوں کے ساتھ یہی معاملہ کرے کہ جو سوال کا اہل ہو اسی کو دے اور جو اہل نہ ہو اس کو نہ دے تو سوچیے ہم میں کون اللہ سے مانگنے کا اہل ہے چند گنے چنے اس کے مقبول اور کامل بندے ہیں جو سوال کے اہل ہیں جن کے سوال کو وہ پورا کرتا ہے اور ان کے صدقے سے ہم نا اہلوں کے سوال پر بھی عطا کرتا ہے پس جس طرح اللہ تعالیٰ اہل اور نااہل کی تفریق نہیں کرتا سب کو عطا کرتا ہے اور اپنی دین اور بخشش کے معاملہ میں کسی کو نا اہلی کی بناء پر محروم نہیں کرتا بندوں کو چاہیے کہ وہ بھی اس سلسلہ میں تحقیق اور تجسس نہ کریں کہ کون اہل ہے اور کون نہیں ہے اور حسن ظن کی بناء پر ہر شخص کو اہل ہی سمجھیں خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو اس طرح کسی ایک اہل کی بناء پر کئی نا اہلوں کو مل جائے گا جیسے کسی ایک نا اہل اور کامل بندے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نجانے ہم ایسے کتنے نا اہلوں اور ناقص بندوں کو نوازتا ہے اور عطا کرتا ہے اور کسی کا پردہ چاک نہیں کرتا کیونکہ اگر ہم نے کسی سائل کو اس کی نا اہلی کی بناء پر نہ دیا تو اسے تو کسی اور دروازے سے مل جائے گا لیکن اگر اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا دروازہ بند کر دیا تو ہم کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے!

دورِ فاروقی میں روایت حدیث میں احتیاط

اس باب کی حدیث نمبر ۲۲۸۰ میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "ان احادیث کو بیان کرو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیان کی جاتی تھیں"۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اہل کتاب سے بکثرت روایت کی جاتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو روایت حدیث کے سلسلہ میں احتیاط تھی اس کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا حضرت عمر روایت حدیث کرنے والوں پر بڑی سختی کرتے تھے اور روایت پر شہادت طلب کرتے تھے۔

فقہ کی فضیلت

علم فقہ کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں فقہ عطا فرماتا ہے اور اس کا عکس کلی یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دین میں فقہ دیدی ہے ان کے لیے اس نے خیر کا ارادہ کر لیا ہے اور اس میں فقہاء

کے یے عظیم بشارت ہے ہر چند کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ لازم نہیں ہے لیکن کلیت کے منافی بھی نہیں ہے جیسے کل انسان ناطق اور کل ناطق انسان، اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے عکس کلی ہی کا گمان رکھتا ہوں۔ وانا عند ظن عبدی بی۔

انما انا قاسم کی تشریح

اس باب کی حدیث نمبر ۲۲۸۸ میں ہے انما انا قاسم واللہ یعطی شیخ کشمیری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حقیقت میں دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہراً اور صورۃً دینے والے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تقسیم کرنے والے بھی آپ ہیں اور یہاں ظاہر ہی مراد ہے کیونکہ تمام لوگوں کی نظر حقیقت کی طرف منتقل نہیں ہوتی اور عرف میں بھی ظاہر ہی کا اعتبار ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب ظاہر کے اعتبار سے دینے والے بھی حضور اور تقسیم کرنے والے بھی حضور تو آپ نے عطا کی نسبت اللہ کی طرف اور تقسیم کی نسبت اپنی طرف کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عطاء کا مرتبہ تقسیم سے بلند ہوتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضعاً اللہ تعالیٰ کی طرف عطاء کی نسبت کی اور اپنی طرف تقسیم کی نسبت کی۔[1]

رہا یہ کہ آپ کیا چیز تقسیم کرتے ہیں علامہ عینی نے یہاں طویل بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ علم اور مال دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں میں علم اور مال کے اعتبار سے جو کمی بیشی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطاء کی جہت سے ہے کیونکہ آپ تو صرف تقسیم کرنے والے ہیں[2] اور یہ بھی بعید نہیں کہ عزت وشرف مال ودولت، علم وحکمت غرضیکہ ہر نعمت دیتا اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں کیونکہ آپ ہر نعمت کے حصول کیں واسطہ عظمیٰ ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ای العلم والغنیمۃ ونحوھما وقیل البشارۃ للصالح والنذارۃ للطالح ویمکن ان تکون قسمۃ الدرجات والدرکات مفوضۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا منع من الجمع کما یدل علیہ حذف المفعول لتذھب انفسھم کل المذھب ویشرب کل واحد من ذلک المشرب۔[3]

آپ علم اور مال غنیمت اور اس جیسی چیزیں تقسیم فرماتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ نیک لوگوں کو بشارت اور بدکاروں کو وعید کی تقسیم کرتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بلندیوں اور پستیوں کی تقسیم بھی آپ کی طرف مفوض ہو اور ان تمام معانی کے ارادہ کر لینے سے بھی کوئی مانع نہیں ہے جیسا کہ اس بات پر مفعول کا محذوف کرنا دلالت کرتا ہے تاکہ ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز دیتا ہے اور حضور اس کو تقسیم کرتے ہیں۔

---

[1] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ا ص ۱۷۱، مطبوعہ مطبع حجازی قاہرہ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۷ھ۔

[2] علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری جز ۲ ص ۵۱ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

[3] ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۹ ص ۱۰۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۲ھ۔

باب ۲۹۹ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ

سوال کرنے کا جواز

۲۳۰۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِيَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ الْعَدَوِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا قَالَ ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتًا يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا۔

حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک بڑی رقم کا مقروض ہو گیا تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے اس کے متعلق سوال کروں، آپ نے فرمایا اس وقت تک ہمارے پاس ٹھہرو جب تک صدقہ کا مال آجائے، ہم اس میں سے تمہیں دینے کا حکم کریں گے پھر فرمایا اے قبیصہ! تین شخصوں کے علاوہ اور کسی کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے، ایک وہ شخص جو مقروض ہو اس کے لیے اتنی مقدار کا سوال جائز ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے، اس کے بعد وہ سوال سے رک جائے، دوسرا وہ شخص جس کے مال کو کوئی آفت ناگہانی پہنچی ہو جس سے اس کا مال تباہ ہو گیا ہو، اس کے لیے اتنا سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کا گزارہ ہو جائے، تیسرا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو اور اس کے قبیلہ کے تین عقلمند آدمی اس بات پر گواہی دیں کہ واقعی یہ فاقہ زدہ ہے تو اس کے لیے بھی اتنی مقدار کا سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کا گزارہ ہو جائے، اور اے قبیصہ ان تین شخصوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے اور جو ان کے علاوہ کسی اور صورت میں) سوال کر کے کھاتا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

پیشہ ور گداگر مقروض کے لیے ادائیگی قرض کے واسطے سوال کی اجازت اس وقت ہے جب اس نے کسی جائز ضرورت کی وجہ سے قرض لیا ہو اگر کسی گناہ کی خاطر قرض لیا ہے تو سوال کی اجازت نہیں، فاقہ زدہ کے لیے اس کی قوم کے تین ذی عقل آدمیوں کی گواہی بطور استحباب ہے ورنہ دو آدمیوں کی گواہی بھی کافی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشہ ور گداگری اسلام میں ناجائز ہے اور اسلامی حکومت پر فرض ہے کہ پیشہ ور گداگروں کے خلاف قانونی کاروائی کرے۔ آج کل بعض لوگ مصنوعی طور پر اور بعض عمداً معذور بن جاتے ہیں اور اپنے ہاتھ پیر خراب کر کے ایسی وضع اختیار کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ترس آئے اور زیادہ سے زیادہ بھیک ملے ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت سلامتی اعضاء ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو ضائع کرتے ہیں اور کفران نعمت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بعض لوگ میک اپ کا سہارا لے کر مصنوعی بیماریاں ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں، بعض مصنوعی طور پر نابینا یا

لنگڑے بن جاتے ہیں ایسے تمام لوگوں کو گرفتار کر کے سخت سزا دینی چاہیے تاکہ اس مکروہ پیشہ کی حوصلہ شکنی ہو اور پیشہ ور گداگری کی لعنت کا خاتمہ ہو۔

بَابٌ جَوَازِ الْاَخْذِ بِغَيْرِ سُؤَالٍ وَّلَا تَطَلُّعٍ

بغیر سوال کے لینے کا جواز

۲۳۰۱- وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ح وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ وَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عطا کرتے تو میں کہہ دیا کرتا تھا کہ جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو اسے دیدیں۔ حتی کہ ایک بار آپ نے مجھے کچھ مال دیا میں نے عرض کیا جو شخص مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو اسے دیدیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لے لو اور اس مال میں سے تمہارے پاس جو بغیر طمع اور سوال کے آیا کرے اس کو لے لیا کرو، اور جو اس طرح نہ آئے اس کا خیال نہ کیا کرو۔

۲۳۰۲- وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْطِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الْعَطَآءَ فَيَقُوْلُ لَهٗ عُمَرُ اَعْطِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ قَالَ سَالِمٌ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن الخطاب کو کچھ مال دیا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا رسول اللہ کسی ایسے شخص کو عنایت فرمائیے جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مال کو رکھ کر اس سے فائدہ حاصل کرو یا کسی کو صدقہ کر دو اور تمہارے پاس جب یہ مال آئے اور نہیں اس کی طمع ہو نہ تم نے اس کا سوال کیا ہو تو لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ ہو اس کا خیال نہ کیا کرو، سالم کہتے ہیں اسی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے سوال نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی چیز دیتا تو اس کو رد نہیں کرتے تھے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ۔

۲۳۰۳ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ السَّعْدِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۲۳۰۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ وَأَجْرِي عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ خُذْ مَا أُعْطِيتَ فَإِنِّي عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ۔

ابن الساعدی مالکی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدقات وصول کرنے کا عامل بنا دیا، جب میں اس سے فارغ ہوا اور مال لاکر انہیں دیا تو حضرت عمر نے مجھے اجرت دینے کا حکم فرمایا۔ ـــــــ میں نے کہا کہ میں نے یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ پر ہے۔ حضرت عمر نے کہا جو تمہیں دیا جائے وہ لے لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک بار میں عامل تھا حضور نے مجھے اجرت دی، میں نے تمہاری طرح کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں کوئی چیز بغیر سوال کے دی جائے تو کھا لیا کرو اور صدقہ بھی دیا کرو۔

۲۳۰۵ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ۔

ایک اور سند سے بھی منقول ہے ابن الساعدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر نے صدقات کا عامل بنایا اس کے بعد حسب سابق ہے۔

حکومت کے عطیات کا حکم

جب کسی شخص کو اس کے مانگنے کے بغیر کوئی عطیہ دیا جائے تو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں متعدد اقوال ہیں اگر وہ عطیہ حاکم کے علاوہ کسی اور نے دیا ہے اور اس کے پیچھے کسی ناجائز کام کی تحریک اور ترغیب نہیں ہے تو اس کا لینا مستحب ہے، اور اگر حاکم کا عطیہ ہے تو بعض علماء نے اس کے لینے کو مباح قرار دیا ہے بعض نے مکروہ اور بعض نے حرام، صحیح بات یہ ہے کہ اگر کسی قومی ملی اور دینی خدمت کے عوض حکومت کچھ دیتی ہے تو اس کا لینا مستحب ہے جیسے نشان حیدر، ہلال قائد اعظم، ستارہ

خدمت اور ستارۂ جرأت وغیرہ ہیں۔ اور اگر سیاسی رشوت کے طور پر کچھ دیا جائے جیسے روٹ پرمٹ اور مختلف چیزوں کے لائسنس اور ٹھیکے وغیرہ، جن کے عوض حکومت ان چیزوں کے بدلہ میں ان سے کوئی کام چاہتی ہے مثلاً الیکشن میں حکومت کے لیے کنویسنگ یا حکومت کے ہر اقدام کی حمایت کرنا اور عوام کے ووٹ خریدنا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ عطیات اگر کسی مکروہ کام کی تائید میں ہوں تو عطیہ مکروہ ہے اور حرام کام کی تائید میں ہوں تو حرام ہے اور اگر یہ عطیات سیاسی نوازشات اور تالیف قلوب کی وجہ سے ہوں جیسے حکومت کا کچھ لوگوں کو حج اور عمرہ پر یا غیر ملکی دوروں پر بھیجنا یا سیرت کانفرنس میں مدعو کرنا تو یہ عطیات از قبیل مباح ہیں۔

بَابُ ۳۱۔ كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا

حرص دنیا کی مذمت

۲۳۰۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَآبٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے، زندگی کی محبت اور مال کی۔

۲۳۰۷۔ وَحَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَآبٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُوْلِ الْحَيَاةِ وَحُبِّ الْمَالِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے، لمبی زندگی اور مال کی محبت۔

۲۳۰۸۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ اَبِي عَوَانَةَ قَالَ يَحْيٰى اَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم بوڑھا ہو جاتا اور اس کی دو خصلتیں جوان ہو جاتی ہیں مال کی حرص اور عمر کی حرص۔

۲۳۰۹۔ وَحَدَّثَنِي اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ایک اور سند کے ساتھ بھی حضرت انس سے حسب سابق روایت ہے۔

عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِثْلِهِ.

۲۳۱۰ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ.

ایک اور سند کے ساتھ بھی حضرت انس سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۲۳۱۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ يَحْيٰى اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدم کے لیے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی تلاش کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کسی چیز سے نہیں بھرتا اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

۲۳۱۲ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَلَا اَدْرِيْ اَشَيْءٌ اُنْزِلَ اَمْ شَيْءٌ كَانَ يَقُوْلُهُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ عَوَانَةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور مجھے یہ پتا نہیں کہ آپ پر وہ بات نازل ہوئی تھی یا آپ از خود فرما رہے تھے۔ اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۲۳۱۳ - وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنَّ لَهُ وَادِيًا اٰخَرَ وَلَنْ يَمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوْبُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدم کے پاس ایک سونے کی وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اسے ایک اور وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا اور کوئی چیز اس کا منہ نہیں بھر سکتی اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

۲۳۱۴ - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدم کے پاس مال سے بھری ہوئی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس جیسی ایک اور ہو اور ابن آدم کے نفس کو مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ مِلْءَ وَادٍ مَالًا لَاَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَیْہِ مِثْلُہٗ وَلَا یَمْلَاُ نَفْسَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰہُ یَتُوْبُ عَلٰی مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فَلَا اَدْرِیْ اَمِنَ الْقُرْاٰنِ ھُوَ اَمْ لَا قَالَ وَفِیْ رِوَایَۃِ زُھَیْرٍ قَالَ فَلَا اَدْرِیْ اَمِنَ الْقُرْاٰنِ لَمْ یَذْکُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔

بھر سکتی، اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھے پتا نہیں کہ یہ قرآن سے ہے یا نہیں۔ زہیر کی روایت میں ہے کہ ابن عباس نے یہ الفاظ نہیں کہے "کہ میں نہیں جانتا یہ قرآن سے ہے یا نہیں۔

۲۳۱۵- حَدَّثَنِیْ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ نَا عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ حَرْبِ بْنِ اَبِی الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ بُعِثَ اَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰی قُرَّاءِ اَھْلِ الْبَصْرَۃِ فَدَخَلَ اِلَیْہِ ثَلٰثُ مِائَۃِ رَجُلٍ قَدْ قَرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ اَنْتُمْ خِیَارُ اَھْلِ الْبَصْرَۃِ وَقُرَّاؤُھُمْ فَاتْلُوْہُ وَلَا یَطُوْلَنَّ عَلَیْکُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُکُمْ کَمَا قَسَتْ قُلُوْبُ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ وَاِنَّا کُنَّا نَقْرَاُ سُوْرَۃً کُنَّا نُشَبِّھُھَا فِی الطُّوْلِ وَالشِّدَّۃِ بِبَرَاءَۃَ فَاُنْسِیْتُھَا غَیْرَ اَنِّیْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْھَا لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی وَادِیًا ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَکُنَّا نَقْرَاُ سُوْرَۃً کُنَّا نُشَبِّھُھَا بِاِحْدَی الْمُسَبِّحَاتِ فَاُنْسِیْتُھَا غَیْرَ اَنِّیْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْھَا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ فَتُکْتَبُ شَھَادَۃً فِیْ اَعْنَاقِکُمْ فَتُسْاَلُوْنَ عَنْھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے قاریوں کو بلوایا تو ان کے پاس تین سو ایسے شخص آئے جو قرآن مجید پڑھ چکے تھے، حضرت ابوموسیٰ نے کہا تم اہل بصرہ میں سب سے بہتر ہو اور اے قرآن پڑھنے والو! تم قرآن مجید پڑھتے رہو، کہیں زیادہ مدت گزر جانے سے تمہارے دل سخت نہ ہو جائیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے دل سخت ہو گئے تھے، ہم ایک سورت پڑھتے تھے جو طول اور شدت میں سورہ توبہ کے برابر تھی، مجھے وہ سورت بھلا دی گئی البتہ اس کی اتنی بات یاد رہی کہ ابن آدم کے لیے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھرتی، اور ہم ایک اور سورت بھی پڑھا کرتے تھے جو مسبحات (جو سورت سبح سے شروع ہو) میں سے کسی ایک سورت کے برابر تھی وہ بھی مجھے بھلا دی گئی البتہ اس میں سے مجھے اتنا یاد ہے (ترجمہ:) اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس کو خود نہیں کرتے، تمہاری گردنوں میں شہادت لکھ دی جائے گی اور قیامت کے دن تم سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(ف) اس باب کی احادیث میں دنیا کی محبت اور کثرت مال کی حرص کی مذمت بیان کی گئی ہے، اور سورت بھلا دی جانے کی تحقیق اور اس مسئلہ میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے اعتراضات اور ان کے جوابات ہم اس سے پہلے تفصیل کے ساتھ کتاب الصلوٰۃ میں بیان کر چکے ہیں۔

بَابُ ۳۰۲ فَضْلِ الْقَنَاعَةِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا

قناعت کی فضیلت

۲۳۱۶ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غنا مال سے نہیں نفس کے استغناء سے حاصل ہوتا ہے۔

قناعت کی وضاحت

جو شخص مال رکھنے کے باوجود مال و دولت پر حریص ہو اور مال میں زیادتی کا طالب ہو تو وہ اپنے مال کی وجہ سے مستغنی نہیں ہے بلکہ وہ زیادہ مال کا محتاج ہے لہٰذا وہ غنی نہیں ہے۔ غنی تب ہی ہو گا جب وہ مال و دولت سے مستغنی ہو جائے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج رہے اور دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے نیاز رہے آج حال یہ ہے کہ لوگ بظاہر احکام خداوندی سے بے نیاز معلوم ہوتے ہیں اور دنیا کی طرف حد درجہ کے محتاج ہیں۔ خیال رہے کہ قناعت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسابقت اور جدوجہد کو ترک کر دیا جائے اور آگے بڑھنے کی لگن کو ختم کر دیا جائے، اسلام اور اسلام کے احکام کی اشاعت و تبلیغ مسلمانوں کی اجتماعی فلاح اور ملک و قوم کی تعمیر و ترقی، وطن کی آزادی اور بقاء اور استحکام، زراعت، صنعت، سائنس، ٹیکنالوجی اور دفاع کی ترقی میں تیز سے تیز تر گامزن رہنے اور اقوام عالم میں سب سے آگے بڑھنے کی دھن عین اسلامی تقاضا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (آل عمران: ۱۳۹) "اگر تم کامل مؤمن رہے تو تم ہی سب سے غالب اور سب پر فائق رہو گے۔" نیز فرمایا: واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم (انفال: ۶۰) "کفار سے مقابلہ کے لیے جس قدر بن پڑے قوت حاصل کرو اور جنگی گھوڑے باندھ سکو (باندھ لو) اور ان (ہتھیاروں) سے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو ڈراؤ"

خلاصہ یہ ہے کہ اپنی ذاتی عیش و عشرت کی دوڑ دھوپ میں لگے رہنا غیر مستحسن ہے اور مزاج اسلام کے خلاف ہے اور مسلمانوں کی اجتماعی تعمیر و ترقی دین اسلام کے غلبہ کے لیے مصروف عمل رہنا عین منشاء اسلام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے جس طرح زندگیاں گزاری ہیں ان سے ہمیں یہی فکر ملتی ہے کہ ان کے شب و روز سادگی اور فقر و فاقہ میں بسر ہوتے اور ان کا لشکر ہمیشہ کفار کی سرحدوں کے تعاقب میں رہتا تھا۔

بَابُ ۳۰۳ التَّحْذِيرِ مِنَ الْاِغْتِرَارِ بِزِينَةِ الدُّنْيَا وَمَا يُبْسَطُ مِنْهَا

زینت دنیا سے فریب کھانے کی ممانعت

۲۳۱۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِلَّا مَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ أَوَخَيْرٌ هُوَ إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثَلَطَتْ أَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَأَكَلَتْ فَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ.

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا" اے لوگو! بخدا مجھے تمہارے متعلق اس زینت دنیا کے سوا اور کسی چیز کا خطرہ اور خدشہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے (امتحان کے) لیے پیدا کی ہے"۔ ایک شخص نے کہا" یا رسول اللہ! کیا خیر کے سبب سے شر آجائے گا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا میں نے کہا تھا! یا رسول اللہ کیا خیر کے سبب سے شر آسکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر کے سبب سے خیر ہی ہوتی ہے۔ موسم بہار میں جب سبزہ اگتا ہے تو وہ سبزہ جانوروں کو مار دیتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے سوا ان جانوروں کے جو صرف سبزہ کھاتے ہیں وہ اس قدر کھا لیتے ہیں کہ ان کی کوکھیں پھول جاتی ہیں اور وہ دھوپ میں بیٹھ کر لید یا پیشاب کرتے ہیں پھر جگالی کرتے ہیں اور پھر چرنا شروع کر دیتے ہیں جو شخص مال کو اپنے حق اور حصے کے مطابق لے گا اس کے مال میں برکت ہوگی اور جو شخص ناحق مال لے گا وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

۲۳۱۸ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا قَالُوا وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا تَأْكُلُ حَتَّى إِذَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تم لوگوں کے بارے میں سب سے زیادہ دنیا کی تر و تازگی کا خدشہ ہے! صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دنیا کی تر و تازگی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا زمین کی برکتیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا خیر کے سبب سے شر ہوتا ہے آپ نے تین بار فرمایا: خیر کے سبب سے خیر ہی ہوتی ہے۔ موسم بہار میں جو چیزیں اگتی ہیں تو وہ سبزہ جانوروں کو مار دیتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے سوا ان جانوروں کے جو صرف سبزہ کھاتے ہیں وہ اسقدر کھاتے ہیں کہ ان کی کوکھیں پھول جاتی ہیں پھر وہ دھوپ میں لوٹ لگاتے ہیں

امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثُمَّ اجْتَرَّتْ وَبَالَتْ وَثَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ. إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ۔

اور لید اور پیشاب کرتے ہیں، یہ مال دنیا بھی سرسبز اور میٹھا ہے جو شخص اس مال کو اپنے حق کے مطابق لے گا اور اس کو اس کے صحیح مصرف میں خرچ کرے گا تو یہ اچھی منفعت ہے اور جو مال کو ناحق لے گا تو وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

۲۳۱۹- وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ قَالَ وَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ يَمْسَحُ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ أَنَّى هَذَا السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھے تھے، آپ نے فرمایا مجھے اپنے بعد تم پر جس چیز کا خدشہ اور خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر دنیا کی زینت اور تروتازگی کے دروازے کھول دے گا! ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا خیر کے سبب سے شر بھی آسکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں خاموش رہے، لوگوں نے اس شخص سے کہا: کیا سبب ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہے ہو اور آپ جواب نہیں دے رہے ہیں؟ حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ پھر ہم نے دیکھا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، جب آپ معمول پر آگئے تو آپ نے پسینہ پونچھا پھر فرمایا: وہ سائل کہاں ہے؟ گویا کہ آپ نے اس کی تحسین کی پھر فرمایا خیر کے سبب سے شر نہیں آتا، فصل بہار جو سبزہ اگاتی ہے تو وہ سبزہ جانوروں کو مار دیتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے۔ سوا ان جانوروں کے جو سبزہ کھاتے ہیں حتیٰ کہ ان کی کوکھیں بھر جاتی ہیں پھر وہ دھوپ میں لیٹ کر لید اور پیشاب کرتے ہیں اس کے بعد پھر چرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ مال دنیا سرسبز اور میٹھا ہے اور مسلمان کا اچھا ساتھی ہے، اس مال کا جو حصہ مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا اور جو اس مال کو ناحق لیتا ہے وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور یہ مال اس کے خلاف قیامت

يَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. کے دن گواہ ہو جائے گا۔

تشریح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال دنیا کی وجہ سے مسلمانوں کے فتنہ میں پڑ جانے کا خدشہ ظاہر کیا تو ایک صحابی نے دریافت کیا کہ جہاد میں مال غنیمت کی وجہ سے جو مال حاصل ہوتا ہے وہ تو خیر ہے تو کیا اس خیر پر شر مترتب ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اگر اس مال کو میانہ روی سے خرچ کیا جائے تو خیر ہے لیکن اگر اس مال کو بے تحاشا خرچ کیا جائے تو شر ہے جس طرح موسم بہار کے سبزے کو بے تحاشا کھا لیا جائے، ہاں! جو جانور سبزہ کھائیں اور لید کریں یعنی ضرورت کے مطابق مال لیں اور خرچ کریں۔

وحی خفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سائل کا جواب وحی نازل ہونے کے بعد دیا حالانکہ جواب میں آپ نے جو کچھ فرمایا وہ قرآن مجید کی آیات نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی بیان کردہ احادیث بھی منزل من اللہ اور وحی ہیں اور اس کو اصطلاح میں وحی خفی کہتے ہیں۔ اس پر ہم انشاء اللہ تفصیلی گفتگو کریں گے۔

بَابُ ۳۰٤ فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ وَالْقَنَاعَةِ وَالْحَثِّ عَلٰى كُلِّ ذٰلِكَ

سوال نہ کرنے، صبر، اور قناعت کی فضیلت

۲۳۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتّٰى إِذَا أَنْفَدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ نے ان کو عطا کیا، پھر سوال کیا، آپ نے پھر عطا کیا حتیٰ کہ آپ کے پاس مال ختم ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: میرے پاس جو بھی مال ہو گا میں اس کو تم سے بچا کے ہرگز نہیں رکھوں گا اور جو شخص سوال سے رکا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو مستغنی رکھے گا اور جو صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو صابر رکھے گا اور صبر سے بہتر اور وسیع تر چیز کسی کو نہیں دی گئی۔

۲۳۲۱۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۳۲۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ وَهُوَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اسلام قبول کیا اس نے فلاح پالی" اور جس کو ضرورت کے

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابْنِ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ۔

مطابق روزی دی گئی اور جسے اللہ نے ان چیزوں پر قانع بنا دیا جو اس کو دی گئی ہیں۔

۲۳۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ قَالُوْا نَا وَكِيْعٌ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ آل محمد کو اتنی روزی دے جو اس کی ضرورت پوری کر سکے۔"

فقر اور غناء

علماء کرام کے درمیان یہ مسئلہ بھی زیر بحث رہا ہے کہ فقر اور غناء میں کون سی صفت افضل ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ فقر کا مآل صبر ہے اور صبر کا ثواب سب سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب (زمر: ۱۰) "صرف صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جاتا ہے۔" اسلیے فقیر صابر سب سے افضل ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ غناء کا مآل اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور شکر سب سے عظیم عبادت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وان تشکروا یرضہ لکم (زمر: ۷) "اور اگر تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تو وہ تم سے راضی ہو جائے گا۔" اور اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا ایسا مرتبہ اور درجہ ہے جس کے برابر کوئی درجہ نہیں ہے اس لیے غنی شاکر فقیر صابر سے افضل ہے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ خواجہ عبید اللہ سمرقندی قدس سرہ سے کسی نے سوال کیا کہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی شاکر افضل ہے؟ آپ نے فرمایا افضل فقیر شاکر ہے۔[1] یعنی مال نہ ہونے پر صبر کرنا معمول کے مطابق عبادت ہے اور مال و دولت پر شکر کرنا بھی معمول کے مطابق عبادت ہے ان میں سے کوئی عبادت بھی منفرد اور غیر معمولی نہیں ہے ہاں البتہ مال نہ ہو بندہ بھوکا پیاسا ضرورت مند اور محتاج ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تو یہ ایک منفرد، خاص اور غیر معمولی عبادت ہے اس لیے فقیر صابر اور غنی شاکر دونوں سے فقیر شاکر افضل ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں کہ شقیق بن ابراہیم بلخی، عبد اللہ بن مبارک سے بھیس بدل کر ملاقات کے لیے گئے، عبد اللہ بن مبارک نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ کہا بلخ سے، کہا کیا تم شقیق کو جانتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں!

---

[1] ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۴ ص ۲۰۶ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۲ھ۔

عبد اللہ بن مبارک نے پوچھا کہ شقیق کے شاگردوں کا کیا طریقہ ہے؟ انھوں نے کہا جب انھیں کچھ نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں اور مل جاتا ہے تو شکر ادا کرتے ہیں عبد اللہ بن مبارک نے کہا یہ تو یہاں کے کتوں کا طریقہ ہے! شقیق نے پوچھا پھر کیا ہونا چاہیے؟ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ کاملوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ نہ ملے تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور مل جائے تو دوسروں کو دے دیتے ہیں لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا فرمائی ہے: اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا۔

"اے اللہ! آل محمد کو بقدر ضرورت رزق دے" یہی بہترین حال ہے، نہ ایسا ہو کہ انسان اپنی ضروریات کو ترستا ہے اور اپنے گزارے کے لیے ایک ایک کے منہ کو دیکھتا پھرے، کڑھ کڑھ کر دن پورے کرے اور کاد الفقر ان یکون کفرا۔ "قریب ہے کہ فقر کفر کی دہلیز تک پہنچادے" کے خطرہ میں مبتلا ہو پھر لوگوں کے میل کچیل سے اپنی ضروریات پوری کرے اور مخلوق کا زیر بار اور ممنون احسان رہے اور نہ ایسا ہو کہ اس کے پاس اس کی ضروریات سے زیادہ مال ہو جس کی بناء پر وہ تن آسانی، آرام طلبی اور ناپسندیدہ عیش و عشرت میں مبتلا ہو اور کثرت مال کی وجہ سے فسق و فجور کی جو راہیں کھلتی ہیں ان کے خطرے میں گرفتار ہو۔

یہ صحیح ہے کہ صبر سے غیر متناہی اجر حاصل ہوتا ہے لیکن صبر صرف مادی فقر ہی کی بناء پر نہیں ہوتا، نفس کو اس کی ناجائز خواہشوں سے روکنا بھی صبر ہے۔ عبادات کی مشقتوں کو برداشت کرنا بھی صبر ہے۔ تلخ تقدیر سے جو تکلیف دہ امور اور حادثات پیش آتے ہیں ان کے بارے میں حرف شکایت زبان پر نہ لانا بھی صبر ہے اور شکر صرف کثرت مال پر واجب نہیں ہوتا جس شخص کے پاس اپنے گذارے کا خرچ ہے اس پر بھی شکر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی کا محتاج نہیں رکھا، غرضیکہ جس شخص کے پاس اپنی ضروریات کے مطابق مال ہو وہ صابر بھی ہو سکتا ہے اور شاکر بھی اور صبر اور شکر دونوں کا اجر حاصل کر سکتا ہے۔

فقر کا مطلب صرف مادی فقر نہیں ہے، اس کا ایک مطلب ہے افتقار الی اللہ (اللہ کا محتاج ہونا) اور غنا کا مطلب صرف مال و دولت نہیں، جو شخص مخلوق سے مستغنی رہے وہ بھی غنی ہے اور مسلمان کی یہی شان ہے کہ وہ صرف اللہ کا محتاج رہے اور کائنات سے مستغنی رہے یہی فقر الفقر فخری ہے اور یہی غنا فضل الٰہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے مطابق جس شخص کے پاس صرف گزارے کے لیے مال ہو وہ فقر و غنا، اور صبر و شکر ایسے اوصاف سے متصف ہو سکتا ہے اور یہی سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے، حضور کی زندگی ایسی ہی تھی اے اللہ! اسرکار کے صدقہ ہمیں بھی ضروریات کے مطابق دے نہ اس سے کم ہو کہ کسی کا منہ دیکھنا پڑے نہ اس سے زیادہ ہو کہ مال کی زیادتی کے وبال میں مبتلا ہوں۔ آمین یارب العلمین۔

لے۔ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ ھ تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۱۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ ھ۔

بَابُ ٣٠٥ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ وَمَنْ يُخَافُ عَلَى إِيمَانِهِ إِنْ لَمْ يُعْطَ وَاحْتِمَالِ مَنْ سَأَلَ بِجَفَاءٍ لِجَهْلِهِ وَبَيَانِ الْخَوَارِجِ وَأَحْكَامِهِمْ

مؤلفۃ القلوب اور خوارج وغیرہ کے احکام

٢٣٢٤ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ قَالَ إِنَّهُمْ خَيَّرُونِي بَيْنَ أَنْ يَسْأَلُونِي بِالْفُحْشِ أَوْ يُبَخِّلُونِي فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صدقہ کا مال تقسیم کیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے علاوہ دوسرے لوگ زیادہ مستحق تھے! آپ نے فرمایا ان لوگوں نے ایسی صورت پیدا کر دی کہ یا تو یہ مجھ سے بے حیائی سے سوال کرتے یا مجھے بخیل قرار دیتے۔ (العیاذ باللہ) تو میں بخیل نہیں ہوں۔

٢٣٢٥ - حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا ح وَحَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا دراں حالیکہ آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے کنارے موٹے تھے۔ ناگاہ ایک بدو آیا اور اس نے آپ کی چادر زور سے کھینچی میں نے دیکھا اس کی وجہ سے آپ کی گردن پر نشان پڑ گیا پھر کہنے لگا: اے محمد! آپ کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے، ہنسے اور اس کو دینے کا حکم دیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ۔

۲۳۲۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ نَا هَمَّامٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ح وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا اَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا الْاَوْزَاعِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَفِي حَدِيثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ جَبَذَهُ اِلَيْهِ جَبْذَةً رَجَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ فَجَاذَبَهُ حَتّٰى انْشَقَّ الْبُرْدُ وَحَتّٰى بَقِيَتْ حَاشِيَتُهُ فِي عُنُقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث حضرت انس سے مروی ہے اور عکرمہ بن عمار سے مروی اس حدیث میں یہ ہے... کہ اس بدو نے آپ (کی چادر) کو اتنے زور سے کھینچا کہ آپ اس کے سینہ سے جا لگے اور ہمام کی روایت میں ہے کہ اتنے زور سے چادر سے کھینچی کہ وہ پھٹ گئی اور اس کا کنارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں رہ گیا۔

۲۳۲۷۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَاْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائیں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ نہیں دیا۔ حضرت مخرمہ نے کہا اے بیٹے میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو، میں ان کے ساتھ گیا۔ حضرت مخرمہ نے کہا جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے لیے بلا کر لاؤ۔ میں نے آپ کو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے اوپر ان میں سے ایک قبا تھی۔ آپ نے فرمایا: اے مخرمہ! میں نے یہ قبا تمہارے لیے چھپا کر رکھی تھی، حضرت مخرمہ نے اس قبا کو دیکھا اور راضی ہو گئے۔

۲۳۲۸۔ حَدَّثَنِي اَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ قَالَ نَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ اَبُو صَالِحٍ قَالَ نَا اَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں۔ مجھ سے میرے والد حضرت مخرمہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو شاید آپ ہمیں ان میں سے کچھ دیں، حضرت

عَنْهُ قَالَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ فَقَالَ لِي أَبِي مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا قَالَ فَقَامَ أَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَخَرَجَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ.

مسور کہتے ہیں کہ میرے والد نے (آپ کے) دروازے پر کھڑے ہو کر کچھ باتیں کرنی شروع کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان لی، آپ قباء کو لیے ہوئے تشریف لائے، درآں حالیکہ آپ اس قباء کے محاسن کہہ رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ میں نے یہ تمہارے لیے چھپا کر رکھی تھی۔ میں نے یہ تمہارے لیے چھپا کر رکھی تھی۔

۲۳۲۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ وَفِي حَدِيثِ الْحُلْوَانِيِّ تَكْرَارُ الْقَوْلِ مَرَّتَيْنِ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی ایک جماعت کو کچھ مال دیا میں بھی ان لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک شخص کو چھوڑ دیا، اسے کچھ نہیں دیا۔ حالانکہ میرے نزدیک وہ بہت پسندیدہ تھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور چپکے سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں شخص کو کیوں نہیں دیا، بخدا میں اس کو مومن گردانتا ہوں، آپ نے فرمایا آیا مسلمان! میں کچھ دیر خاموش رہا پھر مجھ سے نہیں رہا گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ فلاں کو کیوں نہیں دیتے۔ بخدا میں اس کو مومن سمجھتا ہوں، آپ نے فرمایا آیا مسلمان! میں کچھ دیر خاموش رہا، پھر مجھ سے نہیں رہا گیا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ فلاں کو کیوں نہیں دیتے۔ بخدا میں اس کو مومن گمان کرتا ہوں! آپ نے فرمایا آیا مسلمان! پھر آپ نے فرمایا میں کسی شخص کو اس خوف سے دے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل جہنم میں نہ گرا دیا جائے۔ حالانکہ اس کے علاوہ دوسرا شخص مجھے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ حلوانی کی روایت میں یہ قول دو مرتبہ ہے۔

۲۳۳۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَلٰى مَعْنٰى حَدِيْثِ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ایک دیگر سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن اور کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا اور فرمایا اے سعد! اگر میں کسی شخص کو دوں تو کیا تم لڑائی کرو گے؟

۲۳۳۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا يَعْقُوْبُ قَالَ نَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُحَدِّثُ هٰذَا يَعْنِيْ حَدِيْثَ الزُّهْرِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَا فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ بَيْنَ عُنُقِيْ وَكَتِفِيْ ثُمَّ قَالَ أَقِتَالًا أَيْ سَعْدُ إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ۔

۲۳۳۲ - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا يَوْمَ حُنَيْنٍ حِيْنَ أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَقَالَ لَهٗ فُقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا ذَوُوْ آرَائِنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن جب اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی جنگ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کا مال عطا فرما دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے کچھ لوگوں کو سو اونٹ عطا فرمائے تو کچھ انصاری کہنے لگے: اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے آپ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک کفار قریش کا خون ٹپک رہا ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتلائی گئی، آپ نے ان انصاریوں کو بلوایا اور ان سب کو ایک چمڑے کے خیمہ میں جمع کیا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا یہ تمہاری کس قسم کی بات مجھ تک پہنچی ہے؟ انصار میں سے سمجھ دار لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! جو لوگ ہم میں سے صاحب عقل ہیں انھوں نے کوئی بات نہیں کی، البتہ ہمارے کم عمر نوجوانوں نے یہ بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت

وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللَّهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ أَثَرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ قَالُوا سَنَصْبِرُ۔

فرمائے وہ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک کفار قریش کا خون ٹپک رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی "تازہ" "تازہ" کفر سے اسلام میں آئے ہیں "تاکہ ان کی" تالیف قلوب ہو، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لیکر اپنے گھر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گھر جاؤ۔ اللہ کی قسم جس چیز کے ساتھ تم لوٹ رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جس کے ساتھ وہ لوٹ رہے ہیں۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ کیوں نہیں! ہم راضی ہیں! آپ نے فرمایا عنقریب تم دیکھو گے کہ بہت سے معاملات میں لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی تم اس پر صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جا ملو کیونکہ میں حوض پر ہوں گا۔ انصار نے کہا ہم عنقریب صبر کریں گے۔

۲۳۳۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ وَقَالَ فَأَمَّا أُنَاسٌ حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر جنگ کے ہوازن کا مال عطا فرمایا ..... اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔ البتہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت انس نے کہا ہم نے صبر نہیں کیا۔ اور نو عمر لوگوں نے یہ کہا۔

۲۳۳۴۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ قَالُوا نَصْبِرُ كَرِوَايَةِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ایک اور سند سے حسب سابق روایت ہے اس میں ہے کہ ہم صبر کر لیں گے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۳۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ فَقَالَ اَفِيْكُمْ اَحَدٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ قَالُوْا لَا اِلَّا ابْنُ اُخْتٍ لَّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنَ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ فَقَالَ اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّمُصِيْبَةٍ وَّاِنِّيْ اَرَدْتُّ اَنْ اَجْبُرَهُمْ وَاَتَاَلَّفَهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع کر کے فرمایا: کیا تم میں کوئی تمہارا غیر بھی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں البتہ ہمارا بھانجا ہے۔ آپ نے فرمایا بھانجا بھی قوم میں داخل ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا قریش ابھی ابھی تازہ تازہ جاہلیت اور مصائب سے نکلے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کو پناہ میں رکھوں اور ان کی تالیف قلب کروں، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ۔ اگر لوگ ایک راستہ پر چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔

۲۳۳۶ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قُسِمَ الْغَنَائِمُ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ اِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ وَاِنَّ غَنَائِمَنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ مَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ قَالُوْا هُوَ الَّذِيْ بَلَغَكَ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ قَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَ الْاَنْصَارِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مکہ (مکرمہ) فتح ہوا تو قریش میں مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا، انصار نے کہا یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہماری تلواروں سے ابھی کفار کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا مالِ غنیمت انھی کو واپس دیا جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے ان کو جمع کر کے فرمایا: یہ تمہاری کس قسم کی بات مجھ تک پہنچی ہے؟ انھوں نے کہا: ہم نے وہی بات کہی ہے جو آپ تک پہنچی ہے، اور انصار جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں مال دنیا کو لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ! اگر لوگ ایک وادی یا ایک گھاٹی میں جائیں اور انصار دوسری وادی یا گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں جاؤں گا۔

۲۳۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَاِبْرَاهِيْمُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ الْحَرْفَ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالَا نَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِذَرَارِيِّهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمَعَهُ الطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ الْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتِ الشِّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعَى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرَنَا فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَسَكَتُوا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِمُحَمَّدٍ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَضِينَا قَالَ فَقَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ قَالَ هِشَامٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ أَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ.

جس روز جنگ حنین ہوئی تو ہوازن اور غطفان وغیرہ اپنے بچوں اور چوپایوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس روز دس ہزار کا مجمع تھا اور طلقاء (فتح مکہ کے دن اسلام لانے والے) بھی تھے وہ سب پیٹھ کے بل بھاگ گئے اور آپ تنہا رہ گئے، آپ نے اس دن دو آوازیں دیں جن کے درمیان کچھ نہیں کہا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ آپ نے دائیں طرف دیکھا اور کہا اے جماعت انصار! انھوں نے کہا: یارسول اللہ لبیک، آپ کو خوشخبری ہو ہم حاضر ہیں۔ پھر آپ نے بائیں طرف دیکھا تو فرمایا اے جماعت انصار! انھوں نے کہا لبیک یارسول اللہ! آپ کو خوشخبری ہو ہم حاضر ہیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے آپ اس سے اترے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مشرکوں کو شکست ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے اموال غنیمت حاصل ہوئے آپ نے وہ (مال غنیمت) مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم فرمادیا اور انصار کو کچھ نہیں دیا، انصار نے کہا سختی کے وقت ہمیں بلایا جاتا ہے اور مال غنیمت کی تقسیم کے وقت دوسروں کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپ نے ان کو ایک خیمے میں جمع کیا اور فرمایا: ”اے جماعت انصار! تمہاری طرف سے یہ کس قسم کی بات پہنچی ہے وہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا اے جماعت انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا کو لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف محمد کو لے جاؤ؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں! یارسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔

ہشام نے حضرت انس سے کہا اے ابوحمزہ کیا آپ اس واقعہ کے وقت موجود تھے تو حضرت انس نے کہا میں حضور سے کب غائب ہوتا تھا۔

۲۳۳۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَامِدُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

بن عمر و محمد بن عبد الأعلى قال ابن معاذ نا المعتمر بن سليمان عن أبيه قال حدثني السميط عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال افتتحنا مكة ثم إنا غزونا حنينا قال فجاء المشركون بأحسن صفوف رأيت قال فصفت الخيل ثم صفت المقاتلة ثم صفت النساء من وراء ذلك ثم صفت الغنم ثم صفت النعم قال ونحن بشر كثير قد بلغنا ستة آلاف وعلى مجنبة خيلنا خالد بن الوليد قال فجعلت خيلنا تلوي خلف ظهورنا فلم نلبث أن انكشفت خيلنا وفرت الأعراب ومن نعلم من الناس قال فنادى رسول الله صلى الله عليه وسلم يا للمهاجرين يا للمهاجرين ثم قال يا للأنصار يا للأنصار قال قال أنس هذا حديث عمية قال قلنا لبيك يا رسول الله قال فتقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فايم الله ما أتيناهم حتى هزمهم الله قال فقبضنا ذلك المال ثم انطلقنا إلى الطائف فحاصرناهم أربعين ليلة ثم رجعنا إلى مكة قال فنزلنا قال فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطي الرجل المائة ثم ذكر باقي الحديث كنحو حديث قتادة وأبي التياح وهشام ابن زيد.

۲۳۳۹ - حدثنا محمد بن أبي عمر المكي قال نا سفيان عن عمر بن سعيد بن مسروق عن أبيه عن عباية بن رفاعة عن رافع بن خديج رضي الله تعالى عنه قال أعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم أبا سفيان بن

کہ ہم نے مکہ (مکرمہ) فتح کیا پھر ہم غزوۂ حنین میں گئے۔ مشرکین بہترین صفیں باندھ کر آئے تھے جو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں، پہلے گھوڑوں کی صف پھر لڑنے والوں کی پھر اس کے پیچھے عورتوں کی صف، پھر بکریوں کی صف پھر دیگر چوپایوں کی صف باندھی گئی۔ ہماری تعداد بھی بہت زیادہ تھی جو چھ ہزار کو پہنچ گئی تھی، ہمارے ایک جانب گھڑسواروں پر حضرت خالد بن ولید امیر تھے، اچانک ہمارے گھوڑے پیٹھ کے پیچھے مڑ گئے اور ہم نہ ٹھہر سکے یہاں تک کہ ہمارے گھوڑے ننگے ہو گئے اور بدو، اور ہمارے جان پہچان کے لوگ بھاگ پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ندا کی اے مہاجرو! اے مہاجرو! پھر فرمایا اے انصارو! اے انصارو! حضرت انس کہتے ہیں (یہ ایک جماعت کی روایت ہے) ہم نے کہا لبیک یا رسول اللہ! حضرت انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے، حضرت انس کہتے ہیں خدا کی قسم ہم وہاں تک پہنچے بھی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں شکست دیدی اور ہم نے ان کا سارا مال لے لیا، پھر ہم طائف کی طرف بڑھے اور چالیس روز تک ہم نے ان کا محاصرہ کیے رکھا، پھر ہم مکہ لوٹ آئے، اور وہاں ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کو سو اونٹ دینے لگے اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ہر ایک کو سو سو اونٹ دیے اور عباس بن مرداس کو اس سے کچھ کم اونٹ دیے تو عباس بن مرداس نے یہ اشعار پڑھے:

حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ
وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ كُلَّ إِنْسَانٍ مِّنْهُمْ مِائَةً
مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ دُونَ
ذٰلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ ؎

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ
يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِئٍ مِّنْهُمَا
وَمَنْ تَخْفِضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ

قَالَ فَأَتَمَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً۔

آپ میری لوٹ مار اور میرے گھوڑے
عبید کی لوٹ مار کو عیینہ اور اقرع کے درمیان
متفرق کرتے ہیں حالانکہ وہ عباس بن مرداس
سے کسی طرح بڑھ نہیں سکتے۔ میں ان
دونوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں اور آج
جس کی بات نیچی ہو گئی پھر اونچی نہ ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھی سو اونٹ پورے کر دیئے۔

۲۳۴۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ وَأَعْطَى عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ مِائَةً۔

ایک اور سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیے۔ اور ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ دیئے۔

۲۳۴۱۔ حَدَّثَنَاهُ مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ وَلَا صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الشِّعْرَ فِي حَدِيثِهِ۔

ایک اور سند سے بھی حسب سابق روایت ہے لیکن اس میں صفوان بن امیّہ اور اشعار کا تذکرہ نہیں ہے۔

۲۳۴۲۔ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کو فتح کرنے کے بعد مال غنیمت تقسیم کیا اور مؤلفۃ القلوب کو زیادہ دیا اس وقت آپ کو یہ اطلاع ملی کہ انصار کی یہ خواہش ہے کہ انہیں بھی اور لوگوں کے برابر دیا جائے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا

يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ بِي وَيَقُولُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَلَا تُجِيبُونِي فَقَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذَا وَكَذَا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذَا وَكَذَا لِأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا زَعَمَ عَمْرٌو أَنْ لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْإِبِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔

کی پھر کہا اے انصار کی جماعت! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے ذریعے سے ہدایت دی، اور کیا تم فقراء نہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو میری وجہ سے غنی کر دیا، اور کیا تم باہم منتشر (متخالف اور متحارب) نہ تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو میری وجہ سے متحد کر دیا اور انصار ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے اللہ اور اس کا رسول زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ احسان کرنے والے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم چاہتے تو کہتے اس طرح ہوا اس طرح ہوا اور واقعہ اس اس طرح ہوا، راوی نے کہا آپ نے کئی چیزوں کا ذکر فرمایا جو اس کو یاد نہیں رہیں، پھر آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریوں اور اونٹوں کو لے جائیں اور تم اپنے گھروں میں رسول اللہ کو لے جاؤ، انصار استر ہیں اور دوسرے لوگ ابرہ ہیں، اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا، اور اگر لوگ ایک وادی میں جائیں اور انصار دوسری وادی اور گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں جاؤں گا عنقریب تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے تو اس وقت تک صبر کرنا جب تک حوض پر مجھ سے ملاقات نہ کر لو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۳۴۳- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو تقسیم میں ترجیح دی، اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے اور عیینہ کو بھی اتنے ہی دیے اور عرب کے بعض سرداروں کو بھی اتنا دیا اور اس دن انہیں تقسیم میں ترجیح دی، ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اس تقسیم میں عدل نہیں کیا

الْإِبِلِ وَاَعْطٰى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاَعْطٰى اُنَاسًا مِّنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَاٰثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيْهَا وَمَا اُرِيْدَ فِيْهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ ثُمَّ قَالَ فَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ قَالَ قُلْتُ لَا جَرَمَ لَا اَرْفَعُ اِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيْثًا۔

۲۳۴۴۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا اُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهٗ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَاحْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اِنِّيْ لَمْ اَذْكُرْهُ لَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ قَدْ اُوْذِيَ مُوْسٰى بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

۲۳۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ وَفِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ اِنْ لَّمْ

گیا ہے نہ اللہ کی رضامندی کا ارادہ کیا گیا ہے، حضرت ابن مسعود نے کہا، بخدا! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بتلاؤں گا۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس گیا اور آپ کو اس کی باتیں بتائیں۔ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو کر خون کی مانند ہو گیا پھر آپ نے فرمایا اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کریں تو پھر کون عدل کرے گا۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ ایذاء دی گئی تھی اور انھوں نے صبر کیا، حضرت ابن مسعود کہتے ہیں پھر میں نے اپنے دل میں کہا اس کے بعد میں آپ کو ایسی بات نہیں سناؤں گا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا ایک شخص نے کہا یہ وہ تقسیم ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ارادہ نہیں کیا گیا، حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور آپ کو چپکے سے یہ بات بتلائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر بہت زیادہ ناراض ہوئے، آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، حتیٰ کہ میں نے دل میں یہ تمنا کی کہ میں نے آپ سے اس کا ذکر ہی نہ کیا ہوتا، پھر آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ کو اس سے زیادہ ایذاء دی گئی اور انھوں نے صبر کیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپسی پر جعرانہ میں تھے۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا، درآں حالیکہ حضرت بلال کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا اے محمد! عدل کیجئے! آپ نے فرمایا تمہیں عذاب ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون عدل کرے گا، اگر میں عدل نہ کرتا تو (اپنے مشن میں) ناکام اور نامراد ہو جاتا

أكن أعدل فقال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه دعني يا رسول الله فأقتل هذا المنافق فقال معاذ الله أن يتحدث الناس أني أقتل أصحابي إن هذا وأصحابه يقرءون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون منه كما يمرق السهم من الرمية.

حضرت عمر بن الخطاب نے کہا: یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے میں اس شخص کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں، یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے گلوں کے نیچے سے نہیں اترتا اور یہ لوگ قرآن سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔

۲۳۴۶ - حدثنا محمد بن المثنى قال نا عبد الوهاب الثقفي قال سمعت يحيى بن سعيد يقول أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله ح وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال نا زيد بن الحباب قال حدثني قرة بن خالد قال حدثني أبو الزبير عن جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقسم مغانم وساق الحديث.

ایک اور سند سے حسب سابق روایت منقول ہے۔

۲۳۴۷ - حدثنا هناد بن السري قال نا أبو الأحوص عن سعيد بن مسروق عن عبد الرحمن بن أبي نعم عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال بعث علي رضي الله عنه وهو باليمن بذهبة في تربتها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أربعة نفر الأقرع بن حابس الحنظلي وعيينة بن بدر الفزاري وعلقمة بن علاثة العامري ثم أحد بني كلاب وزيد الخير الطائي ثم أحد بني نبهان قال فغضبت قريش فقالوا أيعطي صناديد نجد ويدعنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني إنما فعلت ذلك لأتألفهم فجاء رجل كث اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين ناتئ الجبين محلوق الرأس فقال اتق الله يا محمد قال

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یمن سے کچھ سونا بھیجا جس میں کچھ مٹی بھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کو چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا، اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر الفزاری اور علقمہ بن علاثہ عامری پھر بنو کلاب کے ایک شخص کو اور زید خیر طائی کو، پھر بنو نبہان کے ایک شخص کو، حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ قریش ناراض ہو گئے کہ حضور نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ میں ان لوگوں کی تالیف قلب کروں پھر ایک شخص آیا جس کی داڑھی گھنی تھی، گال ابھرے ہوئے تھے اور آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی اونچی تھی، اور سر منڈا ہوا تھا وہ کہنے لگا اے محمد! اللہ سے ڈریئے حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو پھر اس کی اطاعت کون

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِنْ عَصَيْتُهُ اَيَاْمَنُنِيْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ قَالَ ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَاْذَنَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فِيْ قَتْلِهٖ يَرَوْنَ اَنَّهٗ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔

کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین پر امین بنا کر بھیجا ہے اور تم مجھے امین نہیں مانتے! پھر وہ شخص پشت پھیر کر چل دیا۔ قوم میں سے ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت چاہی لوگوں کا خیال ہے وہ حضرت خالد بن ولید تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی اور قرآن اس کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے اور یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اگر میں ان لوگوں کو (یعنی ان کا زمانہ) پالیتا تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کر ڈالتا۔

۲۳۴۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِيْ اَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَّالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَّزَيْدِ نِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ اِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَاِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ كُنَّا نَحْنُ اَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَآءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا تَاْمَنُوْنِيْ وَاَنَا اَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَآءِ يَاْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَّمَسَآءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ مُشَمَّرُ الْاِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ وَيْلَكَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یمن سے ایک رنگے ہوئے چمڑے میں سونا بھیجا جس سے تا حال مٹی الگ نہیں کی گئی تھی، آپ نے اس سونے کو چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید خیل اور چوتھے شخص علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل میں سے ایک تھے۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کی بہ نسبت اس مال کے ہم زیادہ حقدار تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا تم مجھے امین نہیں قرار دیتے حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے میرے پاس صبح اور شام آسمانی خبر آتی ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور دونوں گال پھولے ہوئے تھے، پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی، سر منڈا ہوا تھا اور تہبند پنڈلیوں سے اونچا تھا، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈر! آپ نے فرمایا تجھے عذاب ہو، کیا روئے زمین پر میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ حقدار نہیں ہوں!

أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ بِأَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي قَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ.

پھر وہ شخص پشت پھیر کر چل دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا شاید وہ نمازی ہو! حضرت خالد نے کہا کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں آپ نے فرمایا مجھے اس کا مکلف نہیں کیا گیا کہ میں لوگوں کے دل چیر کر دیکھوں یا ان کے پیٹ پھاڑ کر دیکھوں پھر آپ نے اس شخص کی طرف دیکھا درآں حالیکہ وہ پیٹھ پھیرے جا رہا تھا، اور فرمایا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اچھی طرح پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گی، اور دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے، راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں ان کو پا لیتا تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دیتا۔

٢٣٤٩ - وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ وَلَمْ يَقُلْ نَاشِزُ وَزَادَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا وَقَالَ إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ لَيِّنًا رَطْبًا وَقَالَ قَالَ عُمَارَةُ حَسِبْتُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ.

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اس میں علقمہ بن علاثہ کہا ہے اور عامر بن طفیل کا ذکر نہیں ہے، اور کہا ابھری ہوئی پیشانی والا، اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اس منافق کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں اور وہ شخص چلا گیا، پھر حضرت خالد سیف اللہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس منافق کی گردن نہ مار دوں! آپ نے فرمایا نہیں اور فرمایا اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن بہت اچھا پڑھے گی اور عمارہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر میں ان کو پا لیتا تو ثمود کی طرح ان کو قتل کر دیتا۔

٢٣٥٠ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ زَيْدِ الْخَيْرِ وَالْأَقْرَعِ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اس میں ہے کہ آپ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، زید خیر، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن، علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل

بن حابس وعيينة بن حصن وعلقمة بن علاثة او عامر بن الطفيل قال ناشز الجبهة كرواية عبد الواحد وقال انه سيخرج من ضئضئ هذا قوم ولم يذكر لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل ثمود۔

٢٣٥١ - وحدثنا محمد بن المثنى قال نا عبد الوهاب قال سمعت يحيى بن سعيد يقول اخبرني محمد بن ابراهيم عن ابي سلمة وعطاء بن يسار انهما اتيا ابا سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه فسالاه عن الحرورية هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكرها فقال لا ادري من الحرورية ولكني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يخرج في هذه الامة ولم يقل منها قوم تحقرون صلوتكم مع صلوتهم فيقرءون القران لا يجاوز حلوقهم او حناجرهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية فينظر الرامي الى سهمه الى نصله الى رصافه فيتمارى في الفوقة هل علق بها من الدم شيء۔

٢٣٥٢ - حدثني ابو الطاهر قال انا عبد الله بن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال اخبرني ابو سلمة بن عبد الرحمن عن ابي سعيد الخدري ح وحدثني حرملة بن يحيى واحمد بن عبد الرحمن الفهري قال انا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال اخبرني ابو سلمة بن عبد الرحمن والضحاك الهمداني ان ابا سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقسم قسما اتاه ذو

اور کہا ان لوگوں کی اصل سے ایسی قوم ظاہر ہوگی۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ میں ان کو پا لیتا تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دیتا۔

ابو سلمہ اور عطاء بن یسار دونوں حضرت ابو سعید خدری کے پاس آئے اور ان سے پوچھا آیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروریہ کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انھوں نے کہا، مجھے حروریہ کے متعلق تو کچھ پتا نہیں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، آپ نے فرمایا اس امت میں ایک جماعت نکلے گی، یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے ہوگی وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو ہیچ سمجھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلقوم یا گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، شکاری اپنے تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے اور اس کے پھل کو اور اس کے پر کو اور اس کے اخیر کنارے کو جو اس کی چٹکیوں میں تھا کہ کہیں اسے خون لگا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ ذو الخویصرہ نامی بنو تمیم سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول عدل کرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے عذاب ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں عدل نہ کروں تو تم ناکام اور نامراد ہو جاؤ! حضرت عمر بن الخطاب نے کہا: یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے اس کی گردن اڑا دوں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رہنے دو، کیونکہ اس کے ایسے ساتھی ہیں جن کی نمازوں کے مقابلہ

الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقِدْحُ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ فَأُتِيَ بِهِ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَ۔

۲۳۵۳ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهِ يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ سِيمَاهُمُ

میں تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے! اور اس کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر گردانو گے، یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے اور وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا، اور یہ لوگ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے اس طرح نکل جاتا ہے کہ تیر انداز تیر کے پھل کو دیکھتا ہے اور اس میں خون کا اثر نہیں ہوتا پھر پھل کی جڑ کو دیکھتا ہے تو اس میں بھی خون نہیں ہوتا، پھر اس کے پر کو دیکھتا ہے تو اس میں بھی کچھ نہیں ہوتا، حالانکہ تیر شکار کی بیٹ اور خون سے نکلتا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک شانہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا جیسے ہلتا ہوا گوشت کا لوتھڑا ہو، یہ گروہ اس وقت ظاہر ہوگا جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔ حضرت ابو سعید کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا، اور میں اس وقت حضرت علی کے ساتھ تھا حضرت علی نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا، وہ مل گیا اور اس کو حضرت علی کے پاس لایا گیا اور میں نے اس شخص کو انہی صفات کے ساتھ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں پیدا ہوگی، اس کا ظہور اس وقت ہوگا جب لوگوں میں تفرقہ ہو جائے گا، ان کی علامت سر منڈانا ہوگی اور وہ مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے اور ان کو دو جماعتوں میں

التحالق قال هم شر الخلق او من اشر الخلق يقتلهم ادنى الطائفتين إلى الحق قال فضرب النبي صلى الله عليه وسلم لهم مثلا او قال قولا الرجل يرمي الرمية او قال الغرض فينظر في النصل فلا يرى بصيرة وينظر في النضي فلا يرى بصيرة وينظر في الفوق فلا يرى بصيرة قال قال ابو سعيد وانتم قتلتموهم يا اهل العراق۔

سے وہ جماعت قتل کریگی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی پھر آپ نے ان لوگوں کی ایک مثال بیان فرمائی کہ جب آدمی کسی شکار یا نشانہ کو تیر مارتا ہے تو پر کو دیکھتا ہے اس میں کچھ اثر نہیں ہوتا اور تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے اور وہاں بھی اثر نہیں ہوتا، پھر اس حصہ کو دیکھتا ہے جو تیر انداز کی چٹکی میں ہوتا ہے تو وہاں بھی کچھ اثر نہیں پاتا، پھر حضرت ابو سعید نے کہا اے عراق والو! تم نے تو انھیں قتل کیا ہے۔

۲۳۵۴۔ حدثنا شيبان بن فروخ قال نا القسم وهو ابن الفضل الحداني قال نا ابو نضرة عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تمرق مارقة عند فرقة من المسلمين يقتلها اولى الطائفتين بالحق۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں تفریق کے وقت ایک فرقہ جدا ہو جائے گا اور مسلمانوں کی دو جماعتوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگی وہ اس فرقہ کو قتل کرے گی۔

۲۳۵۵۔ حدثنا ابو الربيع الزهراني و قتيبة بن سعيد قال قتيبة نا ابو عوانة عن قتادة عن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون في امتي فرقتين فتخرج من بينهما مارقة يلي قتلهم اولاهم بالحق۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دو جماعتیں ہو جائیں گی اور ان میں ایک فرقہ پیدا ہوگا اور جو جماعت اس فرقہ کو قتل کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہوگی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۳۵۶۔ حدثنا محمد بن المثنى نا عبد الاعلى حدثنا داود بن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تمرق مارقة في فرقة من الناس فيلي قتلهم اولى الطائفتين بالحق۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں تفرقہ کے وقت ایک فرقہ پیدا ہو جائے گا اور جو لوگ اس فرقہ کو قتل کریں گے وہ حق کے زیادہ قریب ہوں گے۔

۲۳۵۷۔ حدثنا عبيد الله القواريري قال نا محمد بن عبد الله بن الزبير قال نا سفيان

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اختلاف کے وقت ایک قوم

عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنِ الضَّحَّاكِ الْمِشْرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ ذَكَرَ فِيْهِ قَوْمًا يَّخْرُجُوْنَ عَلٰى فُرْقَةٍ مُّخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ اَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ۔

ظاہر ہوگی اور دو جماعتوں میں سے جو اس کو قتل کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہوگی۔

۲۳۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ الْاَشَجُّ ثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقُوْلَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِّمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو آسمان سے گر پڑنا میرے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ میں آپ کی طرف وہ بات منسوب کروں جو آپ نے نہیں فرمائی۔ اور جب میں اپنی اور تمہاری بات بیان کروں تو جنگ میں دھوکا دینا جائز ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کریں گے، قرآن مجید کو پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکلتا ہے اور جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان کو قتل کرنا کیونکہ جو ان سے جنگ کرے گا اور ان کو قتل کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو اجر ملے گا۔

۲۳۵۹ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ نِ الْمُقَدَّمِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۲۳۶۰ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ لَيْسَ فِيْ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اور اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حديثهما يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية.

٢٣٦١ - وحدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي قال نا ابن أبي علية وحماد بن زيد ح وحدثنا قتيبة بن سعيد قال نا حماد بن زيد ح وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب واللفظ لهما قالا نا إسماعيل بن علية عن أيوب عن محمد عن عبيدة عن علي رضي الله تعالى عنه قال ذكر الخوارج فقال فيهم رجل مخدج اليد أو مودن اليد أو مثدون اليد لولا أن تبطروا لحدثتكم بما وعد الله الذين يقتلونهم على لسان محمد صلى الله عليه وسلم قال قلت أنت سمعته من محمد صلى الله عليه وسلم قال إي ورب الكعبة إي ورب الكعبة إي ورب الكعبة.

عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا ان میں ایک شخص ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا اور اگر تم فخر نہ کرو تو میں تم سے اس چیز کا بیان کروں جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان کو قتل کرنے والے کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ نے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ فرمایا ہاں رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم!

٢٣٦٢ - حدثنا محمد بن المثنى حدثنا ابن أبي عدي عن ابن عون عن محمد عن عبيدة قال لا أحدثكم إلا ما سمعت منه فذكر عن علي نحو حديث أيوب مرفوعا.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

٢٣٦٣ - حدثنا محمد بن حميد قال نا عبد الرزاق بن همام قال نا عبد الملك بن أبي سليمان قال نا سلمة بن كهيل قال حدثني زيد بن وهب الجهني أنه كان في الجيش الذين كانوا مع علي رضي الله تعالى عنه الذين ساروا إلى الخوارج فقال علي رضي الله تعالى عنه أيها الناس إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يخرج قوم من أمتي يقرءون القرآن ليس قراءتكم إلى قراءتهم بشيء ولا صلاتكم إلى صلاتهم بشيء ولا صيامكم

زید بن وہب جہنی بیان کرتے ہیں کہ وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج سے جنگ کیلئے گیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم ظاہر ہوگی وہ ایسا قرآن پڑھیں گے کہ ان کے پڑھنے کے سامنے تمہارے قرآن پڑھنے کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، نہ ان کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی کچھ حیثیت ہوگی نہ ان کے روزوں کے سامنے تمہارے روزوں کی کچھ حیثیت ہوگی وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے کہ وہ ان کے لیے مفید ہے لیکن درحقیقت وہ ان کیلئے مضر ہوگا، نماز ان کے گلے کے نیچے سے نہیں اتر سکے گی

اِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَحْسَبُوْنَ
اَنَّهٗ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلٰوتُهُمْ
تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ
السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِيْنَ
يُصِيْبُوْنَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ
لَاتَّكَلُوْا عَنِ الْعَمَلِ وَاٰيَةُ ذٰلِكَ اَنَّ فِيْهِمْ
رَجُلًا لَهٗ عَضُدٌ لَيْسَ لَهٗ ذِرَاعٌ عَلٰى رَأْسِ
عَضُدِهٖ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ
فَتَذْهَبُوْنَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَاَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُوْنَ
هٰؤُلَاءِ يَخْلُفُوْنَكُمْ فِيْ ذَرَارِيِّكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ
وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّكُوْنُوْا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ
فَاِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَاَغَارُوْا فِيْ
سَرْحِ النَّاسِ فَسِيْرُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ قَالَ سَلَمَةُ
بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِيْ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتّٰى
قَالَ مَرَرْنَا عَلٰى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى
الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ
فَقَالَ لَهُمْ اَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوْا سُيُوْفَكُمْ مِنْ
جُفُوْنِهَا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُّنَاشِدُوْكُمْ كَمَا
نَاشَدُوْكُمْ يَوْمَ حَرُوْرَاءَ فَرَجَعُوْا فَوَحَّشُوْا
بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوْفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ
بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَمَا
اُصِيْبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اِلَّا رَجُلَانِ فَقَالَ
عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الْتَمِسُوْا فِيْهِمُ
الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَقَامَ
عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى اَتٰى نَاسًا
قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ اَخِّرُوْهُمْ
فَوَجَدُوْهُ مِمَّا يَلِي الْاَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ
اللّٰهُ وَبَلَّغَ رَسُوْلُهٗ قَالَ فَقَامَ اِلَيْهِ عَبِيْدَةُ
السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهَ الَّذِيْ

اور وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، جو لشکر ان کی سرکوبی کے لیے جا رہا ہے اگر وہ اس ثواب کو جان لے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کی زبان پر کیا ہے تو وہ باقی اعمال کو چھوڑ کر اسی پر بھروسا کر بیٹھیں گے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہے جس کے شانہ میں ہڈی نہیں ہے اور اس کے شانہ کا سر عورت کے پستان کی طرح ہے اس پر سفید رنگ کے بال ہیں حضرت علی نے فرمایا تم معاویہ اور اہل شام کی طرف جاتے ہو اور انھیں چھوڑ جاتے ہو تاکہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد اور تمہارے اموال کو ایذا دیں بخدا مجھے امید ہے کہ یہ وہی قوم ہے جس نے ناحق خون بہایا اور لوگوں کی چراگاہوں کو لوٹ لیا، تم اللہ کا نام لے کر ان سے قتال کے لیے روانہ ہو۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ پھر مجھ سے زید بن وہب نے ایک ایک منزل کا تذکرہ کیا اور بیان کیا کہ جب ہم جا کر ان سے ملے تو ہمارا ایک پل سے گذر ہوا، اس روز خوارج کا سپہ سالار عبد اللہ بن وہب راسبی تھا، اس نے حکم دیا کہ اپنے نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ تم پر اس طرح حملہ کریں گے جس طرح یوم حروراء میں کیا تھا، چنانچہ وہ پھر سے انھوں نے اپنے نیزے پھینک دیے اور تلواریں سونت لیں، لوگوں نے ان پر اپنے نیزوں سے حملہ کیا اور بعض نے بعض کو قتل کرنا شروع کر دیا، اس روز حضرت علی کے لشکر سے صرف دو آدمی شہید ہوئے، حضرت علی نے فرمایا، ان میں ناقص آدمی کو تلاش کرو اسے ڈھونڈا گیا لیکن وہ نہیں ملا حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے اور وہاں گئے جہاں ان کی لاشیں ایک دوسرے پر پڑی ہوئی تھیں، حضرت علی نے فرمایا ان لاشوں کو اٹھاؤ تو اس کو زمین پر لگا ہوا پایا۔ حضرت علی نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِي وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ۔

اور اس کے رسول نے ہم تک صحیح احکام پہنچائے عبیدہ سلمانی کھڑے ہوئے اور کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کیا آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے، حضرت علی نے فرمایا ہاں خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے حضرت علی سے تین مرتبہ حلف لیا حضرت علی نے تین مرتبہ قسم کھائی۔

۲۳۶۴ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالُوا لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هٰؤُلَاءِ يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هٰذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدَى يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ انْظُرُوا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ ارْجِعُوا فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَنَا حَاضِرُ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ زَادَ يُونُسُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ بُكَيْرٌ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْأَسْوَدَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حروریہ کا جس وقت ظہور ہوا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے انھوں نے کہا اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں، حضرت علی نے فرمایا یہ حق بات ہے جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نشانیاں بتلائی تھیں جنھیں میں بخوبی جانتا ہوں اور ان لوگوں میں ان کی نشانیاں پائی جاتی ہیں، وہ اپنی زبانوں سے حق کہتے ہیں اور حق اس سے (یعنی ان کے حلق سے) متجاوز نہیں ہوتا۔ عبید نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے دکھایا اور کہا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے مبغوض ترین ہیں، ان میں سے ایک شخص سیاہ رنگ کا ہے جس کا ہاتھ بکری کے تھن یا عورت کے پستان کے سر کی طرح ہے۔ جب حضرت علی ان سے قتال کر چکے تو فرمایا اس آدمی کی تلاش کرو اسے ڈھونڈا گیا مگر وہ نہیں ملا، فرمایا اس کو پھر جا کر تلاش کرو، بخدا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے، یہ بات انھوں نے دو یا تین بار کہی، حتیٰ کہ لوگوں نے اس کو ایک کھنڈر میں ڈھونڈ لیا اور اس کی لاش لاکر حضرت علی کے سامنے رکھ دی۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں وہاں موجود تھا، یونس نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کہا ہے کہ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ ابن حنین بیان کرتے ہیں میں نے اس شخص کو دیکھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۳۶۵ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قُلْتُ مَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَذَا وَكَذَا فَذَكَرْتُ لَهُ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بعد میری امت میں ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن اسکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ دین میں لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ یہ مخلوق خدا میں سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔ ابن صامت بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں رافع بن عمرو غفاری سے ملا جو حکم غفاری کے بھائی ہیں اور کہا وہ حدیث جو میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس اس طرح سے سنی ہے اور انہیں وہ حدیث بیان کی انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ حدیث سنی تھی۔

۲۳۶۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُو تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

یسیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے سہل بن حنیف سے پوچھا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوارج کا ذکر سنا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے! اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہا وہ اپنی زبانوں سے قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نہیں اترے گا اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے!

۲۳۶۷ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَخْرُجُ مِنْهُ أَقْوَامٌ.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۳۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ نَا أَبُو

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔

إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتِيهُ قَوْمٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُحَلَّقَةٌ رُءُوسُهُمْ۔

خلق رسول

حدیث نمبر ۲۳۲۵ میں ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو پکڑ کر کھینچا جس سے آپکی گردن پر نشان پڑ گیا پھر اس نے کہا یا محمد مر لی من مال الذی عندک۔ ”اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم دیجئے“۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اسے مال دینے کا حکم دیا۔

یہ اعرابی نیا نیا اسلام لایا تھا اور بارگاہ رسالت میں گفتگو کے آداب سے ناواقف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان صحبت سے جس طرح خمیر صحابہ میں اسلام رچ بس گیا تھا یہ ابھی اس کیفیت سے ناآشنا تھا اس نے اسی روایتی بدتمیزی اور گنوار پن سے آپ کی چادر کھینچی لیکن اس بے مثال سیرت کے پیکر اور ”انک لعلی خلق عظیم“ کے مظہر کے ابرو پر شکن تک نہیں آئی آپ نے اس کی جہالت اور بدتمیزی کو کمال حوصلہ سے برداشت کیا اور تبسم فرما کر اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا اور اس کی تالیف قلب کے لیے عطا کا سامان کر کے برائی کا بدلہ نیکی سے دیا تاکہ امت کو معلوم ہو جائے کہ جاہلوں کی بات کو حوصلہ سے برداشت کر کے درگزر کرنا چاہیے اور جو شخص جہالت اور ناواقفیت سے کسی بندے کی حق تلفی کر کے گناہ کبیرہ کر بیٹھے اس کو معاف کر دینا چاہیے اور تالیف قلب کے لیے داد و دہش سے کام لینا چاہیے اور بدی کی جزا نیکی سے دینا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہی وہ بے مثال پہلو تھا جس نے بے گانوں کو یگانا، پرایوں کو اپنا، بت پرستوں کو بت شکن اور اسلام سے دور جانے والوں کو اسلام کا شیدائی اور متوالا بنا دیا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلوٰۃ وسلاما دائما ابدا۔

کرم رسول کے انداز

حدیث نمبر ۲۳۲۶ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کچھ عطا فرما دیا۔ لیکن اس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو نہیں دیا۔ حضرت سعد کہتے ہیں میرے نزدیک وہ شخص بہت اعلیٰ درجہ کا مسلمان تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ! میں اس شخص کو مومن گمان کرتا ہوں آپ نے فرمایا یا مسلمان؟ میں نے تین بار کہا اور آپ نے جواب میں یہی فرمایا اخیر میں وضاحت فرمائی، میں کسی شخص کو اس وجہ سے دیتا ہوں تاکہ وہ جہنم میں نہ جا گرے اور کسی کو نہیں دیتا حالانکہ جس کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جس کو میں دیتا ہوں۔

یعنی بعض لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تالیف قلب کے لیے انہیں نوازتے رہتے تھے کیونکہ اگر آپ انہیں نہ دیتے اور قدیم الاسلام صحابہ کو عطا فرماتے تو ممکن تھا وہ آپ کے بارے میں کوئی بری رائے قائم کرتے اور آپ کے متعلق بری رائے قائم کرنا کفر ہے اور جہنم میں جا گرنے کے مترادف ہے اس لیے آپ نے انہیں عطا فرما کر جہنم میں گرنے سے بچا لیا، یہ ان پر کرم فرمایا اور جن قدیم الاسلام صحابہ کو نہیں دیا ان پر آپ کو اعتماد تھا کہ ان کے سامنے لوگوں کو دیا جائے اور انہیں نہ دیا جائے تب بھی ان کے ایمان، ایقان اور عقیدت میں کوئی فرق نہیں آئے گا گویا

آپ نے ان کو "اپنا" سمجھا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا دینا بھی کرم اور نہ دینا بھی کرم ہے۔!

حدیث نمبر ۲۳۳۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کا مال فئ (جو مال بغیر جنگ کے حاصل ہو اس میں امام کو اختیار ہے کہ وہ مصارف مسلمین میں خرچ کرے یا کسی ایک یا متعدد لوگوں کو کسی حکمت اور خصوصیت کی بناء پر مال کثیر دیدے) چند قریشیوں کو عطا فرمایا، انصار کے بعض نوجوانوں کو یہ ناگوار گزرا تو آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ یہ نومسلم لوگ اپنے گھر دنیا کا مال لے جائیں اور تم اپنے گھر اللہ کا رسول لے جاؤ!۔

عہد رسالت میں اہانت رسول کرنے والوں کو قتل نہ کرنے کی وجوہات

حدیث نمبر ۲۳۴۵ میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین سے واپسی کے وقت جعرانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چاندی تقسیم کی تو ایک شخص نے کہا اے محمد عدل کر! حضور نے فرمایا تمہیں عذاب ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون عدل کرے گا حضرت عمر نے کہا (ایک روایت میں حضرت خالد بن ولید کا ذکر ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ الگ الگ واقعے ہوں) یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا معاذ اللہ! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔

اس پر امت کا اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمہ کہنا کفر ہے اور کہنے والا اگر تائب نہ ہو تو واجب القتل ہے، اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے سے اس لیے منع فرمایا کہ لوگ اس کے قتل کو اسلام میں طعن کا ذریعہ نہ بنالیں اور تبلیغ اسلام میں دشواری اور رکاوٹ ہو اور دوسری وجہ امر تکوینی تھا کیونکہ آپ کے علم میں یہ بات تھی کہ اس کی نسل سے کچھ لوگوں کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ مقدر فرما چکا ہے۔

علامہ وشتانی لکھتے ہیں: قاضی عیاض فرماتے ہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منافقین کو قتل کیوں نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالعموم ایذاء پہنچاتے تھے، اور اس یہودی کو کیوں نہیں قتل کیا جس نے آپ سے کہا تھا السام علیك (تم پر موت ہو) حالانکہ یہ بددعا تھی اور اس شخص کو کیوں قتل نہیں کیا جس نے آپ کی تقسیم پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا: اس تقسیم سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ارادہ نہیں کیا گیا، اور ایک مرتبہ کہا عدل کر! اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے منافقین کو اس لیے نہیں قتل کیا کہ وہ اسلام کا ابتدائی دور تھا اس وقت آپ لوگوں کے ایمان کی خاطر ان کی تالیف قلب کرتے تھے اور اسلام کو ان کے دلوں میں مزین کرتے اور اس وقت مسلمانوں میں تکثیر کی ضرورت تھی اور اس وقت آپ صحابہ سے کہتے تھے کہ تم آسانی کے لیے مبعوث کئے گئے ہو مشکلات کے لیے نہیں اور فرماتے تھے لوگوں کو مالوف کرو متنفر نہ کرو، اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا بھی آپ کو یہی حکم تھا ادفع بالتی ھی احسن "احسن طریقہ سے مدافعت کیجئے"؛ اور آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان لوگوں کے قتل سے منع کیا ہے، اس وجہ سے آپ ان کی ایذاء رسانی کو برداشت کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ جب دین اسلام پھیل گیا اور تمام ادیان پر غالب آگیا تو آپ جن گستاخوں پر قادر ہوئے ان کے قتل کا حکم دیا اسی طرح آپ نے بعض گستاخوں کے خون کو مباح کر دیا جیسے کعب بن زہیر اور ابن زبعری وغیرہ، منافقین کو قتل نہ کرنے کا دوسرا جواب یہ ہے کہ منافقین کا بظاہر مسلمانوں میں شمار ہوتا تھا اور بارگاہ رسالت میں منافقوں کے جو گستاخانہ کلمات پہنچائے گئے تھے ان کو کسی ایک صحابی نے نقل کیا تھا اور منافقین ان کلمات سے برأت پر قسم کھا لیتے تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان قبول کرنے کے خواہشمند تھے اس لیے ان کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتے تھے جیسا کہ ہمیشہ اولوالعزم رسول کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کی وجہ سے اسلام کو بہت تقویت پہنچی تیسرا جواب یہ ہے کہ ان سے وہ گستاخانہ کلمات ثابت نہیں کیونکہ ان کلمات کو یا کسی بچہ نے نقل کیا تھا یا غلام نے یا عورت نے اور نصاب شہادت یعنی دو مردوں کی گواہی کے بغیر کسی کا خون بہانا جائز نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم نبوت سے ان کا فیصلہ اس لیے نہیں کیا کہ بظاہر ان کا شمار مسلمانوں اور صحابہ میں ہوتا تھا اگر آپ ان کو اس وجہ سے قتل کر دیتے کہ آپ کے علم میں وہ منافق تھے، تو مخالفین اور معاندین آپ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے کہ آپ جس کو چاہتے ہیں نفاق کی تہمت لگا کر قتل کرا دیتے ہیں اور اس سے اسلام کی تبلیغ اور اشاعت پر اثر پڑتا یہی وجہ ہے کہ آپ نے اعدل (عدل کر) کہنے والے کو قتل کرنے سے اس لیے منع فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ: ان محمدا یقتل اصحابہ "محمد اپنے صحابہ کو قتل کرتے ہیں" اسی وجہ سے ابن معاذ اور ابن قصار نے کہا ہے کہ یہ لوگ اگر اپنے نفاق کو ظاہر کرتے تو آپ ان کو قتل کر دیتے۔ باقی رہا السام علیک کہنے والے یہودی کو آپ نے قتل نہیں کیا، اس کی وجہ ان کا مسلمانوں کی حفاظت میں ہونا اور ابتداء اسلام تھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو نہ قتل کرنے کی وجہ یہ ہو کہ آپ کو اس وجہ سے کچھ لوگوں کے اسلام کی توقع ہو۔[1]

ائمہ کے نزدیک گستاخ رسول کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا بالاجماع کفر ہے اور توہین کرنے والا بالاتفاق واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول کرنے میں ائمہ مذاہب کے مختلف قول ہیں خواہ توہین کا تعلق آپ کی ذات کے ساتھ ہو یا آپ کے نسب کے ساتھ ہو آپ کے دین کے ساتھ ہو یا آپ کی کسی صفت کے ساتھ ہو اور یہ اہانت خواہ صراحۃً ہو کنایۃً ہو یا تعریضاً ہو یا تلویحاً ہو اسی طرح کوئی شخص آپ کو بد دعا کرے، آپ پر لعنت کرے یا آپ کا برا چاہے آپ کے عوارض بشریہ یا آپ سے متعلق اشیاء یا اشخاص کا آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بطریق طعن یا مذمت ذکر کرے۔ غرض جس شخص سے کوئی ایسا کلام صادر ہو جس سے آپ کی اہانت ظاہر ہو وہ کفر ہے اور اس کا قائل واجب القتل ہے اسی طرح علامہ قاضی عیاض مالکی نے ذکر کیا ہے[2]۔

علامہ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتنقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک

محمد بن سحنون نے کہا ہے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنے والا اور آپ کی تنقیص (آپ کی شان میں کمی) کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۱۹۳ - ۱۹۲، مطبوعہ بیروت

[2] قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی مالکی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۱۸۹ مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

فی کفرہ وعذابہ کفر [۱]

اس کا حکم قتل کرنا ہے اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

بعض فقہاء حنفیہ کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی، علامہ علائی لکھتے ہیں:

والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل ولا یقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالی قبلت لانہ حق اللہ تعالی والاول حق عبد ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر [۲]

جو شخص کسی نبی کو گالی دینے سے کافر ہو گیا اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلق قبول نہیں ہے (خواہ خود توبہ کرے یا توبہ پر گواہی ہو) اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور نبی کو گالی دینا بندے کا حق ہے اور جو شخص اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

علامہ شامی حنفی عدم قبول توبہ کی تشریح کرتے ہیں:

لان الحد لا یسقط بالتوبۃ فھو علۃ تفسیر وافاد انہ حکم الدنیا اما عند اللہ تعالی فھی مقبولۃ کما فی البحر [۳]

کیونکہ حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی توبہ مقبول ہوگی اسی طرح البحر الرائق میں ہے۔

بعض فقہاء شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی توبہ مطلقاً قبول نہیں ہے علامہ عسقلانی لکھتے ہیں:

وقد نقل ابن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم صریحا وجب قتلہ ونقل ابو بکر الفارسی احد ائمۃ الشافعیۃ فی کتاب الاجماع ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما ھو قذف صریح کفر باتفاق العلماء فلو تاب لم یسقط عنہ القتل لان حد قذفہ القتل وحد القذف لا یسقط بالتوبۃ [۴]

علامہ ابن منذر نے نقل کیا ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صراحتہً گالی دی اس کو قتل کرنا واجب ہے اور ائمہ شافعیہ میں سے علامہ ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں لکھا ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قذف صریح کے ساتھ گالی دی اس کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے اگر وہ توبہ کرے گا تب بھی اس سے قتل ساقط نہیں ہوگا کیونکہ یہ حد قذف ہے اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۱۔ قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی مالکی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۱۹۰، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

۲۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ در مختار علی الرد ج ۳ ص ۴۰۰ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول۔

۳۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۰، " "

۴۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۲۸۱، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

احناف اور شوافع کا ایک قول یہ ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اس کو قتل کیا جائے گا خواہ اس نے توبہ کرلی ہو، امام مالک کی مشہور روایت اور حنابلہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور جمہور احناف اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ توبہ کے بعد اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ومن سب الله تعالى كفر سواء كان مازحا او جادا وكذلك من استهزأ بالله تعالى او باياته او برسله او كتبه قال الله تعالى ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله واياته ورسوله كنتم تستهزءون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم.[1]
(توبہ: ۶۴-۶۵)

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی وہ کافر ہو گیا خواہ مذاق سے خواہ سنجیدگی سے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے استہزاء کیا یا اس کی ذات سے یا اس کے رسولوں سے یا اس کی کتابوں سے وہ کافر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ کہیں گے ہم تو صرف مذاق کر رہے تھے آپ کہیے کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا استہزاء کر رہے تھے؟ اب عذر نہ پیش کرو کیونکہ تم ایمان لانے کے بعد یقیناً کافر ہو چکے ہو۔

مشہور آزاد محقق شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وقال محمد بن سحنون: اجمع العلماء على ان شاتم النبى صلى الله عليه وسلم والمتنقص له كافر والوعيد جاء عليه بعذاب الله له وحكمه عند الامة القتل ومن شك فى كفره وعذابه كفر وتحرير القول فيه ان الساب ان كان مسلما فانه يكفر ويقتل بغير خلاف وهو مذهب الائمة الاربعة وغيرهم وقد تقدم ممن حكى الاجماع على ذلك اسحق بن راهويه وغيره وان كان ذميا فانه يقتل ايضا فى مذهب مالك واهل المدينة وسيأتى حكاية الفاظهم وهو مذهب احمد وفقهاء الحديث وقد نص احمد على ذلك فى مواضع متعددة قال حنبل: سمعت ابا عبد الله يقول كل من شتم النبى صلى الله عليه

محمد بن سحنون فرماتے ہیں: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے، اور اس کے متعلق عذاب الٰہی کی وعید ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کے عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کو بالاتفاق قتل کیا جائے گا اور یہی ائمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے اس اجماع کو بیان کیا ہے اور اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو امام مالک اور اہل مدینہ کے نزدیک اس کو بھی قتل کیا جائے گا، اور عنقریب ہم ان کی عبارت نقل کریں گے۔ اور امام احمد اور محدثین کا بھی یہی مذہب ہے، امام احمد نے متعدد مقامات پر اس بات کی تصریح کی ہے، حنبل کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ (امام احمد) سے سنا وہ فرماتے تھے

WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔

وسلم او تنقصہ مسلماً کان او کافراً فعلیہ القتل واری ان یقتل ولا یستتاب۔[1]

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں۔

فاعلم ان مشہور مذہب مالک واصحابہ وقول السلف وجمہور العلماء قتلہ حدا لا کفرا ان اظہر التوبۃ منہ (الی قولہ) قال الشیخ ابو الحسن القابسی رحمہ اللہ اذا اقر بالسب وتاب منہ واظہر التوبۃ قتل بالسب لانہ ھو حدہ وقال ابو محمد بن ابی زید مثلہ واما ما بینہ وبین اللہ فتوبتہ تنفعہ۔[2]

علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان قول مالک بعدم قبول التوبۃ اشہر واظہر مما رواہ عنہ الولید (الی قولہ) واما الحنابلۃ فکلامہم قریب من کلام المالکیۃ والمشہور عن احمد عدم قبول توبتہ وعنہ روایۃ بقبولہا فمذہبہ کمذہب مالک (الی قولہ) ان مذہب ابی حنیفۃ والشافعی حکمہ حکم المرتد وقد علم ان المرتد تقبل توبتہ کما نقلہ عن المنتقی وغیرہ فاذا کان ھذا فی

جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی خواہ مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا واجب ہے اور میری رائے یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ نہ قبول کی جائے۔

جان لو کہ امام مالک، ان کے اصحاب، سلف صالحین اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس نے گالی دی اور اس کے بعد توبہ کر لی تو اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا نہ بطور کفر، شیخ ابو الحسن قابسی رحمہ اللہ نے فرمایا جب کسی شخص نے آپ کو گالی دینے کا اقرار کیا اور اس کے بعد توبہ کر لی اور توبہ کا اظہار کر دیا تو اس کو گالی کے سبب سے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ اس کی حد ہے ابو محمد بن ابی زید نے بھی یہی کہا ہے البتہ اس کی توبہ اس کو آخرت میں نفع دے گی اور وہ عند اللہ مومن قرار پائے گا۔

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہو اس کی توبہ قبول نہ کرنا، امام مالک کا مشہور مذہب ہے، اور امام احمد بن حنبل کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی، لہٰذا ان کا مذہب امام مالک کی طرح ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس کا حکم مرتد کی طرح ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ مرتد کی توبہ قبول کی جاتی ہے جیسا کہ منتقی وغیرہ سے منقول ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کا یہ حکم ہے تو حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دینے والے کا حکم بطریق اولیٰ یہی ہو گا کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے

---

[1] ۔ شیخ ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ ھ، الصارم المسلول ص ۴ مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
[2] ۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی ۵۴۴ ھ، الشفاء ج ۲ ص ۲۲۳ ۔ ۲۲۲ مطبوعہ ملتان

ساب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ففی ساب الشیخین او احدھما بالاولی فقد تحرر ان المذھب کمذھب الشافعی قبول توبتہ کما ھو روایۃ ضعیفۃ عن مالک

بہر حال یہ بات ظاہر ہو گئی کہ احناف اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور امام مالک سے بھی یہ ایک ضعیف روایت سے ثابت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ گستاخ رسول کی (دنیاوی احکام میں) توبہ قبول نہیں ہوگی اور اس کو قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ (دنیاوی احکام میں) اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اس کو ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔

گستاخانہ کلام میں تاویل کی گنجائش

عام طور پر مشہور یہ ہے کہ جس کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو اس کلام کو اسلام پر محمول کیا جائے گا اور قائل کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ علامہ علائی لکھتے ہیں:

وفی الدرر وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل لما یمنعہ ثم لو نیتہ ذلک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی [2]

درر وغیرہ میں ہے کہ جب کسی مسئلہ میں کچھ وجوہ کفر کو واجب کرتی ہوں اور ایک وجہ کفر سے روکتی ہو تو مفتی پر واجب ہے اس کو منع عن الکفر پر محمول کرے بشرطیکہ قائل کی نیت بھی وہی ہو، ورنہ مفتی کے منع عن الکفر پر محمول کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

وفی الخلاصۃ وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم زاد فی البزازیۃ الا اذا صرح بارادۃ موجب الکفر فلا ینفعہ التاویل حینئذ وفی التاتارخانیہ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ [3]

خلاصہ وغیرہ میں ہے جب کسی مسئلہ میں متعدد وجوہ سے کفر لازم ہو اور ایک وجہ کفر سے روکتی ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اس وجہ کی طرف میلان کرے جو کفر سے روکتی ہو کیونکہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے اور بزازیہ میں ہے البتہ جب قائل خود اس احتمال کا التزام کرے جس وجہ سے تکفیر ہو تب تاویل سے فائدہ نہیں ہوگا اور تاتارخانیہ میں ہے جس کلام میں کئی احتمال ہوں اس پر تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ کفر انتہائی سزا ہے جو انتہائی جرم کا تقاضا کرتی ہے اور جب دوسرا احتمال موجود ہو تو یہ انتہائی جرم نہیں ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۴ - ۴۰۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول۔
۲۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی الرد ج ۳ ص ۳۹۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول
۳۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۵ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔

علامہ شامی اور علامہ ابن نجیم کی ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ جس لفظ یا جس جملہ میں متعدد احتمالات ہوں اور ان احتمالات میں سے کچھ کفریہ ہوں اور کچھ غیر کفریہ اس وقت یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ مفتی کو چاہیے کہ وہ قائل کے کلام کو غیر کفریہ معنی پر محمول کرے لیکن اگر کسی کلام کے متعدد احتمالات نہ ہوں بلکہ صرف ایک معنی ہو اور وہ معنی خدانخواستہ کفریہ ہو تو اب مفتی کے لیے قائل کی تکفیر کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔

گستاخانہ کلام میں توہین کی نیت کی بحث

ایک بحث یہ ہے کہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمہ بولتا ہے اور جب اس کی تکفیر کی جائے تو وہ اپنے دفاع میں کہتا ہے کہ اس کلمہ سے میری نیت یہ نہیں تھی آیا اس کا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ جس لفظ کے متعدد معنی ہوں اس کے متعلق قائل یہ کہہ سکتا ہے کہ میری نیت میں فلاں گستاخانہ معنی نہیں تھا بلکہ فلاں معنی ہے لیکن جس لفظ کا از روئے لغت یا عرف یا شرع کے اعتبار سے صرف ایک ہی معنی ہو۔ اور وہ معنی خدانخواستہ گستاخانہ اور کفریہ ہو تو اب قائل کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس کی تکفیر کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا۔ دیکھئے ...

انت طالق۔ کا لفظ عرف اور شرع میں طلاق کے لیے معین ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو انت طالق کہدے تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی اب اگر وہ یہ کہے کہ طالق سے میری نیت لغوی معنی تھا یعنی وہ کھلی ہوئی ہے بندھی ہوئی نہیں ہے یا میں نے یہ کلمہ یونہی کہہ دیا تھا میری نیت اس کلمہ سے طلاق دینا نہیں تھی تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ لفظ صریح میں نیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو انت امی (تو میری ماں ہے) کہتا ہے تو یہ لفظ کیونکہ طلاق کے لیے معین نہیں ہے اس میں اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ طلاق کا ارادہ کرتا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر عزت اور کرامت کا ارادہ کرتا ہے تو اس معنی کا اعتبار ہوگا اور طلاق نہیں ہوگی! ۔ اسی طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی کو ولد الحرام یا حرام زادہ کہتا ہے تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور اگر قائل یہ کہے کہ حرام سے میری نیت ناجائز نہیں، بلکہ حرمت اور کرامت تھی یا میری نیت اس شخص کی اہانت نہیں تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ عرف میں یہ الفاظ ناجائز اولاد کے لیے معین ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو غصہ میں یا کافر کہہ دے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی اور اگر قائل کہے کہ میری نیت کافر بالطاغوت تھی تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ عرف میں کافر، کافر باللہ کے لیے معین ہے۔ ان تصریحات کے پیش نظر جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کلام کہتا ہے جو عرف میں توہین کے لیے متعین ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ خواہ اس نے توہین کی نیت نہ کی ہو۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف [1]

جو چیز توہین کی دلیل ہو اس پر تکفیر کی جائے گی خواہ اس نے توہین کی نیت نہ کی ہو۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں:

وقال فی رجل قیل لہ وحق رسول اللہ

ایک شخص سے کہا گیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

[1] ۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ۔

فقال فعل الله برسول الله كذا وذكر كلاما قبيحا فقيل له ما تقول يا عدو الله فقال اشد من كلامه الاول ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فقال ابن ابي سليمان للذي اشهد عليه وانا شريكك يريد في قتله وثواب ذلك قال حبيب بن الربيع لان ادعاء التاويل في لفظ صراح لا يقبل ۔ [1]

کے حق کی قسم، تو اس نے کہا اللہ، رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور بہت قبیح کلام ذکر کیے، اس سے کہا گیا کہ اے اللہ کے دشمن! تم کیا کہہ رہے ہو تو اس نے اس سے بھی زیادہ شدید قبیح کلام کیا، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ سے بچھو کی نیت کی ہے۔ (یعنی بچھو بھی اللہ کا بھیجا ہوا ہے) ابن ابی سلیمان نے کہا اس کو قتل کرنے میں میں بھی تمہارے ساتھ اس کے خلاف شہادت دیتا ہوں اور اس کے ثواب میں شریک ہوں اور حبیب بن ربیع نے کہا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا۔

قاضی عیاض کی اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری[2] اور علامہ خفاجی[3] نے بھی اس بات کو مقرر رکھا ہے کہ صریح لفظ میں تاویل قبول نہیں ہوتی اسی طرح علامہ وشتانی[4] مالکی نے بھی شرح مسلم میں کہا ہے کہ لفظ صریح تاویل کو قبول نہیں کرتا۔ نیز قاضی عیاض نے تصریح کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز کلمات کہے جائیں تو توہین کا قصد ہو یا نہ ہو قائل کی تکفیر کی جائے گی۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں:

ان يكون القائل لما قال في جهته صلى الله عليه وسلم غير قاصد للسب والازدراء ولا معتقد له ولكنه تكلم في جهته صلى الله عليه وسلم بكلمة الكفر من لعنه او سبه او تكذيبه او اضافة ما لا يجوز عليه او نفي ما يجب له مما هو في حقه صلى الله عليه وسلم نقيصة مثل ان ينسب اليه اتيان كبيرة او مداهنة في تبليغ الرسالة او في حكم بين الناس او يغض من مرتبته او شرف نسبه او وفور علمه او زهده او يكذب ب

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بات کہے اور اس کا قصد نہ گالی دینے کا ہو نہ آپ کی توہین کا اور نہ وہ اس کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کفریہ کلمہ کہے جس میں لعنت ہو یا گالی ہو یا آپ کی تکذیب ہو یا آپ کی طرف کسی ایسی چیز کی اضافت کرے جو ناجائز ہو یا اس چیز کی نفی کرے جو آپ کے لیے واجب ہو، یا وہ بات کہے جو آپ کے حق میں نقص ہو یا آپ کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرے، یا تبلیغ رسالت میں مداہنت کی نسبت کرے یا آپ کے مرتبہ اور شرف نسب یا آپ کے علم کی عظمت یا آپ کے زہد میں کمی کرے یا آپ کے جو احوال مشہور اور متواتر ہیں ان کی

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۱۹۱ مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان۔

[2] ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح شفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[3] علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[4] علامہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۱۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

بما اشتهر من امور اخبر بها صلی اللہ علیہ وسلم وتواتر الخبر بها عن قصد لرد خبره او یأتی بسفه من القول او قبیح من الکلام ونوع من السب فی جهته وان ظهر بدلیل حاله انه لم یعتمد ذمه ولم یقصد سبه اما لجهالة حملته علی ما قاله او لضجر او سکر اضطره الیه او قلة مراقبة او ضبط لسانه وعجرفة وتهور فی کلامه فحکم هذا الوجه حکم الوجه الاول القتل دون تلعثم اذ لا یعذر احد فی الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل اللسان ولا بشیء مما ذکرناه اذا کان عقله فی فطرته سلیما الامن اکره وقلبه مطمئن بالایمان۔ [1]

تکذیب کرے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی نازیبا بات کہے جو از قسم گالی ہو اگرچہ اس کے حال سے یہ ظاہر ہو کہ وہ آپ کی توہین کا قصد نہیں کرتا نہ اس پر اعتقاد کرتا ہے، یا اس نے جہالت کی وجہ سے کہا ہو یا رنج اور قلق کی بناء پر یا نشہ کی وجہ سے کہا ہو یا سبقت لسانی سے ایسا کہا ہو، یا یونہی بے سوچے سمجھے یا جوش غضب سے ایسا کہہ دیتا ہے تو ایسے شخص کا بلا توقف یہ حکم ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ جہالت تکفیر میں عذر نہیں ہے نہ سبقت لسانی کا دعویٰ نہ مذکور الصدر اسباب میں سے کوئی اور سبب جبکہ اس کی عقل صحیح ہو سوا اس شخص کے جس کو ان کلمات کے کہنے پر مجبور کیا گیا ہو۔ اور اس کے دل میں ایمان ہو۔

"قاضی عیاض رحمہ اللہ کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا آپ کی صفات مثلاً کمال علم یا کمال قدرت کے متعلق کوئی نازیبا بات کہی خواہ اس کا قصد اور نیت، توہین نہ ہو اور نہ وہ اس کا اعتقاد رکھتا ہو بلکہ وہ آپ کے کمالات کا قائل ہو پھر بھی اس نازیبا بات کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ ملا علی قاری حنفی [2] اور علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی [3] نے بھی اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔

شیخ رشید احمد گنگوہی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال نمبر ۳: شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صنم یا بت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

جواب: یہ الفاظ قبیح بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ بمعانی ظاہر خود مراد نہیں رکھتا، بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی، اہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا۔ حالانکہ مقصود صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہرگز وہ معنی کہ جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی، مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور موہم اذیت وگستاخی جناب رسالت کا تھا لہٰذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا - - - - - اور علیٰ ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بوجہ اذیت، وگستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت وطبع تھا مگر چونکہ اذیت وسبب اغنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا یہ حکم ہوا:

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ ھ، الشفاء ج ۲ ص ۲۰۲، ۲۰۳، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

[2] ملا علی قاری ہروی متوفی ۱۰۱۴ ھ، شرح شفا، علی ہامش نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۸۸، ۳۸۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ ھ نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۸۸، ۳۸۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

یا ایها الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔

کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے حبط اعمال تمہارے ہو جاویں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی اور ایسا ہی حدیث ہیں تکنی بکنیة ابی القاسم۔ آپ کی حیات شریفہ میں منع ہوگئی تھی بوجہ اذیت ذات سرور عالم کے کہ کوئی کسی کو اگر پکارے گا تو آپ یہ سمجھ کر کہ مجھ کو ارادہ کرتا ہے التفات فرمائیں گے حالانکہ نادی ہرگز اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کرتا تھا اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ اشعث بن قیس کندی جب آئے تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں اور یہ عرض والنسب عند اللہ بایں وجہ تھی کہ سب عرب از قریش تا کندہ بنو اسماعیل ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہمارے ماموؤں کو تہمت زنا مت لگا اور ہمارے نسب کی نفی ہمارے باپوں سے مت کر ہم اولاد نضر ہیں، دیکھو اس لفظ میں فقط ایہام بعید کو کس قدر آپ نے نفی کر کے نہی فرمایا اور کلام کا ادب تلقین کیا وعلی هذا خبثت نفسی کو منع فرمایا اور لقست نفسی کی اجازت دی کہ وہ بظاہر سخت لفظ ہے گو معنی ایک ہیں، الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہر ہے پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا:

ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنهم اللہ فی الدنیا والاٰخرة واعد لهم عذابا مهینا

قال فی الشفا الوجه الثانی وهو ان یکون القائل لما قال فی جهته صلی اللہ علیه وسلم غیر قاصد للسب والازدراء ولا معتقد له ولکنه تکلم فی جهته صلی اللہ علیه وسلم بکلمة الکفر من لعنه او سبه او تکذیبه او اضافة ما لا یجوز علیه او نفی ما یجب له مما هو فی حقه علیه الصلوٰة والسلام نقیصة الی ان قال او یأتی بسفه من القول او قبیح من الکلام ونوع من السب فی جهته وان ظهر بدلیل حاله انه لم یعتمد ذمه ولم یقصد سبه اما لجهالة حملته علی ما قاله او لضجر او سکر او قلة مراقبة وضبط للسانه او عجرفة وتهور فی کلامه فحکم هذا الوجه حکم الوجه الاول القتل دون تلعثم انتهی ملخصا۔

پس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے اور مقدور ہو اگر باز نہ آوے تو قتل کرنا چاہیے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ اور اس کے رسول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ——— واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۷۰-۷۱، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)۔

شیخ گنگوہی نے اپنے اس طویل فتویٰ میں اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ جو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں موجب اہانت ہو اس کا کہنے والا کافر ہے خواہ کہنے والا اس کفر یہ معنی کا ارادہ نہ کرے اور نہ ہی اس کی نیت توہین کی ہو اور اس نقطہ پر استدلال کرنے کے لیے شیخ گنگوہی نے بھی قاضی عیاض کی اسی عبارت سے استدلال کیا ہے جس کو ہم پہلے تفصیل سے مع ترجمہ پیش کر چکے ہیں۔

خوارج اور معتزلہ علامہ نووی لکھتے ہیں: امام شافعی اور جمہور علماء کا نظریہ ہے کہ خوارج، معتزلہ، قدریہ اور تمام اہل بدعات کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ [۱]

تاہم صحیح بات یہ ہے کہ جو فرقے امور قطعیہ کا انکار کرتے ہیں وہ بہر حال کافر ہیں جیسے معتزلہ تقدیر کا انکار کرتے تھے، اور خوارج عام مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے اور جو لوگ اب بھی مسلمانوں کی تکفیر کریں یا تقدیر کا انکار کریں، ان کا یہی حکم ہے۔

علامہ شامی نے نجدیوں کو بھی خارجی قرار دیا ہے، اس مسئلہ پر تاریخ نجد و حجاز میں ہم نے مکمل بحث کر دی ہے۔[۲]

باب ۳۰۶ تحريم الزكوٰة على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى اله وهم بنو هاشم وبنو المطلب دون غيرهم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر زکوٰۃ کا حرام ہونا

۲۳۶۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِيْ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ اِرْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تھو! تھو! اسے پھینک دو۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

۲۳۷۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ إِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ.

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

۲۳۷۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ أَنَّا لَا نَأْكُلُ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

[۱] شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ، فتاوی رشیدیہ کامل مبوب ص ۴۳، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی۔

[۲] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱، ص ۴۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

الصَّدَقَةِ ۔

۲۳۷۲ - حَدَّثَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَیْلِیُّ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ اَبَا یُوْنُسَ مَوْلٰی اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰی فِرَاشِیْ ثُمَّ اَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِیْهَا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے گھر جاتا ہوں اور وہاں اپنے بستر پر ایک کھجور پڑی ہوئی دیکھتا ہوں۔ اسے کھانے کے لیے اٹھاتا ہوں پھر اس خدشہ سے اس کو پھینک دیتا ہوں کہ کہیں یہ کھجور صدقہ کی نہ ہو۔

۲۳۷۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰی فِرَاشِیْ اَوْ فِیْ بَیْتِیْ فَاَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِیْهَا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا جب میں اپنے گھر لوٹتا ہوں اور وہاں اپنے گھر میں اپنے بستر پر ایک کھجور پڑی ہوئی دیکھتا ہوں اسے کھانے کے لیے اٹھاتا ہوں پھر اس خدشہ سے پھینک دیتا ہوں کہ کہیں یہ صدقہ کی نہ ہو

۲۳۷۴ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ اَنَا وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ لَوْ لَا اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی آپ نے فرمایا اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھا لیتا۔

۲۳۷۵ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِتَمْرَةٍ بِالطَّرِیْقِ فَقَالَ لَوْ لَا اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں ایک کھجور سے گذرے تو آپ نے فرمایا اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھا لیتا۔

۲۳۷۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی اور فرمایا اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھا لیتا۔

۲۳۷۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَ نَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ اجْتَمَعَ رَبِيْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقَالَا وَاللّٰهِ لَوْ بَعَثْنَا هٰذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ قَالَا لِي وَلِلْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَاهُ فَأَمَّرَهُمَا عَلٰى هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَأَدَّيَا مَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيْبُ النَّاسُ قَالَ فَبَيْنَا هُمَا فِي ذٰلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ لَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَانْتَحَاهُ رَبِيْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا تَصْنَعُ هٰذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَرْسِلُوْهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ قَالَ لَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ بِآذَانِنَا ثُمَّ قَالَ أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ

عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ بخدا اگر ہم ان دولڑکوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں (یہ میرے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق کہا) اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ آپ ان دونوں کو زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل بنا دیں اور یہ دونوں آپ کو اس طرح لا کر دیں جس طرح اور لا کر دیتے ہیں اور جو اور لوگوں کو ملتا ہے وہ ان لوگوں کو بھی مل جائے۔ اسی اثناء میں حضرت علی بن ابی طالب بھی آکر کھڑے ہو گئے انھوں نے حضرت علی سے بھی اس بات کا تذکرہ کیا، حضرت علی نے فرمایا، ایسا مت کرو، آپ اس طرح کرنے والے نہیں ہیں۔ اس پر ربیعہ بن حارث حضرت علی کو برا بھلا کہنے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم کہ تم صرف حسد کی بناء پر ایسا کہہ رہے ہو، تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ ہم تو اس بناء پر تم سے حسد نہیں کرتے حضرت علی نے کہا اچھا ان دونوں کو روانہ کر دو، ہم دونوں چلے گئے اور حضرت علی لیٹ گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ہم آپ سے پہلے حجرے میں جا پہنچے اور آپ کے تشریف لانے تک حجرے کے پاس کھڑے رہے، آپ تشریف لائے اور ہم دونوں کے کان پکڑے اور فرمایا جو تمہارے دل میں ہے اسے بتلا دو، پھر آپ اور ہم حجرے میں گئے۔ اس دن آپ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ ہم نے ایک دوسرے

WWW.NAFSEISLAM.COM

قَالَ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَحَدُنَا فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ اَبَرُّ النَّاسِ وَاَوْصَلُ النَّاسِ
وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلٰى بَعْضِ
هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّيَ اِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي
النَّاسُ وَ نُصِيْبَ كَمَا يُصِيْبُوْنَ قَالَ فَسَكَتَ
طَوِيْلًا حَتّٰى اَرَدْنَا اَنْ نُكَلِّمَهٗ قَالَ وَ جَعَلَتْ
زَيْنَبُ تُلْمِعُ اِلَيْنَا مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ اَنْ لَّا
تُكَلِّمَاهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِيْ
لِاٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ اُدْعُوَا لِيْ
مَحْمِيَةَ وَ كَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ
بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ فَجَآءَاهُ فَقَالَ
لِمَحْمِيَةَ اَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِلْفَضْلِ
بْنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَاَنْكَحَهٗ
وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ اَنْكِحْ هٰذَا
الْغُلَامَ ابْنَتَكَ فَاَنْكَحَنِيْ وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ
اَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَ كَذَا
قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ يُسَمِّهِ لِيْ

سے بات کرنے کو کہا پھر ہم ہی سے ایک نے گفتگو کی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ سب سے زیادہ احسان اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور ہم نکاح کے قابل ہو گئے ہیں، ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ ہمیں ان بعض صدقات پر عامل بنا دیں ہم بھی آپ کو مال وصول کر کے لا کر دیں جیسا کہ اور لوگ لا کر دیتے ہیں اور ہم کو بھی اس میں سے اس طرح حصہ مل جائے جیسا کہ لوگوں کو ملتا ہے۔ ربیعہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک خاموش رہے حتی کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم آپ سے اس بارے میں بات کریں۔ اور حضرت زینب ہمیں پردہ کے پیچھے سے بات نہ کرنے کا اشارہ کر رہی تھیں، ربیعہ کہتے ہیں کہ پھر حضور نے فرمایا: آل محمد کو صدقہ استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ لوگوں کا میل ہوتا ہے، تم محمیہ کو بلاؤ (وہ خمس پر مامور تھے) اور نوفل بن حارث بن عبد المطلب کو بلاؤ، وہ دونوں آ گئے، آپ نے محمیہ سے فرمایا: تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کر دو، انھوں نے (اپنی لڑکی کا) اس سے نکاح کر دیا، اور نوفل بن حارث سے فرمایا اس لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دو، انھوں نے (اپنی لڑکی کا) مجھ سے نکاح کر دیا، اور آپ نے محمیہ سے فرمایا ان کو اتنا اتنا مہر خمس سے دے دو۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھ سے راوی نے مہر کا بیان نہیں کیا۔

۲۳۷۸- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ
اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ
بْنِ نَوْفَلِ نِ الْهَاشِمِيِّ اَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ
رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ
رَبِيْعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُمَا ائْتِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد ربیعہ بن حارث اور حضرت عباس بن عبد المطلب نے عبد المطلب بن ربیعہ اور حضرت فضل بن عباس سے کہا کہ تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ پھر بقیہ حدیث حسب سابق بیان کی اور اس میں یہ زیادتی ہے کہ حضرت علی نے اپنی چادر بچھائی پھر اس پر لیٹ گئے اور فرمایا ابو الحسن ہوں اور خدا کی قسم میں اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا جب تک کہ تمہارے

سَنَدٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَقَالَ فِيْهِ فَأَلْقَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رِدَآءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَنَا أَبُوْ حَسَنٍ الْقَرْمُ وَاللّٰهِ لَا أُرِيْمُ مَكَانِيْ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَاكُمَا بِحَوْرِ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ ثُمَّ قَالَ لَنَا إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوْا لِيْ مَحْمِيَةَ بْنَ جَزْءٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ أَسَدٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ۔

بیٹھے اس بات کا جواب لیکر نہ لوٹیں جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا کر بھیجی ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا یہ صدقات لوگوں کے میل ہیں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لیے جائز نہیں ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمیہ بن جزء کو میرے پاس بلا کر لاؤ وہ بنو اسد میں سے ایک ایسے شخص تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس وصول کرنے کے لیے عامل مقرر کیا تھا۔

آل رسول کو زکوٰۃ دینے میں مذاہب

ائمہ اربعہ کے نزدیک بنو ہاشم کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں ہے، اور بنو مطلب کے بارے میں امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں[1] امام شافعی کے نزدیک بنو مطلب کے لیے بھی زکوٰۃ جائز نہیں[2]۔ امام مالک کے نزدیک بنو مطلب زکوٰۃ لے سکتے ہیں البتہ بعض مالکیہ منع کرتے ہیں[3] امام ابو حنیفہ کے نزدیک بنو مطلب کے لیے زکوٰۃ جائز ہے صرف بنو ہاشم کے لیے جائز نہیں اور ان سے بھی آل ابی لہب مستثنیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع کر دی ہے[4]۔ بنو ہاشم میں آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، اور آل حارث بن عبد المطلب شامل ہیں[5] صدقات نافلہ بنو ہاشم کو دینا جائز ہیں، البتہ یہ صدقات ان کو اعزاز واکرام سے دینے چاہئیں۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک میں حلال قرار دیا ہے دوسرے میں حرام۔

۱۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۲۱۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۴۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۹۰، مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۵۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹ مطبوعہ مطبعہ کبریٰ امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

باب اباحۃ الھدیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ولبنی ھاشم ولبنی عبد المطلب وان کان المھدی ملکھا بطریق الصدقۃ وبیان ان الصدقۃ اذا قبضھا المتصدق علیہ زال عنھا وصف الصدقۃ وحلت لکل احد ممن کانت الصدقۃ محرمۃ علیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کے لیے ہدیوں کا جواز

۲۳۷۹ - حدثناہ قتیبۃ بن سعید قال نا لیث ح وحدثنا محمد بن رمح قال انا اللیث عن ابن شہاب ان عبید بن السباق قال ان جویریۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا فقال ھل من طعام قالت لا واللہ یا رسول اللہ ما عندنا طعام الا عظم من شاۃ اعطیتہ مولاتی من الصدقۃ فقال قربیہ فقد بلغت محلھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کچھ کھانا ہے؟ حضرت جویریہ نے کہا: یا رسول اللہ! اس بکری کی ایک ہڈی کے سوا ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے جو میری آزاد کردہ باندی نے اپنے صدقہ سے ہدیہ کی تھی، آپ نے فرمایا اس کو لے آؤ کیونکہ صدقہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے

۲۳۸۰ - حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وعمرو الناقد واسحق بن ابراھیم جمیعا عن ابن عیینۃ عن الزھری بھذا الاسناد نحوہ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

۲۳۸۱ - وحدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وابو کریب قالا نا وکیع ح وحدثنا محمد بن المثنی وابن بشار قالا نا محمد بن جعفر کلاھما عن شعبۃ عن قتادۃ عن انس ح وحدثنا عبید اللہ بن معاذ واللفظ لہ قال نا ابی قال نا شعبۃ عن قتادۃ سمع انس بن مالک رضی اللہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت صدقہ دیا گیا تھا انھوں نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا۔ آپ نے فرمایا یہ گوشت بریرہ کے لیے صدقہ تھا اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَهْدَتْ بَرِيْرَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمًا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلَيْهَا فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔

۲۳۸۲ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا اَبِيْ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُثَنّٰى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقِيْلَ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ گائے کا گوشت آیا اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ گوشت حضرت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا آپ نے فرمایا یہ ان کے لیے صدقہ تھا اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

۲۳۸۳ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُوْنَ عَلَيْهَا وَتُهْدِيْ لَنَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوْهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ بریرہ میں تین باتیں تھیں، لوگ بریرہ پر صدقہ کرتے تھے اور ہمارے لیے وہ ہدیہ ہوتا تھا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ اس پر صدقہ ہے اور تمہارے لیے ہدیہ ہے بس تم اس کو کھا لیا کرو۔

۲۳۸۴ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مروی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۳۸۵ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مروی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ وہ ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

۲۳۸۶ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا مِنْهَا بِشَيْءٍ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَائِشَةَ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا أَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتُمْ بِهَا إِلَيْهَا قَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس صدقہ کی ایک بکری بھیجی میں نے اس میں سے کچھ گوشت حضرت عائشہ کے پاس بھیج دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دریافت فرمایا: تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں البتہ نسیبہ (ام عطیہ) نے اس بکری سے کچھ گوشت بھیجا ہے جو آپ نے انہیں دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنی جگہ پہنچ چکی ہے۔

۲۳۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا وَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ اس کے بارے میں دریافت فرماتے اگر بتایا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ کھا لیتے اور اگر کہا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو پھر نہ کھاتے۔

شرح حضرت بریرہ کو جو صدقہ دیا گیا تھا وہ بحیثیت صدقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز نہ تھا لیکن جب حضرت بریرہ نے وہی مال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر دیا تو مالک کی تبدیلی سے اسی چیز کا حکم تبدیل ہو گیا۔ اور اب آپ کے لیے اس کا استعمال جائز ہو گیا۔ فقہاء نے اس حدیث سے بہت سے مسائل مستنبط کیے ہیں حیلہ اسقاط میں جب ایک ہی رقم کو بار بار مختلف لوگ مختلف اشخاص کو دیتے ہیں تو اس میں تعدد آ جاتا ہے، مساجد اور مدارس میں اسی حیلہ سے زکوٰۃ کی رقم لگائی جا سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنی زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو دیدے تو وہ شخص اسی رقم کو اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ کو ہدیۃً دے سکتا ہے۔ اور مسجد یا مدرسہ میں وہی رقم لگائی جا سکتی ہے۔

باب ۳۰۸ الدُّعَاءِ لِمَنْ اَتٰى بِصَدَقَتِهٖ

صدقہ لانے والے کو دعا دینا

۲۳۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَحْيٰى اَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَاَتَاهُ اَبِيْ اَبُوْ اَوْفٰى بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى.

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی جماعت صدقہ لے کر آتی تو آپ فرماتے اے اللہ ان پر صلوٰۃ (رحمت) نازل فرما جب میرے والد ابو اوفی صدقہ لے کر آئے تو آپ نے دعا کی اے اللہ ابو اوفی کی اولاد پر صلوٰۃ نازل فرما۔

۲۳۸۹ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ صَلِّ عَلَيْهِمْ.

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے اور اس میں صَلِّ عَلَيْهِمْ ہے۔

غیر انبیاء پر استقلالاً صلوٰۃ پڑھنے میں مذاہب ائمہ

انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی شخص پر لفظ صلوٰۃ کے ساتھ استقلالاً دعا کرنے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔
علامہ عینی لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل اس کو جائز قرار دیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علماء اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں، اس لیے یہ کہنا جائز نہیں ہے اللّٰھم صل علی اٰل ابی بکر یا اللّٰھم صل علی اٰل عمر۔ البتہ یوں کہا جا سکتا ہے اللّٰھم صل علی النبی وعلی اٰلہ وعلی اٰل ابی بکر وعمر ۔ ۔ ۔ ۔[1]
علامہ نووی جمہور کی طرف سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عرف میں لفظ صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو گیا ہے اگرچہ معنی کے اعتبار سے یہ دعا ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے۔ جیسا کہ عزوجل کا کلمہ عرف میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ہر چند کہ معنی کے اعتبار سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی جائز ہے کیونکہ آپ بھی عزیز وجلیل ہیں اس کے باوجود محمد عزوجل نہیں کہا جاتا، اسی طرح مثلاً ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں کہا جاتا۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم کہنا حرام ہے۔ یا مکروہ تنزیہی ہے صحیح یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اصحاب شافعیہ میں سے شیخ محمد الجوینی نے کہا ہے کہ لفظ سلام بھی صلوٰۃ کے حکم میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا اکٹھا ذکر کیا ہے اس لیے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے لیے لفظ سلام نہیں کہنا چاہیے۔

---

[1] علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

اور نہ غائب کے ساتھ کہنا چاہیئے کہ فلاں علیہم السلام نے یہ بات کہی، البتہ زندہ اور فوت شدہ کو اس کے ساتھ خطاب کرنا مثلاً السلام علیکم کہنا سنت ہے [1]

جو لوگ غیر نبی کو استقلالاً صلوٰۃ کے ساتھ دعا کرنے کے قائل ہیں وہ اس حدیث میں اللھم صل علی آل ابی اوفیٰ سے استدلال کرتے ہیں۔ علامہ نووی وغیرہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے اور آپ اپنا حق کسی دوسرے کو دے سکتے ہیں ہمارے لیے جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں بالعموم صلوات کا لفظ استعمال کیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اسی طرح صل علیہم میں بھی حضور کے ساتھ تخصیص ہے۔

غیر انبیاء کے لیے استقلالاً لفظ صلوٰۃ استعمال نہ کرنے کے دلائل

غیر انبیاء کے لیے لفظ صلوٰۃ استعمال نہ کرنے پر جو دلائل دیے جاتے ہیں ہم ان کی تلخیص، تحقیق اور توضیح کے ساتھ پیش کر رہے ہیں:

(۱)۔ امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں

عن ابن عباس قال: لا ینبغی الصلوٰۃ علی احد الا علی النبیین قال سفیان یکرہ ان یصلی الا علی نبی [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ نبیوں کے سوا کسی شخص پر صلوٰۃ نہیں بھیجنی چاہیے۔ سفیان نے کہا نبی کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ مکروہ ہے

عن ابن عباس قال ما اعلم الصلوٰۃ تنبغی من احد علی احد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم [3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ کا مجھے علم نہیں ہے۔

(۲)۔ قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے اہل بدعت اور روافض کا عقیدہ ہے کہ ائمہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی ہیں اور اسی بد عقیدگی کی بناء پر وہ ائمہ اہل بیت پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں اور جو کام کسی بد عقیدہ فرقہ کی بد عقیدگی کی بناء پر ہو اس کی مخالفت واجب ہے [4]

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں یہ اہل بدعت کا شعار ہے اس لیے اس کی مخالفت واجب ہے [5]

(۳)۔ ابن قیم جوزیہ نے نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجی جاتی تو سلف صالحین ان پر صلوٰۃ بھیجتے [6]

(۴)۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے عرف میں صلوٰۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہو چکی ہے جیسا کہ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ۔

۳۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵، المصنف ج ۲ ص ۵۱۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ

۴۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۶۰، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان۔

۵۔ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ شرح الشفاء ج ۳ ص ۵۱۰ علی ہامش نسیم الریاض مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

۶۔ علامہ محمد بن ابوبکر ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ، جلاء الافہام ص ۲۰۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، پاکستان۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

عرف میں عزوجل اور تبارک وتعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوگیا اس بناء پر محمد عزوجل نہیں کہا جاتا حالانکہ آپ عزیز و جلیل ہیں اسی طرح غیر نبی کے لیے علیہ الصلوٰۃ نہیں کہا جائے گا۔ ؎۱

(۵)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا" (نور: ۶۳) "رسول کے لیے ایسی دعا نہ کرو جیسی آپس میں ایک دوسرے کے لیے دعا کرتے ہو" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص دعا ہونی چاہیے اور یہ اسی وقت ہوگا جب علیہ الصلوٰۃ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کیا جائے۔ اگر عام افراد امت کے لیے بھی علیہ الصلوٰۃ کا لفظ استعمال کیا گیا تو آپ کے لیے خاص دعا نہ ہوگی۔ یہ استدلال قاضی عیاض مالکی نے کیا ہے۔ ؎۲

(۶)۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور خواص بیان فرمائے کہ آپ کی ازواج کے ساتھ امت کا نکاح حرام ہے اور جو عورت اپنے آپ کو حضور کے لیے ہبہ کر دے آپ اس سے نکاح کر سکتے ہیں اور جو شخص آپ کو ایذاء دے اس پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے، اس کے بعد آپ پر صلوٰۃ وسلام کا حکم بیان فرمایا۔ اس سیاق و سباق سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ و سلام بھی آپ کے خواص اور حقوق میں سے ہے اور اس میں عام افراد امت شریک نہیں ہیں۔

(۷)۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے دنیا میں سلام مشروع کیا، اور مرنے کے بعد استغفار اور رحمت کی دعا مشروع کی لہٰذا دعا عام مسلمانوں کا حق ہے اور صلوٰۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی لیے نماز جنازہ میں میت کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے، یوں نہیں کیا جاتا کہ میت پر صلوٰۃ ہو اور آپ کے لیے استغفار کیا جائے بلکہ ہر ایک کے لیے اس کے مقام اور حق کے مطابق کلمات کہے جاتے ہیں نیز صلوٰۃ وسلام میں جو تعظیم و تکریم کا معنی متضمن ہے وہ سرکار ہی کے مناسب ہے اور عام افراد امت کے حال کے لائق یہی ہے کہ ان کے لیے استغفار کیا جائے۔

(۸)۔ مسلمانوں کو عذاب سے نجات، مغفرت اور رحمت کی دعاؤں کی شدید ضرورت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دعاؤں کی احتیاج نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی آپ کی مغفرت اور سرخ روئی کا اعلان کر دیا ہے:
لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر (فتح: ۲) "اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرمادی ہے"۔ یوم لا یخزی اللہ النبی (تحریم: ۸) "اللہ تعالیٰ روز حشر نبی کو شرمندہ نہیں کرے گا"۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (اسراء: ۷۹) "عنقریب آپکا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا"۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (ضحیٰ: ۵) "عنقریب آپ کا رب آپ کو اس قدر دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے"۔ اس لیے آپ پر صلوٰۃ صرف آپ کی تعظیم و تکریم اور مراتب اور درجات میں ترقی کے لیے ہوتی ہے اور اس میں بھی آپ ہماری صلوٰۃ کے محتاج نہیں

؎۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔
؎۲۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۶۷ مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان۔

"آپ کا ہر بعد والا مرتبہ پچھلے مرتبہ سے بڑھ کر ہوتا ہے" اور اللہ تعالیٰ نے امت کو جو آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم دیا وہ محض آپ کی تحیت و تشریف اور تعظیم و تکریم کے لیے ہے اور اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ امت آپ کی تعظیم و توقیر کر کے اجر و ثواب پا سکے اور یہ حکم دینا امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ برخلاف عام مسلمانوں کے کیونکہ انہیں تعظیم و تکریم کے کلمات کے بجائے استغفار اور طلب رحمت کی دعاؤں کی ضرورت ہے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ عام مسلمانوں کے لیے صلوٰۃ کے ساتھ دعا نہیں کرنی چاہیے۔ علاوہ ازیں اگر نبی کے علاوہ دوسروں کے لیے صلوٰۃ بھیجی جائے تو یا سب پر بھیجی جائے گی یا بعض پر، بعض کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اگر سب پر بھیجی جائے تو مثلاً چور، ڈاکو اور شرابی اور زانی کے لیے بھی کہا جائے گا اللّٰھم صل علیہ۔ حالانکہ یہ بالکل غیر معقول ہے بلکہ ناجائز اور حرام ہے کیونکہ فاسق کی تعظیم شرعاً حرام ہے اس کے حال کے مناسب یہی ہے کہ زندگی میں اس کے لیے توفیق توبہ اور ہدایت اور مرنے کے بعد استغفار اور طلب رحمت کی دعائیں کی جائیں۔

مذکور الصدر دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صلوٰۃ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور آپ کی خصوصیت ہے اور غیر نبی کے لیے اس کا استعمال خلاف ادب اور کراہت سے خالی نہیں۔

غیر نبی کے لیے صلوٰۃ بھیجنے والوں کے شبہات اور ان کے جوابات

امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر علماء غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجنے کے قائل ہیں ان کے شبہات اور جوابات حسب ذیل ہیں۔

(۱) ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم۔ (توبہ : ١٠٣) "مسلمانوں کے اموال سے زکوٰۃ وصول کیجئے جو ان کو (گناہوں سے) پاک کرے اور ان کا تزکیہ کرے اور ان پر صلوٰۃ بھیجئے" اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرنے اور ان پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم ہے اور آپ کے بعد ائمہ اور حکام اس حکم کے مخاطب ہیں کہ وہ مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کر کے ان پر صلوٰۃ بھیجیں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ پر صلوٰۃ بھیجتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی قوم صدقہ لے کر آتی تو آپ فرماتے: اللّٰھم صل علی آل فلان اور جب میرے والد صدقہ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: اللّٰھم صل علی آل ابی اوفی[1] ----

جواب:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ پر صلوٰۃ بھیجنا محل نزاع سے خارج ہے کیونکہ گفتگو اس میں ہے کہ آیا ہمارے لیے یہ جائز ہے کہ ہم غیر نبی کو صلوٰۃ بھیجیں یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا حق اپنی شان رحمۃ للعالمینی سے کسی کو عطا کر دیں تو یہ آپ کی خصوصیت ہے جیسا کہ آپ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا جنہوں نے آپ کو ایذا دی اور آپ کی شان میں گستاخی کی لیکن امت پر واجب ہے کہ ایسے لوگوں کو سزا دے اور اللہ تعالیٰ کا صل

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ صحیح بخاری ج ١ ص ٢٠٣، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ١٣٨١ھ۔

علیهم۔ فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے نیز یہ صلوٰۃ صرف طلب رحمت کے معنی میں ہے اور امت کا صلی اللہ علیہ وسلم یا اللّٰھم صل علیہ۔ کہنا ایک ایسی تعظیم و توقیر کا شعار بن گیا ہے جو صرف انبیاء علیہم السلام کے شایانِ شان ہے۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ھوالذی یصلی علیکم وملائکتہ (احزاب: ۴۳) "وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں" نیز فرمایا اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ (بقرہ: ۱۷۵) "صبر کرنے والوں پر ہی اللہ تعالیٰ کی صلوات اور رحمت نازل ہوتی ہے" وجہ استدلال بالکل واضح ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا صلوٰۃ بھیجنا محل نزاع سے خارج ہے کیونکہ گفتگو اس میں ہے کہ کیا امت کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجے؟ نیز اللہ تعالیٰ اور فرشتے نہ مکلف ہیں نہ ان کے افعال پر بندوں کے افعال کا قیاس جائز ہے اللہ تعالیٰ جس بندے کو چاہے مار دیتا ہے۔ فرشتے روح قبض کر لیتے ہیں کیا اس پر قیاس کر کے بندوں کا کسی کو مار دینا جائز ہو گا؟ نیز اللہ تعالیٰ اور فرشتے جو صلوٰۃ بھیجتے ہیں وہ صرف نزول رحمت کے معنی میں ہے جبکہ بندوں کا صلوٰۃ کہنا ایک خاص تعظیم و توقیر کا شعار ہے۔

(۳)۔ جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر کے پاس آئے درآں حالیکہ حضرت عمر کفن میں لپٹے ہوئے تھے انھوں نے حضرت عمر سے مخاطب ہو کر کہا صلی اللہ علیک ما احد القی الی اللہ بصحیفتہ احب الی من ھذا المسجی بینکم۔ [1] "اللہ تعالیٰ تم پر صلوٰۃ نازل کرے جو لوگ اپنے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے ان سب سے زیادہ مجھے وہ محبوب ہے جو تمہارے درمیان کفن میں لپٹا ہوا ہے"۔

جواب: یہ حدیث محمد بن سعد نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے۔ اولاً تو اس کی سند میں بعض اصحابنا کے عنوان سے ایک مجہول راوی ہے اس کی سند یہ ہے:

حدثنا محمد بن سعد قال: اخبرنا بعض اصحابنا عن سفیان بن عیینۃ انہ سمع منہ ھذا الحدیث عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ قال وقال لما انتھی الیہ علی قال لہ: صلی اللہ علیک ما احد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [2] ثانیاً اس حدیث سے پہلے محمد بن سعد واقدی نے سفیان بن عیینہ سے جعفر بن محمد کی روایت ذکر کی ہے اور وہ بھی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ پورا قول مذکور ہے لیکن صلی اللہ علیک کے الفاظ نہیں ہیں محمد بن سعد نے اس کے علاوہ جعفر بن محمد کی پانچ روایات ذکر کی ہیں اور کسی میں صلی اللہ علیک کے الفاظ نہیں ہیں۔ ثالثاً یہ مجہول روایت حضرت ابن عباس کی اس روایت کے خلاف ہے جو سند صحیح سے مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا نبی کے

---

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ		طبقات کبریٰ ج ۳ ص ۳۶۹، مطبوعہ دار صادر بیروت۔
[2] " " " "

علاوہ اور کسی پر صلوٰۃ نہیں بھیجنی چاہیے۔ رابعاً: اس مجہول روایت سے بھی زیادہ سے زیادہ جواز مفہوم ہوتا ہے اور وہ کراہت کے خلاف نہیں ہے اور جمہور کا موقف یہ ہے کہ غیر نبی کے لیے استقلالاً صلوٰۃ مکروہ ہے۔ اسی طرح کچھ اور ضعیف روایات سے بھی حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غیر نبی پر صلوٰۃ پڑھنا ثابت ہے اور یہی جوابات ان میں جاری ہو جائیں گے۔

اس مسئلہ میں فریقین کے دلائل ذکر کرنے کے بعد ہم غیر نبی پر صلوٰۃ اور سلام کے بارے میں مستند علماء کی آراء پیش کر رہے ہیں۔

غیر نبی پر صلوٰۃ اور سلام کے مسئلہ میں علماء کی آراء

مالکی المذہب علماء میں سے قاضی عیاض اس مسئلہ میں لکھتے ہیں: یحییٰ بن اسحاق کی مبسوط میں ہے: امام مالک نے فرمایا: میں غیر انبیاء پر صلوٰۃ کو مکروہ قرار دیتا ہوں اور (صلوٰۃ پڑھنے کے سلسلے میں) ہم کو جو حکم دیا گیا ہے ہمیں اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔[1]

شافعی المذہب علماء میں سے علامہ نووی لکھتے ہیں:

امام مالک، امام شافعی، اور اکثرین کا مذہب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے غیر پر استقلالاً صلوٰۃ نہ بھیجی جائے اسلیئے اللھم صل علی ابی بکر یا صل علی عمر نہ کہا جائے البتہ تبعاً صلوٰۃ بھیجی جا سکتی ہے لہٰذا یوں کہا جا سکتا ہے اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد واصحابہ وازواجہ وذریتہ۔ جس طرح احادیث میں وارد ہے (اس کے بعد طویل بحث کر کے فرمایا) صحیح یہ ہے کہ غیر نبی کے لیے صلوٰۃ بھیجنا ترک ادب اور مکروہ تنزیہی ہے اور شیخ ابو محمد جوینی نے کہا ہے کہ لفظ سلام بھی صلوٰۃ کے حکم میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ اور سلام کا ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے اور سلام صرف زندوں اور مردوں کو بطور خطاب کرنا چاہیے اسلیئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے اور ابوبکر علیہ السلام یا عمر علیہ السلام نہیں کہنا چاہیے۔[2]

علامہ نووی نے کتاب الاذکار میں بھی اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے۔[3]

حنفی المذہب علماء میں سے علامہ خفاجی لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ غیر انبیاء پر صلوٰۃ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے، مکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ اس طرح خاص ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ عزوجل خاص ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلوٰۃ کی طرح آپ کے ساتھ سلام بھی خاص ہے اس لیے آپ کے علاوہ کسی کو علیہ السلام بھی نہ کہا جائے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے۔ اس لیے وہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔[4]

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۶۵ مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳[illegible]ھ

[3] ؍؍ ؍؍ ؍؍ کتاب الاذکار ص ۱۰۸، مطبعہ مصطفیٰ البابی [illegible] طبع [illegible]

[4] علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۳، ص ۵۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت

علامہ آلوسی اس مسئلہ پر طویل بحث کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:
لقانی نے شرح جوہرہ میں امام جوینی سے نقل کرکے کہا: انبیاء علیہم السلام کے غیر کے لیے تنہا سلام نہ بھیجا جائے، اس لیے علی علیہ السلام کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کہا جائے اور یہ حکم مخاطب کے علاوہ زندوں اور مردوں میں برابر ہے اور حاضر اور مخاطب کو السلام علیک کہے۔ لقانی نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ پر اجماع ہے لیکن یہ بات محل اعتراض ہے۔

در منثور میں ہے کہ سلام، صلوٰۃ کی طرح ہے سوا اس صورت کے جب حاضر یا غائب کی تحیت اور تعظیم مقصود ہو اور بعض علماء نے یہ فرق کیا ہے کہ سلام ہر مؤمن کے حق میں مشروع ہے بخلاف صلوٰۃ کے لیکن یہ بات مدعا کے خلاف ہے اس لیے مقبول نہیں ہے اور السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اول تو وہ خاص مورد ہے ثانیاً وہ سلام بالتبع ہے اور ہماری گفتگو سلام بالاستقلال میں ہے اور بعض علماء نے یہ تحقیق کی ہے کہ جو سلام زندہ اور مردہ کو شامل ہے یہ وہ سلام ہے جس سے تحیت اور تعظیم کا قصد کیا جاتا ہے جیسے ملاقات یا زیارت قبر کے وقت سلام کیا جاتا ہے جو وجوباً جواب کا مستحق ہوتا ہے خواہ وجوب فرضی ہو یا وجوب کفائی، اور جس سلام کے ساتھ دعا مقصود ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا قصد ہو یہ وہ ہے جو امت کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے لہٰذا آپ کے غیر پر یہ سلام صرف تبعاً کیا جاسکتا ہے۔ علامہ تقی الدین سبکی نے شفاء الغرام میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور اب علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ کے حکم میں ہوگا یعنی علیہ السلام من اللہ تعالیٰ، اور سلام میں وہی تعظیم ملحوظ ہوگی جو صلوٰۃ میں ہوتی ہے۔[۵]

حرف مدعا

غیر نبی پر صلوٰۃ اور سلام کی بحث میں ہم نے جو دلائل ذکر کیے اور جو عبارات نقل کی ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے اور غیر نبی پر سلام بھیجنے کی ممانعت اس سے کم درجہ کی ہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ کہا جاسکتا ہے ہم نے اس مسئلہ پر اس لیے تفصیل سے گفتگو کی ہے کہ ہم نے عام طور پر لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس مسئلہ میں جانبین سے غلو اور تشدد کرتے ہیں اور دونوں جانب سے لوگ دلائل سے خالی ہوتے ہیں اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر تفصیلی دلائل پیش کردیے جائیں۔ —— واللہ الموفق۔

باب ۳۰۹ اِرْضَاءِ السَّاعِیْ مَالَمْ یَطْلُبْ حَرَامًا
زکوٰۃ وصول کرنے والے کو راضی رکھنا

۲۳۹۰ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی قَالَ اَنَا هُشَیْمٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ وَاَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ وَابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ وَعَبْدُ الْاَعْلٰی کُلُّهُمْ عَنْ دَاوٗدَ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس زکوٰۃ وصول کرنے والا آئے تو اسے تمہارے پاس سے راضی ہو کر جانا چاہیے۔

۵۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی جز ۲۲ ص ۸۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

حَ وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ۔

تشریح اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ عاملین کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے تاکہ مسلمانوں میں خلفشار نہ ہو لیکن اگر عاملین حد سے تجاوز کریں تو اس میں ان کی موافقت نہ کی جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے حق کے مطابق سوال کیا اسے دیا جائے اور جس نے حق سے زیادہ مانگا اسے نہ دیا جائے (بخاری)

۳۰ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ کو شرح صحیح مسلم کی زیر تصنیف جلد ثانی مکمل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول عام اور بقاء دوام عطا فرمائے اور اس کے کلمات میں تاثیر عمل پیدا کرے اور شرح صحیح مسلم کی باقی جلدوں کو بھی مکمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ اجمعین۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مسجد میں نماز جنازہ کے متعلق ضمیمہ

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ بلا کراہت جائز ہے۔ [۱]

فقہاء احناف کے نزدیک مسجد میں جنازہ رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شیء له۔ [۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسجد میں (رکھے ہوئے) جنازہ پر نماز پڑھی اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ [۳]، امام عبد الرزاق [۴]، امام ابن ابی شیبہ [۵] اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ [۶]

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، علامہ ابن ہمام نے کراہت تنزیہی کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ یہ افضل اور اولیٰ کا خلاف ہے، یعنی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بھی مباح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ خارج مسجد نماز جنازہ پڑھی جائے [۷]، علامہ شامی نے بھی کراہت تنزیہی کو ترجیح دی ہے۔ [۸]

ہمارے نزدیک علامہ ابن ہمام کا قول راجح ہے کیونکہ مکروہ تحریمی وہ کام ہوتا ہے جس کے ارتکاب پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی عذاب کی وعید سنائی ہو اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے پر آپ نے کسی عذاب کی وعید نہیں سنائی بلکہ یہ فرمایا ہے اس شخص کو اجر نہیں ملے گا دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہوتا تو بعد میں صحابہ کرام مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے حالانکہ بعد میں ان کا مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا احادیث اور آثار سے ثابت ہے۔

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن هشام بن عروة قال رای ابی الناس یخرجون من المسجد لیصلوا علی جنازة فقال ما یصنع هؤلاء؟ ما صلی علی ابی بکر

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے نماز جنازہ پڑھنے کے لیے لوگوں کو مسجد سے جاتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر

---

[۱] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸، ص ۲۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ،

[۲] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[۳] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۴] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۵۲۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

[۵] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۳۶۵، ۳۶۴، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[۶] امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۴ ص ۵۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[۷] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۹۱-۹۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[۸] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

الا فی المسجد[1]

رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی گئی تھی۔

عن ابن عمر قال: صلی علی عمر فی المسجد[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی۔

اس حدیث کو امام ابن شیبہ[3] اور امام محمد نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ صلی علیہ فی المسجد وصلی علیہ صهيب.[5]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی اور حضرت صہیب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب قال صلی علی ابی بکر وعمر تجاہ المنبر.[6]

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ منبر کے سامنے پڑھی گئی۔

ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی نہیں ہے، ورنہ حضرات صحابہ کرام مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے۔ کتب ظاہر الروایۃ میں سے صرف جامع صغیر میں یہ مسئلہ مذکور ہے، امام محمد لکھتے ہیں:

وتکرہ الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد.[7]

مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے۔

کتب ظاہر الروایۃ میں یہ تفصیل اور تصریح نہیں ہے کہ اگر جنازہ مسجد کے باہر ہو اور نمازی مسجد کے اندر ہوں تو اس کا کیا حکم ہے، اس لیے مشائخ احناف کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

وعندنا اذا کانت الجنازۃ خارج المسجد لم یکرہ ان یصلی الناس علیها فی المسجد انما الکراهة فی ادخال الجنازۃ لقوله علیہ الصلوۃ والسلام جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم

جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو ہمارے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ کراہت صرف میت کو مسجد کے اندر داخل کرنے میں ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچوں اور پاگلوں

1۔ امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۵۲۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

2۔ " " " " المصنف ج ۳ ص ۵۲۶، " " " "

3۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۳۶۴، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

4۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، مؤطا امام محمد ص ۱۶۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

5۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۴ ص ۵۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

6۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۳۶۴، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

7۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، الجامع الصغیر ص ۳۹۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی

فاذا کان الصبی ینھی عن المسجد فالمیت اولی۔[۱]

کو اپنی مسجدوں سے دور رکھو، سو جب بچوں کو مسجد سے دور رکھا جائے گا تو میت کو مسجد سے دور رکھنا اولیٰ ہے۔

علامہ سید طحطاوی لکھتے ہیں:

وکلام شمس الائمۃ السرخسی یفید ان ھذا ھو المذھب حیث قال وعندنا ان کانت الجنازۃ خارج المسجد لم یکرہ ان یصلی علیھا فی المسجد۔[۲]

شمس الائمہ سرخسی کی عبارت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ احناف کا مذہب یہی ہے، کیونکہ انھوں نے کہا کہ اگر جنازہ مسجد سے باہر ہو تو ہمارے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

علامہ محمود بابرتی حنفی لکھتے ہیں:

وعندنا اذا کانت الجنازۃ خارج المسجد لم یکرہ ان یصلی الناس علیھا فی المسجد۔[۳]

جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو ہمارے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

علامہ عالم بن العلاء انصاری الدہلوی لکھتے ہیں:

وقال الشافعی لاتکرہ وعن ابی یوسف روایتان فی روایۃ کما قال الشافعی وفی روایۃ، اذا کانت الجنازۃ خارج المسجد والامام والقوم فی المسجد فانہ لایکرہ۔[۴]

امام شافعی نے کہا مسجد میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے، امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں، ایک روایت امام شافعی کے قول کے مطابق ہے اور ایک روایت میں ہے، جب جنازہ مسجد سے باہر ہو اور امام اور قوم مسجد میں ہوں تو پھر مسجد میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں یہ اختیار کیا گیا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر۔[۵] فتح القدیر، درمختار، شامی، عالم گیری اور البحر الرائق میں خلاصۃ الفتاویٰ کی اتباع میں اسی قول کو مختار قرار دیا گیا ہے، اس کے برخلاف طحطاوی، محیط اور عنایہ میں شمس الائمہ سرخسی کے اس قول کو اختیار کیا گیا ہے کہ جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو پھر مسجد میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے۔

علامہ خوارزمی لکھتے ہیں:

اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے: من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شیء لہ۔ اس حدیث میں ظرف (فی المسجد) کا تعلق اگر صلی کے ساتھ کیا جائے تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ ہوگا اور اگر ظرف کو جنازہ کی

---

[۱] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲ ص ۶۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ
[۲] علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۲۰، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ
[۳] علامہ محمد بن محمود بابرتی ۷۸۶ھ، عنایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۲ ص ۹۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[۴] علامہ عالم بن العلاء انصاری اندرپتی دہلوی متوفی ۷۸۶ھ، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۲ ص ۱۷۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۱ھ
[۵] علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۲۳-۲۲۲، مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

صفت بنایا جائے تو پھر صرف اس وقت مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہوگا جب جنازہ مسجد میں رکھا ہوا ہو، دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد کو صرف فرض نمازیں پڑھنے کے لیے بنایا گیا ہے تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے اور اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد میں نجاست کے متلوث ہونے کا خدشہ ہے تو جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہوگا، شمس الائمہ نے مبسوط میں اسی طرف میلان کیا ہے۔ [1]

علامہ ابراہیم حلبی لکھتے ہیں:

واعلم ان لفظ حدیث ابی ھریرۃ محتمل لکل من الکراھۃ فی ھذہ الصورۃ وعدمھا فان الجار والمجرور ان تعلق بالفعل اقتضی الکراھۃ وان تعلق بصفۃ النکرۃ لم یقتضھا وکذا تعلیلھم للکراھۃ بکون المسجد لم یبن لھا یقتضی الکراھۃ و تعلیلھم بخوف التلویث یقتضی عدمھا والی عدمھا مال فی المبسوط وفی المحیط وعلیہ العمل وھو المختار۔ [2]

حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں دونوں احتمال ہیں اگر ظرف کا تعلق صلّی کے ساتھ ہو تو مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے، اور اگر ظرف جنازہ کی صفت ہو تو مسجد سے باہر رکھے ہوئے جنازہ پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے، اسی طرح اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد کو اس لیے بنایا نہیں گیا تو پھر اس صورت میں بھی مکروہ ہے، اور اگر کراہت کی علت تلویث نجاست کا خدشہ ہو تو پھر اس صورت میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے، مبسوط میں اسی طرف میلان ہے اور محیط میں ہے کہ اسی پر عمل ہے اور یہی مختار ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

جب ہم کراہت کی علت تلویث مسجد کا خدشہ قرار دیں تو جب جنازہ خارج مسجد ہو تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ جنازہ کے ساتھ کچھ لوگ ہوں یا نہ ہوں، (ح) شرح المنیۃ میں ہے کہ مبسوط اور محیط کا اسی طرف میلان ہے اور اسی پر عمل ہے اور یہی مختار ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بلکہ غایت البیان اور عنایہ میں مذکور ہے کہ اس صورت میں بالاتفاق کراہت نہیں ہے (بالاتفاق کراہت اس وقت نہیں ہے جب جنازہ اور کچھ لوگ مسجد سے خارج ہوں اور جب صرف جنازہ مسجد سے خارج ہو تو اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے، عنایہ میں اسی طرح لکھا ہے، علامہ شامی کو نقل میں تسامح ہوا ہے، سعیدی غفرلہ) البحر الرائق نے اس کو رد کر دیا ہے اور النہر الفائق میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ بالاتفاق کراہت اس وقت نہیں ہے جب کچھ نمازی اور جنازہ خارج مسجد ہوں، کراہت کی جو یہ علت بیان کی گئی ہے کہ مسجد کو صرف فرض نمازوں کے لیے بنایا گیا ہے، اس میں یہ اشکال ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھنا میت کے لیے دعا ہے اور اللہ کا ذکر ہے اور دعا اور ذکر ان امور سے ہے جن کے لیے مسجد کو بنایا گیا ہے، ورنہ مسجد میں نماز استسقاء اور نماز کسوف اور دیگر دعاؤں کی بھی ممانعت ہونی چاہیے۔ [3]

---

[1] علامہ جلال الدین خوارزمی کفایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۹۱ - ۹۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[2] علامہ ابراہیم بن محمد حلبی متوفی ۹۵۶ ھ، غنیۃ المستملی ص ۴۶ ۵، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۸ - ۸۲۷، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ ھ

علامہ شامی کی رائے یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے اور حدیث شریف من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شیء لہ میں ظرف جنازہ کی صفت نہیں ہے بلکہ صلیٰ کے متعلق ہے اس پر انھوں نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر فعل کا مفعول میں کوئی ظاہر اثر نہ ہو جیسے علم اور ذکر تو مفعول مکان کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا جیسے ان شتمت زیدا فی المسجد کیونکہ شتم کا معنی ہے مشتوم کا برائی کے ساتھ ذکر کرنا، خواہ مشتوم مسجد میں ہو یا نہ ہو، زندہ ہو یا مردہ، اسی طرح ذکر میں بھی مفعول (یعنی مذکور) مکان کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا، اور اگر مفعول میں فاعل کے فعل کا ظاہر اثر ہو جیسے ضرب اور قتل تو مفعول مکان کے ساتھ مشروط ہوتا ہے، مثلاً من ذبح شاۃ فی المسجد یا من رمی صیدا فی الحرم یہاں حکم اس وقت لگے گا جب بکری کو مسجد میں ذبح کرے یا جب حرم میں شکار کو تیر مارے۔ اور میت پر نماز پڑھنا ایک ایسا فعل ہے جس کا مفعول پر (یعنی میت پر) کوئی ظاہر اثر نہیں ہے، یہ فعل صرف نماز پڑھنے والے کے ساتھ قائم ہے اس لیے من صلی علی میت فی مسجد یہ تقاضا کرتا ہے کہ صرف نمازی مسجد میں ہو خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا نہ ہو، لہٰذا اس حدیث کے الفاظ سے یہ ثابت ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا نہ ہو، اور یہی ظاہر الروایہ کے اطلاق کے بھی مناسب ہے، یہ میری منفرد تحقیق ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف مجھ پر منکشف کی ہے [۱]

ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث میں فی المسجد جنازہ کی صفت ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ کا بیان کردہ قاعدہ، قاعدہ کلیہ نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات فعل کا مفعول میں کوئی ظاہر اثر نہ ہو پھر بھی مفعول مکان کے ساتھ مشروط ہوتا ہے، مثلاً اس قول میں من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند قبرہ المکرم فیحل لہ شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قول میں بھی فعل صلیٰ ہے جس کا مفعول میں ظاہر اثر نہیں ہے اور اس قول میں مفعول مکان کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ ہر جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھنے کے لیے حصول شفاعت کی نوید نہیں ہے، البتہ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے پر چونکہ حصول شفاعت کی بشارت ہے اس لیے آپ کی قبر مبارک کے پاس آپ پر صلوٰۃ پڑھنا آپ کی شفاعت کے حصول کو مستلزم ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے:

من زارنی بالمدینۃ محتسبا کنت لہ شفیعا وشھیدا [۲]	جس شخص نے میری مدینہ میں محض ثواب کی نیت سے زیارت کی، میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

زیارت کرنا بھی ایک ایسا فعل ہے جس کا مفعول میں ظاہر اثر نہیں ہے، اس کے باوجود یہاں پر مفعول مکان یعنی مدینہ منورہ کے ساتھ مشروط ہے، اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا	جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے، میں اس کو (خصوصیت سے) سنتا ہوں، اور جو شخص دور

[۱] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
[۲] علامہ تقی الدین سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ص ۳۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور

سے مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ الابلغتہ۔[1]

اس حدیث میں بھی فعل کا مفعول میں ظاہر اثر نہیں ہے اور مفعول اس حکم میں مکان یعنی قبر انور کے ساتھ مشروط ہے۔

ہم نے جو مثالیں پیش کی ہیں ان میں سے دو میں فعل صلیٰ ہے جس کے متعلق علامہ شامی نے یہ فرمایا تھا کہ اس فعل کا مفعول میں ظاہر اثر نہیں ہوتا اور اس کا مفعول مکان کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا، اور ہم نے ان تینوں مثالوں میں مفعول کا مکان کے ساتھ مشروط ہونا واضح کر دیا ہے۔ وللہ الحمد علی ذٰلک۔ سو اس قاعدہ مخترعہ کی کلیت باطل کرنے کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ حدیث "من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شیء لہ۔" میں ظرف (فی المسجد) اگرچہ عقلی طور پر فعل اور مفعول دونوں کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے لیکن چونکہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی اور شمس الائمہ سرخسی، علامہ ابن ہمام اور دیگر فقہاء احناف نے ان احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ یہ جنازے مسجد سے باہر رکھے گئے تھے، اور نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی، اور اس صورت میں کوئی کراہت نہیں ہے، اس لیے یہ ظرف، مفعول یعنی جنازہ کی صفت ہے اور کراہت کا حکم جنازہ کے مسجد میں ہونے کے ساتھ مشروط ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کراہت کی صحیح علت تلویث مسجد ہے اور اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ظرف مفعول کے ساتھ متعلق ہو، تیسری وجہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ ہم نے تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نماز جنازہ تو دعا، ثناء اور ذکر الٰہی ہے تو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ کیسے ہوگا؟

علامہ شامی نے فرمایا کہ ظرف کا فعل کے ساتھ متعلق ہونا اطلاق کراہت کو ظاہر کرتا ہے اور یہی ظاہر الروایۃ کے مناسب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جامع صغیر کی عبارت ہے: "وتکرہ الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد" اور اس عبارت میں بھی فی المسجد، جنازے کی صفت ہے، یعنی مسجد میں رکھے ہوئے جنازے پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لیے ظاہر الروایۃ میں بھی یہ نہیں ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے۔ علامہ سرخسی نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو ہمارے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے اور علامہ سید طحطاوی نے لکھا ہے کہ علامہ سرخسی کا اس کو "ہمارے نزدیک" سے تعبیر کرنا یہ واضح کرتا ہے کہ یہی ہمارا مذہب ہے، سو یہی مذہب ہے اور یہی قول مختار ہے نہ کہ مطلقاً کراہت۔

ہر چند کہ علامہ شامی کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر لیکن ان کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے اور کراہت تنزیہی بھی اس وقت ہے جب بلاعذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جائے اور اگر عذر ہو تو ان کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا (یعنی جنازہ کو مسجد میں رکھ کر نماز پڑھنا) اصلاً مکروہ نہیں ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

مسجد میں نماز جنازہ بلا عذر مکروہ ہے اور اگر عذر ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے، بعض عذر یہ ہیں: بارش، وبا

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

یا جس کا حق نماز پڑھانا ہو اس کا معتکف ہونا اور بالتبع دیگر نمازیوں کا معتکف ہونا۔ (الی قولہ) ہاں بعض جگہ مسجد سے باہر سڑک پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور اس سے اکثر نمازیوں کی نماز کا فاسد ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ عموماً سڑکیں نجس ہوتی ہیں اور نمازی اپنی نجس جوتیاں نہیں اتارتے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سڑک پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جب کسی معاملہ میں تنگی ہو تو اس میں وسعت کی جاتی ہے اس لئے علامہ ابن ہمام کی تحقیق کے مطابق مسجد میں نماز جنازہ کے مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ کا فتویٰ دینا چاہیے اور یہ مکروہ تنزیہی اس وقت ہے جب عذر ہو ورنہ اصلاً کراہت نہیں ہے۔[1]

ہمارے ہاں جو لوگ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے وہ سڑک پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس صورت میں علامہ شامی کے نزدیک مسجد میں جنازہ رکھ کر بھی نماز جنازہ پڑھنا اصلاً مکروہ نہیں ہے تو جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا بطریق اولیٰ بلا کراہت جائز ہوگا۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ نماز جنازہ کا اصل اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ پڑھی جائے لیکن اگر تمام رشتہ داروں، محلہ داروں اور مسجد کے تمام نمازیوں کا جنازہ گاہ میں جانا لوگوں کی اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے مشکل ہو جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، (خیال رہے کہ فقہاء نے سڑک پر نماز جنازہ پڑھنے کو بھی مکروہ لکھا ہے۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۸۲۹ مطبوعہ استنبول) تو ایسی صورت میں جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر نماز پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ لوگوں کو مسئلہ بتاتے وقت لوگوں کی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اگر کسی مسئلہ میں دو قول ہوں تو اس قول کو اختیار کرنا چاہیے جس کی وجہ سے لوگ حرج میں مبتلا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج۔ (مائدہ ۶:۷) — اللہ تعالیٰ تم کو تنگی میں مبتلا کرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔

وما جعل علیکم فی الدین من حرج - (حج : ۷۸) — اللہ تعالیٰ نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ (بقرہ : ۱۸۵) — اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ تم کو مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا[2] — لوگوں کو خوشخبری دو اور ان کو متنفر نہ کرو اور ان کے لیے آسانی کرو اور ان کو مشکل اور دشواری میں نہ ڈالو۔

سو قرآن اور سنت کا منشاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل اور فقہاء احناف کے مذہب اور قول مختار کے مطابق ——— جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، دین کے احکام پر عمل کرنے میں شریعت کی دی ہوئی آسانی اور سہولت کو پہنچانے کے لیے میں نے ذہنی مشقت اٹھا کر یہ طویل تحقیق کی۔ وما توفیقی الا باللہ وان اجری الا علی اللہ، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین افضل المرسلین شفیع المذنبین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وامتہ اجمعین۔

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۱ ص ۸۲۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراجع اور مآخذ

۱۔ قرآن مجید

احادیث

۲۔ صحیح بخاری۔ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ

۳۔ صحیح مسلم۔ " " ۱۳۷۵ھ، امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ

۴۔ جامع ترمذی۔ " نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ۔

۵۔ سنن ابو داؤد۔ " مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ

۶۔ سنن نسائی۔ " نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام عبد الرحمٰن نسائی متوفی ۳۰۳ھ۔

۷۔ سنن ابن ماجہ۔ " " " امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ۔

۸۔ صحیح ابن خزیمہ۔ " مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۵ھ، امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ۔

۹۔ مؤطا امام مالک۔ " مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ۔

۱۰۔ مؤطا امام محمد۔ " نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ

۱۱۔ کتاب الآثار۔ " ادارۃ القرآن کراچی، امام " "

۱۲۔ " ۔ " مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ

۱۳۔ مسند دارمی۔ " مطبع نظامی کانپور، ۱۲۸۳ھ۔ امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ

۱۴۔ مسند امام اعظم۔ " محمد سعید اینڈ سنز کراچی۔ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ

۱۵۔ مسند احمد بن حنبل۔ " مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ۔

۱۶۔ مصنف عبد الرزاق۔ " مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۲ھ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ۔

۱۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ " ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ امام ابو بکر عبد اللہ بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ

۱۸۔ سنن سعید بن منصور " مجلس علمی بیروت۔ امام سعید بن منصور۔

۱۹۔ سنن دار قطنی، " نشر السنۃ ملتان۔ امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۲۸۵ھ۔

۲۰۔ سنن کبریٰ، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ۔
۲۱۔ خصائص کبریٰ ″ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔
۲۲۔ مجمع الزوائد ″ المکتبۃ القدسی دار الکتب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ، حافظ نور الدین الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ۔
۲۳۔ المستدرک ″ دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن ۱۳۳۴ھ، امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ۔
۲۴۔ الجوہر النقی ″ نشر السنۃ ملتان علامہ علاء الدین ترکمانی متوفی ۸۴۵ھ
۲۵۔ شمائل ترمذی ″ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ
۲۶۔ نصب الرایہ ″ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ، حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ
۲۷۔ مشکوٰۃ ″ اصح المطابع دہلی۔ ″ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ
۲۸۔ کشف الاستار عن زوائد البزار مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۴ھ۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ۔
۲۹۔ شرح معانی الآثار، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۰ھ، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ

تفاسیر

۳۰۔ احکام القرآن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ، علامہ ابو بکر جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ
۳۱۔ تفسیر کبیر ″ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ، امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ
۳۲۔ الجامع لاحکام القرآن مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۹۶۷ء، علامہ ابو عبد اللہ احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ
۳۳۔ تفسیر خازن مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور، علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ
۳۴۔ عنایت القاضی مطبوعہ دار صادر بیروت، علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ۔
۳۵۔ تفسیر ابو سعود علی ہامش الکبیر مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ، علامہ ابو سعود حنفی متوفی ۹۸۲ھ۔
۳۶۔ تفسیر روح البیان مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ
۳۷۔ تفسیر مظہری، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ
۳۸۔ تفسیر عزیزی ″ مطبع فاروقی دہلی، شاہ عبد العزیز متوفی ۱۲۳۹ھ
۳۹۔ تفسیر روح المعانی ″ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ
۴۰۔ مدارک التنزیل مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور، علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ۔
۴۱۔ البحر المحیط، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۳ھ، علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی متوفی ۷۵۴ھ۔
۴۲۔ احکام القرآن، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، علامہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ۔
۴۳۔ تفسیر فتح البیان ″ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر ۱۳۰۱ھ، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ
۴۴۔ حاشیۃ القرآن، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، شیخ محمود الحسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ۔
۴۵۔ بیان القرآن ″ ″ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ۔
۴۶۔ خزائن العرفان ″ مکتبہ رضویہ کراچی، صدر الافاضل محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۴۷ معارف القرآن ، ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۰ھ ، مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ۔

علوم قرآن

۴۸ البرہان فی علوم القرآن ، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔ علامہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی متوفی ۷۹۴ھ۔

۴۹ الاتقان فی علوم القرآن ، سہیل اکیڈمی لاہور ۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔

شروح الحدیث

۵۰ تحقیق الکواکب الدراری شرح البخاری مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۱ھ ، علامہ محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ۔

۵۱ عمدۃ القاری مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ ، علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ۔

۵۲ فتح الباری ، " دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ ، علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ۔

۵۳ ارشاد الساری " مطبع میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ۔

۵۴ فیض الباری " مطبع حجازی مصر ۱۳۵۷ھ شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ

۵۵ تفہیم البخاری " مکتبہ نبویہ رضویہ فیصل آباد ، مولانا غلام رسول رضوی ۔

۵۶ شرح مسلم للنواوی " نور محمد اصح المطابع کراچی ، ۱۳۵۷ھ ، علامہ یحیی بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ۔

۵۷ اکمال اکمال المعلم " دار الکتب العلمیہ بیروت ، علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ

۵۸ مکمل اکمال المعلم " " " " علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ

۵۹ السراج الوہاج " مطبع صدیقی بھوپال ۱۳۰۲ھ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ

۶۰ فتح الملہم " مکتبۃ الحجاز کراچی شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ۔

۶۱ تحفۃ الاحوذی " نشر السنۃ ملتان شیخ عبد الرحمن مبارکپوری متوفی ۱۳۵۲ھ۔

۶۲ بذل المجہود " مکتبہ قاسمیہ ملتان شیخ خلیل احمد سہارنپوری متوفی ۱۳۴۶ھ

۶۳ تمہید (شرح موطا) " مکتبہ قدوسیہ لاہور ۱۴۰۴ھ حافظ ابو عمر ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ۔

۶۴ شرح الموطا " المطبعۃ الخیریہ مصر علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ۔

۶۵ مرقات " مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ھ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ۔

۶۶ اشعۃ اللمعات " ، مطبع تیج کمار لکھنؤ شیخ عبد الحق محدث دہلی متوفی ۱۰۵۲ھ۔

اسماء رجال

۶۷ تاریخ بغداد مطبوعہ مکتبہ سلفیہ ، مدینہ منورہ ، حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ

۶۸ تہذیب التہذیب مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۶ھ ، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

۶۹ لسان المیزان ، مطبوعہ دائرۃ المعارف ۱۳۳۰ھ ، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ۔

۷۰ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل شیخ صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی
۷۱ المقاصد الحسنۃ، مطبوعہ مکتبۃ الخانجی مصر، ۱۳۷۵ھ، ابوالخیر شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ۔
۷۲ التعلیق المغنی، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، شیخ محمد شمس الحق عظیم آبادی۔

لغات

۷۳ المفردات مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ، علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ
۷۴ نہایہ ״ مؤسسۃ مطبوعاتی ایران ۱۳۶۴ھ علامہ محمد بن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ھ۔
۷۵ تہذیب الاسماء واللغات مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نواوی ۶۷۶ھ۔
۷۶ لسان العرب مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ۔ علامہ جلال الدین ابن منظور مصری متوفی ۷۱۱ھ۔
۷۷ قاموس، مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنو۔ علامہ مجد الدین فیروز آبادی۔
۷۸ المنجد، مطبوعہ، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۷۵ع، لوئیس معلوف الیسوعی۔
۷۹ مجمع بحار الانوار مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنو۔ علامہ محمد طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ
۸۰ لغات الحدیث مطبوعہ مطبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔ شیخ وحید الزمان متوفی ۱۳۳۸ھ۔

فضائل وسیرت

۸۱ شفاء۔ مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان، قاضی عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ
۸۲ نسیم الریاض مطبوعہ دار الفکر بیروت علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ
۸۳ شرح الشفاء، مطبوعہ ״ ״ ملا علی قاری ہروی متوفی ۱۰۱۴ھ۔
۸۴ جلاء الافہام ״ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد علامہ شمس الدین ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ۔
۸۵ وفاء الوفاء ״ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۴ھ علامہ علی ابن احمد سمہودی متوفی ۹۱۱ھ۔
۸۶ سعادت الدارین علامہ یوسف نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ۔
۸۷ کتاب الاذکار، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ، مصر، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
۸۸ الصارم المسلول، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، شیخ ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ۔
۸۹ لواقح الانوار القدسیہ مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ، مصر، علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ
۹۰ مدارج النبوت مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
۹۱ الوفاء باحوال المصطفےٰ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، علامہ عبد الرحمن ابن جوزی متوفی ۵۹۶ھ۔
۹۲ زاد المعاد، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ، مصر، ۱۳۶۹ھ علامہ ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ۔
۹۳ شرح المواہب اللدنیہ مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ،
۹۴ البدایہ والنہایہ مطبوعہ دار الفکر بیروت حافظ ابو الفداء ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

۹۵ انسان العیون مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ، مصر ۱۳۸۴ھ، علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ۔

۹۶ الطبقات الکبریٰ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ، امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ۔

۹۷ استیعاب مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ حافظ ابو عمرو ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ۔

۹۸ اصابہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

۹۹ اسد الغابہ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان طہران، علامہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی فی المعروف بابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ

۱۰۰ تاریخ یعقوبی مطبوعہ مرکز انتشارات علمی ایران، شیخ احمد بن ابی یعقوب متوفی ۲۷۸ھ۔

۱۰۱ اکمال فی اسماء الرجال مطبوعہ اصح المطابع دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ۔

فقہ حنفی

۱۰۲ مبسوط (کتاب الاصل) مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ۔

۱۰۳ شرح سیر کبیر مطبوعہ المکتبۃ للثورۃ الاسلامیہ افغانستان ۱۴۰۵ھ، علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ۔

۱۰۴ مبسوط (شرح الکافی) مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۰ھ، 〃 〃 〃

۱۰۵ فتاویٰ قاضی خان مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ، علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ۔

۱۰۶ فتاویٰ النوازل مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ علامہ ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ۔

۱۰۷ بدائع الصنائع مطبوعہ ایچ، ایم سعید اینڈ کمپنی، علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ۔

۱۰۸ ہدایہ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ۔

۱۰۹ عنایۃ، مطبوعہ 〃 〃 〃 علامہ محمد بن محمد بابرتی متوفی ۷۸۶ھ

۱۱۰ بنایہ، مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ، علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ۔

۱۱۱ کفایہ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر علامہ جلال الدین خوارزمی۔

۱۱۲ فتح القدیر مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ۔

۱۱۳ البحر الرائق مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ۔

۱۱۴ منحۃ الخالق مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ۔

۱۱۵ تبیین الحقائق مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ۔

۱۱۶ حاشیۃ الشلبی علی التبیین مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان. علامہ شلبی۔

۱۱۷ در مختار، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ، علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ۔

۱۱۸ رد المحتار 〃 〃 〃 〃 علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ۔

۱۱۹ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۵ھ، علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ۔

۱۲۰ مراقی الفلاح، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ۔

۱۲۱ حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ، علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ۔

۱۲۲	غنیۃ المستملی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی	علامہ ابراہیم بن محمد حلبی متوفی ۹۵۶ھ
۱۲۳	صغیری ، ″ ″ ″	″ ″ ″
۱۲۴	درر الاحکام فی شرح غرر الحکام	ملا خسرو متوفی ۸۸۵ھ
۱۲۵	حاشیۃ الدرر والغرر	مولانا عبد الحلیم
۱۲۶	جامع الرموز مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ایران ، ۱۴۰۱ھ	علامہ محمد خراسانی اقہستانی متوفی ۹۶۲ھ
۱۲۷	الجوہرۃ النیرۃ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان	علامہ ابو بکر بن علی حداد متوفی ۸۰۰ھ
۱۲۸	عالمگیری ، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر ، ۱۳۱۰ھ ،	ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ ،
۱۲۹	بزازیہ ، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر ، ۱۳۱۰ھ	علامہ محمد بن شہاب ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ
۱۳۰	رسائل ابن عابدین مطبوعہ سہیل اکیڈمی ملتان ۱۳۹۶ھ	علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ
۱۳۱	العقود الدریۃ مطبوعہ ″ ″	″ ″ ″
۱۳۲	تقریرات رافعی مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ، ۱۴۰۴ھ	شیخ عبد القادر رافعی مفتی الدیار المصریہ
۱۳۳	فتاویٰ عبد الحیٔ ، ″ ″	مولانا عبد الحیٔ لکھنوی ، متوفی ۱۳۰۴ھ
۱۳۴	فتاویٰ رضویہ ، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد ،	اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ
۱۳۵	الزبدۃ الزکیہ ، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی ،	″ ″ ″
۱۳۶	بہار شریعت ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی ،	مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ ،
۱۳۷	فتاویٰ رشیدیہ ، مطبوعہ محمد سعید اینڈ کمپنی کراچی .	شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ .
۱۳۸	فتاویٰ دار العلوم دیوبند ، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ،	شیخ عزیز الرحمان و مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ
۱۳۹	انسانی اعضاء کی پیوند کاری ، مطبوعہ مجلس تحقیق حاضرہ کراچی ،	مفتی محمد شفیع ، متوفی ۱۳۹۶ھ
۱۴۰	پراویڈنٹ فنڈ پر سود اور زکوٰۃ کا مسئلہ ، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ،	″ ″ ″
۱۴۱	اوزان شرعیہ مطبوعہ ، ادارۃ المعارف کراچی ،	″ ″
۱۴۲	رسائل و مسائل ، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز ، لاہور ،	سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ
۱۴۳	۵ ۔ اے ذیلدار پارک (اردو مجالس سید مودودی) مطبوعہ البدر پبلیکیشنز ، ۱۹۷۵ء ،	سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ

فقہ شافعی

۱۴۴	کتاب الام ، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۳ھ ،	امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ
۱۴۵	المہذب ، مطبوعہ دار الفکر بیروت ،	شیخ ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ
۱۴۶	شرح المہذب ″ ″ ″	علامہ یحییٰ بن شرف متوفی ۶۷۶ھ
۱۴۷	فتح العزیز شرح الوجیز ، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔	علامہ ابو القاسم محمد رافعی متوفی ۶۲۳ھ
۱۴۸	مغنی المحتاج ، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ،	علامہ محمد قزوینی الخطیب من قرن العاشر

۱۴۹ اتحاف سادۃ المتقین مطبوعہ مطبع میمنہ ، ۱۳۱۱ھ علامہ سید محمد زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ۔

فقہ مالکی

۱۵۰ بدایۃ المجتہد مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ قاضی ابوالولید ابن رشد اندلسی متوفی ۵۹۵ھ

فقہ حنبلی

۱۵۱ المغنی، مطبوعہ دارالفکر بیروت، علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۳۰ھ۔

فقہ ظاہری

۱۵۲ المحلی، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۹ھ شیخ علی بن احمد بن حزم اندلسی متوفی ۴۰۵ھ
۱۵۳ مسک الختام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ۔

فقہ جعفری

۱۵۴ توضیح المسائل مطبوعہ سازمان تبلیغ اسلامی ایران ۱۴۰۴ھ، شیخ روح اللہ خمینی

مذاہب اربعہ

۱۵۵ نیل الاوطار، مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ، مصر ۱۳۹۸ھ، شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ۔
۱۵۶ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ مطبوعہ دارالفکر بیروت، علامہ عبدالرحمان الجزیری
۱۵۷ میزان الشریعۃ الکبریٰ، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۹ھ، علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

عقائد و کلام

۱۵۸ شرح عقائد نسفی مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، علامہ سعدالدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ،
۱۵۹ شرح مواقف، مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنو۔ میر سید شریف متوفی ۸۱۶ھ۔
۱۶۰ شرح فقہ اکبر، " مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ، مصر ۱۳۷۵ھ، ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۱۶۱ حاشیۃ الخیالی، " حاجی عبدالحکیم اینڈ سنز پشاور، علامہ شمس الدین خیالی۔
۱۶۲ المنقذ من الضلال، " ہیئۃ الاوقاف لاہور، ۱۴۰۵ھ، علامہ محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ
۱۶۳ الیواقیت والجواہر، " مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ، مصر ۱۳۷۸ھ، علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ
۱۶۴ ہدیۃ المہدی، مطبوعہ، ہیور پریس دہلی، ۱۳۲۵ھ، شیخ وحیدالزمان متوفی ۱۳۴۸ھ،

متفرقات

۱۶۵ الصواعق المحرقہ مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۵ھ۔ — علامہ ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ،

۱۶۶ کتاب التعریفات " انتشارات ناصر خسرو، ایران، — میر سید شریف متوفی ۸۱۶ھ،

۱۶۷ الجامع اللطیف — محمد جار اللہ متوفی ۹۸۵ھ،

۱۶۸ فتاویٰ حدیثیہ مطبوعہ، مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ، مصر ۱۳۵۶ھ، — علامہ ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ

۱۶۹ سباحۃ الفکر — مولانا عبد الحیٔ لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ،

۱۷۰ الکبریت الاحمر، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ، مصر ۱۳۷۸ھ، — علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ

۱۷۱ الحاوی للفتاویٰ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، — علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

۱۷۲ الاعتصام، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، — علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی متوفی ۷۹۰ھ۔

۱۷۳ بوادر نوادر، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۲ء — شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ۔

۱۷۴ براہین قاطعہ مطبوعہ مطبع بلالی ساڈھورہ — شیخ خلیل احمد انبیٹھوی متوفی ۱۳۴۶ھ

۱۷۵ اسلام اور موسیقی، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۶۸ء — شاہ محمد جعفر پھلواروی

۱۷۶ المہند علی المفند مطبوعہ کتب خانہ دیوبند۔ — شیخ خلیل احمد انبیٹھوی متوفی ۱۳۴۶ھ۔

۱۷۷ دو اسلام، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ — ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔

۱۷۸ مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۷۰ء، — حضرت مجدد الف ثانی متوفی ۱۰۳۴ھ۔

۱۷۹ الفتاویٰ الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ، القاہرہ ۱۴۰۰ھ۔

۱۸۰ احسن الفتاویٰ، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی ۱۴۰۰ھ، — مفتی رشید احمد کراچی۔

۱۸۱ الابریز من کلام سیدی عبد العزیز دباغ مطبوعہ مصطفےٰ البابی واولادہ مصر، سیدی احمد بن عبد المبارک۔

WWW.NAFSEISLAM.COM